رو داد مجلس شوریٰ

جماعت اسلامی ہند

جلد دوم

مئی ۱۹۶۷ تا مئی ۱۹۸۹

مرتبہ
شعبہ تنظیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کی رودادوں فیصلوں اور قراردادوں کی پہلی جلد (اگست ۴۸ء سے جولائی ۶۶ء تک) شائع کی جاچکی ہے۔

الحمد للہ کہ اب دوسری جلد بھی جو مئی ۱۹۶۷ء سے مئی ۱۹۸۹ء تک منعقد ہونے والی مرکزی مجلس شوریٰ کی رودادوں، فیصلوں اور قراردادوں وغیرہ پر مشتمل ہے، شائع کی جارہی ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ یہ سب کے لیے نافع ہو۔

شعبۂ تنظیم

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۱۲؍ مئی تا ۱۸؍ مئی ۱۹۶۷ء

الحمدللہ مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ۱۲؍ مئی ۱۹۶۷ء سے شروع ہو کر ۱۸؍ مئی ۱۹۶۷ء کو اختتام پذیر ہوا۔ کارروائی بعد نمازِ جمعہ بوقت ۳ بجے مرکز جماعتِ اسلامی ہند کی نئی عمارت واقع بازار چتلی قبر دہلی میں شروع ہوئی۔ جملہ ۱۶ نشستیں زیرِ صدارت محترم امیر جماعت مولانا ابواللیث صاحب منعقد ہوئیں، درج ذیل حضرات شریکِ اجلاس ہوئے:

۱۔ جناب نجات اللہ صاحب صدیقی علیگڑھ، (۲) جناب شمس پیرزادہ صاحب بمبئی (۳) جناب عبدالرزاق صاحب لطیفی حیدر آباد (۴) جناب کے سی عبداللہ صاحب کیرلہ (۵) جناب مولانا عروج قادری صاحب رامپور (۶) جناب محمد مسلم صاحب مرکز دہلی (۷) جناب انیس الدین احمد صاحب بہار (۸) جناب مولانا نظام الدین صاحب بھوپال (۹) جناب محمد شفیع مونس صاحب دہلی (۱۰) جناب مولانا سید حامد علی صاحب رامپور (۱۱) جناب سید حامد حسین صاحب مرکز دہلی (۱۲) جناب افضل حسین صاحب مرکز دہلی (۱۳) محمد یوسف قیّم جماعت

مولانا صدرالدین صاحب علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اور جناب محمد عبدالحیٔ صاحب اپنی بعض مصروفیات کی وجہ سے ۱۴؍ مئی کی صبح سے شریکِ اجلاس ہوئے۔

تلاوتِ کلام پاک کے بعد اجتماع کی کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے محترم امیر جماعت نے فرمایا کہ ایجنڈے کے مطابق سب سے پہلے گزشتہ اجلاس کی رُوداد کی خواندگی ہونی چاہیئے لیکن اس اجلاس میں شوریٰ کو قحط کی صُورتِ حال اور اس کے سلسلے میں اپنی ذمّہ داریوں کے سوال پر بھی غور کرنا ہے جس پر ایک روز پہلے اُمرائے حلقہ جات نے بھی اپنے اجتماع میں کچھ غور و مشورہ کیا ہے اور اس سلسلے میں کچھ حضرات کی طرف سے یہ تجویز بھی سامنے آئی ہے کہ ریلیف کا کام زیادہ یکسوئی اور وُسعت کے ساتھ انجام دینے کے لیے آئندہ کُل ہند اجتماع کو اور مؤخر کر دینا چاہیئے۔ اس لیے مُناسب معلُوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اِنہی دونوں مسئلوں پر غور کر لیا جائے تاکہ اُمراء کی روانگی سے پہلے ان کو ان اُمور کے بارے میں شوریٰ کے فیصلوں سے آگاہ کیا جا سکے۔

قحط ریلیف ہفتہ

چنانچہ پہلے ملک کے قحط زدہ علاقوں کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا جسمیں ان علاقوں سے تعلق رکھنے والے ارکان شوریٰ نے خاص طور سے حصّہ لیا نیز بہار اور یوپی میں اسوقت تک ریلیف کا جو کام جماعت کیطرف سے انجام دیا جا چکا ہے اسکی رپورٹ بھی سامنے آئی جسکے بعد طے کیا گیا:-

(۱) قحط زدہ علاقوں میں ریلیف کا کام انجام دینا ہماری ایک بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ اس لیے فی الحال بہار مشرقی اور وسطی یوپی میں وسیع پیمانہ پر ریلیف کا کام ہمیں انجام دینا چاہیئے اور اگر ضرورت محسُوس ہو تو مدھیہ پردیش میں بھی۔ لیکن اس غرض کے لیے کُل ہند اجتماع کو جو حیدرآباد میں آئندہ نومبر میں ہونے والا ہے مؤخر کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اُمیّد ہے کہ قحط زدہ علاقوں میں بھی صُورتِ حال بہتر ہو جائے گی اور خدانخواستہ ریلیف کی ضرورت بعد کو بھی باقی رہی تو اجتماع کا انعقاد خود اس مقصد کیلئے بھی انشاءاللہ مُفید ثابت ہوگا۔

(۲) ۴ جُون تا ۱۱ جُون ۱۹۶۷ء ایک آل انڈیا قحط ریلیف ہفتہ منایا جائے اور ۲۵ پیسے کے فلیگ اور ۲۰-۲۰ شیٹ کی رسید بکیں طبع کرا کے ریلیف فنڈ کیلیے رقمیں اکٹھا کی جائیں اور جو امدادی رقوم یا دوائیں اور کپڑے وغیرہ جمع ہوں ان کو احساسِ ذمّہ داری کے ساتھ قحط زدہ علاقوں کے مستحقین تک پہنچانے کی کوشش کی جائے اور اس کا باقاعدہ حساب و کتاب رکھا جائے۔

(۳) جس طرح اب تک ریلیف پہنچانے میں بلا لحاظ مذہب و ملّت صرف مستحقین کا خیال رکھا جاتا

رہا ہے، اسی طرح آئندہ قحط ریلیف کے پہنچانے کے سلسلے میں بھی انہی سابقہ روایات کو پورے طور پر ملحوظ رکھا نیز فنڈ اکٹھا کرنے کے سلسلے میں مسلم وغیر مسلم سب کے پاس پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

(۴) قحط ریلیف پہنچانے کا کام حتی الامکان اواخر اگست ۶۷ء تک ختم کر دیا جائے۔

(۵) ریلیف کے کام کے ساتھ لوگوں کی اخلاقی تربیت بھی پوری توجہ دی جائے۔ مثلاً ذخیرہ اندوزی کی روک تھام، مصیبت زدگان کو صبر و استقامت کی تلقین۔ لوگوں کو سمجھانا کہ حتی الوسع ہاتھ پھیلانے سے پرہیز کریں۔ اپنے ہاتھ پیر کو کام میں لاکر کچھ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ غلط روی سے بچیں اور اپنے مالک سے رشتہ جوڑیں اور اسی کی ذات پاک پر بھروسہ کریں۔

اس کے بعد گذشتہ اجتماع شوریٰ کی روداد پڑھ کر سنائی گئی اور کچھ باتوں کی وضاحت اور تصحیح کے بعد ارکانِ شوریٰ نے اس پر اپنے تصدیقی دستخط ثبت کیے۔

اس کے بعد قیم جماعت نے سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس پر ارکانِ شوریٰ نے مختلف سوالات کیے جن کی وضاحت کی گئی اور کچھ ارکانِ شوریٰ نے کاموں اور خود رپورٹ کی تیاری کے سلسلہ میں کچھ مشورے بھی دیئے جو نوٹ کر لیے گئے۔ ارکانِ شوریٰ نے اس بات پر خاص طور سے تشویش کا اظہار کیا کہ کچھ مقامی جماعتوں اور بعض حلقوں کے امرار کی طرف سے رپورٹیں بروقت یا مکمل شکل میں موصول نہیں ہوتیں۔ جس کا اثر سالانہ رپورٹ کی تیاری پر بھی پڑتا ہے اور کاموں کا صحیح نقشہ سامنے نہیں آپاتا۔ چنانچہ طے کیا گیا کہ اس صورتِ حال کی اصلاح کی طرف انھیں خاص طور سے متوجہ کیا جائے۔

سالانہ رپورٹ کے بعد مرکزی بیت المال کا گوشوارہ آمد و صرف مع آڈیٹر رپورٹ نیز مرکزی شعبہ جات کے بارے میں آڈیٹر کی رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی جس کی وضاحت طلب باتوں کی وضاحت کے بعد شوریٰ نے تصدیق کی۔

ایجنڈے کی بعض دیگر دفعات کے تحت جماعت کے داخلی نظم، رفتار کی، خامیوں کوتاہیوں، ملک میں اپنی موجودہ رفتارِ کار اور موانع و مشکلات وغیرہ پہلوؤں پر بہت تفصیل سے گفتگو ہوئی اور ان کے سلسلے میں کچھ ضروری فیصلے کئے گئے یا ان کے بارے میں ارکانِ شوریٰ کی طرف سے جو مشورے سامنے آئے انکو نوٹ کر لیا گیا۔

تنظیمی حلقوں کی نئی تشکیل

تنظیمی حلقوں کے سلسلہ میں ارکانِ شوریٰ نے مشورہ دیا کہ تنظیمی حلقوں کی ریاست وار تشکیل کی جانی چاہیئے اِلّا یہ کہ کسی حلقہ کے حالات اس کو عملی جامہ پہنانے میں مانع ہوں اور یہ کہ اگر کسی ریاست کے حالات ایسے ہوں کہ اس کو حلقہ قرار دینا دشوار ہو تو حسبِ حالات اس کی نگرانی براہِ راست مرکز سے متعلق رکھی جا سکتی ہے یا اُسے قریبی حلقہ سے مُلحق کیا جا سکتا ہے۔

اس مشورے کے مُطابق عملی اقدام کے سلسلے میں بھی بعض ارکانِ شوریٰ نے کچھ مشورے دیئے جسے امیرِ جماعت نے نوٹ کر لیا۔ ارکانِ شوریٰ نے یہ بھی مشورہ دیا کہ حلقوں کی مجالسِ مشاورت کا انتخاب جماعت کی چار سالہ میقات کے آغاز اور وسط میں دو دو سال کے لیے ہونا چاہیئے، اور اگر حلقہ کی تشکیلِ نو وغیرہ کی بنا پر درمیانی عرصے میں انتخاب ہو تو بھی اختتام اسی کے مُطابق ہونا چاہیئے۔

شوریٰ میں یہ بات بھی زیرِ غور آئی کہ نئی پالیسی و پُروگرام نئی میقات شروع ہونے ہی پر طے کیا جا سکتا ہے جس کے سلسلے میں ارکانِ جماعت اور حلقوں کی مجالسِ مشاورت کا مشورہ بھی حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے اس سے خاصی تاخیر کے بعد ہی نئی پالیسی اور پُروگرام طے پاتا ہے آئندہ اگر ان کے مشورے میقات شُروع ہونے سے پہلے ہی مرکز پہنچ جائیں تو نئی میقات میں پالیسی اور پروگرام طے کرنے میں سہولت ہو سکتی ہے چنانچہ طے کیا گیا کہ:۔

اُمرائے حلقہ جات کو ہدایت کی جائے کہ میقات ختم ہونے سے پہلے ہی آئندہ میقات کی پالیسی اور پروگرام کے بارے میں اپنے اپنے حلقہ سے ارکان کی رائیں اور مشورے حاصل کر لیں اور پھر ان کی روشنی میں اپنی مجلسِ مشاورت کے مشوروں کے مُطابق آئندہ کے بارے میں ان کی رائیں اپنی رایوں اور سفارشات کے ساتھ ۲۱ مارچ ۱۹۶۸ء سے قبل مرکز بھیج دیں تاکہ نئی شوریٰ کو آئندہ میقات کیلئے اپنی پالیسی پر غور کرنے میں سہولت ہو۔

تصنیف و تالیف

تصنیف و تالیف کی ضروریات، دعوتی لٹریچر کی اہمیت بالخصوص غیر مسلموں کے لیے لٹریچر کی کمی اور دوسری کئی چیزیں زیرِ غور آئیں اور طے کیا گیا کہ:۔

مولانا جلال الدین صاحب انصر رسالت کے موضوع پر ایک کتاب مستشرقین اور غیر مسلمین اور مسلمانوں میں مسخ شدہ تصورات کو سامنے رکھ کر ترتیب دیں۔

• مولانا سید احمد عروج قادری صاحب رسالہ "زندگی" میں شائع شدہ مضامین پر نظرِ ثانی کا انتظام کریں اور ان مضامین کو مکتبہ کی طرف سے شائع کیا جائے۔

• جناب محمد مسلم صاحب مدیر "دعوت" کو ذمہ دار بنایا گیا ہے کہ وہ دعوت میں شائع شدہ مضامین کے مجموعے الگ الگ عنوانات کے تحت مرتب کرائیں جو مرکزی مکتبہ جماعتِ اسلامی ہند سے شائع کرائے جائیں۔

ہندی رسالہ "کانتی" کو ہفتہ وار بنانے کا مسئلہ بھی زیرِ غور آیا۔ یہ فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے کہ اس کے امکانات کا جائزہ لیا جائے اور اگر ممکن ہو تو اسے ہفتہ وار بنا دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مزید کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

اعلیٰ تعلیم کی درس گاہ

گذشتہ اجلاس شوریٰ منعقدہ جنوری ۱۹۶۷ء میں طے ہوا تھا کہ "اعلیٰ تعلیم کی درس گاہ کے نفاذ کی مرکز تدبیر کرے اور ۱۹۶۷ء کے تعلیمی سال سے نفاذ عمل میں آ سکے تو بہتر ہے۔"

اس فیصلہ پر عمل درآمد کے سلسلے میں جو پیش رفت ہوئی تھی اور جو مزید دشواریاں درپیش ہیں امیرِ جماعت نے ان کی وضاحت کی جس کے بعد یہ طے پایا کہ:-

مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس تعلیمی اسکیم کے نفاذ کی عملی تدابیر پر غور کر کے اپنی سفارشات تین ماہ میں مرکز کے سامنے پیش کرے۔

۱- جناب محمد عبدالحی صاحب ۲- جناب محمد مسلم صاحب ۳- جناب محمد شفیع صاحب مونس ۴- جناب منظور الحسن صاحب ہاشمی ۵- جناب افضل حسین صاحب (داعی)

کمیٹی مشورے میں کچھ دوسرے حضرات کو بھی شریک کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

مسلم مجلس مشاورت

اس کے بعد ملک کے حالات بالخصوص جنرل الیکشن نیز مسلم مجلس مشاورت کے رول اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کی نوعیت کے بارے میں تفصیلی تبادلۂ خیال ہوا۔ مجلس مشاورت کے ضمن میں طے کیا گیا کہ:-

حسبِ سابق مجلس میں شرکت اور اس کے ساتھ تعاون جاری رکھا جائے۔ البتہ اس کی

ممبرسازی اور الیکشن سے متعلق اس کی کسی سرگرمی میں حصّہ نہ لیا جائے۔

اِس کے بعد محترم امیرِ جماعت نے مجلسِ مشاورت کے گُذشتہ اجلاس میں جو تجویز پیش کی تھی اسکی تفصیل بیان کی۔ ارکانِ شوریٰ نے اس سے اپنے اتفاق کا اظہار کیا۔

اِس تجویز کا خُلاصہ یہ ہے کہ مجلسِ مشاورت کے ڈھانچے میں ایسی تبدیلیاں لائی جائیں کہ مجلس میں مُسلمانوں کی مختلف جماعتوں اور ان کے نمایاں مکاتبِ فکر اور ملّت کے اہم اور ممتاز افراد کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہو سکے نیز یہ کہ اجتماعِ لکھنؤ (اگست ۱۹۶۴ء) کی قراردادوں کی روشنی میں مجلس کے مقاصد کو واضح اور متعین کیا جائے۔

سب سے آخر میں ۶۷-۱۹۶۸ء کا بجٹ پیش ہوا۔

آمد کا اندازہ مع تحویل	۱,۲۸,۵۲۰,۰۰ — ۹
اور صرف کا اندازہ	۲,۰۷,۰۵۰ — ۰
خسارہ	۷۸,۵۲۹ — ۹۱ تھا

طے کیا گیا کہ اس خسارہ کو قرض لے کر یا مکان ۱۵۲۵ اسُو ئیوالان فروخت کر کے پورا کیا جائے گا۔

وقت کی کمی کی وجہ سے بقیہ مسائل ملتوی کر دیئے گئے اور دُعا کے بعد ۱۲ بجے شب میں اجتماع ختم ہوا۔

محمد یوسف

۱-۸-۶۷ء

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۱۵ مئی تا ۲۳ مئی ۱۹۶۸ء

الحمد للہ کہ جماعتِ اسلامی ہند کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ۱۵ مئی ۶۸ء سے شروع ہو کر ۲۳ مئی ۶۸ء کو بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

اِس اجلاس میں تمام ارکانِ شوریٰ شریک ہوئے۔ امیر جماعت مولانا ابواللیث صاحب نے خطبۂ مسنونہ اور مختصر تمہیدی کلمات سے کارروائی کا افتتاح کیا۔ اِس کے بعد نومبر ۱۹۶۷ء اور اپریل ۶۸ء کی مجلسِ شوریٰ کی رُودادیں پڑھ کر سُنائی گئیں، اور ارکان نے اپنے دستخط ثبت کیے۔

میقاتی پروگرام

اِس اجلاس کا خاص مسئلہ موجودہ چہار سالہ میقات کیلئے پالیسی اور پروگرام کا طے کرنا تھا چنانچہ اس سلسلے میں مختلف تنظیمی حلقوں کی مجالسِ مشاورت، نیز ارکانِ جماعت کی طرف سے جو رائیں اور مشورے موصول ہوئے تھے ارکانِ شوریٰ نے اپنے اپنے طور سے بھی ان کا مطالعہ کیا اور ان کا خلاصہ بھی اجلاس میں پڑھ کر سُنایا گیا۔ اِس کے بعد پالیسی اور پروگرام کے مسئلہ پر تفصیلی غور وخوض کیا گیا اور نتیجے میں سابقہ پالیسی کو برقرار رکھتے ہوئے درج ذیل چہار سالہ (اپریل ۶۸ء تا مارچ ۷۲ء) میقاتی پروگرام طے کیا گیا۔

مسلمانوں میں دعوتی کام

۱۔ حسبِ سابق اِس میقات میں بھی زیادہ سے زیادہ مسلمانوں تک جماعت کی دعوت پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

دعوت پہنچانے سے مُراد یہ ہے کہ کارکن کو یہ اطمینان ہو جائے کہ مخاطب نے دعوت کو ٹھیک طور سے سمجھ لیا ہے۔

۲۔ زیادہ سے زیادہ متفقین بنانے اور ان کے حلقے قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہر حلقے میں کتنے متفقین بنائے جائیں گے، اِس کا تعیّن ہر حلقہ خود کرے گا۔

۳۔ ہر وہ شخص جو فارم متفقین جماعتِ اسلامی ہند پر دستخط کر دے متفق شمار کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ فارم متفقین جماعتِ اسلامی حسبِ ذیل ہے:۔

فارم متفقین جماعت اسلامی ہند، حلقہ ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام ________________ ولدیت ________________ عُمر ________

پتہ ____

میں نے جماعتِ اسلامی ہند کی دعوت کے بُنیادی نکات کو اِس فارم پر مذکورہ کتابوں کو پڑھ کر سُن کر سمجھ لیا ہے اور مجھے اِس سے اتّفاق ہے۔ انشاءاللہ میں اسلام کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا/کروں گی اور جماعت کے دینی و اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں حتی الوسع تعاون کروں گا/کروں گی۔

دستخط ________________ تاریخ ________________

میں تصدیق کرتا ہوں/کرتی ہوں کہ میرے علم کے مطابق مذکورہ بالا اندراجات صحیح ہیں۔

دستخط: رُکن/متفق ________________ تاریخ ________

جناب ________ صاحب کو جماعتِ اسلامی ہند کے متفقین میں شمار کیا جاتا ہے

دستخط مقامی امیر/ناظم حلقہ متفقین ________ تاریخ ________

نوٹ :- فارم پر مذکورہ کتابوں سے فی الحال حسب ذیل کتابیں مراد ہیں :-

۱۔ حقیقتِ اسلام

۲۔ شہادتِ حق

۳۔ دستورِ جماعتِ اسلامی ہند سے عقیدہ و نصب العین مع تشریح۔

البتہ کوشش کی جائے گی کہ جلد از جلد ایک ایسا کتابچہ شائع کیا جائے جس سے دعوت کے بنیادی نکات بآسانی سمجھ میں آسکیں۔

۵۔ جس مقام پر دو یا دو سے زائد متفقین ہوں وہاں حلقۂ متفقین قائم کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ حلقۂ متفقین کا ایک ناظم ہوگا جس کا تقرر امیرِ مقامی / ناظمِ ضلع / امیرِ حلقہ / امیرِ جماعت، متفقینِ حلقہ کی رائیں سامنے رکھ کر کرے گا۔

۷۔ جس مقام پر مقامی جماعت موجود ہو وہاں متفقین اپنی مالی اعانتیں مقامی جماعت کے بیت المال میں داخل کریں گے اور جہاں مقامی جماعت نہ ہو وہاں ناظمِ ضلع، امیرِ حلقہ یا امیرِ جماعت کے مشورے سے کوئی اور مناسب صورت اختیار کی جاسکتی ہے

۸۔ حلقۂ متفقین کے لیے عملی پروگرام، امیرِ جماعت، امیرِ حلقہ، ناظمِ ضلع یا امیرِ مقامی ان کے مشورے سے طے کرے گا۔

۹۔ آئندہ حلقہ ہائے ہمدردان برقرار نہ رہیں گے اور ان سے متعلق افراد کو حلقہ ہائے متفقین میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے گی۔

مسلم خواتین میں دعوتی کام

۱۔ خواتین میں دعوتی کام کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دی جائے گی اور ان کے حلقے منظم کئے جائیں گے

۲۔ کوشش کی جائے گی کہ ہر حلقے میں ایسی خواتین تیار کی جاسکیں جو خواتین میں دعوتی و تربیتی کام انجام دے سکیں۔

مسلم طلبہ میں دعوتی کام

۱۔ مسلم تعلیم یافتہ نوجوانوں اور طلبہ میں دعوتی کام کی طرف خصوصی توجہ کی جائے گی اور ان کے حلقے قائم کئے جائیں گے اور وقتاً فوقتاً ان کے لیے چند روزہ تربیتی اجتماعات منعقد کئے جائیں گے۔

۲۔ جہاں جہاں ممکن ہو ایسے مسلم ہوسٹل قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جہاں طلبہ کی دینی واخلاقی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہو سکے اور موجودہ مسلم ہوسٹلوں میں بھی اسکے بندوبست کی فکر کیجائیگی۔

مسلم عوام میں کام

مسلم عوام کے سلسلے میں حسب ذیل کام انجام دیئے جائیں گے۔

۱۔ اسلام کے بنیادی عقائد کی تفہیم۔

۲۔ نماز اور دیگر عبادات کا اہتمام

۳۔ اخلاقی ومعاشرتی اصلاح

۴۔ معاشرتی اونچ نیچ ختم کرنا۔

۵۔ بے پردگی اور غیر ساتر لباس کی روک تھام

۶۔ شادی بیاہ اور دیگر مواقع سے متعلق غیر اسلامی اور مسرفانہ رسوم کا تدارک۔

۷۔ اخوتِ اسلامی کا فروغ اور کسی عمومی مصیبت کے وقت علی ہمدردی۔

۸۔ باہمی تعلقات کی اصلاح اور اسلامی نظم واتحاد پیدا کرنا۔

۹۔ دینی تعلیم وتربیت کے لیے مکاتب ومراکز تعلیم بالغان وغیرہ قائم کرنا۔

۱۰۔ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر اور جماعتوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش

۱۱۔ اپنے اوقاف کے تحفظ کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنا اور حکومت پر دباؤ ڈالنا کہ وقف بورڈ کی تشکیل میں نامزدگی کے بجائے انتخاب کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

منتخب مسلم محلّوں اور بستیوں میں کام

مسلم عوام میں عمومی طور سے مندرجہ بالا کام انجام دینے کے ساتھ منتخب مسلم محلّوں اور آبادیوں کو خصوصیت سے مرکزِ توجہ بنایا جائے گا اور مذکورہ بالا کاموں کے علاوہ مزید حسب ذیل کاموں کے لیے بھی ان کو آمادہ کیا جائیگا

اور ان کے تعاون سے ان کاموں کو انجام دینے کی کوشش کی جائے گی۔

۱۔ تنظیم مساجد اور مقامی دینی اوقاف کا تحفظ اور انتظام۔

۲۔ یتیموں، بیواؤں اور معذورین کی امداد۔

۳۔ چھوٹی چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینا تاکہ بے کاری و بیروزگاری دور ہو سکے۔

۴۔ بلاسودی قرضوں اور امداد باہمی کے لیے فنڈ کا اہتمام۔

۵۔ صفائی، ستھرائی اور حفظانِ صحت کا اہتمام۔

۶۔ حسبِ گنجائش دارالمطالعہ کا قیام۔

۷۔ بستی کے عمومی مفاد سے متعلق مسائل کو اجتماعی طور سے حل کرنا۔

مسلمانوں کی جان و مال کا تحفظ

مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کا مسئلہ بطور خاص سامنے رکھا جائے گا اور اس سلسلے میں حسب ذیل تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

۱۔ فرقہ وارانہ صورتِ حال کے اعتبار سے ملک جس ہلاکت کی طرف جا رہا ہے، اس سے باشندگانِ ملک کی غفلت اور بے توجہی کا ایک بڑا سبب حالات و واقعات سے بے خبری ہے۔ اس لیے صحیح حالات و واقعات کو ملک کے سامنے لایا جائے گا۔

۲۔ اکثریت کے امن پسند افراد کو شر پسند اور ملک کے فسادی عناصر کے خلاف کھڑے ہونے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے آمادہ کیا جائے گا۔

۳۔ اس سلسلے میں ایڈمنسٹریشن پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور پھر ان کے سلسلے میں اس سے جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں ان کی طرف اسے مؤثر انداز میں توجہ دلائی جائے گی۔

۴۔ مسلمانوں میں صبر و استقامت اور اعتماد و توکل علی اللہ کے جذبات پیدا کرنے کے ساتھ ان کو یہ احساس دلایا جائے گا کہ حملوں کے وقت مایوسی اور گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں بلکہ صورتِ حال کا جرأت و پامردی کے ساتھ مقابلہ کریں اور اپنی حفاظت اور مدافعت کے لیے وہ تمام تدبیریں بروئے کار

لائیں جو نہ شرعاً اور اخلاقاً غلط ہوں اور نہ مروّجہ قانون کے خلاف ۔ اور اس سلسلے میں سماج کے دیگر امن پسند عناصر کا تعاون بھی حاصل کریں ۔

۵۔ ان غلط فہمیوں اور افواہوں وغیرہ کے ازالے کی کوشش کرنا جو مستقلاً یا وقتی طور سے ان کے باہمی تعلّقات پر اثر انداز ہوتی اور بسا اوقات فسادات کا موجب بنتی ہیں ۔

دینی تعلیم اور اصلاح نصاب

دینی تعلیم اور اصلاحِ نصاب کے سلسلے میں حسب ذیل کام انجام دیئے جائیں گے ۔

۱۔ مرکزی و ریاستی محکمۂ تعلیم کی طرف سے منظور یا شائع شدہ کتابوں کے ان مضامین کو جن کے ذریعہ ایک دھرم اور عقائد اور تصوّرات کی تبلیغ کی جارہی ہے، یا جو اسلامی اصول و عقائد کے خلاف ہیں یا جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات و احساسات کو مجروح کرتے ہیں ان کو نصاب و درسیات سے خارج کرانے کی مؤثر جدّوجہد کی جائے گی ۔

اِس مقصد کے لیے ہر ریاست کے پرائمری و جونیر ہائی اسکول کے سرکاری نصاب و درسیات کا اِس نظر سے جائزہ لیا جائے گا کہ ان میں کیا باتیں قابلِ اعتراض اور قابلِ حذف ہیں ۔

۲۔ مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے بچّوں اور بچیوں کے لیے آزاد پرائمری مکاتب قائم کریں ۔

۳۔ مسلمانوں کے آزاد پرائمری مکاتب میں تعلیم پانے والے طلبہ کو جبری تعلیم سے مستثنیٰ کرانے کی کوشش کی جائے گی ۔

۴۔ سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پانے والے طلبہ کی دینی تعلیم و تربیّت کے لیے صباحی و شبینہ مکاتب قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے گا ۔

۵۔ حسب ضرورت و گنجائش ہر حلقے میں اساتذہ کی ٹریننگ (تدریسی تربیّت) کا انتظام کیا جائے گا ۔

پرسنل لا

۱۔ پرسنل لا کے سلسلے میں مسلمانوں پر ان کی ذمّہ داریاں واضح کی جائیں گی اور اگر کوئی ایسی قانون سازی کی جارہی ہو جو پرسنل لا پر اثر انداز ہوتی ہو تو بر وقت احتجاج کیا جائے گا ؛

۲۔ دین میں پرسنل لا میں زیرِ غور ترمیموں کے سلسلے میں مسلمانوں کا موقف کتابوں، سیمینار اور سمپوزیم

وغیرہ کے ذریعے واضح کیا جائے گا۔

۲۔ اِس موضوع پر اُردو، انگریزی اور مقامی زبانوں میں ضروری لٹریچر شائع کیا جائے گا۔

غیر مسلموں میں دعوتی کام

غیر مُسلموں میں دعوتی کام کی کمی کے پیش نظر اس میقات میں اس کام کی طرف خصوصی توجّہ دی جائے گی۔

غیر مُسلموں میں حسب ذیل کام انجام دیئے جائیں گے۔

- اِسلام اور مُسلمانوں کے سلسلے میں ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ۔
- اِسلام کا جامع تعارف۔
- جدید افکار و نظریات جو اخلاق و انسانیّت کے لیے تباہ کُن ثابت ہو رہے ہیں ان کی مضرتوں سے انھیں آگاہ کرنا۔
- معروف اخلاقی قدروں کی ترویج و اشاعت۔
- باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانا۔
- مُنکرات کے دفعیہ کی کوشش، مثلاً شراب نوشی، فحاشی وغیرہ۔
- چھُوت چھات، ذات پات، نسل پرستی۔ لسانی اور صُوبائی تعصّبات
- طبقاتی و فرقہ وارانہ کش مکش وغیرہ کو دُور کرنے کی کوشش۔

غیر مُسلموں میں دعوتی کام انجام دینے کے لیے ہر حلقے میں منتخب باصلاحیت کارکنوں کی اس طرح تربیّت کی جائے گی کہ وہ علمی حیثیت سے اِس کام کے لیے تیّار ہو سکیں اور ان تک اپنی باتیں کس طرح پہنچانی ہیں اِس سے بھی واقف ہو جائیں اس مقصد کے لیے وقتاً فوقتاً ان کے اجتماعات بھی منعقد کیے جائیں گے۔

غیر مُسلموں کو دعوت سے رُوشناس کرانے کیلئے اور اسلام و مُسلمانوں اور انکی تاریخ کے بارے میں انکی واقفیت یا غلط فہمیوں کے ازالے نیز اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی سیرت سے واقف کرانے کے لیے اُردو، ہندی، انگریزی اور مقامی زبانوں میں مزید لٹریچر فراہم کرنے

کی کوشش کی جائے گی۔

ملی جلی منتخب آبادیوں اور محلوں میں کام

عام غیر مسلموں میں مذکورہ بالا کام انجام دینے کے ساتھ ان کی اور مسلمانوں کی ملی جلی منتخب آبادیوں اور محلوں کو خصوصیت کے ساتھ مرکزِ توجہ بنایا جائے گا اور مذکورہ بالا کاموں کے علاوہ مزید حسبِ ذیل کاموں کو بھی ان کے تعاون سے انجام دینے کی کوشش کی جائے گی۔

۱۔ خدمتِ خلق بالخصوص یتیموں، بیواؤں اور معذوروں کی امداد۔

۲۔ پس ماندہ اور مفلوک الحال لوگوں کو سماجی و معاشی اعتبار سے اونچا اٹھانے کی اجتماعی کوشش

۳۔ منکرات کے دفعیہ اور معروف اخلاقی قدروں کی ترویج۔

۴۔ امدادی اور رفاہی کاموں کے لیے مقامی طور سے فنڈ اکٹھا کرنا اور اس کے جمع و صرف اور حفاظت کا معقول بندوبست کرنا۔

۵۔ صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کا اہتمام۔

نوٹ:۔ کچھ بستیاں ایسی بھی ہو سکتی ہیں۔ جن میں مذکورہ بالا دونوں قسم کی منتخب بستیوں میں سے کسی کا بھی پورا پروگرام اختیار نہ کیا جا سکتا ہو۔ وہاں حسبِ حال ان دونوں پروگراموں کو سامنے رکھ کر ملا جلا پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔

آزادیٔ رائے و ضمیر

آزادیٔ رائے و ضمیر ہر انسان کا فطری حق ہے اور ملک کی صحیح تعمیر و ترقی نیز جماعتِ اسلامی کی خود اپنی سرگرمیوں کے جاری رہنے کے لیے ملک میں اس کا قیام و بقا ایک ناگزیر شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس لیے اِن کوششوں کی مذمت کرنا جن کے نتیجے میں کُلیت پسندی اور آمریت کے رجحانات فروغ پا سکیں اور ان کے مقابلے میں ان کوششوں کی تائید کرنا جن سے ملک میں آزادیٔ ضمیر اور جمہوریت کو فروغ حاصل ہو اور بوقتِ ضرورت اس کے لیے رائے عامہ ہموار کرنا ہمارے پروگرام کا ایک جز ہوگا۔

ترقیاتی اسکیمیں

ملک میں جس معاشی نظام کے قیام کی کوششیں ہو رہی ہیں وہ اگرچہ اِس وجہ سے یک رُخا نظام ہے کہ اس میں انسان کی مادّی ضرورتوں ہی کو بطور اصل کے سامنے رکھا گیا ہے درآں حالیکہ ملک کی حقیقی فلاح و بہبود ایک ایسے نظام کے قیام میں مضمر ہے جو معاشی ترقی کے ساتھ اخلاقی بہتری اور اخروی فلاح کا بھی ضامن ہو لیکن ایسی ترقیاتی اسکیموں یا ان کے اجزا کی جو شرعی اور اخلاقی قباحتوں سے پاک ہوں تائید کی جائے گی۔

دیگر جماعتوں سے تعاون

اپنے پروگراموں کے سلسلے میں اپنے اصول اور تحریکی مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے مُسلم و غیر مُسلم جماعتوں اور اداروں کا تعاون حاصل کیا جائے گا اور ان سے تعاون کیا جائے گا۔

تربیت

جس دین کے ہم داعی ہیں اس کا اولین تقاضا ہے، نیز اس کا قیام اِس پر موقوف ہے کہ اس کے داعیوں کی عملی زندگی زیادہ سے زیادہ اس کا نمونہ ہو اس لیے ہمیں اپنی اصلاح و تربیّت کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرنی ہوگی۔

مقاصد تربیت

تربیّت کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے:۔

۱۔ ایمانیات کی پختگی خصوصاً وجودِ باریِ تعالےٰ اور توحید کا پختہ یقین، صفاتِ الٰہی اور اس کے تقاضوں کا استحضار صحیح توازن کے ساتھ۔ زندگی بعد موت پر پختہ یقین، آخرت کی جواب دہی اور جنّت دوزخ کے مناظر کا ایسا استحضار کہ اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی واقعتہً زندگی کا حقیقی مقصود بن جائیں۔ ایمان بالرسولؐ کی پختگی اور اس کے تقاضوں کا صحیح شعور، اسلام کے واحد دینِ حق ہونے پر یقین، محبّتِ خدا اور رسول کا دلوں پر غلبہ۔

۲۔ انفرادی و اجتماعی کردار کی تعمیر اور اس بات کی کوشش کہ تقویٰ و احسان کی کیفیتیں پیدا ہوں۔

۳۔ داخلی نظم کا استحکام۔

۴۔ دعوتی کام کرنے کے لیے صلاحیّت و استعداد اور عملی جذبے کی نشوونما۔

۵۔ علمِ دین میں اضافہ اور اسلامی فکر میں پختگی۔

ذرائع تربیت

مقاصدِ تربیت کے حصول کے لیے حسبِ ذیل ذرائع اختیار کیے جائیں گے:

۱۔ قرآنِ پاک، سیرتؐ اور صالح لٹریچر کا گہرا مطالعہ جو فکر و عمل کو مقاصدِ تربیت کے لئے تیار کر سکے۔

صالح لٹریچر کے ذیل میں جماعت کا بنیادی لٹریچر اور ایسی کتابیں خاص طور سے داخل ہیں جنمیں دین کی بنیادی باتوں توحید، آخرت اور رسالت، عبادات اور انفرادی و اجتماعی اخلاق سے بحث کیگئی ہو

۲۔ اذکار و نوافل، احتساب و استغفار اور انفاقِ مال۔

۳۔ دعوت کے لیے عملی جدّوجہد۔

۴۔ مرحمت و مواسات اور خدمتِ خلق۔

• ہر رکن کی یہ اوّلین ذمہ داری ہے کہ اپنی تربیت کی زیادہ سے زیادہ فکر کرے۔ اِس لیے اسے مقاصدِ تربیت کو سامنے رکھ کر ذرائع تربیت سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

• مقامی اُمرائے جماعت کی ذمّہ داری ہے کہ وہ ارکانِ جماعت کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ کریں اور اس غرض کے لیے ہر رکن سے شخصی ارتباط رکھنے کا خاص اہتمام رکھنا چاہیئے۔

• مقامی اجتماعات کو تربیت کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ مفید اور مؤثر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

• اُمرائے حلقہ جات کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ ارکانِ حلقہ اور مقامی اُمرا کی طرف پوری توجہ دیں۔

• اُمرائے حلقہ جات اپنے اپنے حلقہ میں سال میں کم از کم ایک بار اجتماعی تربیت کا انتظام حلقہ یا ضلع کی سطح پر کریں گے۔

• اُمرائے حلقہ جات اپنے دوروں میں خاص طور سے تربیتی مقاصد کو سامنے رکھیں گے۔

• اِس میقات میں اُمرائے حلقہ جات کے دو اجتماعات منعقد کیے جائیں گے۔ جن میں خاص طور سے تربیتی پہلو سامنے رکھا جائے گا۔

تصنیفی پروگرام

اس میقات میں حسبِ ذیل کتب تیار کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

۱۔ جماعت کی دعوت کے بنیادی نکات کی تفہیم کے لیے ایک مختصر کتابچہ آسان زبان میں (متفقین کے لیے)۔

۲۔ توحید، رسالت، آخرت اور دین کے ہمہ گیر تصوّر پر آسان زبان میں کتابچے (غیر مسلموں کے پیشِ نظر)

۳۔ "کوتاہ نظری"، "عقل کا فیصلہ" وغیرہ جیسے مضامین کو آسان زبان میں مرتّب کر کے شائع کرنا۔

۴۔ غیر مسلموں کے عقائد و افکار وغیرہ کو سمجھنے میں مدد دینے کے لیے ایک کتاب۔

۵۔ ہندوستان میں چلنے والی تحریکوں کے تعارف پر ایک کتاب۔

۶۔ ایک کتاب "وحدت ادیان" پر ایک "پرسنل لا" پر (مولانا صدرالدین صاحب)

۷۔ رسالت پر ایک کتاب مستشرقین اور غیر مسلموں کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر۔ (مولانا جلال الدین انصر صاحب)

۸۔ احادیث کا ایک مجموعہ غیر مسلموں کے پیشِ نظر ہندی میں۔ جناب محمّد فاروق خاں صاحب

۹۔ موجودہ جماعتی درسیات پر نظرِ ثانی کی جائے گی اور مزید درسی کتب تیار کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ ملک کے مصنفین اور اہلِ قلم حضرات کو مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کرنے کی دعوت دی جائے گی اور ان کی اِس خدمت کا انھیں معاوضہ بھی پیش کیا جائے گا۔

- شعبۂ تصنیف میں ایک مزید صاحبِ صلاحیت فرد کا اضافہ کیا جائے گا۔
- علاقائی دارالاشاعتوں کو وسعت دی جائے گی۔ تاکہ مقامی زبانوں میں بنیادی لٹریچر زیادہ سے زیادہ تیار ہو سکے۔

جماعتی اخبارات و رسائل

جماعتی اخبارات و رسائل کی توسیعِ اشاعت کے لیے پوری جدّ و جہد کی جائے گی اور اس مقصد کے لیے ہر حلقے میں ہر سال کم از کم ایک ہفتہ منایا جائے گا۔

مرکز اور شعبۂ تنظیم کا پروگرام حسبِ ضرورت خود امیر جماعت بنائیں گے۔

نوٹ: مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اِس میقات کے لیے بھی وہی پالیسی برقرار رہیگی جو اس سے پہلے میقات میں رائج رہی ہے چنانچہ اسی کو سامنے رکھ کر یہ پروگرام مرتب کیا گیا لیکن اسے پروگرام کے ساتھ شائع کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہے۔ اس لیے صرف پروگرام شائع کیا جارہا ہے

الیکشن

الیکشن میں عملاً حصّہ لینے کے لیے جو رکاوٹیں درپیش ہیں، ان کو کسطرح دُور کیا جا سکتا ہے اِس سوال پر تفصیلی رپورٹ پیش کرنے کے لیے ایک کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ کمیٹی کی بعض سفارشات پر بحث وگفتگو کے ذیل میں یہ بات سامنے آئی کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور چونکہ اس کا تعلّق بُنیادی پالیسی سے ہے اس لیے دستُور کی دفعہ ۳۹ (ج) کے تحت اس کا فیصلہ مجلس نمائندگان کے ذریعہ کرایا جائے گا، اور کمیٹی کی بقیہ سفارشات اور انتخاب سے متعلّق دیگر مسائل اس فیصلے تک مُلتوی کر دیئے گئے۔

اعلیٰ تعلیم کمیٹی کی رپورٹ

مئی ۱۹۶۷ء کے اجلاس شوریٰ میں ایک کمیٹی اِس مقصد کیلئے تشکیل دی گئی تھی کہ اعلیٰ تعلیم کی اسکیم کے نفاذ کی عملی تدابیر پیش کرے۔ چنانچہ اس اجلاس میں اسکی رپورٹ پیش ہوئی اور بحث وگفتگو کے بعد حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جو پُورے تعلیمی مسئلہ پر اس حیثیت سے غور کرے کہ جماعت اپنے اصُولوں، وسائل اور حالات کے پیش نظر کیا تعلیمی اسکیم عملاً اختیار کر سکتی ہے آئندہ چھ ماہ کے اندر اپنی رپورٹ مرکز کو پیش کرے گی۔

افراد کمیٹی یہ ہیں:-

۱۔ جناب افضل حسین صاحب (داعی) ۲۔ جناب انیس الدّین احمد صاحب ۳۔ محمد یُوسف صدّیقی صاحب

۴۔ جناب صدر الدین صاحب اصلاحی۔

ترمیم دستور

دستورِ جماعت میں ترمیم سے متعلّق کچھ تجاویز بھی مجلس شوریٰ کے سامنے تھیں، جن پر وقت کی کمی کی وجہ سے اجلاس میں غور کرنا مشکل تھا۔ چنانچہ طے کیا گیا کہ ان تجاویز پر آئندہ شوریٰ میں جو نمائندگان سے پہلے منعقد ہوگی، غور کیا جائے گا اور ترمیم دستور سے متعلّق امیرِ جماعت کی تجویزوں پر غور کرنے کے لیے حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۔ جناب محمد نجات اللہ صاحب صدیقی ۲۔ جناب محمد یُوسف صاحب صدّیقی۔

۳۔ جناب افضل حسین صاحب (داعی) ۴۔ محمد یوسف صاحب قیم جماعت۔

ہفتہ وار کانتی کا اجرا

غیر مسلموں میں دعوتِ اسلامی کے تعارف کے پیشِ نظر ماہنامہ "کانتی"، کو ہفتہ وار بنانے کا فیصلہ پہلے ہی کیا جاچکا تھا مگر کچھ موانع کی بنا پر زیرِ عمل نہیں لایا جاسکا تھا اس اجلاس میں طے کیا گیا کہ اسے جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے اور آئندہ "کانتی"، رام پور کے بجائے دہلی سے شائع کیا جائے۔

تفصیلی ریلیف فنڈ

ملک میں فرقہ وارانہ صورتِ حال کے نتیجے میں مسلمانوں کے جانی و مالی نقصانات میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اس کے پیشِ نظر طے کیا گیا کہ مرکز کے زیرِ اہتمام ایک مستقل ریلیف فنڈ قائم کیا جائے تاکہ بوقتِ ضرورت مستحقین امداد کو فوری پہنچانے میں سہولت ہو۔

آڈیٹر کا تقرر

جناب محمد عبدالحی صاحب نے جو ایک مدت سے آڈیٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے اپنی آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے آئندہ اس کام کو انجام دینے سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے اس منصب سے استعفا پیش کیا تھا جسے امیر جماعت نے معقول عذر سمجھتے ہوئے منظور کرلیا تھا۔ چنانچہ اجلاس میں ان کی جگہ پر نئے آڈیٹر کے تقرر کا مسئلہ سامنے آیا۔ اس سلسلے میں کچھ نام ارکانِ شوریٰ نے تجویز کیے لیکن ان کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوسکا۔ اسلیے مجلس نے امیر جماعت کو اختیار دیا کہ وہ کسی موزوں فرد کا بحیثیت ایڈیٹر تقرر کردیں۔

ان مسائل کے علاوہ کارکنانِ جماعت کے مشاہروں اور مسلم مجلس مشاورت وغیرہ سے متعلق مسائل بھی زیرِ بحث آئے اور ان کے بارے میں کچھ فیصلے کیے گئے۔

آخر میں سالِ رواں کا بجٹ پیش ہوا جسے مجلس نے منظور کیا اور بجٹ کے متوقع خسارے کے سلسلے میں طے ہوا کہ اسے قرض اور رفقاء کی اعانتوں سے پورا کیا جائے۔

اس کے بعد دعا پر اجتماع ختم ہوا۔

محمد یوسف قیم جماعت
۲۰ رجون ۱۹۶۸ء

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۲ر ستمبر تا یکم اکتوبر سنہ ۱۹۶۸ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس کی کارروائی زیرِ صدارت امیرِ جماعت مولانا ابواللیث صاحب مرکز جماعتِ اسلامی ہند واقع محلہ چتلی قبر میں بحُسن و خوبی انجام پائی۔

مجلسِ شوریٰ کی نشستیں ۲۲ر ستمبر ۶۸ء بروز یکشنبہ صبح کو شروع ہو کر ۲۴ر ستمبر سہ شنبہ مغرب بعد تک جاری رہیں۔ اِس کے علاوہ ۲۶ر اور ۲۹ر ستمبر نیز یکم اکتوبر کو تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے بعض نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

ایجنڈے کا خاص "آئٹم" دستور میں ترمیم سے متعلق تجاویز پر غور تھا نیز گذشتہ مجلسِ شوریٰ کے موقع پر جو مسائل ملتوی کر دیئے گئے تھے، ان پر بھی غور و فیصلہ کرنا تھا۔

مندرجہ ذیل ارکانِ شوریٰ شریکِ اجلاس رہے:

۱۔ جناب انیس الدین احمد صاحب ۲۔ جناب محمد نجات اللہ صاحب ۳۔ جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب ۴۔ جناب محمد مسلم صاحب ۵۔ مولانا صدرالدین صاحب ۶۔ مولانا عروج قادری صاحب ۷۔ جناب محمد عبدالحی صاحب ۸۔ جناب محمد یوسف صدیقی صاحب ۹۔ جناب انعام الرحمن خاں صاحب ۱۰۔ جناب سید حامد حسین صاحب

۱۱۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب ۱۲۔ مولانا سید حامد علی صاحب ۱۳۔ جناب افضل حسین صاحب ۱۴۔ محمد یوسف قیم جناب کے۔ سی عبداللہ صاحب مولوی (حلقہ کیرلہ) بعض مجبوریوں کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے نیز دو چار نشستوں میں دو ایک رکن شوریٰ شرکت سے معذور رہے جس کے لیے انھوں نے امیر جماعت سے اجازت حاصل کر لی تھی۔

افتتاح

امیر جماعت مولانا ابو اللیث صاحب نے خطبہ مسنونہ اور دعا سے کارروائی کا افتتاح فرمایا جس کے بعد تفصیلی ایجنڈا مرتب کیا گیا اور اوقات کار کی تعیین کی گئی۔

ان چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد قیم جماعت نے گزشتہ اجلاس شوریٰ منعقدہ ۱۵ تا ۲۳ مئی ۱۹۶۸ء کی روداد پڑھ کر سنائی جس پر حاضر ارکان مجلس نے دستخط ثبت کیے۔

دستور میں ترمیم

کچھ ارکان جماعت نے دستور جماعت میں بعض ترمیمات تجویز کی تھیں جن پر مجلس شوریٰ کو غور کر کے ان کے بارے میں سفارشات مرتب کرنی تھیں اور کچھ ترمیمات کی سفارش اس کمیٹی نے کی تھی جو ترمیم دستور سے متعلق امیر جماعت کی تجویزوں پر غور کرنے کے لیے گزشتہ مجلس شوریٰ منعقدہ مئی ۱۹۶۸ء کے موقع پر بنائی گئی تھی اور مجلس کو ان پر بھی غور کر کے اپنی سفارشات منظور کرنی تھیں۔ چنانچہ مجلس شوریٰ نے ان میں اکثر تجویزوں پر غور کیا اور مجلس نمائندگان میں پیش کرنے کے لیے اپنی سفارشات مرتب کیں جو اجلاس نمائندگان میں پیش ہوئیں اور بعض جزوی ترمیمات کے ساتھ وہ سب منظور کر لی گئیں۔ (یہ ترمیمات اجلاس نمائندگان کی کارروائی میں پہلے شائع ہو چکی ہیں۔)

ترمیم دستور سے متعلق بعض دیگر تجاویز کافی غور و فکر کی طالب تھیں چنانچہ ان پر غور آئندہ کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

تعبیر دستور

تبادلۂ خیال کے دوران مجلس نے یہ بھی محسوس کیا کہ دستور جماعت کی بعض دفعات کی تعبیر کی بھی ضرورت ہے چنانچہ ان کی تعبیر بھی کر دی گئی۔

دفعہ۔ ۱۰

دفعہ ۱۰ کے تحت یہ ضروری نہیں ہے کہ امیر جماعت اس بارے میں بھی مجلس شوریٰ سے مشورہ کرے کہ ضلعی نظام کہاں کہاں قائم کیے جائیں اور ان کے حدود کیا ہوں؟

دفعہ ۔ ۴۶

(الف) کسی تنظیمی حلقہ کے امیر کے تقرر کے سلسلے میں ارکانِ حلقہ کا مشورہ لینے کی مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی بھی صورت امیرِ جماعت اختیار کر سکتا ہے:

۱۔ ارکانِ حلقہ سے معلوم کرنا کہ امارتِ حلقہ کے لیے کس کو موزوں سمجھتے ہیں۔

۲۔ ایک یا چند نام اپنی طرف سے تجویز کر کے اِن کے متعلق معلوم کرنا کہ امارت حلقہ کیلئے ان میں کس کو زیادہ موزوں سمجھتے ہیں۔

۳۔ اجتماعات وغیرہ کے موقع پر گفتگو کر کے یہ اندازہ لگالینا کہ ارکانِ حلقہ کی اکثریت امارتِ حلقہ کے لیے کس فرد کو موزوں سمجھتی ہے۔

رایوں اور مشوروں کی پابندی

دفعہ ۴۱، ۴۵ (الف) ۴۶ (الف) ۷۰ اور ۷۱ میں امیرِ جماعت رایوں اور مشوروں کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند نہیں ہے۔

دفعہ ۔ ۵۱

اِس دفعہ میں "خاص معاملہ" میں قرار دادوں اور ان کی اشاعت کا معاملہ بھی داخل ہے۔

قواعد و ضوابط

دستورِ جماعت کی دفعہ ۱، کے تحت دستور کے منشا کو پورا کرنے اور دعوتی سرگرمیوں کو منظّم کرنے کیلئے امیرِ جماعت نے اخراجِ ارکان اور ضلعی نظم وغیرہ کے سلسلے میں جو ذیلی قواعد مرتّب کیے تھے ان کے سلسلے میں ارکانِ شوریٰ سے مشورہ بھی طلب کیا گیا اور ان کے مشورہ کے مطابق کہیں کہیں جزوی ترمیم کر کے ان کے اتّفاقِ رائے سے ان کو آخری شکل دی (یہ قواعد الگ سے شائع کیے جائیں گے)

مجلس کی آخری نشست یکم اکتوبر کو بعد مغرب ہوئی لیکن محسوس یہ ہوا کہ ترمیم دستور کی بعض تجاویز کے علاوہ گزشتہ شوریٰ کے جو ملتوی شدہ مسائل زیرِ غور آنے سے باقی رہ گئے ہیں ان پر غور و فکر کیلئے بھی کافی وقت درکار ہوگا اور مجلس شوریٰ پھر مجلس نمائندگان کی مسلسل مصروفیتوں کی وجہ سے رُفقا تھک چکے تھے نیز امرائے حلقہ جات کا اجلاس بھی منعقد کرنا ضروری تھا اسلیے بقیہ مسائل پر غور ملتوی کرنا پڑا۔ اور دعا پر اجلاس برخاست کیا گیا۔

محمد یوسف۔

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۱ اپریل تا ۲۴ اپریل ۱۹۶۹ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس کی کارروائی زیرِ صدارت مولینا ابواللیث صاحب امیرِ جماعت اسلامی ہند مرکز جماعتِ اسلامی ہند دہلی میں بحسن وخوبی انجام پائی۔ مرکزی مجلس شوریٰ کی نشستیں ۲۱ اپریل ۱۹۶۹ء بروز دوشنبہ صبح ۹ بجے شروع ہوکر ۲۴ اپریل ۱۹۶۹ء بروز پنجشنبہ سہ پہر تک جاری رہیں۔

بجز جناب کے ۔ سی عبداللہ صاحب مولوی (امیر حلقہ کیرلہ) اور جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (بھوپال) کے جو اپنی معذوریوں کی وجہ سے شریکِ اجلاس نہ ہو سکے، بقیہ جملہ ارکانِ مجلس شریکِ اجلاس ہوئے۔

افتتاح

اجلاس کا افتتاح مولانا سید احمد عروج قادری کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ بعد ازیں گزشتہ اجلاسِ شوریٰ منعقدہ ستمبر ۱۹۶۸ء کی روداد پڑھ کر سنائی گئی اور ارکانِ مجلس نے اس پر اپنے دستخط ثبت کیے۔

اس سے فارغ ہونے کے بعد قیم جماعت نے جماعت کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ میں میقاتی پروگرام پر عمل درآمد کا خاص طور سے جائزہ لیا گیا تھا۔

لٹریچر برائے غیر مسلمین

غیر مسلموں میں اسلام کے صحیح مکمل تعارف کا مسئلہ بھی زیرِ غور آیا اور اس سلسلے میں اب تک جو کچھ کیا جا چکا ہے، اس کا جائزہ لیتے ہوئے طے کیا گیا کہ شعبۂ تصنیف میں ایک ایسے فرد کا اضافہ کیا جائے جو مخصوص طور سے غیر مسلموں کے مختلف طبقات کے پیشِ نظر مناسب دعوتی لٹریچر تیار کر سکے۔

نصاب تعلیم پر نظر ثانی

نصابِ تعلیم کی ترتیب پر کم و بیش بارہ سال گزر چکے ہیں۔ اِس دوران تعلیم کے میدان میں کافی تحقیقات ہوئی ہیں۔ نیز اس نِصاب پر عمل درآمد کے دوران کچھ تجربات ہوئے ہیں۔ ان کی روشنی میں نصاب پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی گئی اس مسئلہ پر گفتگو میں یہ بھی نوٹ کیا گیا کہ نظر ثانی کرتے وقت مختلف ریاستوں کی ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

لڑکیوں کے لیے نصاب تعلیم

لڑکیوں کی آٹھ سالہ تعلیم کے لیے ایک نصاب تیار کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا اور اس کے لیے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔

(۱) جناب افضل حسین صاحب (داعی) (۲) جناب منظور الحسن صاحب ہاشمی
(۳) جناب محمد عبد الحیٔ صاحب۔ یہ کمیٹی حسبِ ضرورت ماہرین تعلیم سے بھی مشورہ کرے گی۔

بالغان کے لیے نصاب تعلیم

تعلیم بالغان کے سلسلے میں نصاب کی تیاری کا کام بھی مندرجہ بالا کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ تیاری کے بعد شائع کر دیا جائے گا۔

مجموعہ نصاب تعلیم طے کیا گیا کہ تعلیم بالغان، بچیوں کی تعلیم صباحی اور شبینہ نیز آزاد پرائمری مدارس اور درجہ ششم سے درجہ ہشتم تک کے نصابوں کو یکجائی طور پر ایک ہی کتاب کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔

درسیات پر نظر ثانی نصاب کے ساتھ درسیات پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی اور نوٹ کیا گیا کہ بعض درسی کتب میں زبان، طباعت اور انداز بیان وغیرہ کے لحاظ سے جو کمی نظر آئے یا معلومات کے اعتبار سے جو کمی محسوس ہو اسے دُور کیا جانا، خصوصًا ریاضی اور سماجی علوم کی کتابوں پر نظر ثانی کر کے انھیں اپ ٹو ڈیٹ بنایا جائے۔

معلمین کی تربیت طے کیا گیا کہ معلّمین کی تربیت کے لیے مختلف مقامات پر کم و بیش ایک ماہ کی ٹریننگ کا بندوبست کیا جائے اور اس کام کے لیے ایک رفیق کو انچارج بنایا جائے۔

تصنیفی تربیت تصنیفی ضروریات کے پیش نظر ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپے کے دو وظیفے دو سال کے لیے طے کیے گئے جو تصنیف و تالیف کا ذوق رکھنے والے دو ایسے اسلام پسند باصلاحیت افراد کو دیے جائیں گے جو ایم، اے ہوں یا کسی معروف دارالعلوم کے فارغ التحصیل یا اس کے مساوی صلاحیت و استعداد رکھتے ہوں۔

مرکزی درسگاہ مئی ۱۹۶۸ء میں جو تعلیمی کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس کی رپورٹ اجلاسِ شوریٰ میں پیش ہوئی اور اس کی سفارش کے مطابق طے کیا گیا کہ مرکزی درس گاہ رامپور کو صرف آٹھویں جماعت تک برقرار رکھا جائے اور آٹھویں درجہ کے بعد تعلیم کا نظم نہ قائم کیا جائے۔

نوٹ: اِس فیصلہ کا نفاذ جولائی ۱۹۶۹ء سے ہوگا۔

گوشوارہ مع آڈٹ رپورٹ

سالِ گزشتہ کے بجٹ کی روشنی میں ۶۹-۱۹۶۸ء کی آڈٹ رپورٹ پیش کیگئی جسکی شوریٰ نے توثیق کی۔

آڈیٹر کا تقرر

موجودہ آڈیٹر کو آئندہ مالی سال کے لیے آڈیٹر مقرر کیا گیا۔

حالات حاضرہ

شوریٰ کے آخری اجلاس میں ملک و ملت کے موجودہ حالات بھی زیرِ غور آئے اور اس سلسلے میں شوریٰ نے حسب ذیل تاثرات کا اظہار کیا:

مجلس شوریٰ نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ اگرچہ حکومتِ ہند یونیفارم سول کوڈ کے سلسلہ میں کم از کم اس وقت کوئی قدم نہ اٹھانے کا فیصلہ کیے ہوئے ہے، لیکن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جنھیں نہ ملّت کی نمائندگی حاصل ہے نہ اس کا اعتماد، اس سلسلے میں رہ رہ کر خاص سرگرمیاں دکھا رہے ہیں، جنکی خبریں غیر مسلم پریس خوب نمایاں کرکے اور بڑھا چڑھا کر شائع کر رہا ہے اس سلسلے میں یہ شک کرنے کیلیے بھی کافی وجوہ موجود ہیں کہ ان سرگرمیوں کے پیچھے خود حکومت کا بھی اشارہ کام کر رہا ہے۔ ایسی حالت میں ملّت کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ پوری طرح چوکنّی رہے اور وہ تمام تدبیریں اختیار کرے جو اس کے پرسنل لا کو اس خطرے سے محفوظ رکھنے کیلیے اختیار کی جانی چاہئیں، خصوصاً ان مٹھی بھر نام نہاد مسلمانوں کی حیثیت کو جو مسلم پرسنل لا کے درپے ہو رہے ہیں، پوری طرح واضح کر دیا جائے۔ ان کے پیش کردہ خیالات اور دلائل پر مسلسل تنقید کی جاتی رہے اور حکومت اور عوام سبھی کو اس حقیقت سے دلائل کے ساتھ آگاہ کر دیا جائے کہ مسلم پرسنل لا دین کا ایک اہم اور بنیادی حصّہ ہے جس میں کسی بھی مداخلت کو ہرگز برداشت نہ کیا جائے گا

گذشتہ چند مہینوں میں مسلمانوں پر جارحانہ حملوں کی جو نئی لہر اٹھی ہے اور خود پولیس بھی ان کی حفاظت کرنے کے بجائے جس طرح ان حملوں کی پُشت پناہی کرتی رہی، اس پر مجلس شوریٰ نے بڑے دکھ کا اظہار کیا اور بڑی شدّت سے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ ایسے فسادوں اور حملوں کی

روک تھام کے لیے زیادہ سے زیادہ مؤثر تدبیریں اختیار کی جانی چاہیئں۔ اس سلسلے میں وہ اربابِ حکومت اور ملک کے تمام شریف اور انسانیت دوست عوام کو ایجابی طور پر اپنا فرض انجام دینے کی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے اور خصوصیت سے رُفقاءِ جماعت کو اِن تدبیروں اور کوششوں کو بیش از بیش بروئے کار لانے کی تلقین کرتی ہے جو جماعت کے میقاتی پروگرام میں درج ہیں۔

مجلس کے نزدیک یہ مسئلہ اگر ایک طرف نظم و نسق کا مسئلہ ہے تو دوسری طرف ایک بڑا اہم اخلاقی اور سماجی مسئلہ بھی ہے۔ اسی لیے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے اپنا اب تک کا نیم دلانہ رویّہ ترک کر دے اور فسادی عناصر کو پوری مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے لیا کرے، وہیں اس سے بھی بڑھ کر اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ملک کی رائے عامّہ کو اس بھیانک بُرائی کے خلاف منظم کیا جائے لیکن ان سب باتوں سے بھی پہلے وہ مُسلمانوں کو یہ حقیقت یاد دلانا اپنا فرض سمجھتی ہے کہ ان کی اس مُصیبت کا حقیقی علاج ان کا صحیح اسلامی کردار ہے۔ اگر وہ اپنے خدا کی طرف پلٹ جائیں اور اپنے رویّے کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لیں تو ان کے خلاف تعصّب، فرقہ پرستی اور جارحیّت کے اُٹھنے والے یہ طُوفان آپ سے آپ تھم جائیں گے۔ جب تک وُہ ایسا نہیں کر لیتے دوسری تمام تدبیریں اگر کامیاب بھی ہو سکتی ہیں تو ان کی کامیابی عارضی اور جُزوی بھی ہو سکتی ہے۔ اسلیے اِس سلسلہ میں سب سے پہلی اور آخری ضرورت فی الواقع یہی ہے کہ مُسلمان اپنے کردار کے اعتبار سے بھی مسلمان بن جائیں اور اس طرح اپنے آپ کو خُدا کی پناہ میں دیدیں۔

مجلسِ شوریٰ نے ملک میں بڑھتی ہوئی علاقائیت، لاقانونیت، اخلاقی زوال اور شراب نوشی پر بھی تشویش محسوس کی۔ یہ بیماریاں ملک و قوم کے جسم میں جس تیزی سے بڑھ رہی ہیں ان سے مُستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جاتا ہے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ ملک کا نقشہ کیا بن جائیگا۔ مجلس کے نزدیک یہ صورتِ حال نتیجہ ہے اس بات کا کہ ملک کے معماروں نے اس کی تعمیر کے لیے اخلاق اور خدا پرستی کی صحیح بنیادوں کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے اور ان کے بجائے مغرب کی اندھی تقلید میں قوم پرستانہ اور مادہ پرستانہ اصول و اقدار اختیار کر لیے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس تقلید کے خطرناک

نتائج سامنے آجانے کے بعد بھی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں۔ مجلس ملک کے اربابِ فکر کو توجہ دلانا چاہتی ہے کہ وہ اس تشویشناک صورتِ حال کا گہری نظر سے جائزہ لیں اور ملک کی تعمیر کی بنیادوں کو دین و اخلاق پر نئے سرے سے استوار کریں۔

پرسنل لا

اِس بات کی بھی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ غیر مسلمین اور ناواقف مسلمانوں کو مسلم پرسنل لا کی حکمتوں اور مصلحتوں سے واقف کرانے کے لیے ضروری کتابیں تیار کرائی جائیں۔ اِس ضمن میں طے کیا گیا کہ مولانا صدرالدین صاحب اپنے ذمہ کی دو کتابوں میں مسلم پرسنل لا سے متعلق تجویز کو مقدم رکھیں اور اسے جلد تیار کر دیں۔ اِس کتابچے کے علاوہ اب تک جو لٹریچر مسلم پرسنل لا کے مختلف پہلوؤں پر شائع ہو چکا ہے، اِس کے ضروری مواد کو یکجا شائع کر دیا جائے۔

اِس مسئلہ پر گفتگو کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ جماعت اور بیرونِ جماعت کے علماء اور قانون دانوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کی کوشش کی جائے جو نافذ الوقت محمڈن لا کا اس حیثیت سے جائزہ لے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں حالات و ضروریات کے پیشِ نظر اس میں کیا باتیں قابلِ اصلاح و ترمیم ہیں اور ان کو بروئے کار لانے کا موزوں طریقہ کیا ہوگا۔

آخر میں بجٹ اپریل ۱۹۶۹ء تا مارچ ۱۹۷۰ء پیش اور منظور کیا گیا۔

سہ پہر میں دعا پر اجتماع برخاست ہوا۔

محمد یوسف قیم جماعت اسلامی ہند

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۱۵ر تا ۱۹ر مئی ۱۹۷۰ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ۱۵ر مئی ۱۹۷۰ء بعد نماز جمعہ ۳ بجے مولانا ابواللیث صاحب امیرِ جماعتِ اسلامی ہند کے زیرِ صدارت، مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تلاوتِ کلامِ پاک سے شروع ہوا۔

مندرجہ ذیل ارکانِ شوریٰ شریکِ اجلاس ہوئے:

۱۔ جناب انیس الدین احمد صاحب (بہار) ۲۔ مولانا صدرالدین صاحب (مرکز) ۳۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت) ۴۔ جناب محمد عبدالحئی صاحب (رامپور) ۵۔ جناب محمد نجات اللہ صاحب صدیقی (علیگڑھ) ۶۔ مولانا سید احمد قادری صاحب (زندگی) ۷۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (بھوپال) ۸۔ جناب سید حامد حسین صاحب (یوپی) ۹۔ جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب (آندھرا) ۱۰۔ جناب کے سی، عبداللہ صاحب مولوی (کیرلہ) ۱۱۔ جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (ریڈینس) ۱۲۔ جناب افضل حسین صاحب (مرکز) ۱۳۔ محمد یوسف، قیم جماعت

مولانا حامد علی صاحب (ادارۂ شہادتِ حق) بعض نجی ضروریات اور مولانا شمس پیرزادہ صاحب مہاراشٹر کی فرقہ وارانہ کشیدگی کو روکنے اور مظلومین کی امداد کے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے ایک دن

کی تاخیر سے شریکِ اجلاس نہ ہو سکے۔

محترم امیرِ جماعت نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا:۔

"شوریٰ کا یہ اجلاس یُوں تو معمُولی ہے جو سالانہ ہوتا ہی رہتا ہے مگر موجودہ حالات میں اس کو غیر معمُولی اہمیّت حاصِل ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہمیں اس صورتِ حال میں صحیح فیصلہ کرنے اور ان پر بہتر طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!"

اِس کے بعد گزشتہ اجلاسِ شوریٰ منعقدہ اپریل ۱۹۶۹ء کی رُوداد پڑھ کر سُنائی گئی اور ارکانِ مجلس نے اِس پر اپنے دستخط ثبت کیے۔

بعد ازیں قیّم جماعت نے جماعتِ اسلامی کی سالانہ رپورٹ اپریل ۱۹۶۹ء تا مارچ ۱۹۷۰ء پیش کی جسمیں میقاتی پروگرام کے مُطابق حلقوں کی سرگرمیوں کی تفصیل نیز مرکزی شعبہ جات کی کارگزاریوں کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا تھا۔ رپورٹ کے سلسلے میں کچھ سوالات بھی کیے گئے، جن کے جوابات دیے گئے۔

گجرات ریلیف

اِس کے بعد احمد آباد اور گجرات کے دوسرے علاقوں کے مظلومین کی ریلیف و باز آباد کاری اور ان علاقوں میں ہندو مُسلم تعلقات کو خوشگوار بنانے کے سلسلے میں جو کچھ کوششیں جماعت کی جانب سے کی گئی تھیں، ان کی قدرے تفصیلی روداد پڑھ کر سُنائی گئی (روداد کا وہ حصّہ جو ۱۰ رمئی ۷۰ء تک کی آمد و صرف پر مشتمل ہے "دعوت" میں شائع کیا جا چکا ہے)

مہاراشٹر ریلیف

جناب شمس پیرزادہ صاحب امیر حلقہ مہاراشٹر نے جو فساد زدہ علاقوں کے دورے کی وجہ سے کچھ تاخیر سے آئے تھے، وہاں کے چشم دید مختصر حالات بیان کیے۔ مجلس نے ان آئے دن کے فسادات پر جن کا حلقہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور جانی مالی نقصانات میں بھی برابر اضافہ ہو رہا ہے، بڑی تشویش کا اظہار کیا اور اس کے مختلف پہلوؤں پر دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا جس کے ضمن میں یہ پہلو بھی زیرِ بحث آیا کہ یہ ناتواں مِلّت

کب تک اِن حادثات کا شکار ہونے کے ساتھ ریلیف کا سارا بوجھ بھی اٹھاتی رہے گی۔ لیکن اِس کے سوا چارہ بھی کیا ہے کہ حکومت اور مُلک کو متوجّہ کرنے کے علاوہ جو کچھ ہوسکتا ہے اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے سِلسلے میں کرنا ہی چاہیے۔

چُنانچہ طے کیا گیا کہ فوری طور سے دس ہزار روپئے مرکز سے مظلومین کی امداد و بحالی کے لیے ارسال کردیا جائے نیز اخبارات میں ریلیف کیلئے اپیل شائع کردی جائے۔

پرسنل لا

مُسلم پرسنل لا کے سِلسلے میں جماعت اور بیرونِ جماعت کے عُلمار اور قانون داں حضرات پر مشتمل جو کمیٹی بنائی گئی ہے اِس کی کارگزاریوں کی مختصر رُوداد پیش کی گئی اور اس کمیٹی کا ایک اجلاس ۹ - ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء کو علی گڑھ میں منعقد ہوا تھا جس کی رُوداد جناب مُمتاز علی خانصاحب کنوینر نے پیش کی جس سے معلوم ہوا کہ پرسنل لا سے متعلق مختلف عنوانات کے تحت کام شروع کر دیا گیا ہے۔ توقع ہے انشاء اللہ جلد ہی کمیٹی کی دوسری نشست منعقد ہوگی، جسمیں ارکانِ کمیٹی کی اب تک کی کوششوں کو مربُوط (CO-ORDINATE) کرکے آگے کے متعلق غور کیا جائے گا۔ پرسنل لا کے مسئلے پر مزید غور وخوض کے بعد مُندرجہ ذیل قرارداد منظُور ہوئی۔

مسلم پرسنل لا

مُسلم پرسنل لا میں حکومت کی مُداخلت کے متعلق جماعتِ اسلامی ہند کی مجلسِ شوریٰ نے اسے بار بار متنبہ کیا ہے کہ وہ اس قسم کا کوئی ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ مُسلمانوں کے دین میں صریح مداخلت ہے اور اسے مُسلمان کسی حال میں بھی برداشت نہیں کریں گے لیکن اسے معلُوم کر کے سخت تشویش ہو رہی ہے کہ ایک جن سنگھی ممبر پارلیمنٹ کی تجویز پر مرکزی وزیر قانون نے اس سِلسلے میں کمیشن مقرر کرنے پر غور کرنے کیلئے آمادگی ظاہر کردی ہے۔

اگرچہ وزیر موصوف نے بعد میں اپنے وضاحتی بیان کے اندر یہ بات صاف کر دی ہے کہ حکومت نے ابھی اس کمیشن کے تقرر کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن اس بارے میں غور کرنے کے ارادے کا اظہار کچھ کم موجبِ تشویش نہیں ہے۔ اِس لیے مجلسِ شوریٰ حکومت پر پھر یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتی ہے کہ اس قسم کا کوئی اقدام انتہائی غیر دانشمندانہ ہوگا، اور مُسلمان اسے کسی حال میں بھی برداشت کرنے

پر تیار نہ ہوں گے۔ مُسلِم پرسنل لا کی حیثیت عام تمدّنی قوانین کی سی نہیں ہے بلکہ اصلاً وہ دین کا ایک ضروری اور اہم ترین جُزو ہے۔ اس میں آزادانہ ردّوبدل خواہ وہ کسی مُسلمان جج کی سفارش ہی پر کیوں نہ ہو، دین میں ردّوبدل کے ہم معنیٰ ہوگا۔

جہاں تک نافذالوقت محمڈن لا کا جائزہ لے کر اسے قرآن اور سُنّت کی روشنی میں حالات وضروریات کے مُطابق بنانے کیلئے جُزوی ترمیم واصلاح کی ضرورت کا سوال ہے، مُسلمان عُلما اور ماہرینِ قانون خود اس کام کی طرف متوجّہ ہیں اور یہ اُنہی کے کرنے کا کام ہے، انشاء اللہ وہ جلد یا بدیر اپنے اِس فرض کو انجام دے سکیں گے۔ اِس میں نہ کسی اور کو مُداخلت کا حق پہنچتا ہے، نہ کسی سیاسی دباؤ کو کارگر ہونے کی اجازت دِی جاسکتی ہے۔

حالاتِ حاضرہ

اِس کے بعد مُلک کے موجودہ حالات، بڑھتی ہوئی بربریت و درندگی اور لاانیڈ آرڈر کی زبوں حالی نیز ان ناگفتہ بہ حالات میں متوسّلین جماعت کے رول پر قدرے تفصیل سے غور وخوض ہوا۔ جُملہ ارکانِ مجلس نے اپنے تاثرات کے اظہار کے ساتھ اِصلاحِ حال کے لیے مشورے دیے اور صُورتِ حال سے نمٹنے کی تدابیر پر روشنی ڈالی۔ اُمرائے حلقہ جات نے اِس ضمن میں اپنے تاثرات بھی مجلس کے سامنے پیش کرنے کی خواہش کی تھی چنانچہ اِن کے تاثرات بھی پڑھ کر سُنا دیئے گئے۔ آخر میں شوریٰ نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

"ہمارے مُلک میں تشدّد اور لاقانونیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے امن وامان کی صُورتِ حال کو بالکل بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ حکومت کی مجرمانہ غفلت، فرض ناشناسی اور نااہل انتظامیہ نے اس بگاڑ کو روزافزوں ترقی دی ہے یُوں تو پورا ملک ہی اس بگاڑ کی لپیٹ میں ہے لیکن مُسلمانانِ ہند کو خصُوصیّت سے اس کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔

فرقہ وارانہ جارحیت کے تابڑ توڑ حملوں سے مُسلمانوں کی جان ومال کی تباہی، عزّت وآبرو کی بربادی اور نسل کشی اتنے بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے کہ مُسلمان خاص طور پر یہ محسُوس کرتے ہیں کہ ہندوستان میں نازیوں کے ظُلم وبربریت کی داستان ایک نئے عُنوان سے دہرائی جارہی ہے جسکی

تازہ ترین مثالیں احمد آباد، چائباسہ اور مہاراشٹر میں دیکھنے میں آئی ہیں۔

مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا یہ شدید احساس ہے کہ ملک کا ایک بڑا طبقہ اس صورتِ حال سے بیحد پریشان ہے اور اس کے بہت سے دردمند افراد شب و روز اس کے مداوا کے لیے برابر کوشاں ہیں۔ لیکن حال یہ ہے کہ جارحیت اور بربریت میں اضافہ ہوتا ہی چلا جارہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ معمولی تدبیروں سے یہ سیلاب رُکنے والا نہیں ہے۔

اِن غیر معمولی اور پریشان کن حالات میں یہ بات ہرگز تعجب خیز نہیں ہوگی کہ بہت سے لوگوں کو اپنی شدید مظلومیت کا احساس اتنا گرمادے کہ وہ نتائج و عواقب اور حدود سے بے نیاز ہوکر اقدام پر آمادہ ہوجائیں یا مایوسی اور دل شکستگی کے عالم میں وہ کچھ کر گزریں جس کا تصوّر بھی ممکن نہیں۔ لیکن مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس یاد دلاتا ہے کہ ایسے حالات جہاں ایک طرف پریشان کن ہوا کرتے ہیں وہیں ایک بڑی آزمائش بھی ہوتے ہیں۔ ایسی آزمائش جس میں غیر معمولی ایمان و صبر، ہمّت و پامردی اور توازنِ فکر و عمل کی ہمیشہ سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس سخت گھڑی میں ساری ملّتِ اسلامیہ اور اس کے کارکنوں کو ثابت قدم رکھے!

اِس نازک مرحلے میں مجلسِ شوریٰ سب سے پہلے مسلمانانِ ہند کو یاد دلاتی ہے کہ اس دُنیا کی کارفرمائی خدائے حیّ و قیوم کے ہاتھ میں ہے اور وہی مسبّب الاسباب ان گھٹاٹوپ تاریکیوں میں روشنی کی کرنیں نکالنے والا ہے۔ اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے اور حالات کو تبدیل کرنے کی امکانی سعی و جہد کی ضرورت ہے۔

دوسرے اسباب میں بحالات موجودہ مجلسِ شوریٰ حسبِ ذیل امور پر زور دینا ضروری سمجھتی ہے۔

فسادات کے بعد ایسی عدالتیں، تحقیقات اور کمیشنوں کے بجائے جو اَب تک کے تجربات میں اصل مسئلہ کے حل میں بے نتیجہ اور لاحاصل ثابت ہوئے ہیں، ایک اعلیٰ اختیارات کا حامل ٹریبونل قائم کیا جائے جو مسلمانوں کے اعتماد کا حامل ہو۔ اس ٹریبونل کو اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے اس کمیشن کی سفارشات کے مطابق اختیارات حاصل ہوں جو نسل کُشی کے سوال پر غور کرنے

کے لیے منعقد ہوا تھا اور جس کے طے کردہ فیصلوں کی ہماری حکومت نے بھی تائید کی ہے۔

لا اینڈ آرڈر کے قیام کے ذمّہ دار ضلعی حکّام کو بد امنی کی صورت میں ذمّہ دار قرار دے کر ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے جیسا کہ اب سے پہلے نہ صرف جماعتِ اسلامی ہند کی مجلسِ شوریٰ بلکہ دوسری مُسلم تنظیموں اور مُلک کی تقریباً تمام سیاسی پارٹیوں نے حکومت کو بار بار توجّہ دلائی ہے۔

مرکز میں اقلیتی مسائل کے سلسلے میں ایک مُستقل وزارت قائم کی جائے اس کا ایک بڑا شعبہ مُسلمانوں سے متعلق ہو جو ان کی شکایات کا بر وقت انسداد کرے۔

مُسلمانوں کو ذہنی اذیّت پہنچانے اور ان کی دینی اجتماعیّت اور جمہوری حقوق کو نقصان پہنچانے والے اُمور مثلاً مُسلم پرسنل لا کو ختم کر کے مشترکہ سول کوڈ بنانا یا ان کی تنظیموں کو انٹی نیشنل قرار دینا اور نصابِ تعلیم میں قابلِ اعتراض و دل آزار حصّے شامل کرنا وغیرہ معاملات کو خصوصی اہمیّت دیکر مرکزی حکومت اس صُورتِ حال کو روکنے کیلیے مناسب تدابیر اختیار کرے۔

مجلسِ شوریٰ ان تمام امن پسند اور منصف مزاج غیر مُسلم دردمندوں کی کوششوں کو جنھوں نے مُسلمانوں کے بھارتیہ کرن کرنے یا مُسلمانوں کے خلاف متعدّد تہمت تراشیوں کی مذمّت کی ہے، بہ نظرِ استحسان دیکھتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کوششوں کو منظم اور مؤثر بنانے پر زور دیتی ہے تاکہ ملک میں ظلم اور قتلِ ناحق کا سلسلہ بند ہو۔

مجلسِ شوریٰ ربِّ غفور سے اپنے مظلوم اور شہید بھائیوں کے لیے مغفرت کی طالب ہے اور دُعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کمزور اُمّت کی خطاؤں سے درگزر فرما کر اس کی نصرت فرمائے کہ یہ خونِ ناحق آئندہ نہ بہے اور ظُلم اور فتنہ کی قوتوں کی اِصلاح فرمائے یا ان کا انسداد فرما کر ان سے مُسلمانوں اور مُلک کو نجات دلائے۔

حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر شوریٰ نے انشورنس کے مسئلے پر بھی غور کیا۔ طے ہوا کہ موجودہ مجبور کن حالات میں آتشزدگی (FIRE) فساد (RIOT) اور حادثات سے محفوظ رکھنے کے لیے مال و جائداد کو انشور کرایا جا سکتا ہے۔

حسابات اور آڈٹ رپورٹ

اس کے بعد سالِ گزشتہ کے بجٹ کی روشنی میں مرکزی بیتُ المال کے آمد وصَرف کی رپورٹ پیش کی گئی اور اپریل ۱۹۶۸ء تا مارچ ۱۹۶۹ء کی آڈٹ رپورٹ اور اس سلسلے کی وضاحت پڑھ کر سُنائی گئی جسے شوریٰ نے منظور کرلیا۔

آڈیٹر کا تقرر

اِس کے بعد آڈیٹر کے تقرر کا مسئلہ پیش ہوا۔ اتفاقِ رائے سے جناب محمد عبدالحیٰ صاحب مدیر الحسنات کو آڈیٹر مقرر کیا گیا۔

شعبۂ تصنیف وتالیف کا نیا مستقر

طے ہوا کہ شعبۂ تصنیف وتالیف کو رامپور سے علیگڑھ منتقل کر دیا جائے یہ فیصلہ بعض سہولتوں کی بنا پر کیا گیا ہے جو علی گڑھ میں متوقع ہیں۔

تصنیفی وظائف

تصنیفی ضروریات کے پیش نظر ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپئے کے دو دو وَظیفے دو سال کے لیے طے کیے گئے۔ یہ وظیفے تصنیف و تالیف کا ذوق رکھنے والے ایسے باصلاحیت افراد کو دیے جائیں گے جو ایم۔ اے ہوں یا کسی معروف دارُالعلوم کے فارغ التحصیل ہوں یا اس کے مساوی صلاحیت و استعداد رکھتے ہوں

مسلم یونیورسٹی بل

مُسلم یونیورسٹی بل میں مُسلسل تاخیر اور بعض غیر ذمہ دارانہ بیانات پر غور ہوا اور مندرجہ ذیل قرارداد منظور ہوئی

مرکزی مجلس شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند اس بات پر تشویش واضطراب کا اظہار کرتی ہے کہ مُسلم یونیورسٹی گزشتہ پانچ سال سے آرڈی ننس اور اس پر مبنی ایکٹ کے تحت چلائی جارہی ہے اور حکومت متعدد وعدوں کے باوجود نیا بل اب تک سامنے نہیں لاسکی ہے اِس سلسلے میں مجلس نے وزیرِ تعلیم کی اس تازہ ترین یقین دہانی کو نوٹ کیا کہ دسمبر ۱۹۷۰ء میں یونیورسٹی گولڈن جوبلی سے پہلے یونیورسٹی کیلیے نیا ایکٹ بنالیا جائے گا۔ اتنی تاخیر ہو چکنے کے بعد توقع ہے کہ یہ وعدہ ضرور پورا کر دیا جائے گا، کیونکہ موجودہ صُورتِ حال اعلیٰ تعلیمی اداروں کی

خودمختاری کے مسلمہ اصول کے بھی منافی ہے اور مسلم یونیورسٹی کے مخصوص کردار کے بھی منافی ہے اور اس موقع پر ایک بار پھر مجلس شوریٰ یاد دلانا چاہتی ہے کہ نئے ایکٹ میں یونیورسٹی کی داخلی خودمختاری، کے پہلو بہ پہلو اس کے مخصوص مسلم کردار کو برقرار رکھنے کی بھی مکمل ضمانت موجود ہو اس کردار کی وضاحت مجلس شوریٰ اپنی قرارداد بابت جون ۱۹۶۵ء اور مارچ ۱۹۶۹ء میں کر چکی ہے۔ مسلم رائے عامہ گزشتہ ۵ برسوں میں اس امر کا اظہار کرتی آرہی ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی کے مخصوص کردار میں تبدیلی اور اسے رفتہ رفتہ ختم کرنے کی کسی کوشش کو نہیں برداشت کریگی۔ امیّد ہے کہ اس احساس کو بہرحال ملحوظ رکھا جائے گا۔

محمدؐ یوسف
قیم جماعت

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۱۸،۱۹؍اگست ۱۹۷۰ء

جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا دو روزہ اجلاس زیرِ صدارت مولانا ابواللیث صاحب امیرِ جماعتِ اسلامی ہند ۱۸،۱۹؍اگست ۱۹۷۰ء کو منعقد ہوا۔

اجلاس میں محترم امیرِ جماعت کے علاوہ حسبِ ذیل ارکانِ شوریٰ شریک رہے۔

مولانا صدرالدین صاحب، مولانا سیّد حامد علی صاحب، جناب شمس پیرزادہ صاحب، جناب محمّد یوسف صدیقی صاحب، جناب افضل حسین صاحب، مولانا سیّد احمد عروج قادری صاحب، ڈاکٹر محمّد نجات اللہ صدیقی صاحب، جناب محمّد عبدالرزاق صاحب لطیفی، جناب محمّد عبدالحیٔ صاحب، جناب انیس الدّین احمد صاحب، جناب سیّد حامد حسین صاحب، جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب، جناب محمد مسلم صاحب اور محمّد یوسف (قیّم جماعت)

مجلسِ شوریٰ نے جماعت کے تنظیمی امُور پر غور وخوض کے علاوہ سیکولر جمہوری طرزِ حکومت کے تعلّق سے جماعت کے موقف کی وضاحت کی اور جماعت کو فرقہ پرست یا نیم فوجی تنظیم قرار دینے کی بعض کوششوں کی بھی مذمّت کی اور اس سلسلے میں درج ذیل قرار دادیں منظور کیں:

سیکولر جمہوری طرزِ حکومت اور جماعت اسلامی ہند

"جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے جماعت کے خلاف بعض حلقوں کی طرف سے کئے جانے والے پروپیگنڈہ کا جائزہ لیتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ ملک کے موجودہ سیکولر جمہوری طرزِ حکومت کے سلسلے میں جماعت کے موقف کے بارے میں رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اگرچہ یہ پروپیگنڈہ بالکل بے بنیاد ہے لیکن مجلسِ شوریٰ مناسب سمجھتی ہے کہ اس ضمن میں جماعت کا موقف ایک بار پھر واضح کر دیا جائے۔

ہندوستان اس معنیٰ میں ایک سیکولر ریاست ہے کہ اس کا دستور مختلف مذاہب اور ان کے پیرووں کے درمیان کوئی تفریق روا نہیں رکھتا۔ دستورِ ہند کی رُو سے ہر فرد کو اپنی مرضی کیمطابق کوئی بھی عقیدہ و مسلک اختیار کرنے، اس پر عمل کرنے اور اسکی تبلیغ و اشاعت کی یکساں آزادی ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند انسانوں کو اسلام کی دعوت دینے والی جماعت ہے، اسے اس بات پر پورا بھروسہ ہے کہ اگر دستورِ ہند کی مذکورہ بالا خصوصیات قائم رہیں اور باشندگانِ ملک کے سامنے ان کے پروردگار کی بھیجی ہوئی ہدایت اسطرح پیش کیجائے جیسا کہ اس کا حق ہے اور اسلام کی دعوت دینے والے اپنی سیرت و کردار سے بھی اسلام کا نمونہ پیش کریں تو یہاں جو لوگ پہلے سے مسلمان ہیں وہ سچے مسلمان بن کر اسلامی زندگی کا بڑے پیمانے پر مظاہرہ کریں گے، اور جن لوگوں نے اب تک حق کو نہیں پہچانا ہے وہ بھی اسے پہچان لیں گے اور اسے قبول کر کے خدا کے فرماں بردار بندے بنجائینگے اور انکی انفرادی و اجتماعی زندگی، معاشرت و طرزِ حکمرانی، سب کچھ ہدایتِ الٰہی کیمطابق منظم ہوسکینگے۔

دستورِ ہند کی مذکورہ بالا خصوصیات ہندوستان میں دعوتِ اسلامی کیلئے مواقع فراہم کرتی ہیں اور یہی خصوصیات ایک ایسے ملک کیلئے موزوں ہیں جسکی غالب اکثریت کو اپنے پروردگار کی بھیجی ہوئی ہدایت کی پہچان حاصل نہ ہو۔ اس وجہ سے موجودہ صورتِ حال میں جماعتِ اسلامی ہند یہ چاہتی ہے کہ دوسرے کلیت پسندانہ اور فسطائی طرزہائے حکومت کے مقابلے میں ہندوستان کا مذکورہ بالا سیکولر جمہوری طرزِ حکومت برقرار رہے۔ ہم موجودہ طرزِ حکومت میں ہر اس

تبدیلی کے مخالف ہیں جو باشندگانِ ملک کی اُن آزادیوں میں کسی طرح کی رکاوٹ ڈالے جو انھیں اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ و مسلک اختیار کرنے، اسکی تبلیغ واشاعت کرنے اور جمہوری طریقوں سے اس کے مطابق رائج نظام میں تبدیلی لانے کی کوشش میں حاصل ہیں

اِس ضمن میں یہ واضح کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس مفہوم میں ہندوستان کو ایک سیکولر ریاست کہا جاتا ہے وہ سیکولرزم کا ایک محدود اور منفی تصوّر ہے جو سیکولرزم کے اس وسیع تر ایجابی مفہوم سے مختلف ہے جو دین کو نہ صرف یہ کہ اجتماعی زندگی سے بے دخل کر دیتا ہے بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ نظامِ تعلیم اور نشر واشاعت کے دوسرے وسائل کے ذریعہ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ایک ایک فرد کا ذہن اس تصوّر کے تحت تیار ہو اور وہ اُمورِ زندگی کے بارے میں اپنی رایوں اور عملی رویّہ کو دینی تعلیمات کی پابندی سے آزاد رکھے۔ اس سے آگے بڑھ کر روس اور دوسرے اشتراکی ملکوں میں سیکولرزم کا جارحانہ مفہوم اختیار کیا گیا ہے اور اسے صریح الحاد کا ہم معنیٰ قرار دیکر مذہب کیخلاف پروپیگنڈہ کرنا اور انسانی زندگی سے مذہب کے اثرات کو کھرچ کر پھینک دینا ریاستی پالیسی کا ایک اہم جزو بن گیا ہے۔ جماعتِ اسلامی ہند کے نزدیک سیکولرزم کے یہ وسیع تر مفہومات جو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی سے ہدایتِ الٰہی کی بے دخلی کے اور الحاد کے ہم معنیٰ ہیں، اسلام کی عین ضد ہونے کے ساتھ ہندوستان کے باشندوں اور یہاں کی رُوحانی و اخلاقی اقدار کیلئے بھی اجنبی ہیں اور ہر وہ کوشش قابلِ مذمت و مخالفت ہے جو سیکولرزم کے اس مفہوم کو ہندوستان کی رُوحانی و اخلاقی قدروں اور اس ملک کے طرزِ حکمرانی پر اثر انداز کرنے کی کوشش کرے۔"

جماعت اسلامی ہند اصولی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے

جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اِس صورتِ حال پر بھی غور کیا جو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے گزشتہ اجلاس میں جماعتِ اسلامی ہند کو ایک نیم فوجی اور فرقہ پرست تنظیم قرار دیکر اس پر پابندی عائد کرنے کی تجویز منظور کئے جانے کے باعث پیدا ہوگئی ہے۔ اس صورتحال نے ایک طرف تو جماعتِ اسلامی سے واقفیت رکھنے والے لوگوں کو جن میں غیر مسلم اصحاب کی بھی

کمی نہیں، حیرت اور رنج وافسوس میں مبتلا کر دیا ہے۔ دوسری طرف اس نے ان لوگوں میں بھی اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ جو جماعت اسلامی سے اختلاف رکھتے ہیں، لیکن ساتھ ہی جمہوریت پر بھی یقین رکھتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ محدود وسیاسی اغراض کی خاطر کئے جانے والے اقدامات سے حق وانصاف کے بنیادی تقاضوں اور جمہوری آزادیوں کا گلا گھونٹنے کا جو سلسلہ شروع ہوگا اس کا نتیجہ بہت دُور رس ہو سکتا ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند کا دستور، اس کا لٹریچر اور اسکی پُوری تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ وہ ایک اصُولی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے، وہ مذہب و ملت، رنگ و نسل اور زبان وغیرہ کے سارے امتیازات سے بلند ہوکر تمام باشندگانِ ملک کو ان اصولِ حق کی دعوت دیتی ہے جو سارے انسانوں کے پروردگار نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے ہیں۔ یہی ابتدا سے اسکی دعوت کا مرکزی نکتہ اور اسکی تمام عملی سرگرمیوں کا محور رہا ہے۔ جماعت کی تیس سالہ تاریخ سے اس کے خلاف کوئی شہادت نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس طرح جماعتِ اسلامی ہند نہ صرف اپنے دستور کی رُو سے پُرامن اور جمہوری طریقہ کار کی پابند ہے بلکہ اپنی طویل تاریخ میں وہ ہمیشہ اسی طریقہ کار پر عمل پیرا رہی ہے اور اس نے کبھی بھی وہ طریقے اختیار نہیں کئے جو نیم فوجی یا فرقہ پرست تنظیموں کا شعار ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ کار اختیار کرنے اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنے کی ایک اہم وجہ جماعتِ اسلامی ہند کا یہ یقین و اعتماد ہے کہ خود اسکی کامیابی بھی اسی طریقے سے وابستہ ہے اور مُلک کی فلاح و بہبود بھی اسی پر موقوف ہے۔

مُلک کے دستور کی موجودگی میں اور مرکزی حکومت کی سیاسی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے یہ بات تو بعید از قیاس ہی معلوم ہوتی ہے کہ حکومت واقعی اس قسم کا کوئی اقدام کر ڈالے گی جس کا مشورہ حکمران جماعت نے اسے دیا ہے لیکن اگر وہ بالفرض ایسا کوئی اقدام کر ہی بیٹھی تو ہمیں یقین ہے کہ اس کا یہ اقدام نہ تو مُلک کی رائے عام کی تائید حاصل کر سکے گا نہ اسے سپریم کورٹ سے سندِ جواز مل سکے گی۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مذکورہ بالا تجویز نے جو صُورتِ حال پیدا کر دی ہے اس کے پیشِ نظر جماعتِ اسلامی ہند کے ارکان و متفقین ہی پر نہیں بلکہ ان بیشمار لوگوں پر، جو بعض جزوی اختلافات کے باوجود جماعت کے مقصد و طریقہ کار سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ اسے نیم فوجی یا فرقہ پرست پارٹی قرار دینا کھُلا

ہوا جھوٹ ہے، یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اہلِ ملک کے سامنے جماعت پر مذکورہ بالا اتہامات کا بے بنیاد ہونا واضح کریں اور اس پر پابندی عائد کرنے کی تجویز کی کھُل کر مذمت کریں۔ اور جہاں تک رفقائے جماعت کا تعلق ہے، ان حالات میں ان پر مزید یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس موقع پر جماعت کے بارے میں غلط فہمیوں کے ازالہ کے ساتھ ساتھ جماعت کی دعوت، اس کے پروگرام اور سرگرمیوں سے تمام اہلِ ملک کو زیادہ سے زیادہ واقف کرانے کی کوشش کریں کہ الزامات کے دفعیہ کی یہی زیادہ موثر تدبیر ہے اور اگر خدانخواستہ یہ نوبت آ ہی جائے کہ حکومتِ وقت عدل وانصاف اور معقولیت کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے جماعت کے خلاف کوئی اقدام کرے تو اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا نہایت صبر و تحمّل اور حکمت اور دانشمندی اور عزم و ثبات کے ساتھ مقابلہ کریں۔

محمّد یوسف
قیم جماعتِ اسلامی ہند

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۰ اگست تا ۲۳ اگست ۱۹۷۱ء

مرکزی مجلس شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا اجلاس ۲۰ اگست ۱۹۷۱ء سے ۲۳ اگست ۱۹۷۱ء تک جاری رہا۔ اجلاس کی صدارت مولانا ابو اللیث صاحب ندوی امیر جماعت نے فرمائی۔ جملہ ارکانِ شوریٰ نے جن کے نام درج ذیل ہیں اجلاس میں شرکت کی:

۱۔ مولانا صدر الدین صاحب مرکز۔ ۲۔ جناب محمد مسلم صاحب دعوت۔ ۳۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب مہاراشٹر۔ ۴۔ جناب محمد نجات اللہ صاحب صدیقی علیگڑھ۔ ۵۔ مولانا سید حامد علی صاحب شاہجہان پور ۶۔ جناب عبد الحیٔ صاحب رامپور۔ ۷۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی) جناب انیس الدین احمد صاحب (بہار) ۹۔ جناب انعام الرحمن خاں صاحب بھوپال ۱۰۔ جناب کے۔ سی عبد اللہ صاحب کیرلہ۔ ۱۱۔ جناب عبد الرزاق لطیفی صاحب آندھرا ۱۲۔ جناب حامد حسین صاحب یوپی۔ ۱۳۔ جناب محمد یوسف صدیقی صاحب ریڈینس۔ ۱۴۔ جناب افضل حسین صاحب مرکز۔ ۱۵۔ محمد یوسف قیم جماعت۔

اجلاس نے بعض انتظامی امور پر غور وفیصلہ کے علاوہ حالات حاضرہ پر بھی غور کیا اور درج ذیل دو قراردادیں بھی منظور کیں:

مشرقی پاکستان کا مسئلہ

ایک اصولی جماعت کی حیثیت سے جماعتِ اسلامی کا مرکزِ توجہ دعوت، اصلاح اور تعلیم وتربیت کے کام رہے ہیں اور روزمرہ کے سیاسی مسائل سے وہ بالعموم کوئی تعرض نہیں کرتی رہی ہے لیکن پاکستان کے حالیہ واقعات نے متعدد مسائل کھڑے کر دیئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے ذیل میں خود اسلام بھی زیرِ بحث آگیا ہے۔ ان وجوہ کے پیش نظر جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس سلسلہ میں کچھ اظہارِ خیال ضروری سمجھتی ہے۔

۱۔ جماعتِ اسلامی اوّل روز سے خالص اسلام کی داعی رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کو اس بات کی دعوت

دیتی رہی ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں اسلام کے اعلیٰ انسانی اور اخلاقی اصولوں کی پیروی کریں اور برادرانِ وطن کو بھی انھیں اصولوں سے روشناس کرائیں۔ جب ملک تقسیم ہوگیا اور ہندوستان اور پاکستان میں دو آزاد قومی ریاستیں وجود میں آگئیں تو جماعت اسلامی ہند نے جس کا دائرۂ کار قدرتی طور پر انڈین یونین تک محدود تھا، اپنی دعوت کو جاری رکھا اور بلا امتیاز مذہب و ملت تمام اہلِ وطن کو اُس ہدایت کی طرف بلاتی رہی جو ان کے پروردگار نے سارے انسانوں کے حقیقی مفادات و مصالح کے پیشِ نظر دی ہے۔

۲۔ پاکستان کے حالات سے اگرچہ جماعت اسلامی ہند کا کوئی عملی سروکار نہیں رہ گیا لیکن وہ تشویش کے ساتھ یہ دیکھتی رہی کہ وہاں کے سیاسی لیڈر اسلامی تعلیمات کو اکثر امورِ زندگی میں نظر انداز کرکے دوسری قومی ریاستوں کی طرح کا دنیادارانہ رویّہ اختیار کر رہے ہیں۔ قدرتی طور پر اس کی نیک تمنّائیں پاکستان کے ان عناصر کے ساتھ رہیں جو وہاں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اس کے ایک اہم تقاضے کے طور پر جمہوریت کے قیام کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ وہاں اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرہ کی تعمیر اور اسلام کے معاشی عدل اور سماجی مساوات کے تصوّرات کے مطابق پاکستان کے عوام کو ان کے حقوق کی ضمانت دینے بالخصوص مشرقی پاکستان کے پسماندہ لوگوں کو اوپر اٹھانے کا پورا اہتمام نہیں کیا جاسکا۔ دنیادارانہ سیاست اور مفاد پرستی کی فضا نے جو با اثر خاندانوں اور طاقت ور گروہوں کو عوام کے استحصال کا موقع دیا۔ اسی فضا میں علاقائی اور لسانی عصبیتوں نے طاقت حاصل کرلی اور موقع پرست لیڈروں کو ابھرنے کا موقع مل گیا۔

۳۔ گذشتہ چند ماہ میں پاکستان کے حالات نے جو رُخ اختیار کیا وہ مختلف پہلوؤں سے ازحد تکلیف دہ ہے۔ اس کا سب سے تکلیف دہ پہلو وسیع پیمانہ پر جان و مال اور عزّت و آبرو کی تباہی ہے، جس پر ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اس ٹریجڈی کا ذمّہ دار بنگالی عصبیّت کے حامل عناصر اور پاکستانی افواج کو قرار دینا یا اس کے سبب کے طور پر دوسرے سیاسی عوامل کی نشاندہی کرنا لاحاصل معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ہمارے نزدیک اس کا حقیقی سبب پروردگارِ عالم کی ہدایات کو نظر انداز کرنا، انھیں معاشرہ کی تعمیر اور ریاست کی تشکیل کی بنیاد نہ بنانا اور ان کی جگہ مفاد پرستی، عصبیتوں اور گروہی اغراض و مصالح کو کھل کر کھیلنے کا موقع دینا ہے۔

۴۔ اس ٹریجڈی کے نتیجہ میں دو ایسے اثرات مرتب ہوئے ہیں جنھوں نے پورے برصغیر ہند و پاک کو ایک زبردست بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایک طرف تو ہندوستان میں کئی ملین پاکستانی شہریوں نے پناہ لی ہے، جس نے ملک میں طرح طرح کے مسائل کھڑے کر دیے ہیں، دوسری طرف پاکستان میں جمہوریت کے قیام کی جو امیدیں پیدا ہوگئی تھیں وہ معرض خطر میں پڑ گئی ہیں۔

۵۔ ہمارے نزدیک مسئلہ کے دیرپا علاج کیلیے ناگزیر ہے کہ علاقائی عصبیتوں گروہی مفادات اور محدود اغراض کو پس پشت ڈال کر اسلامی اخوت و مساوات، عدل و انصاف اور جمہوریت کے قیام کی مخلصانہ کوشش عمل میں لائی جائیں۔ اعلیٰ انسانی اخلاقی بنیادوں پر انسانی حقوق کی بحالی عمل میں لائی جائے اور پاکستان کے ہر علاقہ بالخصوص مشرقی پاکستان کے عوام میں یہ اعتماد بحال کیا جائے کہ انھیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو اللہ نے انسانوں کو عطا کیے ہیں اور ریاست بلا کسی تفریق کے تمام شہریوں کے ان حقوق کی ضامن ہوگی۔ اس اعتماد کی بحالی کی مناسب راہ یہ ہے کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے لیڈروں اور ارباب اقتدار نے جو بھی غلطیاں کی ہوں ان کو گنانے اور ایک دوسرے پر اسکی ذمہ داری ڈالنے کی بے سود کوشش کے بجائے ان غلطیوں کو فراموش کر کے از سر نو مفاہمت اور بہتر مستقبل کی تعمیر کیلیے باہمی تعاون کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کیجائے اس سلسلے میں شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی سے مدد ملے گی۔

جہاں تک ہمارا اور ہمارے ملک کا تعلق ہے سب سے اہم مسئلہ پناہ گزینوں کا ہے جنکی خدمت اور کفالت ہمارا انسانی فریضہ بن گئی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت اپنی ذمہ داری ادا کر رہی ہے اور بین الاقوامی برادری بھی اس کا ہاتھ بٹا رہی ہے لیکن اس ذمہ داری کی ادائیگی میں تمام شہریوں اور سماجی اداروں کو بھی فراخدلانہ حصہ لینا چاہیے۔ جماعت اسلامی ہند اس سلسلہ میں اپنا تعاون بہت پہلے پیش کر چکی ہے اور بحالات موجودہ جو کچھ ممکن ہے کر رہی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ موجودہ صورت حال مستقل قائم نہیں رہ سکتی اس لیے ہماری خواہش ہے کہ جلد از جلد ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ یہ پناہ گزیں جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے ساتھ اپنے وطن واپس جا سکیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ملک کے کچھ عناصر ایک جذباتی فضا پیدا کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے ملکی مفاد،

پناہ گزینوں کی واپسی، پاکستان کے داخلی سیاسی مسائل کے مناسب حل اور وہاں جمہوریت کا قیام، سب کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اپنے پڑوسی ملک سے تعلقات میں امن اور خیرسگالی پر زور دیں۔ جنگ کی باتیں خواہ وہ پاکستان میں کی جائیں یا ہندوستان میں، ان کا نتیجہ تباہ کن ہی ہو سکتا ہے۔

اِس ضمن میں بعض عناصر کی یہ روش بھی غیر مناسب ہے کہ وہ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے مسئلہ میں حکومت پر بے جا دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک حکومت کا یہ رویّہ قابلِ تعریف ہے کہ اس نے اب تک اس طرح کے دباؤ کے آگے سپر نہیں ڈالی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اپنے اس رویّہ پر قائم رہے۔

اِس مسئلہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بعض عناصر اسے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان غلط فہمی اور شکوک و شبہات پیدا کر کے فرقہ وارانہ امن کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ حکومتِ ہند نے اِس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ ان عناصر کو شر انگیزی کا موقع بالکل نہیں دے گی۔ لیکن ہم پریس اور دانشوروں کا بھی یہ فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے ہر رُجحان کا مقابلہ کریں اور فرقہ وارانہ امن اور دونوں فرقوں کے درمیان اچھے تعلّقات قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ پاکستان کے حالیہ واقعات سے بعض ذہنوں نے نتیجہ نکالنا چاہا کہ اسلام جسے مبیّنہ طور پر پاکستان کی اساس بنایا گیا تھا، ناکام ہو گیا اور مذہب انسانی گروہوں اور علاقوں کو جوڑنے والی قوّت نہیں بن سکتا۔ یہ نتیجہ نکالنا بے جا اور حقیقت کے برعکس ہے کیونکہ ناکام دراصل وہ قیادت ہوئی ہے جو اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کو تعمیرِ معاشرہ اور تشکیلِ ریاست کی بنیاد نہ بنا کی بلکہ دنیادارانہ سیاست اور پست اقدار میں اُلجھ کر رہ گئی۔ پہلے کی طرح اب بھی یہ صلاحیت صرف اعلیٰ انسانی مقاصد اور عدل و جمہوریت اور اخوّت و مساوات جیسی اسلامی قدروں ہی میں ہے کہ وہ نسلی، لسانی اور علاقائی اختلافات کے باوجود انسانوں کو جوڑ سکیں اور انھیں تعمیری رُجحانات کی حامل اجتماعیّت عطا کر سکیں۔

آج پاکستان کو اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی مؤثر عنصر وقتی سیاسی مصالح سے بلند ہو کر خالص اسلامی بنیادوں پر مصلحانہ تعمیری رول ادا کرے۔ اصل اہمیّت پاکستان کے ہر علاقہ میں بسنے والے عام انسانوں کو مفاد پرستی، علاقائی، لسانی عصبیتوں اور محدود اغراض کی گرفت سے نکال کر انھیں اعلٰے

انسانی مقاصد کی خاطر اخوّت اور تعاوُن باہمی کا رویّہ اختیار کرنے پر آمادہ کرنے کی ہے۔ اس کام کیلیے بڑے پیمانہ پر صالح افکار کی اشاعت اخلاقی تربیّت اور کردار سازی کی مہم چلانی چاہیے۔ ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے اسلام پسند عناصر کو یہی رول ادا کرنے کی توفیق دے۔

جماعت اسلامی کے خلاف مخالفانہ مہم

وزیر اعظم اندرا گاندھی نے گذشتہ دنوں کانگریس کی ایک بڑی ریلی میں تقریر کرتے ہوئے جماعت اسلامی کا جس طرح تذکرہ کیا ہے اس پر جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد ہی کو نہیں بلکہ مُلک بھر میں پھیلے ہوئے ایسے بیشمار اشخاص کو بھی دُکھ پہنچا اور تعجّب ہوا ہے جنھوں نے مسز اندرا گاندھی کی ایک انصاف پسند مُعتدل مزاج اور صاف ذہن لیڈر کی حیثیت سے تائید و حمایت کی تھی۔

جماعت اسلامی ہند نے صحّت مند تنقید کو ہمیشہ خوش آمدید کہا ہے وہ اسے جمہوریت کے لیے فالِ نیک سمجھتی ہے لیکن صحت مند تنقید اور چیز ہے اور کسی دلیل کے بغیر الزام تراشی بالکل دوسری چیز ہے۔ جہاں صحّت مند تنقید جمہوریت کے ارتقار کی ضامن ہے وہاں بے دلیل الزام تراشی کا طریقہ فسطائیت کی طرف لے جانے والا راستہ ہے، جسے اختیار کر کے دُنیا کے اکثر اچھّے اور مقبوُل لیڈر بھی اپنے اور سماج دونوں کے لیے پریشانیاں اور مصائب پیدا کرتے رہے ہیں۔ مسز گاندھی کے ذمہّ دارانہ منصب کا تقاضا تھا اور حق و انصاف کا بھی کہ اگر انھوں نے الزام لگایا تھا تو ساتھ ہی اس کے ثبوت میں دلائل بھی پیش کرتیں، مگر ثبوت اور دلیل نام کی کوئی چیز بھی کہیں موجود نہیں حالانکہ انھوں نے جماعت پر فرقہ پرستی کا یہ الزام لگاتے وقت وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر اپنے فائز ہونے کا حوالہ دیکر یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی ہر کہ انھوں نے یہ الزام ذمہّ دارانہ طور پر لگایا ہے کیا کسی ذمّہ دار کا احساس اس بات کو معقول سمجھ سکتا ہے کہ ایک پوُری جماعت کو کسی ثبوت کے بغیر ملزم ٹھہرایا جائے۔

مسنر گاندھی نے جماعتِ اسلامی ہند پر جس سیاق میں یہ الزام لگایا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دراصل ان کی سیاسی مصلحت تھی جس نے کچھ دوسری جماعتوں کے ساتھ ایک ایسی جماعت کی تلاش پر انھیں مجبوُر کر دیا تھا جس کا تعلق اقلیتی فرقے سے سمجھا جاتا ہو کہ اس سلسلے میں مُلک کے دونوں بڑے فرقوں کے

درمیان توازن پیدا ہو جائے۔ یقیناً یہ بات بھی ایک روشن خیال اور منصف مزاج لیڈر کے شایان شان نہیں کہ وہ ایسی مصلحتوں کے خاطر کسی کو خواہ مخواہ ملزم قرار دے دے۔

پھر مزید ستم یہ کہ وزیرِ اعظم نے بغیر کسی ثبوت کے یہ الزام لگانے کے ساتھ بار ثبوت اُلٹے "ملزم" ہی پر ڈال دیا ہے اور اس کو اس بات کا ذمہ دار بتایا ہے کہ وہ اپنے ملزم نہ ہونے کا ثبوت پیش کرے۔ یہ طریقہ اختیار کر کے ایک طرف تو انھوں نے اپنی پوزیشن بہت نازک بنالی ہے، دوسری طرف اس سے ایسے عناصر کی ہمت افزائی ہوئی ہے جو جماعت کے خلاف مہم چلانا چاہتے ہیں۔

جماعتِ اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس مہم پر تشویش کا اظہار کرتا ہے جو آجکل بھاگلپور اور بعض دوسرے مقامات پر سرکاری اور نیم سرکاری سطح سے چلائی جارہی ہے۔ اس کے نزدیک یہ بات ہر اس شخص کے لیے باعثِ تشویش ہونی چاہیے جو جمہوریت کے قیام و بقا کو اہمیت دیتا ہو کیونکہ اس طرح صحت مند اپوزیشن کا وجود ہی خطرہ میں پڑجاتا ہے اور اظہارِ خیال و تبلیغ افکار کی آزادی مجروح ہوجاتی ہے۔ ہم مُلک کے دانشوروں اور اصحاب رائے کا یہ فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے طریقے اختیار کرنے والوں کی مذمت کریں اور ان کو ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور کریں۔

جہاں تک خود جماعتِ اسلامی ہند کا تعلق ہے وہ اگرچہ ابتدا ہی سے مخالفتوں کا نشانہ بنتی چلی آرہی ہے مگر خدا کے فضل و کرم، اپنے کارکنوں کی لگن اور توازن فکر اور عوامی تائید و حمایت سے وہ اس طرح کی ہر آزمائش میں کامیاب ہوکر نکلی ہے۔ جماعتِ اسلامی اس موقع پر اپنے کارکنوں سے توقع رکھتی ہے کہ وہ اس طرح کے اتہامات کا کوئی اثر قبول نہ کریں گے اور اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے ان غلط فہمیوں کے ازالہ کی پوری حکمت اور دلسوزی کے ساتھ کوشش کریں گے جو عوام الناس میں پیدا کردی گئی ہیں۔

محمد یوسف
قیمّ جماعتِ اسلامی ہند

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۱۰ فروری تا ۱۳ فروری ۱۹۷۲ء

جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس جو ۱۰ فروری ۱۹۷۲ء جمعرات کو امیر جماعت مولانا ابواللیث صاحب ندوی اصلاحی کی صدارت میں شروع ہوا تھا، الحمدللہ ۱۳ فروری ۱۹۷۲ء اتوار کو ختم ہوگیا۔ اجلاس میں حسبِ ذیل ارکانِ شوریٰ شریک تھے۔

جناب انیس الدین احمد صاحب پٹنہ، جناب سید حامد حسین صاحب لکھنؤ، جناب مولانا سید حامد علی صاحب شاہجہانپور، جناب مولانا سید احمد صاحب عروج قادری (زندگی)، جناب عبدالحی صاحب رامپور، جناب مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی جناب نجات اللہ صدیقی صاحب علیگڑھ، جناب محمد مسلم صاحب مدیرِ دعوت، جناب افضل حسین صاحب مرکز، جناب محمد یوسف صدیقی صاحب ایڈیٹر ریڈینس، جناب انعام الرحمٰن خان صاحب بھوپال، جناب شمس پیرزادہ صاحب بمبئی جناب محمد عبدالرزاق صاحب لطیفی حیدرآباد۔ جناب مولانا کے۔سی عبداللہ صاحب کالی کٹ۔ محمد یوسف قیم جماعت

مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس میں جو قراردادیں منظور کیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) برصغیر کی صورت حال

جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ برصغیر ہند کے حالیہ واقعات

کی نسبت سے اپنے دینی اور اخلاقی موقف کی روشنی میں ملک و ملت کے سامنے کچھ ایسی باتیں رکھے جن کا تعلق حالیہ واقعات سے صحیح سبق حاصل کرتے ہوئے ایک بہتر مستقبل کی تعمیر کیلیے آگے بڑھنے سے ہی ہے۔

بنگلہ دیش کی آزاد ریاست اب ایک حقیقت ہے اور وہاں عوام کے منتخب نمائندوں کو اس کا موقع مل گیا ہے کہ اپنے عوام کی مرضی کے مطابق ملک کی تعمیرِ نو عمل میں لاسکیں۔ ہماری تمنّا ہے کہ ان کو اس میں کامیابی ہو اور وہاں جمہوریت کو استحکام نصیب ہو۔ اس موقع پر ہم بنگلہ دیش کے عوام بالخصوص بنگالی مسلمانوں کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستانی حکمرانوں اور انکی فوجوں نے جو بھی ظلم و زیادتی کی ہے اسکی ذمّہ داری ان حکمرانوں اور فوجوں پر ہے، نہ کہ اسلام پر۔ اسلام جس سے تعلق میں بنگالی مسلمان دنیا کے کسی دوسرے خطّہ کے مسلمانوں سے پیچھے نہیں رہے ہیں، سر تا سر عدل و انصاف اخوّت و ہمدردی اور مساوات و مواسات کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر ان تعلیمات کی خلاف ورزی کرنے والوں نے اسلام کا بھی نام لیا اور اسکی آڑ میں اپنے سیاسی مقاصد اور معاشی اغراض پورے کرنے چاہے تو یہ ان کا جرم تھا جس کے لیے وہ اللہ کے حضور بھی جوابدہ ہوں گے اور جس کے برے نتائج وہ دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں ہمیں امیّد ہے کہ بنگلہ دیش کے عوام اسلام اور اس کے نام لیواؤں کے طرزِ عمل کے درمیان امتیاز برتیں گے اور حالیہ صدمات کے ردِّ عمل میں خود اسلام سے کسی طرح کی بدظنی یا بے تعلقی کو اپنے انفرادی اور اجتماعی رجحانات کی تشکیل میں راہ نہ دیں گے۔

بنگلہ دیش کے عوام کو اس حقیقت سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے درمیان ایسے عناصر موجود ہیں جو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر الحاد و بے دینی کے لیے زمین ہموار کر سکتے ہیں۔ ہمیں امیّد ہے کہ بنگلہ دیش کے عوام ایسی کوششوں سے متاثر نہیں ہوں گے۔ ہماری تمنّا ہے کہ اپنی زندگی کی تعمیرِ نو میں بنگلہ دیش کے عوام فلاح و کامرانی اور رفعت و سربلندی کے ان خزانوں سے پوری طرح استفادہ کریں گے جو توحید کے تصوّر اور اسلام کی حقیقی تعلیمات میں موجود ہیں اور انھی تعلیمات کو معاشرے کی تشکیل میں اپنا رہنما بنائیں گے کیونکہ یہی تعلیمات جمہوریت، سماجی عدل اور تفریق و امتیاز سے پاک رواداری کے ان اصولوں کی صحیح تعبیر فراہم کرتی ہیں جس کو آزاد بنگلہ دیش نے اپنا رہنما قرار دیا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ پاکستان نے اسلام کا نام لیا لیکن اس کا حق ادا نہیں کیا بلکہ اپنی چوبیس سالہ

تاریخ میں اسلامی تعلیمات سے مسلسل روگردانی برتی۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر پاکستانی حکمران اب بھی اپنی اسی روش پر قائم رہے تو ان کو اس سے بھی زیادہ برے دن دیکھنے پڑیں گے۔ ان کو حالات سے صحیح سبق سیکھنا چاہیے اور جلد از جلد جمہوریت کی بحالی عمل میں لا کر اپنے عوام کی مرضی کے مطابق اسلامی اصولوں پر ایک نیا اجتماعی نظام تشکیل دینا چاہیے۔ اسی طریقے میں انکی فلاح مضمر ہے اور یہی طریقہ اختیار کر کے وہ برصغیر میں بسنے والے عام انسانوں کے اندر اسلام سے اس حسن ظن اور اسکی تعمیری صلاحیتوں پر اس اعتماد کو بحال کر سکتے ہیں جسے پاکستان کی روش اور اس کے حالیہ نتائج نے زبردست صدمہ پہنچایا ہے۔ اگر انھیں اسکی توفیق ہو سکے تو اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ماضی کی غلطیوں کو بھول کر پاکستان اور بنگلہ دیش کی آزاد مملکتوں کے درمیان ایسے دوستانہ تعلقات استوار ہو سکیں جو ان کے ماضی سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ایک ایسے بہتر مستقبل کے ضامن بن سکیں جسمیں دونوں ملکوں کے عوام اپنے حوصلوں کی تکمیل کر سکیں۔

اس سلسلے میں ایک اطمینان بخش بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش سے ہندوستانی فوجوں کی واپسی جلد تکمیل پانے والی ہے جس سے برصغیر کے تینوں ممالک کے باہمی تعلقات کو معمول کے مطابق بنانے میں مدد ملے گی اسی طرح مسلم ممالک کا بنگلہ دیش کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا اور اس ضرورت کی گھڑی میں اسکی طرف دست تعاون بڑھانا اسلامی اخوت کا تقاضا ہے اور یہی روش اس بات کی ضامن ہو سکتی ہے کہ بنگلہ دیش کے مسلمان عوام میں اسلامی اخوت کے رشتہ کا احساس کمزور نہ پڑے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ان واقعات کو جنوبی ایشیا بالخصوص اس برصغیر میں بیرونی طاقتوں کی سازش اور مداخلت میں اضافے کا سبب نہ بننے دیا جائے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب برصغیر کے تینوں ممالک باہمی تعلقات کو جلد از جلد معمول پر لے آئیں۔ برصغیر کے انسانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ تینوں ملک معاشی تعمیر و ترقی، تجارت، حمل و نقل اور مواصلات، ثقافتی امور اور افراد کی آمد و رفت کے سلسلے میں فراخدلی اور تعاون کا رویہ اختیار کریں اور ان تمام امور میں اشتراک عمل کی راہیں تلاش کریں جو برصغیر کے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود میں اضافہ کر سکتے ہوں۔

مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۷۱ء میں پاکستان میں جمہوریت کی بحالی

اور شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی کے ذریعہ وہاں کے دونوں بازوؤں کی قیادت کے درمیان مفاہمت اور تعاون سے مسائل کے حل پر زور دیا تھا۔ اس سیاق میں اس نے یہ اُمید بھی ظاہر کی تھی کہ پاکستان کے اسلام پسند عناصر وہاں کے عام انسانوں کو مفاد پرستی اور علاقائی و لسانی عصبیتوں کی گرفت سے نکال کر اخلاقی بنیادوں پر تعاونِ باہمی کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ افسوس کہ یہ آرزوئیں بر نہ آئیں۔ ہمیں اس بات کا خاص طور سے صدمہ ہے کہ اگرچہ پاکستان کے اسلام پسند عناصر ابتدا ہی سے جمہوریت کی بحالی کے لیے مسلسل کوشاں رہے تھے، مگر پاکستانی حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشانہ فوجی کارروائی نے ان کوششوں پر پانی پھیر دیا اور فوجی کارروائی سے پیدا شدہ نئی صورتِ حال سے وہاں کے اسلام پسند عناصر صحیح طور پر عہدہ برآنہ ہو سکے جس کے سبب اس خطے میں عوام کے اسلامی کردار کے بقا، تحفظ اور اس کردار کے ان کے جمہوری ارادوں پر پوری طرح اثر انداز ہونے میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔

ہم نے یہ بھی چاہا تھا کہ جنگ نہ ہو۔ افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور بالآخر برصغیر کو ایک ایسی جنگ سے دوچار ہونا پڑا جس سے ہماری معیشت پر بھی بُرے اثرات پڑے اور بہت سی گتھیاں بھی پڑ گئیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان گتھیوں کو جلد از جلد سلجھایا جائے اور معیشت کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کی تلافی کی پوری کوشش کی جائے۔ نیز ملکی زندگی کے دوسرے اہم پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی جائے۔ اس مقصد کے لیے سخت ضروری ہے کہ پاکستان کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی بحالی کیلیے ان مسائل کو جلد از جلد باہم گفت و شنید اور تعاون کے ذریعے حل کر لیا جائے جو ہمارے مُلک اور اس مُلک کے درمیان پیدا ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ بعض عناصر حالیہ جنگ اور اسمیں فتح کو فسطائی جذبات پروان چڑھانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور اسکو برصغیر میں ہندو طاقت اور مسلم طاقت کے درمیان مبینہ کشمکش کے سیاق میں دیکھنے اور اس کے نتیجے میں طاقت کے نئے توازن پر اس کشمکش کے ایک فریق کی حیثیت سے اطمینان پیدا کرنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ طرزِ فکر نہ صرف سیکولرزم کے منافی ہے بلکہ حالیہ جنگ کے اسباب اور اس کے ان متعین مقاصد کے جن کا بار بار اعلان کیا جاتا رہا ہے نیز اس حقیقت کے بھی خلاف ہے کہ اس جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کی اکثریت رکھنے والے ایک علاقے

یں جمہوریت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ارباب حکومت ملک کے پریس اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان فسطائی اور فرقہ پرور جذبات کی ہمت شکنی کریں اور ملک کی خارجہ پالیسی کے سیکولر کردار کو اپنے عوام پر واضح کرتے ہوئے ان میں ایسے خیالات کی اشاعت کی مذمت کریں جو اس کردار کا تصور بگاڑنے والے ہوں۔

وزیر اعظم نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں بنگلہ دیش کے قیام کو ہندوستان میں مسلم اقلیت کیلیے مفید نتائج کا حامل بتلاتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اس ملک میں ایک عنصر مسلمانوں کو دیش نکالا دینے کی صدا بلند کرتا تھا، یہ عنصر اب خاموش ہو گیا ہے۔ مگر اس عنصر کو خاموش رکھنے اور مسلمانوں کو ہندوستانی بنانے (انڈینائزیشن) کا راگ الاپنے والوں نیز مسلمانوں کی ثقافتی انفرادیت اور دینی امتیازات کو مٹانے کے درپے عناصر کے علاج کیلیے صرف بنگلہ دیش کے قیام پر تکیہ کافی نہ ہوگا، بلکہ حکومت کو مثبت اقدامات کے ذریعے اس بات کا اہتمام بھی کرنا ہوگا کہ اس ملک کے مسلمان شہریوں کو ان کے دستوری حقوق پوری طرح حاصل ہوں۔ ان کے ساتھ کوئی امتیاز نہ روا رکھا جائے اور انھیں اس ملک کی زندگی میں، اس کے اجتماعی فیصلوں کی تشکیل میں اور اسکی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے کے پورے مواقع حاصل رہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر میں مسلم اکثریت رکھنے والی ایک پڑوسی مملکت کے ساتھ ہمارے ملک کے دوستانہ تعلقات اس ملک کے مسلمانوں کے لیے خوش آئند ہیں۔ بنگلہ دیش کے ساتھ ہندوستان کی گہری دوستی ملک کے اندر مختلف فرقوں کے درمیان کشیدگی ختم کرنے اور ایک دوسرے پر اعتماد بحال کرنے میں مددگار ہونی چاہیے۔ ہم چاہیں گے کہ ان نئے مواقع سے ہندوستان کے مسلمان پوری طرح فائدہ اٹھائیں اور ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ثقافتی تعلقات میں اپنے خصوصی دینی رشتے کی بنا پر بھی شریک رہیں۔

ہمارے نزدیک نئی صورت حال کا تقاضا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں اس حقیقت کا شعور پیدا ہو کہ اس برصغیر میں بسنے والے انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے اور جو دین پروردگار عالم

نے سب انسانوں کی فلاح وبہبود کیلئے بھیجا ہے، اس کا تعارف کرانے میں انھیں اہم رول ادا کرنا ہے۔ وہ برصغیر کے دونوں پڑوسی ممالک کے مسلمانوں کو اس امر کی یاددہانی کرا سکتے ہیں کہ ان کی فلاح اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل میں مضمر ہے اور اپنے طرزِ عمل کو اسلام کے مطابق ڈھال کر برادرانِ وطن کے اندر اسلام کے حق میں حسنِ ظن پیدا کرنے اور ان کو پروردگارِ عالم کی ہدایات سے قریب لانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جس تحریک اور جس قیادت کے ہاتھوں پاکستان قائم ہوا تھا اور جن ہاتھوں میں گذشتہ چوبیس برسوں میں اسکی قیادت رہی، ان سے اس بات کی اُمید لاحاصل تھی کہ پاکستان اپنے اجتماعی طرزِ عمل سے اسلام کی نمائندگی اور دُنیا کے سامنے اس کے تعارف کا کام انجام دے سکے گا۔ اب باقی ماندہ پاکستان میں بھی جو قوتیں برسرِ اقتدار ہیں ان سے بھی ایسی اُمیدیں وابستہ کرنا بے سود ہے۔ جہاں تک بنگلہ دیش کا تعلق ہے۔ وہ جس بحران سے گذر کر قائم ہوا ہے اور جن مشکلات سے دوچار ہے، ان کے پیشِ نظر ابھی عرصہ تک اسکی توجہات بحالی اور مادّی تعمیر وترقی پر مرکوز رہیں گی، ایسے حالات میں اگر ہندوستانی مسلمان اپنا فرض پہچانیں اور جہاں تک اسلام، اس کی ترجمانی وتعارف اور اس کے پیغام کو عام کرنے کا تعلق ہے۔ اپنے ہی اوپر اعتماد کرنا سیکھیں، اور اس مشن کے علمبردار بن کر اٹھ کھڑے ہوں تو وہ برصغیر کے لئے ایک بڑی نعمت ثابت ہو سکتے ہیں اور دُنیا کے مسلمانوں کے سامنے ایک حوصلہ افزا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اللہ کی طرف واپس آئیں اور دین سے اپنے تعلق کو استوار کریں۔ اللہ سے ہمارا تعلق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس کے بندوں کے ساتھ دوستی وخیرخواہی مواسات وہمدردی اور خدمت کا تعلق قائم کریں۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہم انسانوں کے دُکھ درد میں شریک ہوں، انکی مشکلات کو دُور کرنے اور ان کے مسائل کو حل کرنے میں محنت کریں۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہندوستان کے عوام کے ساتھ اس تعلق کے وسیع تقاضوں کو مسلمانوں نے نہ تو پوری طرح محسوس کیا ہے اور نہ اس کا حق ادا کر رہے ہیں۔

اس وقت ہمارے سماج میں فقر وفاقہ، مرض وجہالت، ظلم وناانصافی اونچ نیچ اور عدم رواداری اور سب سے بڑھ کر خدا ناشناسی اخلاقی کمزوریاں اور آخرت سے غفلت کے سنگین مسائل سچے مسلمانوں

کی انتھک خدمت مسلسل محنت اخلاص و ہمدردی اور خیر خواہانہ سعی و جہد کے طالب ہیں۔ ان مسائل سے ملک بھی دوچار ہے اور ملت بھی۔ باشعور مسلمانوں کو آگے بڑھنا چاہیے اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کے ساتھ توحید اور اس سے پیدا ہونے والی انسانی مساوات، حقیقی آزادی، سچی جمہوریت اور سماجی عدل کی قدروں کا علم بردار بنکر ہندوستان کے باشندوں کو اس پیغام سے روشناس کرانے اور ان کے اندر ان قدروں کو رواج دینے کا کام انجام دینا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ ہندوستان کی زندگی کے حقیقی مسائل کو حل کرنے کے لیے خود بھی کام کریں اور دوسروں کو بھی اس کام پر آمادہ کریں اور اہلِ ملک پر یہ ظاہر کر دیں کہ اس ملک میں ایک بہتر انسانی سماج کی تعمیر کے لیے سچے مسلمان سے زیادہ کسی کی خدمات کارگر نہیں ہو سکتیں اور اس کام کیلیے اسلام ہی مستحکم بنیادیں فراہم کر سکتا ہے۔ اس کام کی انجام دہی کے ذریعے ہی ہندوستان کے مسلمان اس ملک کی زندگی میں برابر کے شہریوں کی حیثیت سے اپنا مقام حاصل کر سکتے ہیں اور اس ملک کی داخلی اور خارجی پالیسی پر اپنے صحت مندانہ اثرات کے ذریعے اسے اقوامِ عالم بالخصوص پڑوسی ممالک کے لیے ایک رحمت بنا سکتے ہیں۔

ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو نئے حالات میں خود اعتمادی اور خدا اعتمادی سکھلائے اور ایک تعمیری اقدامی اور حوصلہ مند کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ملک کی صالح تعمیر کا بھی ضامن ہو اور اسلام کے شفاف چہرے کو اس غبار سے پاک کر دے جو حالیہ واقعات کے سہارے پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں سے اس پر آگیا ہے۔

(۲) بنگلہ دیش میں اردو بولنے والوں کا مسئلہ

بنگلہ دیش کی تشکیل کے بعد متحدہ پاکستان کے حامی، خصوصاً اردو بولنے والے عناصر کی جان و مال کی حفاظت کا مسئلہ اگرچہ اصولاً بنگلہ دیش کی حکومت ہی سے متعلق ہے، لیکن اس سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے باقی دنیا کے لوگوں کو عموماً اور ہندوستان کے انصاف پسند انسانیت دوست اور جمہوریت نواز باشندوں کو خصوصاً ان کے مسئلے سے صرفِ نظر نہیں کرنا چاہیے۔

بنگلہ دیش کے اردو بولنے والے لوگ بیشتر وہ ہیں جو ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد کے پر آشوب حالات میں ترک وطن کرکے مشرقی بنگال میں جاکر آباد ہوئے تھے۔ یہ شکایت صحیح ہے کہ ان لوگوں کو اپنے نئے وطن میں مقامی آبادی سے جو یکجہتی و یگانگت پیدا کرنی چاہیے تھی اس میں یہ حضرات بہت کچھ ناکام رہے ہیں۔ مگر اسی کے ساتھ اس بات سے انکار کرنا حقیقت پر ظلم ہوگا کہ انھوں نے اس نئے وطن کی خوشحالی و آبادکاری میں ایک مؤثر عملی حصّہ ادا کیا ہے۔ پچھلے سال جب مقامی آبادی اور ان باشندوں کی یہ کشمکش بہت زیادہ ابھر گئی تھی تو جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ نے اس پر اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا اس علاقے میں گذشتہ دنوں فوجی کارروائی کے بعد یہ بات چنداں غیر متوقع نہ تھی کہ ان میں سے بیشتر لوگ وہاں کی اس وقت کی قائم شدہ حکومت کا ساتھ دیتے۔ بنگلہ دیش کی آزادی کے بعد یہ طبقہ نیز وہ بنگالی مسلمان جو اس ملک کی وحدت کے حامی تھے، ان کو انتقامی جذبات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور افسوسناک بات یہ ہے کہ انکی بے بسی پر عالمی پریس اور رائے عامہ تقریباً خاموش ہے۔

ہمیں یہ جان کر اطمینان ہوا کہ ہمارے ملک کے بعض حصوں خصوصاً بہار کے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں ان مظلوموں کی حمایت اور ان کے تحفظ کیلئے ہمدردانہ جذبات پائے جاتے ہیں اور یہ مطالبہ بھی کیا جانے لگا ہے کہ اگر بنگلہ دیش میں انکی جان و مال اور عزت نفس محفوظ نہ ہو تو انھیں واپس لا کر ہندوستان میں بسایا جائے۔ اصولاً یہ مطالبہ بالکل صحیح ہے۔ ہم اگر جنوبی افریقہ، کینیا، سیلون اور برما میں سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو سال پہلے گئے ہوئے لاکھوں ہندوستانی نسل کے باشندوں کے لیے اپنے ملک کے دروازے کھول سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان لوگوں کے سلسلے میں امتیاز برتا جائے جو ابھی ۲۴ سال کے دوران یہاں کے مخصوص حالات میں ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے۔ تاہم ہمارے نزدیک یہ شاید آخری چارۂ کار ہوگا۔ ہمارے خیال میں صحیح بات اور عملی راستہ یہی ہے کہ وہ جہاں ہیں وہیں عزت و حفاظت کے ساتھ رہیں اور وہاں کی حکومت ان لوگوں کو نسلی و لسانی عصبیت کا شکار ہونے سے بچائے۔

شیخ مجیب الرحمٰن نے بنگلہ دیش کی زمام کار سنبھالنے سے پہلے بڑی اچھی بات کہی تھی کہ وہ

اپنی ریاست کو مثالی بنائیں گے اور ماضی کو بھلا کر سب کے تعاون سے مستقبل کو روشن بنانے کی سعی کریں گے۔ ان کے اس بیان سے توقع پیدا ہو گئی تھی کہ اپنے وطن کے تمام عناصر کا تعاون حاصل کر کے اور ان میں اعتماد بحال کر کے ان کی صلاحیتوں کو ایک مثالی تعمیر کیلئے مجتمع کر سکیں گے لیکن خود انھوں نے بعد میں غیر بنگالی شہریوں کے لیے بھی بنگالی زبان اور بنگالی کلچر کو اپنانے کا جس انداز سے تذکرہ کیا ہے وہ انصاف اور جمہوریت کیخلاف نیز اس یقین دہانی کے بھی منافی ہے جو انھوں نے کی تھی۔

اِس ضمن میں یہ خبریں بھی آئی ہیں کہ مغربی پاکستان میں بنگالی باشندوں کو شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ عمل اور ردِ عمل کا یہ شیطانی چکر اگر اس کلمہ گو امّت میں چل پڑا تو یہ نہ صرف دونوں خطّوں کے باشندوں کیلیے نقصان دہ ہو گا، بلکہ مسلمانوں کیلئے سخت رُسوا کن ہو گا اور اس سے ان لوگوں کے ہاتھوں میں ایک حربہ بھی آجائے گا جو ہر سلام دشمن حرکت کو اسلام کیخلاف محاذ بنانے کیلیے کام میں لانے کی تاک میں بیٹھے ہیں۔

بنگلہ دیش کے سربراہوں اور معماروں نیز مغربی پاکستان کے حکمرانوں اور لیڈروں سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ عفو درگذر کا ماحول پیدا کریں اور اختلافِ رائے رکھنے والوں کو اپنا دشمن قرار دینے کے بجائے اپنا دوست اور بہی خواہ بنانے کی کوشش کریں۔ انھیں سمجھنا چاہیے کہ محبّت سے محبّت اور اعتماد سے اعتماد کو بڑھاوا ملتا ہے۔ ان دونوں مملکتوں کا نظم و نسق جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے انھیں اپنے دین کا یہ سبق یاد رکھنا چاہیے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور انھیں باہم دگر عفوو درگزر کا پیکر بن کر رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔

ہم وزیر اعظم سے بھی توقع رکھتے ہیں کہ اس انسانی مسئلہ میں وہ اپنے اخلاقی اثرات استعمال کریں گی۔

(۳) ہند و پاک جنگ کے موقع پر ہونے والی گرفتاریوں کے سلسلے میں تحقیقات کرائی جائے

دسمبر ۱۹۷۱ء میں ہند و پاک جنگ کے

موقع پر جماعتِ اسلامی ہند اور بعض دوسری مسلمان تنظیموں کے ذمہ دار اصحاب نیز دوسرے معزز شہریوں کی گرفتاری پر ہندوستان کے ہر اُس باشندے نے تکلیف محسوس کی اور تشویش کا اظہار کیا ہے جو ان تنظیموں اور ان افراد سے قریبی طور پر واقف ہے۔

۱۹۶۵ء کے مقابلے میں اس بار گرفتاریوں کی تعداد یقیناً بہت کم تھی، لیکن ۶۵ء میں کی جانے والی دھاندھلیوں، انتقامی کارروائیوں اور انتظامیہ کی جانب سے ہنگامی قوانین کے بیجا استعمال پر ہندوستان کے انصاف پسند ضمیر نے جس طرح آواز اٹھائی تھی اور مرکزی حکومت کے ذمہ داروں نے اس پر جس طرح ندامت ظاہر کی تھی اس کے پسِ منظر میں اس بار کم ہی تعداد میں سہی لیکن ان گرفتاریوں سے اس بات کی تردید نہیں ہوتی کہ انتظامیہ نے پھر اپنی من مانی کی ہے اور ہنگامی قوانین کا بے جا اور شرمناک استعمال کیا ہے۔ ہم اگر فی الواقع ایسا ہندوستان تعمیر کرنا چاہتے ہیں جس میں جمہوریت اور آزادئ خیال کا دور دورہ ہو اور جس کے تمام باشندوں کو ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو قانون کے دائرے میں رہ کر اختلاف رائے رکھنے والوں کو آزادی سے محروم کر دینا ایک ایسا فعل ہے جسے آزادئ رائے اور جمہوری قدروں کے لیے کھلا چیلنج ہی کہا جا سکتا ہے۔

اس بار ہنگامی قوانین کے استعمال کے سلسلے میں حکومت کے ترجمانوں نے بار بار کہا ہے کہ انتہائی مجبوری اور ناگزیر حالت میں اسے روبہ عمل لایا گیا ہے اور اس طرح عوام کو یہ احساس دلایا گیا کہ جو شہری گرفتار کئے گئے تھے، ان کی گرفتاری کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں رہ گیا تھا ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ ہنگامی حالات میں ہنگامی قوانین ضروری ہو جاتے ہیں اور انتظامیہ کو غیر معمولی اختیارات دینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ نگرانی بھی انتہائی ضروری ہے کہ ان قوانین کا بے جا استعمال نہ ہونے پائے۔ گرفتاریوں کے اسباب و وجوہ اور وارنٹوں کے اندھا دھند اجرا کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں بڑی دھاندھلی کی گئی ہے۔ اس لیے ہم یہ خیال پیش کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ملک بھر میں ہونے والی تمام گرفتاریوں کے اسباب و وجوہ اور وارنٹوں کی نظربندوں سے کئے جانے والے سلوک کی کسی اعلیٰ ادارے کے ذریعے جانچ کرائی جائے۔ صرف اسی طرح عوام کو حکومت اور قانون پر اعتماد پیدا ہو سکتا ہے،

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۵ر اپریل تا ۱۰ر اپریل ۱۹۷۲ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا اجلاس ۵ر اپریل ۱۹۷۲ء بروز چہارشنبہ ۱۰ بجے دن زیرِ صدارت مولانا ابواللیث صاحب ندوی، اصلاحی منعقد ہوا۔

نشست کا آغاز مولانا سیّد احمد عروج قادری کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ درج ذیل ارکانِ شوریٰ شریکِ اجلاس تھے

۱۔ جناب محمد مسلم صاحب "دعوت"، ۲۔ جناب انیس الدین صاحب بہار ۳۔ جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب حیدرآباد۔ ۴۔ جناب کے، سی عبداللہ صاحب ۵۔ جناب مولانا شمس پیرزادہ صاحب ۶۔ جناب محمد عبدالحیٔ صاحب۔ ۷۔ جنابِ انعام الرحمٰن خاں صاحب ۸۔ مولانا سیّد احمد عروج قادری صاحب ۹۔ جناب سیّد حامد حسین صاحب ۱۰۔ جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب ۱۱۔ جناب محمد یوسف صدیقی صاحب ۱۲۔ جناب افضل حسین صاحب۔ ۱۳۔ محمد یوسف صاحب قیم جماعت۔

مولانا سیّد حامد علی صاحب اور مولانا صدرالدین صاحب بعض معذوریوں کے سبب ایک دن کی تاخیر سے شریک اجلاس ہوئے۔ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مجلس مولانا ابواللیث صاحب نے

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ گذشتہ اجلاسِ شوریٰ میں یہ بات آئی تھی کہ بعض ملتوی شدہ مسائل پر غور کرنے کے لیے شوریٰ کا ایک مختصر اجلاس مجلسِ نمائندگان کے اجلاس سے پہلے منعقد کر لیا جائے چنانچہ اسی غرض سے یہ اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی موجودہ مالی سال کے بجٹ کی منظوری تک کے لیے معمول کے مطابق مصارف کر لینے کی بات بھی طے کرنی ہے۔

سابقہ اجلاسِ شوریٰ کی رودادوں کی خواندگی کے بعد ارکانِ مجلس نے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے، اور ایجنڈے کے مسائل پر غور ہوا۔ اتفاقِ رائے سے طے ہوا کہ:

(۱) معمول کے مطابق بجٹ کی منظوری تک مصارف کر لیے جائیں۔

(۲) وقف ملیح آباد کے سلسلے میں لگان کا بیس گنا داخل کر کے بھومی دھری کے حقوق حاصل کر لیے جائیں۔

(۳) دستور جماعت دفعہ ۳۰ میں ترمیم کے لیے مجلسِ نمائندگان کے اجلاس میں حسبِ ذیل سفارش پیش کی جائے:

"دستورِ جماعت کی دفعہ ۳۰ بدل کر یوں کر دی جائے:

اس مجلس کے کُل ارکان کی تعداد انیس ہوگی جن میں سے اٹھارہ کا انتخاب مجلسِ نمائندگان اپنے میں سے کرے گی اور انیسواں رکن قیم جماعت بحیثیت عہدہ ہوگا۔

تشریح: دفعہ ۳۰ مندرجہ دستور علیٰ حالہ قائم رہے گی۔"

اِس کے بعد مجلسِ نمائندگان کے اجلاس میں نئی میقات اپریل ۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۶ء کیلئے ۹ اپریل ۱۹۷۲ء کو امیرِ جماعت اور نئی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا انتخاب عمل میں آیا۔

نئے امیرِ جماعت جناب محمد یوسف صاحب کی صدارت میں نئی مجلسِ شوریٰ کی ۱۰ اپریل کو نشست ہوئی۔

خطبۂ مسنونہ کے بعد محترم امیرِ جماعت نے ارکانِ شوریٰ کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہوئے بحُسن و خوبی ان کی انجام دہی کی طرف متوجہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ ہم سب کو اپنے

فرائض اس طور پر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے جو اسے قبول ہو اور جس کے نتیجہ میں اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو سکے۔

اس کے بعد ایجنڈے کے مسائل پر غور ہوا اور میقاتی پروگرام کے سلسلے میں طے ہوا:۔

۱۔ نئے میقاتی پروگرام کی منظوری اور اس کے نفاذ تک سابقہ چہار سالہ پروگرام علیٰ حالہٖ نافذ رہے گا۔ اس لیے رفقائے جماعت اسی کے مطابق اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

۲۔ پالیسی اور پروگرام کے سلسلے میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی جو ارکانِ جماعت اور حلقوں کی مجالس شوریٰ کے مشوروں کو پیش نظر رکھ کر اپنی سفارشات مرتب کرے گی اور اپنی رپورٹ ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء تک مرکز کو پیش کردے گی۔ کمیٹی حسب ذیل ارکان پر مشتمل ہے:

(۱) مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی (۲) مولانا سیّد حامد علی صاحب (۳) جناب محمد مسلم صاحب (۴) جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب (۵) جناب افضل حسین صاحب کنوینر۔

۳۔ ارکانِ جماعت پالیسی اور پروگرام وغیرہ سے متعلق اپنے تحریری مشورے مرکز کو اور اسکی ایک نقل اپنے تنظیمی حلقے کو بھی ۳۰ اپریل ۱۹۷۲ء تک ارسال کردیں۔

۴۔ پروگرام سے متعلق حلقوں کی مجالس شوریٰ کے مشورے ۱۵ مئی ۱۹۷۲ء تک مرکز کو موصول ہو جانے چاہئیں۔

۵۔ میقاتی پروگرام وغیرہ پر غور و فیصلے کے لیے مجلسِ شوریٰ کا آئندہ اجلاس ۷ جون ۱۹۷۲ء کو منعقد ہوگا۔

اس کے بعد قیم جماعت کے تقرر کے سلسلے میں طے ہوا کہ اس کا فیصلہ آئندہ اجلاس شوریٰ کے موقع پر امیر جماعت مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکان کی رایوں کو سامنے رکھ کر کریں گے۔ اس دوران عارضی طور سے محمد شفیع مونس جو معاون قیم جماعت کی حیثیت سے کام کر رہے تھے قیم جماعت کے فرائض انجام دیں گے۔

بعض دیگر تنظیمی امور پر تبادلہ خیال کے بعد نشست دُعا پر برخاست ہو گئی۔ نئی مجلس شوریٰ کے ارکان میں جناب فضلُ الرحمٰن فریدی صاحب اپنی ضرورت کی بنا پر اجازت لے کر واپس جا چکے تھے۔

ان کے علاوہ باقی تمام ارکان شوریٰ جو درج ذیل ہیں شریکِ اجلاس ہوئے۔

۱۔ مولانا ابوُاللّیث صاحب ۲۔ مولانا صدرالدین صاحب ۳۔ جناب محمد مسلم صاحب ۴۔ جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب ۵۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب ۶۔ جناب سیّد حامد حسین صاحب ۷۔ جناب محمد یوسف صدّیقی صاحب ۸۔ جناب انیسُ الدین احمد صاحب ۹۔ جناب کے، سی عبداللہ صاحب ۱۰۔ مولانا سیّد حامد علی صاحب ۱۱۔ جناب محمد عبدالحیٰ صاحب ۱۲۔ مولانا سیّد احمد عروج قادری صاحب ۱۳۔ جناب محمد نجاتُ اللہ صدیقی صاحب ۱۴۔ جناب افضل حسین صاحب ۱۵۔ جناب سراج الحسن صاحب ۱۶۔ جناب عبدُالفتاح صاحب ۱۷۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب ۱۸۔ محمد شفیع مونس۔

محمد شفیع مونس
قیم جماعت

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۷ر جون تا ۱۵ر جون ۱۹۷۲ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیرِ صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیرِ جماعت اسلامی ہند، ۷ر جون ۱۹۷۲ء کو بدھ کے دن دس بجے صبح سے مرکز جماعتِ اسلامی ہند بازار چتلی قبر دہلی میں شروع ہو کر ۱۵ر جون جمعرات کی شب میں تقریباً ۱۲ بجے بحسن و خوبی ختم ہوا جو ارکانِ شوریٰ اجلاس میں شریک تھے، ان کے نام یہ ہیں:-

۱۔ جناب محمد یوسف صاحب صدیقی ۲۔ جناب انیس الدین احمد صاحب (پٹنہ) ۳۔ مولانا صدر الدین صاحب اصلاحی مرکز (علیگڑھ) ۴۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب فریدی (علی گڑھ) ۵۔ جناب عبدالفتاح صاحب (کلکتہ) ۶۔ مولانا سیّد حامد علی صاحب (شاہ جہاں پور) ۷۔ جناب سراج الحسن صاحب (میسور) ۸۔ جناب محمد عبدالرزاق صاحب لطیفی (حیدرآباد) ۹۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت) ۱۰۔ جناب محمد عبدالحیٔ صاحب (رامپور) ۱۱۔ جناب مولانا سید احمد عروج قادری صاحب ۱۲۔ جناب سیّد حامد حسین صاحب (لکھنؤ) ۱۳۔ افضل حسین (مرکز) دہلی۔ ۱۴۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (بھوپال)، ۱۵۔ جناب محمد نجات اللہ صاحب صدیقی (علی گڑھ) ۱۶۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب (بمبئی) ۱۔ کے سی عبداللہ صاحب (کیرلہ) ۱۸۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب قائم مقام قیم جماعت۔ مولانا ابو اللیث صاحب

اصلاحی ندوی اپنی اہلیہ محترمہ کی علالت کے باعث شریکِ اجلاس نہ ہو سکے۔

مولانا سید احمد صاحب عروج قادری کی تلاوتِ قرآن مجید سے اجلاس کا آغاز ہوا، جس کے بعد امیر جماعت اسلامی ہند جناب محمد یوسف صاحب نے حسب ذیل افتتاحی کلمات سے ارکانِ شوریٰ کو خطاب فرمایا:

"حمد و صلوٰۃ کے بعد، محترم رفقاء! اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو زندگی کی مزید مہلت عطا فرمائی تاکہ ہم اسے اس کے دین کی سربلندی کی راہ میں لگا سکیں۔ آپ نے اس دھوپ اور تپش کے زمانے میں دور دراز علاقوں سے سفر کرکے اور زحمتیں اٹھا کر مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ یہ دھوپ اور تپش اس گرمی اور تپش کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو حشر کے دن ہوگی جبکہ اللہ تعالےٰ کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ یہ تپش اس گرمی کے مقابلہ میں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی، جبکہ حضورؐ اور آپؐ کے اصحابِ کرامؓ نے معرکہ تبوک کے لیے پُر مشقت سفر کیا تھا اور شدید زحمتیں اٹھائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی رضا کے حصول اور اس کے دین کی خاطر وہ تمام صعوبتیں برداشت کریں جو اس راہ میں ہمارے سامنے آئیں۔

اس اجلاس میں یوں تو آپ کے سامنے بہت سے مسائل ہیں لیکن اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اس میقات کے لیے چہار سالہ پالیسی اور پروگرام مرتب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پالیسی اور پروگرام کے سلسلے میں صحیح فیصلے کر سکیں اور جو کچھ طے کریں اس پر ٹھیک ٹھیک عملدرآمد بھی کریں۔ ایک مومن کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اس کے مطابق اس کا عمل بھی ہوتا ہے۔ پروگرام بنا کر عمل نہ کرنا اللہ کو ناپسند ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لِمَ تقولون مالا تفعلون الخ	اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ تم وہ کہو جس کے مطابق تمہارا عمل نہ ہو۔

آپ کو ایسا پروگرام بنانا چاہیے جس پر پوری جماعت عملدرآمد کر سکے۔ پروگرام میں ایسی چیزیں

نہ ہوں جو جماعت کی قوتِ برداشت سے باہر ہوں یا جس کے لیے ہمارے پاس فرائع ووسائل نہ ہوں۔

حضرات! آپ نے اجلاس کے لیے جو وقت طے کیا ہے اس وقت کے اندر ہمیں ایجنڈے کے سب مسائل پر غور کرلینا ہے۔ وقت کے اندر کام پورا کرنے کے لیے چند چیزوں کا لحاظ ضروری ہے:

(۱) وقت کی پابندی الاّیہ کہ کسی کو کوئی شرعی معذوری ہو۔

(۲) جب ایک صاحب اپنی بات پوری کرلیں تب دوسرے صاحب اپنی بات شروع کریں۔ درمیان میں کسی کی بات نہیں کاٹنا چاہیئے۔

ان باتوں کا لحاظ کرکے ہی وقت کے اندر کام پورا ہوسکتا ہے، ورنہ تاخیر ہوسکتی ہے۔ کچھ رفقاء جن کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے انشاء اللہ آجائیں گے (یہ حضرات جلد ہی شریکِ اجلاس ہوگئے) لیکن مجھے اور آپ کو افسوس ہوگا کہ مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی، ندوی اپنی اہلیہ محترمہ کی علالت کی وجہ سے شریکِ اجلاس نہیں ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے۔ آمین!

اس دوران قیمّ کا مسئلہ بھی مجھے طے کرنا ہے۔ یہ مسئلہ ایجنڈے میں شامل نہیں ہے اور اجلاس میں آئے گا بھی نہیں۔ میں گذارش کروں گا کہ آپ حضرات فارغ اوقات میں باہم تبادلۂ خیال کریں اور اتفاقِ رائے سے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ ہمیں یوں بھی تمام امور ومعاملات میں اتفاقِ رائے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کا اثر رفقائے جماعت اور عامۃ الناس، دونوں پر اچھا پڑتا ہے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ وہ صحیح فیصلے کرنے کی توفیق دے، ان فیصلوں کو بابرکت بنائے اور جو لوگ بھی اس کے دین کے لیے کوشش کر رہے ہیں خواہ ان کا تعلق جماعتِ اسلامی سے ہو یا نہ ہو، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب کرے اور ہماری کوششوں سے ملک وملّت کو فائدہ پہنچائے۔

ان افتتاحی کلمات کے بعد تفصیلی ایجنڈا پڑھ کر سنایا گیا اور اوقات کی تعیین کی گئی۔ اسکے بعد مجلسِ شوریٰ کے ان دو اجلاسوں کی روداد پڑھ کر سنائی گئی جو ۵ اور ۶ اپریل ۱۹۷۲ء

اور ۱۰، ۱۱ اپریل ۱۹۷۲ء میں منعقد ہوئے تھے۔ رودادسن لینے کے بعد ارکانِ مجلس شوریٰ نے رجسٹر پر دستخط کیے۔ اس کے بعد جماعت کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی۔

ایجنڈے میں سب سے اہم چیز پالیسی اور پروگرام کو ترتیب دینا تھا۔ گذشتہ شوریٰ نے اس غرض کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل کی تھی جو حسب ذیل افراد پر مشتمل تھی:

(۱) مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی (۲) مولانا سید حامد علی صاحب (۳) جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب (۴) جناب محمد مسلم صاحب (۵) افضل حسین، کنوینر۔

گذشتہ شوریٰ نے یہ بات بھی طے کی تھی کہ کمیٹی کی رپورٹ امیر جماعت کے ریمارکس کے ساتھ آنی چاہیئے۔ چنانچہ کمیٹی کے کنوینر افضل حسین نے پالیسی اور پروگرام کے متعلق کمیٹی کی سفارشات پڑھ کر سنائیں۔ یہ سفارشات اور ان کے ساتھ امیر جماعت کے ریمارکس سائیکلو اسٹائل کیے ہوئے ارکانِ شوریٰ کو اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے ہی فراہم کر دیئے گئے تھے۔ ان سفارشات پر تفصیل سے غور و خوض ہوا اور بالآخر اسے آخری شکل دے دی گئی۔

پالیسی اور پروگرام پر غور کرتے وقت جماعت اسلامی کے الکیشن میں حصہ لینے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ لیکن قلتِ وقت کی بنا پر اس مسئلے پر غور و خوض کو ملتوی کر دیا گیا اور بالاتفاق طے کیا گیا کہ اس مسئلے پر ۱۹۷۳ء کی کسی شوریٰ میں تفصیلی غور و فیصلہ ہوگا۔ اس کے علاوہ ایجنڈے کے دوسرے مسائل پر غور ہوا اور درج ذیل فیصلے کیے گئے:

مجلس شوریٰ نے اتفاق رائے سے جماعتِ اسلامی ہند کے آفیشل لٹریچر کے بارے میں حسب ذیل ریزولیوشن منظور کیا:

"مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتی ہے کہ اس کا آفیشیل (OFFICIAL) لٹریچر وہ ہے جو جماعتِ اسلامی ہند کے شعبۂ تنظیم کی جانب سے شائع کیا جائے اور یہ کہ اس وقت اس فہرست میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہیں۔

۱۔ دستور جماعت اسلامی ہند

۲۔ جماعت اسلامی ہند کی پالیسی اور چہار سالہ پروگرام (اپریل ۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۶ء)

۳۔ جماعت اسلامی ہند کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟

۴۔ جماعت اسلامی ہند — ایک تعارف

۵۔ INTRODUCING JAMAATE-ISLAMI HIND

۶۔ روداد جماعت اسلامی ہند ۱۹۴۸ء تا ۱۹۷۲ء (زیر ترتیب)

۷۔ روداد مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند

۸۔ دعوتِ اسلامی کیا ہے؟

نوٹ: ۱۔ ان کتابوں کے مستند ترجمے بھی یہی حیثیت رکھیں گے خواہ وہ کسی زبان میں ہوں۔

۲۔ آفیشل لٹریچر میں صرف وہی کتابیں شائع کی جائیں گی جن کا موضوع جماعت اسلامی ہند اس کی پالیسی اور پروگرام اور سرگرمیاں ہیں۔ اس زاویۂ نگاہ سے جائزہ لے کر مندرجہ بالا فہرست میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ جو آئندہ وقت پر کر لیا جائے گا۔ جماعت اسلامی ہند کے شعبۂ تنظیم کی شائع کردہ کتابوں کے علاوہ مختلف مصنفین کی کتابیں جو کسی دوسرے ادارے یا مکتبہ کی جانب سے شائع کی جاتی ہوں یا کی جائیں، ان سے جماعت اسلامی ہند کے کارکن دین کی دعوت کے کام میں پورا استفادہ کر سکتے ہیں مگر جماعت کسی ایسی رائے یا فکر کی ذمہ داری نہیں لیتی جو جماعت کے مذکورہ آفیشل لٹریچر میں ظاہر کردہ فکر، پالیسی یا موقف سے مختلف یا متصادم ہو۔

طے کیا گیا کہ ادارۂ تصنیف کے تحت ہر سال دو وظائف برائے تصنیفی تربیت دیے جایا کریں گے، جن کی مدت دو سال ہوگی۔ وظیفے کے لیے اردو، ہندی، انگریزی یا کسی علاقائی زبان میں لکھ سکنے کی صلاحیت والے افراد درخواست دے سکیں گے۔

شوریٰ کے فیصلے کے دوران فارغ اوقات میں امیر جماعت، قیم جماعت کے مسلے پر ارکان شوریٰ

سے فرداً فرداً مشورہ کرتے رہے۔ اِس ذیل میں انہوں نے ۱۱؍جون ۱۹۷۲ء کو ارکانِ شوریٰ سے اجتماعی طور پر بھی مشورہ کیا تھا۔ جس میں افضل حسین اور مولانا سیّد حامد علی صاحب کے علاوہ باقی تمام حاضر ارکانِ شوریٰ شریک تھے۔ جب امیر جماعت غور و خوض کے بعد آخری نتیجے پر پہنچ گئے۔ تو انھوں نے ۱۴؍جون ۱۹۷۲ء کو حسب ذیل الفاظ میں اس کا اعلان فرمایا

"حمد و صلوٰۃ کے بعد ۔۔۔ الحمدللہ، کہ پالیسی اور پروگرام سے ہم فارغ ہو چکے ہیں۔ اب شعبۂ تنظیم کے سلسلے میں غور کرنا ہے۔ لیکن اس سے پہلے قیم جماعت کے تقرر کی بات سامنے آنی چاہیئے۔ آپ میری اس دُعا میں شریک ہوجائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے، ہمیں اور آپ کو ان تمام کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے وہ راضی ہو اور جس سے ہم ابدی زندگی میں اچھا مقام حاصل کرسکیں اور یہ بھی دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ جناب افضل حسین صاحب کا تقرر قیم جماعت کی حیثیت سے مُبارک کرے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور ہم سب کو دین کا فہم عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کے اور ہم سب کے کاموں میں آسانی پیدا فرمائے اور ہم سب کو شیطانی وساوس سے بچائے اور ہم کو بنیان مرصوص بنائے جس میں کوئی شگاف پیدا نہ ہو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝"

قیّم جماعت کے تقرر کے اعلان کے بعد شعبۂ تنظیم کے ڈھانچہ پر غور ہوا۔ ارکانِ شوریٰ کا مشورہ تھا کہ: قیم جماعت کے چار معاونین ہوں۔ انگریزی میں قیّم کو سکریٹری جنرل اور معاون قیم کو سکریٹری کہا جائے۔

(۱) سکریٹری برائے شعبۂ نشر و اشاعت مولانا سیّد حامد علی صاحب ہوں (۲) سکریٹری برائے مالیات و املاک جناب سیّد حامد حسین صاحب ہوں اور جناب عبدُ العظیم خانصاحب ان کی معاونت کریں جنھیں اسسٹنٹ سکریٹری کہا جائے۔ (۳) سکریٹری برائے شعبۂ غیر مسلمین سرِ دست اس شعبے کے انچارج بھی مولانا سیّد حامد علی صاحب ہوں اور مولانا ملک حبیبُ اللہ صاحب ان کے معاون ہوں۔ (۴) سکریٹری برائے مرکزی دفاتر و علاقہ جات تحت مرکز۔ اس کے لیے کسی موزوں شخص کا تقرر کیا جائے۔

کچھ تنظیمی حلقوں کے سلسلے میں بھی ارکانِ شوریٰ سے مشورے لیے گئے جو حسبِ ذیل ہیں:

(۱) یو پی تنظیمی حلقہ کی حیثیت سے برقرار رہے۔ اس کی تقسیم نہ کی جائے اور امارت حلقہ کے سلسلے میں ارکانِ حلقہ کے مشورے حاصل کرتے وقت جناب محمد شفیع صاحب مونس کا نام پیش کیا جائے۔

(۲) مدھیہ پردیش کی امارت حلقہ سے مولانا نظامُ الدین صاحب کا استعفٰی دسمبر ۱۹۷۱ء منظور کر لیا جائے اور جناب انعامُ الرحمٰن خاں صاحب کا نام امارت حلقہ کے لیے ارکانِ حلقہ کے سامنے پیش کیا جائے۔

(۳) تامل ناڈو کے موجودہ امیرِ حلقہ جناب محمودُ احمد خاں صاحب کا یہ عذر قبول کر لیا جائے کہ وہ اپنی بعض خانگی مجبوریوں کی بنا پر آئندہ اپنے وطن اورنگ آباد سے دُور قیام رکھنے کے موقف میں نہیں ہیں۔ اور جناب عبدُ العزیز صاحب معاونِ قیّم کا نام امارت حلقہ کے لیے ارکانِ حلقہ کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب محمد حسنین سیّد صاحب کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ارکانِ شوریٰ

نے مشورہ دیا کہ موصوف کی صحت کی خرابی خاص طور سے سماعت و بصارت کے زیادہ متاثر ہو جانے کی وجہ سے آئندہ ان کو آسام میں جماعت کی خدمات انجام دینے کی زحمت نہ دی جائے ان کی جگہ کوئی دوسرا موزوں انتظام کیا جائے۔

ارکانِ شوریٰ کا یہ مشورہ بھی سامنے آیا کہ جناب حبیب الرحمٰن صاحب (احمد آباد) جو اب تک وہاں کے مقامی امیر کی حیثیت سے جز وقتی طور پر اعزازی کام انجام دے رہے ہیں۔ مقامی امارت کے لیے ان کی ہمہ وقتی خدمات حاصل کی جائیں نیز گجراتی دارالاشاعت کو بمبئی سے احمد آباد منتقل کر کے اس دارالاشاعت کا بھی انھیں ناظم بنا دیا جائے۔

طے پایا کہ امرائے حلقہ جات کا ایک چہار روزہ تربیتی اجتماع مرکز جماعتِ اسلامی میں نومبر ۱۹۷۱ء میں کیا جائے۔ جس کا مقصد ان کو اپنے اپنے حلقوں میں تربیت کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے بالخصوص اور جماعتی پروگرام کے دوسرے اجزاء کو زیرِ عمل لانے کے لیے بالعموم بہتر طور پر تیار کرنا ہے۔

یہ بھی طے پایا کہ امرائے حلقہ جات کے اجتماع کے متصلاً بعد مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس منعقد ہو جس میں ملتوی شدہ امور و مسائل پر نیز ان تجاویز پر جن کے سلسلے میں قلتِ وقت کے باعث اجلاس میں غور نہ کیا جا سکا، غور و فیصلہ کیا جا سکے۔

مجلسِ شوریٰ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سلسلے میں درج ذیل قرارداد منظور کی۔

"مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کو تسلیم کرنے اور مسلم یونیورسٹی ایکٹ میں اس کی صراحت سے متعلق مسلمانوں کے مطالبہ کو منظور کرنے سے حکومت کے انکار کو گہری تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے۔ مجلسِ شوریٰ متعلقہ ایکٹ کی ان دفعات کو بھی بہ نگاہِ تشویش دیکھتی ہے جن کے تحت وائس چانسلر کے ہاتھوں میں اختیارات مرتکز کر دیئے گئے ہیں۔ یہ دفعات اپنی منشا اور روح دونوں اعتبار سے غیر جمہوری ہیں۔ یہ بھی یاد ہو گا کہ حکومت گذشتہ سات برسوں کے دوران بار بار یہ یقین دہانی کراتی رہی

ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کو برقرار رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پارلیمنٹ سے متعلقہ ایکٹ کو منظور کرانے کے سلسلے میں جس غیر ضروری عجلت کا مظاہرہ کیا گیا، اس کا مقصد اس معاملہ میں جو بنیادی نکات وابستہ ہیں ان سے چشم پوشی کرنا تھا، اور اس سے حکومت کے محرکات اور نیت کے بارے میں بجا طور پر شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔

مجلس شوریٰ کی رائے میں یہ مسئلہ دور رس نتائج کا حامل ہے۔ سوال ایک یا دو اداروں کا نہیں ہے بلکہ ان بنیادی امور کا ہے جو ہندوستانی سماج کے پورے ڈھانچے کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ ہمارے آئین میں ایک ایسے سماج کا تصور پیش کیا گیا ہے جہاں مختلف طرز ثقافت کو پھلنے پھولنے کی پوری آزادی حاصل ہو۔ اور جہاں یہ سب باہمی تعاون کے ذریعہ ایک بہتر سماج کی تشکیل کر سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آئین کی متعدد دفعات کے تحت اقلیتوں کے حقوق کی واضح طور پر ضمانت دی گئی ہے۔ آئین کی دفعہ ۳۰ (۱) اور (۲) میں خاص طور پر اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انھیں چلانے کا نہ صرف حق دیا گیا ہے بلکہ اسی دفعہ میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ حکومت مالی امداد کے معاملہ میں کسی تعلیمی ادارے کے ساتھ اس بنیاد پر امتیاز نہیں برتے گی کہ اس کا انتظام وانصرام کسی لسانی یا مذہبی اقلیت کے ہاتھ میں ہے۔

حال ہی میں کچھ ایسے تصورات اور رجحانات منظرِ عام پر آئے ہیں جن کا مقصد سیکولرزم کا ئلی نفاذ ہے لیکن فی الواقع اسے تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ اس سلسلہ میں کوٹھاری کمیشن کی سفارشات اور مرکزی وزیرِ قانون کے اس بیان کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے جسمیں اقلیتی حقوق کو تعلیمی ڈھانچے کے لیے نقصان دہ اور رکاوٹ قرار دیا گیا تھا۔ بدقسمتی کی بات تو یہ ہے کہ موجودہ حکومت اخذ و ترک کے اپنے رویّہ سے اس طرح کے تصورات اور رجحانات کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔ اور ایک ایسی راہ پر گامزن ہے جو دستور کی طے کردہ راہ سے مخالف سمت میں جاتی ہے۔

چنانچہ ہم ان تمام لوگوں کو جو دستور کے بنیادی مقاصد پر یقین رکھتے ہیں، دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان اقدامات کے امکانی ردّعمل پر غیر جذباتی انداز میں غور کریں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا مسئلہ اگرچہ بنیادی طور پر مسلم اقلیت سے متعلق ہے لیکن فی الواقع یہ فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں ہے چنانچہ اس پر فرقہ وارانہ اور جذباتی فضا میں غور نہیں کیا جانا چاہیئے۔

ہم حکومت اور اپنے ملک کے عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ کو اسی روشنی میں دیکھیں اور اسی کے مطابق طرزِ عمل اختیار کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا غم وغصہ حق بجانب ہے اور انھیں اس معاملہ میں صدائے احتجاج بلند کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی محسوس کی جانی چاہیے کہ یہ مسئلہ ایک طویل جدّوجہد کا طالب ہے، جو صرف اپنے حقوق کے لیے نہیں بلکہ ملک کے سیکولر اور جمہوری کردار کے لیے بھی ہوگی۔ یہ جدوجہد ان مخصوص اقدار اور آدرشوں کے لیے ہوگی جن کے تحفظ اور جن کی بقا سے ہندوستانی عوام گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ انصاف اور جمہوریت کے نام پر سب کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور ایک طویل جمہوری اور آئینی جدّوجہد کا منصوبہ بنایا جائے۔ اس امر کی پوری احتیاط کرنی چاہیئے کہ یہ جدّوجہد فرقہ وارانہ رنگ نہ اختیار کرنے پائے اور اس طرح ان لوگوں کی بھی ہمدردیاں کھو دے جو بصورت دیگر ہمارے مقاصد سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ یہ طرزِ عمل انشاء اللہ انتہائی مؤثر ثابت ہوگا۔"

اسی طرح مجلس شوریٰ نے چوٹی کانفرنس کے سلسلے میں ایک قرارداد منظور کی جو سہ روزہ "دعوت" کی ۱۹ جون ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ قرارداد حسب ذیل ہے:

> مجلس شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا یہ اجلاس اس امر پر اظہارِ اطمینان ومسرّت کرتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانے کے لیے ۲۸ جون ۱۹۷۲ء کو وزیر اعظم اندرا گاندھی اور صدر ذوالفقار علی بھٹو کی ملاقات ہو رہی ہے۔ اپنی گزشتہ قرارداد

بابت فروری ۱۹۷۲ء میں مجلسِ شوریٰ نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ :۔
"برصغیر کے انسانوں کا مفاد اس میں ہے کہ تینوں ممالک معاشی تعمیر و ترقی، تجارت، حمل و نقل اور مواصلات، ثقافتی امور اور افراد کی آمد و رفت کے سلسلے میں فراخ دلی اور تعاون کا رویہ اختیار کریں اور ان تمام امور میں اشتراکِ عمل کی راہیں تلاش کریں جو برصغیر کے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود میں اضافہ کر سکتے ہیں ۔"
ہم اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ یہ مُلاقات اس بڑے مقصد کے حصُول کی راہ میں ایک اہم قدم ثابت ہو!
مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں سالِ گزشتہ کے بجٹ کی روشنی میں مرکزی بیت المال کے آمد و صرف کی رپورٹ اور آڈیٹر کی رپورٹ پیش ہوئی اور سالِ رواں اپریل ۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۳ء کا بجٹ منظور کیا گیا۔ اس کے بعد دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔
واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

افضل حسین قیم جماعت

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی اور چہار سالہ پروگرام

اپریل ۷۲ء تا ۱۹۷۶ء

جماعتِ اسلامی ہند کا نصب العین اقامتِ دین ہے۔ وہ بے کم و کاست پورے دینِ اسلام کو قائم کرنے اور باطن سے لے کر ظاہر تک انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو اللہ کی رضا اور اس کی ہدایت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ملک میں کام کر رہی ہے۔

اسلام افراد کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور ان کی اخروی نجات و فلاح کا ضامن ہونے کے ساتھ مکمل اور بہترین نظامِ حیات بھی ہے۔ وہ انسانی سماج کے تمام پیچیدہ مسائل کو بحسن و خوبی حل کرنا اور بلا امتیازِ رنگ و نسل، تمام افراد، اصناف اور طبقات کے لیے عدل و قسط خیر و صلاح اور تعمیر و ارتقاء کا بہترین سامان فراہم کرتا ہے۔ جماعتِ اسلامی ہند کو یقین ہے کہ ہمارا ملک جن مسائل سے دوچار ہے اور ملک کے افراد جس فکری، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی بحران میں مبتلا ہیں اسلام ان کا بہترین اور موزوں حل ہے۔ اسی اسلام کی اقامت کے لیے جماعت اسلامی ہند جدوجہد کر رہی ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند اس مقصد کے حصول کے لیے اخلاقی، تعمیری، پُرامن، جمہوری

اور آئینی طریقے اختیار کرتی ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند نے ابھی تک الیکشن میں حصہ نہیں لیا ہے، لیکن آئندہ مناسب وقت پر اپنے اصولوں کے تحت الیکشن میں حصّہ لے سکتی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی

میقاتِ رواں کے لیے جماعتِ اسلامی ہند کی پالیسی درج ذیل چھ نکات پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ جماعت مسلمانوں میں اس طرح کام انجام دے گی کہ ان کے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات نیز اُن کی انفرادی و اجتماعی زندگیاں دین کے تقاضوں کے مطابق ہوجائیں۔ وہ داعیٔ حق بن کر اٹھیں اور اپنا دینی و ملّی تشخّص برقرار رکھتے ہوئے اُس حق کی قولی و عملی شہادت دیں جسکی یہ ملّت امین ہے۔

۲۔ جماعت غیر مسلموں میں اس طرح کام انجام دے گی کہ وہ اسلام سے صحیح طور پر متعارف ہوں، اسلام اور تحریکِ اسلامی کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دُور ہوں، بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کے مٹانے میں وہ معاون بن سکیں اور ہم اپنے قول و عمل سے ان پر یہ بات واضح کردیں کہ صحت مند اور صالح سماج کی تعمیر کے لیے اسلام مستحکم بنیادیں فراہم کرتا ہے اور سچّا مسلمان اس تعمیری کام میں اہم اور مؤثر رول ادا کرسکتا ہے۔

۳۔ ہمارا یہ دینی فریضہ ہے اور جس نظامِ رحمت کے ہم داعی ہیں اس کا تقاضا بھی ہے کہ متوسلینِ جماعت بلا لحاظِ مذہب و ملت معذوروں و بیکسوں کو سہارا دینے، پسماندہ طبقات کو اونچا اٹھانے، ارضی و سماوی آفات کے مارے ہوئے انسانوں نیز مظلوموں کو امداد پہنچانے اور دکھ درد میں اپنے بھائیوں کا ہاتھ بٹانے کا حسب استطاعت انفرادی و اجتماعی طور سے اہتمام کریں اور ان کاموں میں دوسروں کا تعاون حاصل کرنے کے ساتھ دوسرے خیر پسند، انسانیت کے ہمدرد افراد، انجمنوں اور اداروں کے ساتھ اشتراک و تعاون کریں۔

۴۔ وہ سنگین مسائل جن سے ملک بھی دوچار ہے اور ملت بھی، مثلاً فقر وفاقہ، مرض وجہالت ظلم وناانصافی، معاشی استحصال، اُونچ نیچ، عدم رواداری، خُدا ناشناسی، اخلاقی کمزوریاں اور آخرت سے غفلت وغیرہ ان کے حل کے لیے عملی جدّوجہد کی جائے گی، نیز توحید اور وحدتِ بنی آدم کے تصوّر سے پیدا ہونے والی انسانی مساوات، بھائی چارہ، حقیقی آزادی، سچّی جمہوریت اور سماجی اور معاشی عدل کی قدروں کو فروغ دینے اور جان ومال کے تحفّظ، عقیدہ ومذہب اور رائے وضمیر کی آزادی اور دوسرے بنیادی حقوق کے تحفّظ کے لیے رائے عامّہ کے ساتھ لینے اور زیادہ سے زیادہ افراد اور جماعتوں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی اوران مقاصد کے لیے کام کرنے والے افراد اور جماعتوں کے ساتھ ان امور ومسائل میں اشتراک وتعاون بھی کیا جائے گا۔

۵۔ نفسانیت، اباحیت، مادہ پرستی، قومی اور گروہی عصبیتوں کلیت پسندانہ اور آمرانہ رجحانات، دین کو اجتماعی زندگی سے بے دخل کرنے کے تصوّر اور دیگر غیر اسلامی عقائد وافکار پر تنقید کرتے ہوئے ہدایتِ الٰہی کے اتباع کی ضرورت واضح کی جائے گی۔

۶۔ جس دین کے ہم داعی ہیں اس کا اوّلین تقاضا ہے نیز اس کا قیام اس پر موقوف ہے کہ اس کے داعیوں کی عملی زندگی زیادہ سے زیادہ اس کا نمونہ ہو۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی ہمہ گیر اصلاح وتربیت کی طرف خصوصی توجّہ مبذول کریں۔

چہار سالہ پالیسی پروگرام اپریل ۷۲ تا مارچ ۱۹۷۶ء

مُندرجہ بالا پالیسی کی بنا پر نیچے پروگرام کا خاکہ دیا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل اُمور پیشِ نظر رہیں:۔

۱۔ ہر مقام کے کارکنوں کی اوّلین توجّہ کا مستحق اپنی تربیّت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام ہوگا۔ رہے پروگرام کے دوسرے اجزاء تو ہر مقام کے رفقاء اپنے حالات وضروریات، وسائل

وذرائع اور مواقع و گنجائش کے پیش نظر باہمی مشورہ سے تجویز کریں گے کہ وہ مقامی طور پر پروگرام کی کن کن شقوں کے کن کن اجزاء کو کس حد تک عملی جامہ پہنا سکیں گے۔

۲۔ ہر کارکن کا دائرۂ کار اس کا گھریلو اور قریبی ماحول ہوگا، اور ہر جماعت یا حلقۂ متفقین کے لیے اسکی بستی یا محلّہ اس کا خصوصی میدانِ کار ہوگا۔

۳۔ پالیسی اور پروگرام پر عملدرآمد کے لیے ضروری ہے کہ ہم مسلم وغیر مسلم جملہ باشندگانِ ملک افراد اور جماعتوں سے وسیع پیمانہ پر رابطہ قائم کریں ان سے جُڑنے، باہم نقاطِ اتفاق تلاش کرنے اور سب کا تعاون حاصل کرنے کی فکر کریں اور جو جس حد تک ساتھ دے سکے اس کو ساتھ لے چلنے کی کوشش کریں۔

مسلمانوں میں کام

(الف) مسلمانوں کو جہاں جس درجہ میں بھی دین سے لگاؤ ہو اور ان کی زندگی میں اس کا جتنا اثر پایا جاتا ہو اس کو برقرار رکھنے اور پروان چڑھانے کی کوششوں کے ساتھ مسلمان مردوں اور عورتوں کی اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں کوشش کی جائے گی کہ:۔

ان کے اندر دین کا صحیح علم و شعور پیدا ہو۔

ایمانیات کی پختگی پیدا ہو اور بدعات و خرافات سے اجتناب ہو۔

اسلامی عقائد و اقدار کے سلسلہ میں شک و تردد کا ازالہ ہو۔

نماز اور دیگر عبادات کا اہتمام کرنے لگیں۔

ان کے اندر اخلاقی و معاشرتی خرابیاں دور ہوں اور اونچ نیچ، بے پردگی[۱] اور غیر ساتر لباس نیز شادی بیاہ اور دیگر مواقع سے متعلق غیر اسلامی اور مسرفانہ رسوم جیسی برائیوں سے انکی زندگیاں پاک ہو جائیں۔

۱؎ پردہ کے حدود کے بارے میں جو فقہی اختلاف ہے، اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔

ان میں اسلامی کردار پیدا ہو، باہمی تعلقات درُست ہوں، ان میں اسلامی اخوت کا رشتہ مضبوط ہو۔ ان کے مختلف مکاتبِ فکر اور جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آئیں اور وہ دینی بنیاد پر متحد و منظم ہوں۔

وہ اپنے بچّوں اور بچیّوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے مکاتب اور تعلیمِ بالغان کے مراکز قائم کریں۔

ان کے یہاں تیموں، بیواؤں اور معذوروں کی امداد کا نظم ہو، افلاس و پسماندگی دور کرنے کے لیے وہ گھریلو چھوٹی صنعتوں کے قیام اور روزگار کی فراہمی کی مناسب تدبیریں کریں، اور ان کاموں کی انجام دہی کی خاطر ایک طرف وہ خود ہی بلاسودی قرضوں اور امداد باہمی کے لیے حتی الامکان مقامی وسائل سے فنڈ فراہم کریں اور دوسری طرف وہ جائز حدود میں حکومت کی ترقیاتی اور امدادی اسکیموں اور رفاہی انجمنوں اور اداروں کا مالی تعاون حاصل کریں۔

صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کا اہتمام کرایا جائے اور طبّی سہولتیں بہم پہنچانے کی طرف توجّہ دی جائے۔

وہ مساجد کو آباد اور ان کا مناسب انتظام کریں اور انھیں دینی تعلیم و تربیت کا مرکز بنائیں اور کوشش کی جائے کہ کوئی چھوٹا بڑا بنیادی تعلیم و تربیت سے محروم نہ رہے۔

(ب) منتخب محلوں اور بستیوں میں کام

ہر حلقہ اپنے اندر کے کچھ منتخب محلّوں یا بستیوں کا انتخاب کر کے ان پر خصوصی توجّہ صرف کرے گا اور پروگرام کی مندرجہ بالا شق کے زیادہ سے زیادہ اجزا کو زیرِ عمل لانے کی کوشش کرے گا۔

(ج) متفق سازی

اپنے دینی و اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کام میں عملی تعاون حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو متفق بنانے کی کوشش کی جائے گی اور ان کے حلقے قائم کیے جائیں گے۔ اور اس کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کی اور ان کو تحریک سے قریب لانے کی کوشش کی جائے گی۔

ہر وہ شخص جو فارم متفق جماعت اسلامی ہند پر دستخط کر دے گا متفق شمار کیا جائے گا

د۔ طلبہ اور طالبات کے حلقے | طلبہ اور طالبات کے الگ الگ حلقے قائم کیے جائیں گے ان کی دینی و اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کا اہتمام کیا جائیگا اور ان سے اپنے پروگراموں میں تعاون حاصل کیا جائے گا۔

ان مقاصد کے لیے کام کرنے والی آزاد یا نیم آزاد تنظیموں اور انجمنوں کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔ اور ان سے تعاون بھی کیا جائے گا۔

ہ۔ خواتین کے حلقے | خواتین میں دینی، اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینے کے لیے اور رفتہ رفتہ انھیں تحریک کے قریب لانے کے لیے خواتین کے حلقے قائم کیے جائیں گے اور اُن کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت کا اہتمام کیا جائے گا۔

غیر مسلموں میں کام

الف۔ اِس سلسلہ میں حسب ذیل امور کو بنیادی اہمیت حاصل ہو گی:

۱۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم ان سے اور وہ ہم سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوں۔ اس کے لیے ان سے وسیع پیمانے پر ایسے بے لوث روابط اور برادرانہ تعلقات قائم کئے جائیں گے جن کے پیچھے خلوص، بھائی چارہ، ہمدردی و دلسوزی اور نصح و خیر خواہی کا جذبہ کارفرما ہو۔ ان کے دکھ، درد میں ہاتھ بٹایا جائے گا اور مشترک اُمور و مسائل کو حل جل کر حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

۲۔ عمومی فلاح و بہبود، خدمتِ خلق اور بھلائی کے کاموں کو انجام دینے اور سب کی نظروں میں کھٹکنے والی برائیوں کو دور کرنے میں ان کا تعاون حاصل کرنے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کی صورتیں نکالی جائیں گی۔

• ان کے سامنے صرف ہماری دعوت ہی نہ ہو بلکہ ہمارا داعیانہ کردار بھی ہو، اس کے لیے ضروری ہو گا کہ ہم اپنے اچھے کردار، جذبۂ خیر خواہی اور قول و عمل میں یکسانیت کے ذریعہ اپنے

اصولی گروہ ہونے اور ملک و باشندگانِ ملک کے سچے بہی خواہ کی حیثیت سے ہم اپنا تعارف کرانے کی پوری کوشش کریں۔

۳۔ حسب ذیل کاموں میں ان سے تعاون کیا جائے گا اور ان کا تعاون حاصل کیا جائے گا:

- خدمتِ خلق بالخصوص یتیموں، بیواؤں اور معذوروں کی امداد۔
- پسماندہ لوگوں کو سماجی اعتبار سے اونچا اٹھانے اور بے روزگاروں کو روزگار دلانے کی اجتماعی کوشش۔
- امدادی اور رفاہی کاموں کے لیے مقامی وسائل سے کام لینے کے ساتھ سرکاری وسماجی اداروں سے بھی مدد لینا۔
- صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت اور طبّی سہولتیں بہم پہنچانے کا اہتمام۔
- سماجی اور معاشرتی خامیاں مثلاً اونچ نیچ اور چھوت چھات دور کرنے بھائی چارہ انسانی مساوات اور رواداری کو فروغ دینے اور باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش۔

۴۔ ناواقفیت، یا ہم مسلمانوں کی کوتاہیوں یا مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈے کی وجہ سے جو غلط فہمیاں یا بدگمانیاں پیدا ہوگئی یا پیدا کر دی گئی ہیں۔ ان کو دور کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ بدگمانیوں کے ازالے اور اسلام و تحریکِ اسلامی کا صحیح تعارف کرانے کے لیے مختصر کتابچے تیار کرا کے اُردو، ہندی، انگریزی اور مختلف علاقائی زبانوں میں شائع کیے جائیں گے اور ان کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے گا۔

۵۔ اسلام اور تحریکِ اسلامی کے خلاف اخبارات، رسائل، تصانیف، سمپوزیم اور سیمینار وغیرہ کے ذریعہ ذہنوں کو مسموم کرنے کی جو کوششیں کی جارہی ہیں ان کا بروقت نوٹس لیا جائے گا، اور انہی ذرائع اور ان ہی سطحوں پر ان کے ازالہ کی کوشش کی جائے گی۔

۶۔ اسلام کے بنیادی افکار و اقدار سے انھیں اس حد تک متعارف کرایا جائے گا کہ وہ

توحید اور زندگی میں اس کی صحیح قدر و قیمت کو جان سکیں۔ ہدایت الٰہی اور رسالتِ محمدیؐ کی ضرورت و اہمیت ان پر واضح ہو جائے اور آخرت کا تصوّر ان کے دِل و دماغ میں اُتر سکے اور اسلام کے بارے میں یہ حقیقت ان پر اچھی طرح منکشف ہو جائے کہ وہ اللہ کا واحد دین ہے جو ہر دور اور ہر ملک میں انسانوں کے داخلی کی اصلاح سماجی تعمیر و ترقی، مسائل زندگی کے حل، عدل و قسط کے قیام اور اُخروی فلاح کے لیے آتا رہا ہے اور جو آج بھی ان مقاصد کے حصُول کا ضامن ہے۔

ب۔ معاون سازی | ملکی مسائل کے حل اور خدمتِ خلق کے پروگرام میں عملی تعاون حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ غیر مسلموں کو معاون بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

ہر غیر مسلم جو معاون جماعت اسلامی ہند کا فارم پُر کر دے، جماعتِ اسلامی کا معاون شمار کیا جا سکتا ہے۔

ج۔ ملی جلی منتخب آبادیوں اور محلّوں میں کام | ہر حلقے کی چند منتخب ملی جلی آبادیوں اور محلّوں پر خصوصی توجّہ مرکوز کر کے پروگرام کی مندرجہ بالا شق کے زیادہ سے زیادہ اجزاء پر عمل درآمد کے لیے قوت صرف کی جائے گی، اور کوشش کی جائے گی کہ اس کام میں زیادہ سے زیادہ غیر مسلم معاون بن سکیں۔

پالیسی کی شق ۳ و ۴ کے تحت ہمارا پروگرام یہ ہوگا

- کوشش کی جائے گی کہ ہمارا انفرادی اور اجتماعی رویّہ پالیسی کی مذکورہ قدروں کا حامل اور خلقِ خدا کے لیے باعثِ رحمت ہو۔
- جب اور جس حد تک بھی مساواتؔ اور بھائی چارہ، آزادی، جمہوریت اور معاشی اور سماجی عدل کے فروغ کے لیے کوئی کوشش ممکن ہو، کی جائے گی اور اس ضمن میں جو کوششیں

کی جارہی ہوں ان کی عملی تائید کی جائے گی۔

- اہلِ ملک و ملت کو اس بارے میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ مثلاً شہری ذمہ داریاں اور وہ ذمہ داریاں جو کسی فرد پر اس کے حرفہ، پیشہ یا منصب کی نسبت سے عائد ہوتی ہوں۔ ان کو محنت اور تندہی کے ساتھ انجام دینے کی اہمیت، معاشرہ کو سہل انگاری، ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی اور کرپشن سے پاک کرنے کی ضرورت وغیرہ۔
- اخبارات و رسائل، تقریروں اور مذاکرات میں ان مسائل کو موضوع بنایا جائے گا اور ملک کے پریس میں ان امور پر جو بحث و مباحثہ ہو رہا ہو اس میں حصہ لیا جائے گا۔
- عقیدہ، مذہب اور رائے و ضمیر کی آزادی کے سلسلے میں اس امر پر نگاہ رکھی جائے گی کہ مقننہ یا انتظامیہ کے کسی اقدام کے نتیجہ میں یہ چیزیں خطرہ میں نہ پڑیں، ایسے کسی اقدام کے خلاف آواز اٹھائی جائے گی اور رائے عامہ بیدار کی جائے گی نیز اس سلسلے میں جن مثبت اقدامات کی ضرورت ہو ان کی نشاندہی کی جائے گی۔
- بنیادی حقوق بالخصوص زندہ رہنے کے حق پر دست درازی کی مخالفت کی جائے گی اور جان و مال کے تحفظ کے سلسلہ میں حکومت سے اس کی ذمہ داریاں پوری کرانے کی کوشش کی جائے گی اور حسبِ ضرورت دوسرے شہریوں کے تعاون سے موزوں تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

پالیسی میں مذکور خدمتِ خلق کے کاموں نیز فقر و فاقہ، مرض و جہالت وغیرہ کے ازالہ کے سلسلہ میں سرکاری، نیم سرکاری یا آزاد سماجی اداروں اور انجمنوں سے تعاون کرنے یا ان کا تعاون حاصل کرنے کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ جائز حدود میں پنچایتوں، محلہ کمیٹیوں، کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے مراکز، سوشل ویلفیئر سنٹروں، امداد باہمی کی اسکیموں، پسماندہ اقوام کے لیے قائم امدادی مراکز اور دوسرے رفاہی اداروں سے بھی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر ان میں سے کسی اسکیم یا ادارہ سے استفادہ میں ان کا کوئی ضابطہ مانع ہو اور جائز حدود کے

اندراستفادہ ممکن نہ ہو تو رائے عامّہ کو ساتھ لے کر ان ضوابط میں ضروری ترمیم کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

پالیسی کی شق ۵ کے تحت کام

- سماج میں بڑھتی ہوئی اباحیت، مادہ پرستی، قومی اور گروہی عصبیتوں پر تنقید کی جائیگی اور جہاں ممکن ہو غیر مسلموں سے مل کر ان کے تدارک کے پروگرام بنائے جائیں گے۔
- کلّیت پسندانہ اور آمرانہ رجحانات رکھنے والے حکومتی اقدامات اور تحریکوں پر گرفت کی جائے گی اور اس سلسلے میں اتّفاق رکھنے والوں کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔
- دین کو اجتماعی زندگی سے بے دخل کرنے والی تحریکوں مثلاً کمیونزم اور سرمایہ داری وغیرہ پر تنقید کی جائے گی اور عوام پر مدلّل طریقے سے واضح کیا جائے گا کہ دنیوی فلاح و بہبود اور اخروی نجات دونوں کا انحصار زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دونوں شعبوں میں ہدایتِ الٰہی کے اتّباع میں مضمر ہے۔
- غیر اسلامی افکار و عقائد پر تنقید کی جائے گی اور اس سلسلے میں مناسب مضامین اور لٹریچر تیار کیے جائیں گے۔

مذہبی اور تہذیبی مسائل

اِس سلسلہ میں حسب ذیل کام انجام دیئے جائیں گے:

- بچّوں اور بچیوں کے لیے آزاد پرائمری مکاتب کے قیام کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کرنا۔
- آزاد پرائمری مکاتب کے طلبہ کو جبری تعلیم سے مستثنیٰ کرانے کی کوشش کرنا۔
- سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے طلبہ کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے صباحی شبینہ اور جز وقتی مکاتب قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کرنا۔

- سرکاری نصاب و درسیات میں قابلِ اعتراض اجزا کی نشاندہی اور ان کو درسیات سے خارج کرانے کی کوشش کرنا۔
- حسبِ گنجائش وضرورت اساتذہ کی تدریسی تربیت کا بندوبست کرنا۔
- مسلمانوں کے زیرِ اہتمام چلنے والے اسکولوں اور کالجوں میں طلبہ وطالبات کی دینی تعلیم وتربیت کا نظم کرنا، ان کو ترقی دینے اور مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دُور کرنے کے لیے اسکولوں اور کالجوں کو قائم کرکے اپنے انتظام میں چلانے کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کرنا۔
- مختلف علاقائی زبانوں میں بنیادی دینی لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر منتقلی، تیاری اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔
- شعائرِ دین کا پاس ولحاظ کرانے کی تدابیر اختیار کرنا۔
- پرسنل لا کے تحفظ اور اس کے تحت مسلمانوں کے معاملات کو طے کرانے کی کوشش کرنا۔
- اوقاف کے تحفظ کی مناسب تدابیر اختیار کرنے کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنا۔
- اُردو زبان جس میں بہت زیادہ دینی وتہذیبی سرمایہ موجود ہے اور جو ہندوستانی مسلمانوں کے مابین رابطہ کی زبان ہے اس کی بقا وترقی کی صُورتیں اختیار کرنا۔

ان سب کاموں کے لیے مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر اور جماعتوں سے تعاون کرنا ان کا تعاون حاصل کرنا۔ انھیں منظم ومتحد ہونے اور دستورِ ہند میں دیے ہوئے بنیادی حقوق سے پُورا پُورا فائدہ اٹھانے کی طرف متوجہ کرنا اور ان کاموں کے لیے ملک کی فضا کو ہموار کرنا اور غیر مسلموں کا زیادہ سے زیادہ تعاوُن حاصل کرنا۔

تربیت

پالیسی کی شق ۶ کے تحت ہمارا پروگرام یہ ہے:

اپنے وسائل وذرائع، قوت وصلاحیت اور مواقع ومہلت سے تحریک کو پورا پورا فائدہ

پہنچانے، مجوزہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے اور مفوضہ فرائض کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لیے جو صفات درکار ہیں ان کو پیدا کرنے اور پروان چڑھانے کی خاطر متوسّلین جماعت کی ہمہ جہتی تربیّت کی طرف پوری توجّہ دی جائے گی اور اس کا مناسب بندوبست کیا جائے گا۔

• انفرادی طور سے جہاں ہر فرد کو خود اپنی تربیت کر کے اپنی صلاحیتوں کو اُبھارنے اور اپنی کوتاہیوں پر قابو پانے کے جذبے کو مسلسل بیدار رکھنے کی کوشش کرنی ہوگی، وہیں مرکز سے لیکر مقامی اکائیوں تک ہر سطح پر اجتماعی طور سے بھی ضروری اوصاف پیدا کرنے کے لیے تربیت کا پورا اہتمام کیا جائے گا۔ اس سِلسلے میں:۔

• اُمرائے حلقہ جات ونظمائے علاقہ جات وشعبۂ جات تحت مرکز کی تربیّت کی ذمّہ داری براہِ راست مرکز کی ہے، وہی ان کی مناسب تربیّت کا اہتمام کرے گا اور ان کے تحت جو متوسّلینِ جماعت ہیں ان کی تربیّت کا اہتمام مرکز ان امرار ونظمار کے وساطت سے کرائے گا۔

• اُمرائے حلقہ جات اور نظمائے شعبۂ جات وعلاقہ جات تحت مرکز اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ اپنے حلقوں اور شعبوں وعلاقوں کے کارکنوں کی مناسب تربیت کریں۔

• اُمرائے حلقہ جات اپنے حلقے کے نظمائے اضلاع وڈویژن ونظمائے شعبہ جات، مقامی اُمرار، منفرد ارکان اور نظمائے متفقین کی ضروری تربیّت کرنے کے ذمّہ دار ہوں گے۔

شعبۂ تنظیم کی طرف سے اس بات کی پوری نگرانی رکھی جائے گی کہ تربیت کا یہ کام ہر سطح پر برابر انجام پاتا ہے۔

کارکنوں میں مطلوبہ اوصاف

کارکنوں میں درج ذیل اوصاف مطلوب ہیں:

- تعلّق باللہ اور اس کے لیے ایمان کی پختگی اور عبادات کا ان کی رُوح کے ساتھ پابندی کا اہتمام اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب، اذکار و نوافل کا اہتمام، جذبۂ انفاق۔
- انفرادی و اجتماعی کردار میں اسلام کا گہرا رنگ اور تقویٰ و احسان کی کیفیت، توبہ و استغفار، حقوق العباد کی ادائیگی، نصب العین سے گہرا لگاؤ، اس کے حق ہونے پر کامل یقین، تحریک کے لیے لگن کے ساتھ عملی جدّوجہد اور ایثار و قربانی کا جذبہ اجتماعیت کا شعور اور مل جل کر باہمی تعاون سے جدّوجہد کرنے کی ضرورت و اہمیت کا پورا احساس، کثرتِ رائے سے ہونے والے فیصلوں کا احترام خواہ یہ فیصلے اپنی رائے اور خواہش کے خلاف ہی ہوں، نصح و خیر خواہی کا جذبہ اخلاص و للّٰہیت، صبر و استقامت، مواساۃ و مرحمت کا جذبہ، نظمِ جماعت کی پابندی سمع و طاعت اور اطاعتِ امر خواہ اس کے لیے طبیعت پر جبر ہی کرنا پڑے
- تنقید میں احتیاط، خصوصاً ذاتیات پر تنقید میں غیر معمولی احتیاط اور حدود کا پاس و لحاظ، خامیوں پر بھری مجلس میں ٹوکنے کے بجائے تنہائی میں دلسوزی سے توجّہ دلانے کی عادت، زبان پر قابو، تواصی بالحق و تواصی بالصبّر، رفقائے کار کے لیے ہمدردی و غمگساری، یگانگت اور بھائی چارہ وغیرہ۔

اس مقصد کے حصول کے لیے درج ذیل امور کا اہتمام کیا جائے گا

- قرآن و سنّت، سیرت اور صالح لٹریچر کا گہرا مطالعہ جس سے مطلوبہ اوصاف پیدا کرنے میں مدد ملے۔
- اذکار و نوافل، احتساب و استغفار اور انفاق مال۔
- تحریک کے لیے عملی جدّوجہد۔
- مرحمت و مواساۃ اور خدمتِ خلق کے کاموں میں اخلاص و دلسوزی کے ساتھ عملی حصّہ۔

فارم متفق جماعت اسلامی ہند

مقام حلقہ

نام　　　ولدیت　　　عمر

مکمّل پتہ

میں نے جماعتِ اسلامی ہند کے بنیادی نکات کو، دعوتِ اسلامی کیا ہے، کتاب کو پڑھ کر/ سُن کر سمجھ لیا ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔ انشاءاللہ میں اسلام کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا/کروں گی۔ اور جماعت کے دینی و اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں حتی الوسع تعاون کروں گا/کروں گی۔

دستخط　　　تاریخ

میں تصدیق کرتا ہوں/کرتی ہوں کہ میرے علم کے مطابق مذکورہ اندراجات صحیح ہیں۔

دستخط رکن/متفق　　　تاریخ

جناب　　　صاحب کو جماعتِ اسلامی ہند کے متفقین میں شمار کیا جاتا ہے۔

دستخط امیرِ جماعت/ امیرِ حلقہ/ ناظمِ ضلع/ امیرِ مقامی/ ناظم حلقۂ متفقین　　　تاریخ

فارم معاون جماعت اسلامی ہند

نام مقام　　　حلقہ

نام　　　ولدیت　　　عمر

مکمل پتہ

میں سماج کے مسائل حل کرنے اور خدمتِ خلق کے پروگراموں میں جماعتِ اسلامی ہند کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہوں۔

دستخط　　　تاریخ

میں تصدیق کرتا ہوں/کرتی ہوں کہ میرے علم کے مطابق مذکورہ بالا اندراجات

درست ہیں۔

دستخط رکن/متفق۔ تاریخ

جناب کو جماعتِ اسلامی ہند کے معاونین میں شمار کیا جاتا ہے

دستخط امیرِ جماعت/امیر حلقہ/ناظمِ ضلع/امیرِ مقامی/ناظمِ حلقۂ متفقین

تاریخ

روداد اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند

منعقدہ ۱۵ر تا ۱۸ر نومبر ۷۲ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا اجلاس مرکز جماعت، بازار مفتی کفایت اللہ دہلی میں ۱۵ر نومبر صبح ۹ بجے سے شروع ہوکر ۱۸ر نومبر کی دوپہر تک بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔
اجلاس کی صدارت امیر جماعت اسلامی ہند جناب محمد یوسف صاحب نے فرمائی۔

مولانا سید احمد عروج قادری کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا۔

افتتاحی خطاب

امیر جماعت نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم الذی قال من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیراً اولیصمت اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

معزز ارکان شوریٰ! پانچ مہینے کے بعد آج ہم لوگ پھر مل رہے ہیں اور اس لیے مل رہے ہیں کہ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے سلسلے میں تدابیر پر غور کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں ہمارے اس بار بار کے ملنے کو ملک وملت کے لیے خیرو برکت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

حضرات ! جو حدیث میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے اس کا اولین مخاطب میں خود ہوں ۔ آپ حضرات بھی ہیں نیز حلقوں کی مجلس شوریٰ کے ارکان ہمارے تمام ارکان جماعت اور پوری امت مسلمہ اس کی مخاطب ہے ۔ ہماری جماعت کا مزاج چونکہ شورائی اور جمہوری ہے اس لیے امیر جماعت کو دستور جماعت نے اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ تمام اہم معاملات میں ارکان شوریٰ سے مشورے کرے ۔ اسی طرح امرائے حلقہ جات کو بھی مشورہ کا پابند بنایا گیا ہے مقامی امرا کے سلسلے میں بھی دستور نے یہ پابندی عائد کی ہے کہ وہ مقامی معاملات کو مشورے سے طے کریں ۔ جہاں مشورہ ہوگا وہاں اظہار خیال لازمی ہوگا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یہ حدیث اظہار خیال کے حدود متعین کرتی ہے ۔ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مومن جب کوئی بات کہے تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے ۔ حدیث کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی مناسب مشورہ ہو تو اسے خاموش نہیں رہنا چاہیئے ، بلکہ اچھے انداز میں اسے اپنے مشورہ کو پیش کر دینا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھی بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

ایجنڈا آپ کے سامنے ہے اگر مختصر طور پر ہم اپنے خیالات کا اظہار کریں گے تب تو امید ہے کہ اس ایجنڈا کا حق ادا کر سکیں گے ورنہ ہمیں ایجنڈا ختم کرنے میں دشواری پیش آئے گی ۔ لہٰذا آپ حضرات اس کا خیال رکھیں کہ ہمارے دلائل اور ہماری باتیں مختصر جامع ، شیریں اور شگفتہ ہوں ۔

ایجنڈے میں ایک عنوان حالات حاضرہ پر گفتگو کا بھی ہے ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملک میں گرانی اور کرپشن وغیرہ کس قدر عام ہیں لیکن ادھر سال چھ مہینے کے عرصے میں تشدد ، لاقانونیت لوٹ مار ، توڑ پھوڑ ، تخریب پسندی اور اسی قسم کی دوسری چیزوں نے ہمارے ملک کی زندگی کو اجیرن بنا رکھا ہے ۔ میں درخواست کروں گا کہ اس موضوع کو آپ حضرات بڑی اہمیت کے ساتھ سامنے رکھیں ۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم کیا کردار ادا کریں کہ ہمارے ملک میں امن وسکون کی فضا پیدا ہو سکے ۔ خصوصاً ہمارے نوجوانوں نے " خودکشی " کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے ان کے ذہنوں کو ہم کس طرح ایجابی ، تعمیری اور اخلاقی رخ کی طرف موڑ سکتے ہیں ۔ اس بات کو

ذہن میں تازہ رکھیے اور غور و خوض کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کیجیے۔

مجھے افسوس ہے کہ ہمارے بعض رفقاء اس موقع پر تشریف نہیں لا سکے۔ مولانا ابواللیث صاحب اپنے قدیم مرض کی وجہ سے جس نے اس وقت زور پکڑ لیا ہے لمبے سفر کے لائق نہیں ہیں۔ کے۔ سی عبداللہ صاحب مولوی، نرسنگ ہوم میں زیر علاج ہیں۔ فضل الرحمٰن فریدی صاحب کی والدہ محترمہ شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

رفقائے کرام! اس مجلس میں ہم سب اپنے ایک شگفتہ مزاج پرانے ساتھی انیس الدین صاحب مرحوم کی عدم موجودگی کو شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین! اب آپ حضرات ایجنڈے کے مطابق کارروائی شروع کریں۔

اس کے بعد ایجنڈا پڑھ کر سنایا گیا اور نشستوں کے اوقات کی تعیین کی گئی پھر سابقہ اجلاس کی روداد کی خواندگی ہوئی۔ خواندگی کے بعد حاضرین نے رجسٹر پر دستخط ثبت کیے۔

حالات حاضرہ پر غور

ملک کے موجودہ حالات اور ملک میں تشدد کی بڑھتی ہوئی لہر خصوصاً طلبہ اور نوجوانوں کی تخریبی سرگرمیوں پر تشویش کے اظہار کے ساتھ ان کی روک تھام کی تدابیر پر غور و خوض ہوا۔ ارکان شوریٰ نے اس مسئلے پر تفصیل سے اظہار خیال کیا اور وہ قرارداد منظور کی گئی جو بعد میں نقل کی جاتی ہے۔

۱۔ تشدد کی بڑھتی ہوئی لہر کو روکیے

ہمارا ملک اس وقت جس طرح ہنگاموں اور تشدد کی بڑھتی ہوئی لہروں کی گرفت میں آچکا ہے اس پر ہر محب وطن قدرتی طور پر بے چین ہے۔ مزید پریشانی اس بات سے بھی ہے کہ کوئی تدبیر اس صورت حال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔ جماعت اسلامی ہند کے نزدیک یہ ناکامی بالکل قدرتی اور منطقی ہے کیونکہ اصلاح حال کی یہ کوششیں اور تدبیریں بالکل سطحی قسم کی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مرض کے اسباب کی صحیح تشخیص کی جائے اور انہیں دور کیا جائے۔

ہمارے نزدیک یہ صورت حال اس فلسفہ حیات کا ایک فطری نتیجہ ہے جسے ہمارے ملکی معمار اور ارباب اقتدار یہاں رائج کر رہے ہیں۔ اس فلسفہ حیات نے ہماری قدیم اخلاقی قدروں کی جڑیں کھوکھلی کر کے رکھ دی ہیں اور رفتہ رفتہ ایک ایسا خود غرض سماج وجود میں آنے دیا ہے جس میں لوگوں کو صرف اپنے حقوق ہی یاد رہے ہیں۔ اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا انہیں کوئی خیال آتا ہی نہیں۔ اس سلسلے میں ملک کی کوئی پارٹی بری الذمہ قرار نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے اپنے دائرے میں ہر جماعت کو اس کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیئے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے ملک کے ارباب اقتدار کو اپنے اب تک کے طرز عمل کا پلٹ کر جائزہ لینا چاہیئے اور اس بات کو بالخصوص شدت سے محسوس کرنا چاہیئے کہ ماضی میں وہ ملک کے بعض کمزور طبقات کی جان و مال کی حفاظت میں جس بے توجہی اور سہل انگاری سے کام لیتے رہے ہیں اس کے بعد تشدد کا اس طرح ہر طرف پھیل جانا ایک فطری بات ہے۔ ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ ارباب اقتدار کم از کم اب سے گذشتہ کی تلافی کرنے پر آمادہ ہوئیں، یہ خود آپ کی اور ملک کی خوش نصیبی ہوگی کیونکہ سب سے زیادہ موثر طاقت وہی ہیں۔

ہم ملک کی اپوزیشن پارٹیوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ برائے خدا آپ اقتدار سے زیادہ اپنے سماج کے اور اپنے ملک کے مفاد پر نظر رکھیں۔ اقتدار پر قبضہ کرنے اور اس غرض سے برسر اقتدار جماعت پر حملہ کرنے میں ایسی تمام کارروائیوں سے احتراز کریں جو ملک و قوم کا رخ تخریب کی جانب موڑنے والا ہو ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس تجربے سے سبق لیں جو گذشتہ چوتھائی صدی تک بعض عناصر کو ڈھیل دینے کے نتیجے میں آج سب کے سامنے موجود ہے

ہم اس ملک کے نونہالوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ملک و قوم کا مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے بلکہ آپ خود ملک و قوم کا مستقبل ہیں۔ اگر آپ کے گرم خون سے پیدا ہونے والی حرکت کا رخ تعمیر کے بجائے تخریب کی جانب رہا اور اس وقت اپنے جذبات کو کسی ڈسپلن کا پابند نہ رکھا تو سوچیئے کہ کل

اس ملک کا اور خود آپ کا کیا حال ہوگا جب اس کا انتظام آپ کے ہاتھ میں آئے گا۔

ہم مسلم ملت کو بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ آپ کا خمیر جس ایمان وعقیدہ سے اٹھا ہے اس میں یہ یہ صلاحیت ہے کہ ہمہ گیر بگاڑ کو ہمہ گیر سدھار سے بدل دے۔ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ اس ہمہ گیر بگاڑ کو دیکھ کر آپ کا دل منصبی ذمہ داریوں کے احساس سے لرز جائے اور آپ ایک مصلح کے مقام سے حالات کو دیکھیں اور ان کو سدھارنے کے لیے کمر ہمت کس لیں۔

ہم تمام متوسلین جماعت سے زور دے کر کہتے ہیں کہ وہ خدا سے کیے ہوئے اپنے عہد کو یاد کریں اور اپنے امن وصلاح کے پیغام کو ملک کے ایک ایک فرد تک پہنچانے کی کوشش میں دن رات ایک کردیں اور ایسی تڑپ کے ساتھ آگے بڑھیں جیسی تڑپ اس شخص کے اندر ہوتی ہے جس کے گھر میں آگ لگ رہی ہو۔"

قرارداد کے علاوہ تشدد وجارحیت کے انسداد اور تخریبی سرگرمیوں کی روک تھام کے سلسلے میں مختلف ارکان شوریٰ کی جانب سے متعدد عملی تدابیر سامنے آئیں۔

۱۔ مسلم طلبا میں زیادہ سے زیادہ کام کرکے انہیں آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے غیر مسلم ساتھی طلبا کے تعاون سے تشدد وجارحیت کی فضا کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

۲۔ اساتذہ اور پرنسپل اور وائس چانسلر حضرات نیز طلبہ کے نمائندوں سے ربط قائم کرکے اس مہم میں ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔

۳۔ مختلف سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں کے ذمہ داروں اور دوسرے سربرآوردہ اصحاب کو مسئلہ کی نزاکت اور اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور ان کے اشتراک وتعاون سے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

۴۔ رفقائے جماعت مختلف ذرائع نشر واشاعت سے کام لے کر عوام کو صورت حال کی نزاکت اور اس کی اصلاح کی تدابیر سے واقف کرائیں۔

۵۔ ان تمام افراد و عناصر کا تعاون حاصل کرنے کی پوری کوشش کی جائے جو امن پسند اور انسانیت دوست ہیں اور اس صورت حال کو تشویش کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ملک میں ایسے لوگ بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں، اگرچہ منظم اور فعال نہیں ہیں۔

۶۔ پورے ملک میں کسی مناسب موقع پر یوم امن منایا جائے۔

طے ہوا کہ امن کو قائم کرنے کے سلسلے میں پوری جدوجہد کی جائے۔ لیکن بجائے اس کے کہ مجلس شوریٰ اس سلسلے میں کوئی پروگرام طے کرے مرکزی شعبۂ تنظیم جماعت کے میقاتی پروگرام کو سامنے رکھ کر متوسلین جماعت کو مناسب اقدام کرنے کی ہدایت دیتا رہے۔

مسلم پرسنل لا کنونشن

مسلم پرسنل لا کنونشن جو ۲۷، ۲۸ دسمبر کو بمبئی میں منعقد ہونے والا ہے اسے زیادہ سے زیادہ موثر و مفید بنانے کا مسئلہ بھی زیر غور آیا کنونشن کے داعیوں (جن میں امیر جماعت اسلامی ہند جناب محمد یوسف صاحب بھی شامل ہیں) اس نقطۂ نظر سے پوری طرح اتفاق کیا گیا کہ کنونشن مسلمانوں کے جملہ مکاتب فکر کا نمائندہ ہو۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ کنونشن کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر جملہ متوسلین جماعت خصوصاً امرائے حلقہ جات، ارکان شوریٰ وغیرہ اس کنونشن سے بھرپور تعاون کریں۔

مسلم یونیورسٹی کنونشن

مسلم یونیورسٹی ایکٹ کے مضمرات اور بنیادی حقوق پر اس کے اثرات پر غور کرنے کے سلسلے میں جو مختلف پارٹیوں اور سربرآوردہ حضرات کا کنونشن مستقبل قریب میں منعقد ہونے جا رہا ہے اس سلسلے میں بھی غور و خوض ہوا۔ طے ہوا کہ:

۱۔ اس بات کی پوری کوشش کی جائے کہ یہ کنونشن مسلمانوں کی مختلف جماعتوں اور مکاتب فکر کے افراد کا نمائندہ اجتماع ہو۔

۲۔ مختلف مسلم جماعتوں کو اس مسئلے کی حد تک باہمی اختلاف سے بچنے کے لیے ہموار کیا جائے۔

۳۔ پوری کوشش کی جائے کہ اس کنونشن میں فرقہ وارانہ اور جذباتی فضا ہرگز نہ ہونے پائے بلکہ حق و انصاف اور جمہوریت کی روشنی میں مسئلہ پر غور کیا جائے تاکہ ملک کا جمہوری کردار باقی رہ سکے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلم حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کیا جائے اور ان کو کنونشن میں زیادہ سے زیادہ مدعو کیا جائے۔

۴۔ رفقائے جماعت پوری کوشش کریں کہ مسلم یونیورسٹی ایکٹ ۷۲ء سے متعلق جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی قرارداد مورخہ ۱۳/جون ۷۲ء کے مطابق رائے عامہ زیادہ سے زیادہ ہموار ہو۔

۵۔ متوسلین جماعت مجوزہ کنونشن میں شرکت کے لیے وقت نکالیں اور اس کو کامیاب بنانے کے لیے تعاون بھی کریں۔

گرانی کا مسئلہ

ارکان شوریٰ نے ملک میں بڑھتی ہوئی گرانی اور خشک سالی سے پیدا شدہ صورتِ حال اور مستقبل میں باشندگان ملک پر اس کے ہولناک اثرات پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں جو قرارداد شوریٰ نے پاس کی ہے وہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے:۔

غربت، گرانی اور قحط سے ملک کو بچائیے

"غریبی ہٹاؤ" اور سوشلزم کے ملک گیر نعروں کے باوجود باشندگان ملک کی بہت بڑی تعداد غربت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہے۔ ہوش ربا گرانی بھی انہیں روز بروز اور زیادہ دہشت زدہ کرتی جا رہی ہے اور قحط کا بھیانک سایہ ہے جو ملک کے مختلف حصوں پر چھا گیا ہے ادھر صورت حال یہ ہے کہ حکومت اور ماہرین اقتصادیات کو مسئلے کا کوئی واقعی حل نہیں مل رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو بے بسی اور مایوسی کی حالت میں پا رہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کو اس سنگین صورت حال پر سخت تشویش ہے کیونکہ وہ ایک ایسے

دین۔۔۔۔اسلام۔۔۔کی داعی ہے جسے انسانوں کی دنیوی فلاح وبہبود اور معاشی سکون بھی عزیز ہے۔

جماعت کے نزدیک اس سنگین صورت حال کے اسباب دوگونہ ہیں۔ ایک طرف وہ سیاسی بے تدبیریاں اور انتظامی کوتاہیاں ہیں جنہیں ایک عرصے سے بالعموم اور گذشتہ دو برسوں سے بالخصوص اختیار کیا جاتا رہا ہے۔ دوسری طرف یہ نتیجہ ہے خدا سے اس بے نیازی اور بغاوت کا جس میں ہمارا سماج بری طرح مبتلا ہوتا جارہا ہے۔ ملک میں ہر طرف یہ جو بے کرداری اور خود غرضی، بے اعتمادی اور بدعنوانی، انسانیت کشی اور بداخلاقی کا طوفان امنڈتا جارہا ہے وہ دراصل اسی خدا بیزاری کے کڑوے کسیلے پھل ہیں اور ان برائیوں کی موجودگی میں معاشی بحران بڑھ ہی سکتا ہے گھٹ نہیں سکتا۔

غربت، گرانی اور قحط زدگی کی اس سنگین صورت حال کی اصلاح سے جماعت مایوس نہیں ہے۔ اگر ہم اہل ملک اس صورت حال کو ٹھیک کرنے کے لیے صحیح خطوط اختیار کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کو اس سنگین خطرے سے نہ بچا لیا جائے۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ:

- افراد اور پارٹیاں اس صورت حال کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے، عوام کے جذبات کو بھڑکانے اور امن وامان کی صورتحال خراب کرنے سے پوری طرح مجتنب رہیں نیز باہمی مشوروں اور متحدہ کوششوں سے کام لیں۔

- سرمایہ دار اور تجارت پیشہ افراد اس صورت حال سے فائدہ اُٹھانے کے بجائے گرانی پر قابو پانے اور عوام کی مصیبت میں کام آنے کے سلسلے میں اپنا سرگرم تعاون اور مخلصانہ خدمات پیش کریں۔

- آخری مگر سب سے بنیادی اور مقدم بات یہ ہے کہ اہل ملک اپنے زاویۂ نظر کو درست کریں۔ خدا سے بے نیازی اور بغاوت کی روش ترک کریں۔ اپنے اندر یہ یقین پیدا کریں کہ خوش حالی اور امن وسکون کا انحصار صرف دنیوی تدبیروں اور کوششوں ہی پر نہیں ہے بلکہ اس کا اصل انحصار ان کے خالق اور پروردگار ہی کے بالاتر فیصلوں پر ہے۔ یہ فیصلے کسی سماج کے حق میں اس وقت تک نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ اپنے کو اس کا مستحق نہ بنائے۔ اس لیے سب سے پہلی ضرورت اسی بات کی ہے کہ

حقیقت شناسی سے کام لے کر اپنے موجودہ طرزِ فکر اور طرزِ عمل کو بدلا جائے اور اپنے خدا کی طرف پلٹ کر اس کی رحمتوں کے دامن کو تھام لیا جائے۔

جماعت اسلامی ہند کو یقین ہے کہ اگر ان تدبیروں کو اخلاص کے ساتھ اپنا لیا جائے تو پھر موجودہ پریشان کن صورت حال سے عہدہ برآ ہونے میں نہ کسی مایوسی کا سوال باقی رہے گا نہ کسی ناکامی کا۔

ہم جملہ خیر پسند اور انسانیت دوست افراد اور انجمنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حالات کی سنگینی کو پوری طرح محسوس کریں اور ملک میں فکر و عمل کی ایسی فضا بنائیں جس سے اس صورت حال پر قابو پایا جا سکے۔

کارکنوں کے لیے ریلیف

روز افزوں گرانی اور کارکنوں کی پریشانی کے پیش نظر طے پایا کہ ہر ہمہ وقتی کارکن کو ایک ماہ کا مشاہرہ ریلیف کے طور پر مارچ ۷۳ء کے اختتام تک دے دیا جائے جن کارکنوں کی مدت کارکردگی مارچ ۷۳ء تک ایک سال سے کم ہو ان کو ان کی مدت کارکردگی کے تناسب سے ریلیف کی رقم دی جائے ——— یہ رقم ریلیف عارضی اور اس مالی سال کے لیے ہے۔

مشاہرہ کمیٹی

اس عارضی ریلیف کے علاوہ مشاہروں اور دیگر متعلقہ امور پر نظر ثانی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو وسط مارچ ۷۳ء تک اپنی رپورٹ مرکز کو پیش کر دے گی۔ یہ کمیٹی حسب ذیل افراد پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ سید حامد حسین صاحب (کنوینر) ۲۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب فریدی

۳۔ جناب محمد یوسف صاحب صدیقی

علاقائی زبانوں میں استعداد

یہ مشورہ سامنے آیا کہ متوسلین جماعت خصوصاً امرائے حلقہ جات و دیگر امرائے جماعت اپنی

علاقائی زبانوں میں جلد سے جلد ضروری استعداد اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ علاقائی زبانوں کو دین کی دعوت اور عوامی رابطہ کا موثر ذریعہ بنایا جاسکے۔

دارالاشاعتوں کا مسئلہ

مختلف ریاستوں میں علاقائی زبانوں کی دارالاشاعتوں کے مسئلہ پر تبادلۂ خیال ہوا۔ ساتھ ہی قرآن مجید احادیث اور سیرت نبوی اور دینی لٹریچر کی وسیع پیمانے پر مختلف علاقائی زبانوں میں اشاعت کی شدید ضرورت کا مسئلہ بھی زیر غور آیا۔

طے ہوا کہ جماعت کا آفیشل لٹریچر علاقائی زبانوں میں متعلقہ حلقوں کے شعبہ ہائے نشرواشاعت شائع کریں گے۔ یہ بھی طے پایا کہ قرآن مجید، احادیث نبوی اور سیرت اور ضروری دینی لٹریچر کی علاقائی زبانوں میں وسیع پیمانے پر اشاعت کے لیے مختلف حلقوں کے اہل خیر حضرات کے تعاون سے اشاعتی ٹرسٹ قائم کیے جائیں۔ نیز ان ٹرسٹوں کے مناسب نام حلقے اپنے طور سے تجویز کریں گے۔

ٹرسٹوں سے وابستہ ارکان

اشاعت اسلام ٹرسٹ، دعوت ٹرسٹ اور اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ سے وابستہ ارکان جماعت کے سلسلے میں طے ہوا کہ یہ ارکان اب حلقہ مرکز سے وابستہ نہ رہیں گے بلکہ مقامی جماعتوں کے ارکان شمار ہوں گے۔

دستور جماعت میں ترمیم

دستور جماعت میں ترمیم سے متعلق متعدد تجاویز موصول ہوئی تھیں۔ طے ہوا کہ ۷۳ء میں الیکشن وغیرہ کے موضوعات سے متعلق ہونے والے شوریٰ کے خصوصی اجلاس میں اس غرض کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور جملہ تجاویز اس کے حوالے کر دی جائیں۔

ارکان مجلس نمائندگان کی دوسرے حلقوں میں منتقلی

یہ مسئلہ بھی زیر غور آیا کہ جو ارکان مجلس نمائندگان علاقائی بنیاد پر منتخب ہوئے ہیں منتقل ہو کر کسی دوسرے حلقے میں چلے جائیں تو کیا وہ مجلس نمائندگان

کے رکن علیٰ حالہ برقرار رہیں گے؟ یا وہ جس حلقے سے منتقل ہو گئے ہیں وہاں ان کی نشست خالی شمار کر کے ان کی جگہ اس حلقے سے کسی اور کا انتخاب کروانا ہوگا؟
تبادلۂ خیال کے بعد طے ہوا کہ دوسرے حلقے میں منتقل ہو جانے کے باوجود متعلقہ میقات تک وہ مجلس کے رکن علیٰ حالہ برقرار رہیں گے۔ دوسرے حلقے میں منتقل ہو جانے کی بنا پر مجلس کی رکنیت سے محروم کرنے کی دستورِ جماعت میں گنجائش نہیں ہے۔

تنظیمی مسائل

جماعت کے تنظیمی امور و مسائل پر بھی غور و فیصلہ کیا گیا۔

شرکائے اجتماع

درج ذیل ارکانِ شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔
(۱) جناب محمد یوسف صدیقی صاحب ریڈینس (۲) جناب عبدالفتاح صاحب مغربی بنگال (۳) جناب مولانا صدرالدین صاحب ادارۂ تصنیف علی گڑھ (۴) جناب محمد مسلم صاحب دعوت (۵) جناب سراج الحسن صاحب میسور (۶) جناب عبدالعزیز صاحب تامل ناڈ (۷) جناب مولانا سید حامد علی صاحب مرکز (۸) جناب مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی) (۹) جناب محمد شفیع صاحب مونس (یوپی) (۱۰) جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب (آندھرا) جناب سید حامد حسین صاحب مرکز (۱۲) جناب شمس پیرزادہ صاحب مہاراشٹر (۱۳) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب مدھیہ پردیش (۱۴) افضل حسین قیم جماعت

جناب مولانا ابو اللیث صاحب اور جناب کے سی عبداللہ صاحب مولوی کیرلہ اپنی علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔ جناب فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڑھ) اپنی والدہ محترمہ کی اچانک شدید علالت اور وطن چلے جانے کے باعث شرکت نہ کر سکے۔ جناب محمد عبدالحیٔ صاحب رامپور اپنی بعض معذوریوں اور جناب محمد نجات اللہ صاحب صدیقی (علی گڑھ) سفر امریکہ کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔ دعا پر اجلاس برخاست ہوا

والسلام (افضل حسین قیم جماعت)

روداد اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند

منعقدہ بمبئی مورخہ ۳۰ دسمبر و ۳۱ دسمبر ۷۲ء

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ایک خصوصی اجلاس بمبئی میں ۳۰، ۳۱ دسمبر ۷۲ء کو منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت نے کی۔ درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے:

۱۔ جناب عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال)

۲۔ مولانا سید احمد عروج قادری (زندگی)

۳۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب (مہاراشٹر)

۴۔ جناب عبدالعزیز صاحب (ٹامل ناڈو)

۵۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب (یو۔پی)

۶۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت)

۷۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)

۸۔ جناب محمد عبدالحیٔ صاحب (رام پور)

۹۔ جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز)

۱۰۔ جناب فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڈھ)

۱۱۔ جناب سراج الحسن صاحب (میسور)

۱۲۔ جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (ریڈینس)

۱۳۔ مولانا صدرالدین صاحب (ادارہ تصنیف علی گڈھ)

۱۴۔ مولانا سیّد حامد علی صاحب (مرکز)

۱۵۔ افضل حسین قیّم جماعت۔

جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب اور جناب محمد عبدالرزاق صاحب مکہ مکرمہ میں تھے۔ مولانا ابواللّیث صاحب اور جناب کے سی عبداللہ صاحب مولوی اپنی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔

مولانا سیدا حمد عروج قادری صاحب نے تلاوت فرمائی۔

کنونشن پر تاثرات

سب سے پہلے امیر جماعت نے سب کمیٹی پرسنل لا کنونشن کی گذشتہ دن کی نشست میں آنے والی باتوں سے ارکانِ شوریٰ کو مطلع کیا۔ ایک کمیٹی بنادی ہے جو ۳۰ جنوری ۷۳ء کو دستور کے مسودے کا خاکہ برائے غور پیش کرے گی۔ دستورالعمل کے لیے GUIDELINES کی گفتگو بھی سب کمیٹی میں آئی تھی لیکن سب کا یہ تاثر رہا کہ خود قراردادوں میں موجود ہیں

بورڈ کے مقاصد اور کام (FUNCTIONS)

اس سلسلے میں درج ذیل امور پر اتفاق کیا گیا۔

پرسنل لا

ملک کے مختلف حصّوں کے دورے کیے جائیں۔ مقرّرین ایک ایک TOPIC پر تیار رہوں۔ اور نظم و ترتیب کے ساتھ اجتماعات میں

بات رکھیں۔ جگہ جگہ اجتماعات منعقد کیے جائیں۔ سمپوزیم کا اہتمام کیا جائے مسلم عوام کو عائلی زندگی سے متعلق احکام سے واقف کرایا جائے۔

• حکومت ممبران اسمبلی و پارلیمنٹ سے وفود کی شکل میں ملاقاتیں کرکے انھیں مسلم پرسنل لا کی دینی اہمیت، مسلمانوں کے جذبات اور اسلامی اقدار و نظریات کے حق میں دلائل دیے جائیں۔

• حسب موقع حکومت سے احتجاج کیا جائے۔ اس احتجاج کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ کار اختیار کیا جائے۔

ا۔ ہر دینی اور ملی تنظیم سے اس معاملہ میں تعاون کیا جائے۔

ب۔ مختلف مکاتبِ فکر اور مسالک سے بھی تعاون کیا جائے۔

اس سلسلے میں ضروری ہے کہ ان جماعتوں کے عملی تعاون اور ان پر مشتمل افراد کے ذریعہ یہ احتجاج کیا جائے۔

• موجودہ عائلی قوانین کا جائزہ لیا جائے۔

کنونشن کی قراردادوں کی تائید

مرکزی مجلسِ شوریٰ نے کنونشن کی قراردادوں کی تائید کی اور بھرپور تعاون کرنے کا فیصلہ کیا۔ دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

افضل حسین

(قیّم جماعت)

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۷ر تا ۱۲ر مئی ۱۹۷۳ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیرِ صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیرِ جماعت، مرکز جماعتِ اسلامی ہند بازار مفتی کفایت اللہ دہلی ۶ میں ۷ر مئی ۱۹۷۳ء صبح ۱۰ بجے سے شروع ہو کر ۱۲ر مئی ۱۹۷۳ء کی شب میں ختم ہوا۔

اجلاس کا آغاز مولانا سید حامد علی صاحب کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد محترم امیرِ جماعت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

امیرِ جماعت کی تقریر

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی الہ واصحابہٖ اجمعین اما بعد۔ فقد قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وَقُلْ لِعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ

معزّز ارکانِ شوریٰ! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے پھر ہمیں یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم اِس کے دین کی جدّوجہد کی خاطر جمع ہوئے ہیں۔ آیت اور حدیث جو میں نے آپ کو سنائی ہیں ہم سب کو اپنے سامنے رکھنا ہیں۔ اس آیت اور حدیث میں ہمارے لیے ہی نہیں پوری امّت کے لیے رہنمائی ہے آیت میں دو قسم کے کردار پیش کئے گئے ہیں۔ ایک مومن کا کردار، اور دوسرا مومنوں اور سارے انسانوں کے دشمن، شیطان کا کردار، مومن کا کردار یہ ہے کہ جب کوئی بات کہتا ہے تو اس کا مقصد صلاح اور اصلاح ہوتا ہے۔ شیطان کا کردار یہ ہے کہ وہ انسانوں کے درمیان فساد ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ یہ کوشش بھی کرتا ہے کہ اہلِ ایمان بھی آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں۔ اور صلاح و اصلاح کے کام سے، جو ان کی زندگی کا مقصد ہے۔ غافل ہو جائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہت پیارے انداز میں مومنین کو "میرے بندے" کہہ کر یہ ہدایت کی ہے کہ وہ جو بات بھی کہیں وہ احسن ہونی چاہیے یعنی بہت عمدہ بات اور بہت اچھے طریقے سے۔ اس نے انھیں یہ بھی بتایا ہے کہ شیطان، جو ان کا کھلا ہوا دشمن ہے، ان کے مابین فساد کرانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اہلِ ایمان شیطان کے اس کید سے متنبہ رہیں اور زبان کے استعمال میں احتیاط برتیں۔

حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی ہے کہ جس شخص نے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کو غلط استعمال سے محفوظ رکھا اسے جنّت میں جگہ ملے گی۔ ایک اور روایت میں یہ وعید آئی ہے کہ جس نے زبان اور شرمگاہ کی حفاظت نہیں کی اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بُرے ٹھکانے سے محفوظ رکھے اور اس اصل ٹھکانے تک پہنچائے جو ہماری کھوئی ہوئی میراث ہے

ایجنڈا، جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے، کافی طویل ہے۔ اس محدود وقت میں جو ہمارے پاس ہے ہمیں اس بات کی کوشش کرنی ہے کہ پورا ایجنڈا ختم ہو جائے۔ اس سلسلے میں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ جو بات ہم پیش کریں، مختصر جامع اور موضوع سے متعلق ہو۔

زندہ قومیں جب اپنے معاملات پر غور کرتی ہیں تو وہ اپنا زیادہ وقت اس بات پر صرف نہیں

کرتیں کہ ایسا ہوا ہوتا تو یہ نتیجہ نکلتا، یا یہ کہ ہم نے تو ایسا کہا تھا اور اب یہ ہو گیا۔ اس طرح کی باتیں اور تنقیدیں بھی کی جا سکتی ہیں اور کرنا بھی چاہیے تاکہ آئندہ غلطی سرزد نہ ہو۔ لیکن اس کے لیے الگ سے نشست رکھی جا سکتی ہے۔ البتہ جو معاملات آپ کے سامنے آئیں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس وقت صورتِ حال کیا ہے اور اسے بہتر بنانے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم اس وقت کس چیلنج سے دوچار ہیں اور اس چیلنج کے مقابلے کے لیے ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس طرح ہم انشاءاللہ ایجنڈے کو جلد از جلد ختم کر سکیں گے

ملک کے سنگین مسائل

آپ کو معلوم ہے کہ آج ملک میں تشدد، لاقانونیت اضطراب، غذائی بحران اور دوسرے مختلف قسم کے مسائل موجود ہیں۔ حکومت نے جو غذائی پالیسی اختیار کی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے بنیادی حقوق پر زد کس طرح پڑی ہے، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا کس طرح تقرر ہوا ہے۔ مسلم یونیورسٹی، مسلم پرسنل لا اُردو اور دیگر مسائل کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ سب باتیں آپ کے علم میں ہیں۔ لیکن یہ سب صرف علامت (SYMPTOM) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اصل بیماری الحاد اور خدا سے بغاوت ہے جس کے یہ سب شاخسانے ہیں۔ ہم بہت پہلے سے یہ محسوس کرتے رہے ہیں کہ ملک کا دشمن نمبر ا کمیونزم ہے۔ اب اپوزیشن پارٹیاں اور ملک کے دوسرے لوگ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ملک کا دشمن نمبر ا کمیونزم ہے خود کانگریس کے اندر جو فورم ہیں ان میں سے ایک کا یہ خیال ہے کہ اربابِ اقتدار ملک کو کمیونزم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ نئے چیف جسٹس کے تقرر کے موقع پر ملک کے کتنے ہی دانشوروں نے، جو ابھی تک خاموش تھے، اس بات کا برملا اظہار کیا ہے کہ ملک کمیونزم کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن وقت یہ ہے کہ یہ لوگ کمیونزم کے خلاف جو محاذ بنا رہے ہیں، اپنے پاس کوئی آئیڈیالوجی نہیں رکھتے جو کمیونزم کو مات دے سکے۔ جہاں تک سرمایہ دارانہ نظام کا تعلق ہے وہ بجائے خود ایک فاسد نظام ہے آئیڈیالوجی کا مقابلہ آئیڈیالوجی ہی سے کیا جا سکتا ہے نہ کہ کسی اور طریقے سے کمیونزم کا سب سے بڑا حربہ توڑ پھوڑ اور لاقانونیت ہے۔ اگر اس کا مقابلہ دوسرے لوگ انھیں اوچھے ہتھیاروں سے کرنے لگیں تو اصلاح ہونے کے بجائے ملک میں فساد اور زیادہ بڑھ جائے گا۔ ہمارا یقین ہے کہ امتِ مسلمہ

ہی کے پاس وہ آئیڈیالوجی ہے جو ملک کے مسائل کو صحیح طور سے حل کرسکتی ہے ۔ یہ آئیڈیالوجی دنیا کے مختلف ادوار میں تجربے کی کسوٹی پر پرکھی جاچکی ہے اور اس کا اصلح اور انفع ہونا تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے ۔ اگر امّتِ مسلمہ ایک داعی گروہ کی حیثیت سے اٹھ کر انبیائی آئیڈیالوجی کو قولاً اور عملاً پیش کرے تو اُمّید ہے ملک کو اس تباہی و بربادی سے بچایا جاسکتا ہے جس کی طرف ملک کے رہنما آنکھیں بند کرکے اسے لے جارہے ہیں ۔ ہماری تمنا اور کوشش ہے کہ امّتِ مسلمہ داعی گروہ کی حیثیت سے اس ملک میں زندگی گذارے ۔

پرسنل لا

اس سلسلے کی چھوٹی سی جھلک اور اُمّید کی کرن اس امر میں نظر آئی ہے کہ بمبئی میں جو آل انڈیا مسلم پرسنل لا کنونشن منعقد ہوا ، اس میں مختلف مکاتبِ فکر کے رہنما ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے اور انھوں نے مسلم پرسنل لا کے تحفّظ کے لیے جدّوجہد کا اعلان کردیا ۔ یہ ایک اچھی علامت ہے اور کارنامہ بھی ۔ لیکن صرف پرسنل لا کی حفاظت سے کام نہیں چلے گا ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح مسلمان دین و شریعت کے ایک جزء کو اپنے سینے سے لگانا چاہتے ہیں ، اسی طرح وہ پورے دین کو اپنے سینے سے لگائیں ۔ میں کیرلہ اور مدراس کے دوروں کے موقع پر نیز مسلم پرسنل لا کے سلسلے میں جو اجتماعات منعقد ہوئے ان سب میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ پرسنل لا کے تحفّظ کے ساتھ ساتھ ہمیں دین کی تمام ہی تعلیمات پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے ۔ اس کے علاوہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ دار حضرات کے ساتھ اپنی گفتگوؤں میں بھی اس بات کو دہرا تا رہا ہوں کہ اقامتِ دین صرف جماعتِ اسلامی کا نصب العین نہیں ہے اور نہ اس پر جماعتِ اسلامی کی اجارہ داری ہے ۔ یہ تو ہمیشہ سے اُمّتِ مسلمہ کا متفقہ اور مُسلّمہ نصب العین رہا ہے ۔

مسلم پرسنل لا اور خواتین

اس سلسلے میں ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ مُسلم خواتین میں بھی دینی شعور بیدار ہو رہا ہے ۔ چنانچہ ملک میں جگہ جگہ چھوٹے بڑے پیمانے پر مسلم پرسنل لا کی حمایت میں خواتین کے اجتماعات منعقد ہورہے

ہیں۔ حال ہی میں بمبئی میں خواتین کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں انھوں نے مسلم پرسنل لا کے تحفظ اور اتباعِ دین وشریعت کے سلسلے میں اپنے دوٹوک فیصلے کا اعلان کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلم پرسنل لا اور اقامتِ دین کی جدّوجہد میں خواتین اپنا رول ادا کرنے کے لیے آگے بڑھ رہی ہیں۔

ہماری خواہش ہے کہ جس طرح حلقۂ مہاراشٹر اور بعض دوسرے حلقوں میں خواتین کے اجتماعات ہوئے ہیں، اسی طرح ملک کی ہر ریاست میں خواتین کے اجتماعات منعقد ہوں۔ جن میں خواتین پر یہ واضح کیا جائے کہ شریعتِ اسلامیہ نے خواتین کو کیا حقوق دیئے ہیں، کن فرائض کا پابند کیا ہے اور عائلی زندگی اور دین کی خدمت کے سلسلے میں ان کی ذمّہ داریاں کیا ہیں۔ میں تو یہ بھی عرض کرنے کی جرأت کرونگا کہ خواتین کا ایک وفد اسلامی حجاب اور اسلامی آداب کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے محترمہ وزیرِ اعظم سے ملاقات کرے اور انھیں بتلائے کہ مسلم پرسنل لا اپنی حقیقی شکل میں کس طرح دوسرے قوانین پر فوقیت رکھتا ہے اور یہی نہیں بلکہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی ہدایت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بھی بتائے کہ جو آیڈیالوجی ملک میں رائج ہے وہ کس طریق سے ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے اور انبیائی آیڈیالوجی کو بھی ان کے سامنے پیش کرے تاکہ انھیں معلوم ہوسکے کہ مسلمان عورتوں میں بھی جو بیداری پیدا ہو رہی ہے وہ اس بیداری سے مردوں کے دوش بدوش ملک و ملّت کی کس طرح خدمت کرنا چاہتی ہیں۔

عزیز رفقاء! اگر ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں دونوں میں دین کا شعور پیدا کرنے کے لیے زیادہ محنت وجاں فشانی سے کام لیں تو اُمّید ہے کہ ملک کو ان مضرتوں سے آگاہ کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے جو موجودہ آیڈیالوجی کے تحت اس کو پیش آرہی ہیں اور آنے والی ہیں۔ ساتھ ہی ہم اس راستے کی نشاندہی کرسکیں گے جو ملک کی مادی، اخلاقی اور رُوحانی ترقی کا ضامن ہو۔

معزز رفقاء! یہ کام ہے تو بڑا صبر آزما، لیکن کرنے کا کام یہی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنی پالیسی اور پروگرام میں، اپنی تربیت کے ساتھ دعوت وتبلیغ اور اسلام کی اشاعت کو اوّلین اہمیّت دی ہے دراصل یہی وہ کام ہے جو حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام کرنے آئے تھے۔

عزیز رفقاء! ہم ہر لمحہ اس متاعِ گم گشتہ کی تلاش میں رواں دواں ہیں جس کو ہمارے دادا حضرت آدم علیہ السّلام نے کھو دیا تھا۔ ہماری ساری جدّ و جہد اسی کھوئی ہوئی جنّت کے حصُول کے لیے ہے یہ دنیا عارضی و چند روزہ ہے۔ آج ہم ہیں اور کل، پرسوں یا چند سال بعد ہم موجود نہیں رہیں گے۔ ہمارا جو قدم اُٹھے نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اللہ کی راہ میں اُٹھے اور ہم ہر آن اس سے ہدایت و استطاعت کی توفیق طلب کرتے رہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّءْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

سابقہ روداد کی خواندگی

امیرِ محترم کے افتتاحی کلمات کے بعد اوقات کی تعیّن کی گئی اور ایجنڈے کے مطابق شوریٰ کے دونوں اجلاس نومبر ۷۱ء اور دسمبر ۷۲ء کی روداد کی خواندگی ہوئی۔

جماعت کی سالانہ رپورٹ

روداد سے فراغت کے بعد جماعتِ اسلامی ہند کی سالانہ رپورٹ (اپریل ۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۳ء) پیش کی گئی جس میں واضح کیا گیا تھا کہ شوریٰ کے فیصلوں پر کس طرح عمل درآمد ہوا اور پوری جماعت نے دورانِ سال موجودہ پروگرام کے تحت کیا کارگذاری انجام دی جماعت کی یہ سالانہ رپورٹ الگ الگ شائع ہو چکی ہے۔

مسلم یونیورسٹی پر قرارداد

اس کے بعد مسلم یونیورسٹی کے موجودہ حالات سامنے آئے اور غور و خوض کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

"مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا یہ اجلاس علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی کی انتظامیہ

کے حالیہ فیصلوں کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جس کے ذریعے یونیورسٹی کے متعدد طلباء اور چند اساتذہ کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔ یہ اقدام بظاہر وزیرِ تعلیم کی اس دھمکی کا نتیجہ ہے جو لوک سبھا میں پہلے ہی دی گئی تھی اور جس پر یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اب مہرِ تصدیق ثبت کی ہے۔

مجلسِ شوریٰ اس پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ مرکزی حکومت کے عندیہ کے مطابق یونیورسٹی کے ذمّہ داروں نے حالات کو سلجھانے کے بجائے انھیں اُلجھانے کی پالیسی اختیار کی ہے۔ یہ طرزِ عمل نہ تو یونیورسٹی کی انتظامیہ کے شایانِ شان ہے جس کا حقیقی منصب طلبہ کے تعلّق سے شفقت و محبّت اور عفو و درگذر کا متقاضی ہے۔ نہ ان طریقوں سے خود احتسابی پیدا ہو سکتی ہے، نہ حالات کے معمول پر آنے کا وہ ماحول پیدا ہو سکتا ہے جس کے لیے بزعم خود وائس چانسلر نے یونیورسٹی کو دفعتہً بند کر دیا تھا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ طلبہ کے اخراج کے لیے جن الزامات کا سہارا لیا گیا ہے وہ تمام تر اس واقعہ سے متعلّق ہیں جو ۳ر مارچ تک فیکلٹی آف سائنس کے ڈین کے خلاف احتجاج کے طور پر پیش آیا تھا اور جس کے متعلّق طلبہ کی یونین ایگزیکیٹو نے تحریری طور پر اظہارِ تاسف کر لیا تھا اور معافی مانگ لی تھی۔

یہ عجیب انصاف ہے کہ ایک شخص کے خلاف احتجاج کو بہانہ بنانے پر اصرار ہے جب کہ خود اپنی بعض غلطیوں کے لیے معذرت خواہ ہیں۔ اور یہ عجیب جمہوریت ہے کہ محض ایک فرد کے لیے نو ہزار طلبہ کی زندگیوں سے کھیلا جا رہا ہے۔

مجلسِ شوریٰ طلباء اور اساتذہ کے خلاف اس تمام کارروائی کو غیر منصفانہ، غیر جمہوری اور ملک و ملّت کے لیے انتہائی مضر قرار دیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اس طرزِ عمل کی پشت پر غالباً طلبہ سے اور مسلمانوں سے ان کے اس جرم کا انتقام لینا ہے کہ وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سلسلے میں حکومت سے اپنا حق کیوں مانگتے ہیں۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس ان طلبہ اور اساتذہ سے جو اس کارروائی کا شکار ہوئے ہیں، پوری ہمدردی رکھتا ہے اور اسے یقین ہے کہ تمام غیر جانبدار اور انصاف پسند حلقے اس پر

اپنی ناراضگی کا اظہار کریں گے۔ یہ اجلاس ارباب حل وعقد سے مطالبہ کرتا ہے وہ طلبا کی زندگیوں سے نہ کھیلیں اور یونیورسٹی کو اس انجام سے بچائیں جس کی طرف محترم وائس چانسلر اور وزیر تعلیم نہایت تیزی سے اسے لے جارہے ہیں۔

مجلس شوریٰ کو توقع ہے کہ طلبا اشتعال انگیزی کے موقع پر اپنی مادر درس گاہ کے وقار کا خیال رکھیں گے اور نظم وضبط اور سنجیدگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے جو عام طور پر اس وقت ان کی امتیازی خصوصیت رہی ہے۔

آمد وصرف کی رپورٹ مع آڈیٹر

اس کے بعد سال گزشتہ (اپریل ۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۳ء) کے بجٹ کی روشنی میں مرکزی بیت المال کے آمد وصرف کی رپورٹ مع رپورٹ آڈیٹر پیش کی گئی اور توضیح طلب باتوں کی وضاحت کی گئی۔

آڈیٹر کا تقرر

جناب محمد عبدالحیؒ صاحب نے جواب تک جماعت کے آڈیٹر تھے اور اپنی صحت کی خرابی، نظر کی کمزوری اور نجی مصروفیات کی بنا پر اس ذمہ داری سے سبکدوشی کی خواہش کی تھی جسے منظور کرلیا گیا اور ان کی جگہ جناب احسان محمد خاں صاحب علی گڑھ کو آڈیٹر مقرر کیا گیا۔

مشاہرہ کمیٹی کی رپورٹ

ملک میں روز افزوں گرانی کے پیش نظر اجلاس شوریٰ نومبر ۱۹۷۲ء میں ایک مشاہرہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جسے مشاہروں اور دیگر متعلقہ امور پر نظر ثانی کرنا تھی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ شوریٰ میں پیش ہوئی اور غور وخوض اور بحث کے بعد متعدد فیصلے کئے گئے۔

کل ہند اجتماع

کل ہند اجتماع کا مسئلہ زیر غور آیا۔ مختلف پہلو سامنے آئے طے ہوا کہ کل ہند اجتماع انشاء اللہ نومبر ۱۹۷۴ء میں دہلی میں منعقد ہو۔ اجتماع کے ناظم جناب عبدالرزاق لطیفی صاحب ہوں گے

خصوصی اجلاس شوریٰ

الکشن اور جماعت کی پالیسی وغیرہ سے متعلق موضوعات پر غور کرنے کے لیے

مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک خصوصی اجلاس ۱۰ ستمبر ۷۳ء سے بنگلور میں منعقد ہوگا۔

مقامی جماعتوں کا بجٹ

طے ہوا کہ پانچ ہزار سے زائد سالانہ آمدنی ہونے کی صورت میں مقامی جماعتیں لازماً اپنا بجٹ بنائیں اور جہاں رقم کے تحفظ کی اور کوئی قابل اطمینان صورت نہ ہو وہاں حساب بینک میں رکھا جائے۔

ارکان شوریٰ کے مشورے

جماعت کے رفقاکار اور اس کے داخلی وخارجی حالات کے سلسلے میں ارکان شوریٰ نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور مختلف مشورے دیئے جنہیں نوٹ کرلیا گیا۔

بجٹ

جماعت اسلامی ہند کا سال رواں (اپریل ۷۳ء تا ۳۱ مارچ ۷۴ء) کا مجوزہ بجٹ پیش کیا گیا جسے مناسب ترمیم واضافے کے بعد منظور کرلیا گیا۔ اس میں ۲۷،۸۰۰ کا خسارہ تھا جسے قرض لے کر اور رفقا کی اعانتوں سے پورا کیا جاسکے گا۔

شرکاء اجلاس

درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔

۱ جناب ٹی کے عبداللہ مولوی (کیرلا) ۲۔ جناب سراج الحسن صاحب (میسور) ۳۔ جناب عبدالعزیز صاحب (تامل ناڈ) ۴۔ جناب محمد عبدالرزاق لطیفی صاحب (آندھرا) ۵۔ جناب محمد شفیع صاحب مونس (یوپی) ۶۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب فریدی (علی گڑھ) ۷۔ جناب مولانا سید حامد علی صاحب (مرکز) ۸۔ جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز) ۹۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت) ۱۰۔ جناب مولانا صدرالدین صاحب (ادارۂ تصنیف علی گڑھ) ۱۱۔ جناب مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی) ۱۲۔ جناب محمد عبدالحیٔ صاحب (رام پور) ۱۳۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب (مہاراشٹر) ۱۴۔ جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (مدیر ریڈینس) ۱۵۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش) ۱۶۔ افضل حسین صاحب (قیم جماعت اسلامی)

مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی ندوی اپنی معذوریوں، جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب علی گڑھ اپنی والدہ محترمہ کی شدید علالت اور جناب عبدالفتاح صاحب (بنگال) بنگلہ

اشاعتی اسکیم میں غیر معمولی مصروفیات کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔
۱۲ مئی ۷۳ء کو نصف شب کے قریب دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

والسلام

افضل حسین

قیم جماعت اسلامی ہند

۱۷ مئی ۷۳ء

مجلس شوریٰ

منعقدہ ستمبر ۷۳ء

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا خصوصی اجلاس جو ۹ ستمبر ۷۳ء کو زیرِ صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت مرکز دہلی میں شروع ہوا تھا۔ ۱۶ ستمبر کو دن کے تقریباً ڈیڑھ بجے امیرِ جماعت کے تذکیری کلمات اور دعا کے بعد ملتوی ہوگیا۔ اجلاس میں مولانا ابو اللیث صاحب اصلاحی جو اپنی معذوریوں کی بنا پر شرکت نہ فرما سکے، دیگر تمام ارکان شوریٰ شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں جن مسائل پر غور ہوا ان میں سے چند اہم اور بنیادی یہ تھے۔

- ہمارے ملک میں بالخصوص اس کے موجودہ حالات میں اقامت دین کی راہ۔
- عملی سیاسیات کے سلسلہ میں جماعت اسلامی ہند کا رویّہ وغیرہ۔

جہاں تک پہلے عنوان کا تعلق ہے اس پر تفصیل سے بحث و گفتگو ہوئی لیکن امور و مسائل اور ان کے جملہ گوشوں پر ابھی تبادلہ خیال اور غور و فکر کا حق ادا نہیں ہو سکا اور فیصلہ پر پہنچنے کے لیے مزید غور و فکر کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ متفقہ طور سے طے کیا گیا کہ اس وقت اجلاس ملتوی کر دیا جائے اور یہ ملتوی شدہ اجلاس فروری یا مارچ ۱۹۷۴ء میں منعقد کیا جائے۔

افضل حسین
قیم جماعت

مجلس شوریٰ

منعقدہ بنگلور ۱۳؍جون تا ۲۲؍جون ۱۹۷۴ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس محلہ لال باغ بنگلور میں زیر صدارت مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی ۱۳؍جون صبح ۸ بجے سے شروع ہوکر ۲۳؍جون کی رات میں بخیر وخوبی ختم ہوا۔ ریزرویشن کی خرابی کے باعث بیشتر ارکان شوریٰ ۱۲؍جون کی شب میں تاخیر سے بنگلور پہنچے اس لیے حسبِ اعلان اجلاس ۱۲؍جون کی سہ پہر کے بجائے ۱۳؍جون کی صبح سے شروع ہوسکا۔ محترم امیر جماعت اپنی علالت کی وجہ سے ۱۴؍جون سہ پہر کی نشست سے شریک اجلاس ہوئے۔ اجلاس ۱۵؍جون تک تو مسلسل چلتا رہا۔ اس کے بعد ۱۶؍جون سے ۲۲؍جون کے دوران بھی کسی کسی دن مختصر نشستیں ہوئیں۔

اجلاس کا آغاز مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ مولانا صدرالدین صاحب صدر مجلس نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

"رفقائے محترم! مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس کا آغاز ہو رہا ہے اس کے بعد انشاء اللہ خصوصی اجلاس ہوگا۔ اس موقع پر افسوس ہو رہا ہے کہ محترم امیر جماعت اپنی علالت کی وجہ سے اس نشست میں شرکت نہ فرما سکے۔ توقع ہے کہ انشاء اللہ وہ کل تشریف لاسکیں گے۔ بعض ارکان شوریٰ بھی اپنی معذوریوں کی وجہ سے آج

نہیں پہنچ سکے ہیں۔ امید ہے وہ حضرات بھی جلد شریک ہوجائیں گے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی معذوریاں دور فرمائے تاکہ وہ شریک اجلاس ہوسکیں۔

ہمارے ایک رفیق (جناب محمد عبدالرزاق لطیفی صاحب) ایک نہایت موذی مرض میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اب وہ صحت یاب ہوکر اس اجلاس میں شریک ہیں اس پر ہم سب کو بے حد مسرت ہے ان کی مکمل صحت کے لیے آپ سب حضرات دعا فرمائیں۔

محترم رفقاء! ہمیں مختلف اہم مسائل پر غور اور فیصلہ کرنا ہے۔ وقت بہت محدود ہے اس لیے ہمیں اس بات کا پورا لحاظ رکھنا ہے کہ ہماری گفتگو مختصر، جامع اور موضوع سے متعلق ہو تاکہ اس محدود وقت میں زیادہ سے زیادہ کام ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اخلاص اور پوری سوجھ بوجھ کے ساتھ اس فرض کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اس سلسلے میں ہم پر عائد ہوتا ہے۔

سابقہ روداد کی خواندگی

صدر مجلس کے افتتاحی کلمات کے بعد اوقات کی تعیین کی گئی اور ایجنڈے کے مطابق مرکزی مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس مئی ۷۳ء کی روداد کی خواندگی ہوئی۔ ارکان مجلس نے بعض امور کی طرف توجہ دلائی اور پھر رجسٹر پر دستخط ثبت کیے۔

جماعت کی سالانہ رپورٹ

روداد سے فراغت کے بعد جماعت اسلامی ہند کی سالانہ رپورٹ اپریل ۷۳ء تا مارچ ۷۴ء پیش کی گئی۔ جس میں واضح کیا گیا تھا کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلوں پر کس طرح عملدرآمد ہوا ہے اور پوری جماعت نے دوران سال موجودہ پروگرام کے تحت کیا کام انجام دیا اور کارگزاری کی رفتار کیا رہی۔

آمد و صرف کی رپورٹ معہ رپورٹ آڈیٹر

اس کے بعد سال گذشتہ اپریل ۷۳ء تا مارچ ۷۴ء کے بجٹ کی روشنی میں مرکزی بیت المال کی آمد و صرف کی رپورٹ معہ رپورٹ آڈیٹر پیش کی گئی اور توضیح طلب باتوں کی وضاحت کی گئی۔ جس کے بعد مجلس نے اس کی توثیق کی۔

آل انڈیا اجتماع

بعض ارکان مجلس نے بڑھتی ہوئی گرانی اور متوسلین جماعت کی معاشی حالت کے پیش نظر اس کے انعقاد کو کچھ دنوں ملتوی کرنے کا مشورہ دیا۔ گفتگو اور تبادلہ خیال کے بعد مجلس نے طے کیا کہ:

- حسب فیصلہ آل انڈیا اجتماع نومبر ۷۴ء ہی میں ہونا چاہیے۔ اور دہلی ہی میں ہونا چاہیے۔
- اجتماع کی تاریخیں ۸، ۹، ۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء بروز جمعہ، سنیچر، اتوار، مناسب ہوں گی۔
- اجتماع کا پروگرام تجویز کرنے کے لیے درج ذیل حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے

۱۔ جناب محمد مسلم صاحب مدیر دعوت۔ (۲) جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب علی گڈھ (۳) مولانا سید حامد علی صاحب مرکز (۴) سید حامد حسین صاحب مرکز (کنوینر)

- ارکان کے اجتماع کا تفصیلی پروگرام بھی یہی کمیٹی تجویز کرے گی۔

جماعت کے کاموں اور سرگرمیوں نیز اب تک جماعت جو کچھ کرتی رہی ہے اس کا تعارف کرانے کے لیے ایک کتابچہ شائع کرنے کا مشورہ بھی سامنے آیا۔

طلبا کا آل انڈیا فیڈریشن

طلبا کا آل انڈیا فیڈریشن بنانے کا مسئلہ بھی

زیر غور آیا۔ ایک متعین تجویز بھی سامنے آئی۔ طے ہوا کہ:
مجوزہ آل انڈیا اسلامک ایسوسی ایشن آف اسٹوڈنٹس آرگنائزیشنز
ALL INDIA ISLAMIC ASSOCIATION OF STUDENTS
ORGANISATIONS کی تشکیل مناسب نہیں ہے۔

تصنیفی تربیت پانے والے طلبار کے وظائف

جدید تعلیم یافتہ اور عربی مدرسوں سے فارغ تصنیفی تربیت پانے والے طلبار کے وظائف میں جو تفاوت تھا اس کے تمام پہلوؤں پر غور ہوا اور طے ہوا کہ۔
تصنیفی تربیت پانے والے طلبار کو بلا تخصیص ۲۰۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے۔

بجٹ

اپریل ۱۹۷۴ء تا مارچ ۱۹۷۵ء کا مجوزہ بجٹ پیش کیا گیا، جسے مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد منظور کر لیا گیا۔ اس میں ۳۵,۵۰۰/= کا خسارہ تھا۔ اس خسارہ میں ۵۰,۰۰۰/= کی وہ رقم شامل نہیں ہے جو مکان کی خریداری میں صرف ہوگی۔ یہ خسارہ قرض لے کر اور رفقار کی اعانتوں سے پورا کیا جاسکے گا۔
مرکزی بیت المال کی سقیم حالت اور مرکز پر دن بدن بڑھتے قرض پر ارکان مجلس نے تشویش کا اظہار کیا اور توقع ظاہر کی گئی کہ رفقار خصوصی اعانتوں کا اہتمام کر کے نہ صرف خسارہ پورا کرنے کی کوشش کریں گے بلکہ سابقہ قرضوں کی ادائیگی کے سلسلے میں ہاتھ بٹائیں گے۔

دیگر امور

ان کے علاوہ تنظیمی حلقوں سے متعلق اور بعض دوسرے تنظیمی مسائل زیر غور آئے اور ان پر مناسب فیصلے کیے گئے۔

شرکائے اجلاس

درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے:۔

(۱) جناب ٹی کے عبداللہ صاحب مولوی (کیرل) (۲) جناب محمد سراج الحسن صاحب (کرناٹک) (۳) جناب عبدالعزیز صاحب (ٹمل ناڈو) (۴) جناب محمد عبدالرزاق لطیفی صاحب (آندھرا) (۵) جناب شمس پیرزادہ صاحب (مہاراشٹر) (۶) جناب انعام الرحمٰن صاحب (مدھیہ پردیش) (۷) جناب محمد شفیع مونس صاحب (یوپی) (۸) جناب عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال) (۹) مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی) (۱۰) جناب محمد مسلم صاحب (دعوت) (۱۱) جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (ریڈینس) (۱۲) جناب عبدالحیٔ صاحب (رامپور) (۱۳) مولانا صدرالدین صاحب (ادارہ تصنیف) (۱۴) جناب فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڑھ) (۱۵) نجات اللہ صدیقی صاحب (علیگڈھ) (۱۶) جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز) (۱۷) افضل حسین قیم جماعت۔

جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی اپنی بچیوں کے رشتوں کے سلسلے میں مصروفیت اور مولانا سیّد حامد علی صاحب اپنی شدید علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہوسکے۔

۲۲ر جون کی نصف شب کے قریب دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت اسلامی ہند

خصوصی اجلاس

مجلس شوریٰ

منعقدہ بنگلور۔۱۹ر تا ۲۲ر جون ۷۴ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ملتوی شدہ خصوصی اجلاس زیر صدارت محترم امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب ۱۹ر جون صبح ۸½ بجے سے محلہ لال باغ بنگلور میں شروع ہوا۔

(۱) جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب (کیرلہ)
(۲) جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک)
(۳) جناب عبد العزیز صاحب (ٹمل ناڈو)
(۴) جناب عبد الرزاق صاحب (آندھرا)
(۵) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)
(۶) جناب شمس پیرزادہ صاحب (مہاراشٹر)
(۷) جناب محمد شفیع مونس صاحب (یوپی)
(۸) جناب عبد الفتاح صاحب (مغربی بنگال)
(۹) جناب مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)

(۱۰) جناب محمد مسلم صاحب (دعوت)

(۱۱) جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (ریڈینس)

(۱۲) جناب محمد عبدالحیٔ صاحب (رام پور)

(۱۳) جناب فضل الرحمن فریدی صاحب (علیگڑھ)

(۱۴) جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب (علیگڑھ)

(۱۵) مولانا صدرالدین صاحب ادارہ تصنیف

(۱۶) جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز)

(۱۷) افضل حسین قیم جماعت، شریک اجلاس رہے

مولانا ابواللیث صاحب اپنی نجی مصروفیات اور مولانا حامد علی صاحب اپنی شدید علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

محترم امیر جماعت کے افتتاحی کلمات کے بعد مختلف امور و مسائل زیر غور آئے اور درج ذیل دو قراردادیں منظور کی گئیں۔

(قرارداد ۱)

موجودہ نظام کے بارے میں ہمارا یہ فیصلہ برقرار ہے کہ "ہندوستان کے موجودہ نظام حکومت کی بنیاد جمہوری طریق فیصلہ پر ہے جو اس معنی میں تو ہمارے لیے خوش آیند ہے کہ طریق فیصلہ کے مطابق اس کی پوری گنجائش نکلتی ہے کہ اگر جمہور کی صحیح رہنمائی اور تربیت کی جائے تو وہ اپنا یہ حق اسلامی نظام کے قیام کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہاں کے جمہور کے آئینی نمائندوں نے اس وقت اپنے لیے جو نظام حکومت بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے، وہ حاکمیت الٰہ کے اور اللہ ہی کے مقتدر اعلیٰ ہونے کے تصور پر مبنی نہیں ہے، بلکہ خود جمہور کی اپنی ہی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ پر مبنی ہے اور یہ

طریق فیصلہ اسے حاکمیت الٰہ اور اللہ ہی کے مقتدر اعلیٰ ہونے کے بنیادی تصور کا پابند بھی نہیں بناتا۔ اسی لیے یہ نظام اپنی اصل کے لحاظ سے غیر اسلامی اور خلاف حق ہے۔"

بنا بریں اس نظام کی غلط بنیادوں اور خرابیوں کے سلسلے میں ہمارا اصولی موقف اور طرزِ عمل تنقید اور ردّ و ابطال کا ہوگا۔ ان کی غلطی اور فساد کو واضح اور ان کے نتائج بد کو نمایاں کیا جاتا رہے گا۔ اس کے بالمقابل اسلامی نظام کی حقانیت اور اس کی عملی برکتوں کی وضاحت کی جاتی رہے گی۔ ان دو گونہ کوششوں کے ذریعہ باشندگان ملک کو دین حق کی طرف دعوت دی جاتی رہے گی۔ اسی کے ساتھ ساتھ تحریک اسلامی کے فروغ اور مجموعی مفاد کے لیے موجودہ نظام کے تحت کام کرنے والے مختلف رفاہی تعلیمی اور ترقیاتی اداروں سے شرعی حدود کے اندر استفادہ کیا جائے گا اور انھیں بیش از بیش استفادہ کے قابل بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کے علاوہ سیاسی اداروں سے بھی تحریک اسلامی اور اسلام کے ناگزیر مصالح کی غرض سے جماعت کے فیصلہ کے مطابق استفادہ کیا جاسکے گا۔ ان تمام صورتوں میں اس امر کا لحاظ رکھا جائے گا کہ یہ استفادہ اجتماعی فیصلہ کے تحت ہو۔

قرارداد ۲/

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند نے الیکشن کے مسئلہ پر غور کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اگرچہ جماعت مناسب وقت پر اپنے اصولوں کے تحت الیکشن میں حصہ لے سکتی ہے، لیکن ابھی تک چونکہ جماعت اپنی دعوت بلا امتیاز مذہب و ملت تمام باشندگان ملک تک پہنچانے اور ملک کی رائے عامہ کو اپنے نصب العین کے حق میں ہموار کرنے کا کام خاطر خواہ حد تک نہیں انجام دے سکی ہے۔ اس لیے جماعت آئندہ جنرل الیکشن میں مجالس قانون ساز کے انتخابات میں حصہ نہیں لے گی۔

مرکزی مجلس شوریٰ رفقاء جماعت کو اس امر کی ہدایت کرتی ہے کہ وہ تمام باشندگانِ ملک تک جماعت کی دعوت کو پہنچانے اور رائے عامہ کو ہموار کرنے کا مذکورہ بالا کام زیادہ سے زیادہ انجام دیں۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ نے یہ بھی طے کیا ہے کہ جماعت کے نصب العین کے پیشِ نظر میقاتی پروگرام اور پالیسی کو رو بہ عمل لانے کے لیے گرام پنچایتوں کے الیکشن میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔

طے کیا گیا کہ ملک بھر میں جہاں جہاں جماعت دیہی علاقوں میں قابلِ لحاظ کام کر سکی ہے، وہاں بستیوں کا جائزہ لے کر یہ طے کیا جائے کہ مذکورہ بالا فیصلہ کے تحت عملی اقدام کرنا کن مقامات پر مناسب ہے۔ اس جائزہ کے لیے حسب ذیل دو کمیٹیاں تشکیل دی گئیں، جو جماعت کے شعبۂ تنظیم، امرائے حلقہ جات، نظمائے ڈویژن اور مقامی امراء کی امداد و تعاون سے اپنا کام مکمل کر کے آئندہ سالانہ اجلاس شوریٰ سے پہلے اپنی رپورٹ مرکز کو پیش کریں گی۔

ساؤتھ زون (جس میں مدھیہ پردیش بھی شامل ہے) کے لیے حسبِ ذیل کمیٹی ہوگی

(۱) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (۲) جناب ٹی کے عبداللہ صاحب (۳) افضل حسین قیم جماعت (کنوینر)

نارتھ زون کے لیے حسب ذیل کمیٹی ہوگی

(۱) جناب محمد شفیع صاحب مونس (۲) جناب محمد مسلم صاحب (۳) افضل حسین قیم جماعت کنوینر۔

افضل حسین
قیم جماعت

روداد ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند دہلی

۷ر نومبر ۱۳ر نومبر اور ۱۴ر نومبر ۷۴ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس ۷ر نومبر ۷۴ء بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ امیر جماعت ایک جماعتی مصروفیت کے تحت تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے۔ اس لیے اجلاس کی کارروائی مولانا صدر الدین صاحب کے زیر صدارت شروع ہوئی۔ درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس تھے۔

۱۔ مولانا حامد علی صاحب (مرکز) ۲۔ جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب (کیرلہ)

۳۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب (مہاراشٹر) ۴۔ مولانا صدر الدین صاحب (ادارہ تصنیف)

۵۔ جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک) ۶۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت)

۷۔ جناب عبد العزیز صاحب (ٹامل ناڈو) ۸۔ جناب عبد الفتاح صاحب (مغربی بنگال)

۹۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب فریدی (علی گڑھ) ۱۰۔ مولانا سید احمد صاحب عروج قادری (زندگی)

۱۱۔ جناب محمد شفیع صاحب مونس (اترپردیش) ۱۲۔ جناب محمد نجات اللہ صاحب صدیقی (علی گڑھ)

۱۳۔ جناب محمد عبد الحیٔ صاحب (رام پور) ۱۴۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)

۱۵۔ جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز) ۱۶۔ افضل حسین قیم جماعت

جناب محمد یوسف صاحب صدیقی کچھ دیر میں امیر جماعت کے ساتھ تشریف لے آئے

وہ بھی جماعت کے کام سے ساتھ گئے تھے اور شریکِ اجلاس ہو گئے۔ مولانا ابو اللیث صاحب اپنی کسی مجبوری سے اور جناب محمد عبد الرزاق صاحب لطیفی اپنی شدید علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔ جناب سید حامد حسین صاحب اجتماع کی تیاریوں کی وجہ سے چلے گئے۔

ایجنڈا اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا۔

- ارکان کے اجتماع کا ایجنڈا۔
- حلقہ راجستھان کے نظم کے متعلق فیصلہ پر از سرِ نو غور
- گرام پنچایت کے الیکشن کے سلسلے میں فریدی صاحب کی تجویز
- انتظامی امور
- قراردادیں۔

اجتماع ارکان اجتماع ارکان کے ایجنڈے پر غور ہوا۔ طے ہوا کہ "جماعت اسلامی ہند کے ستائیس سال" والا پورا مقالہ ارکان کی نشست میں پڑھنے کے بجائے اس کا ضروری حصہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں پڑھ کر سنا دیا جائے۔ پہلے ہی سے زیادہ اہم حصوں کو نشان زد کر لیا جائے گا۔ یہ بھی طے ہوا کہ یہ مقالہ ارکان جماعت کو پہلے ہی سے دے دیا جائے گا تاکہ وہ مطالعہ کر کے اجتماع ارکان میں شریک ہوں۔

اس کے بعد ارکان کے اجتماع کے لیے درج ذیل ایجنڈا طے پایا۔

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) مختصر خطاب از امیر جماعت

(۳) مقالے کے اہم اجزا کی خواندگی (۴) سوالات و جوابات اور وضاحتیں

(۵) اظہار خیال (۶) تذکیر از امیر جماعت

بعد عصر کی نشست میں آل انڈیا اجتماع کے بعض دوسرے مسائل زیر بحث آئے
زعماء اور علمائے کرام میں تقریر کے لیے مفتی عتیق الرحمٰن صاحب ڈاکٹر
عبدالحفیظ سلفی صاحب جناب ظفر احمد صدیقی صاحب، مولانا محمد ہاشم صاحب فرنگی محلی اور
مولانا کلب عابد صاحب کو مدعو کیا گیا تھا مولانا قاری محمد طیب صاحب مفتی برہان الحق
صاحب اور جن علمائے کرام کی تحریریں پہنچی تھیں انھیں پڑھ کر سنایا جائے۔

آل انڈیا اجتماع میں بیرون ملک کے مہمانوں کو حتی الامکان بولنے کا موقع دینا
چاہیے۔

جماعت اسلامی ہند کے ستائیس سال میں الیکشن سے متعلق جو حصہ لکھنے سے
رہ گیا ہے اسے افضل حسین صاحب لکھ لیں اور لکھنے کے بعد دو چار ارکان شوریٰ کو
دکھلادیں۔ اس کے بعد اسے چھپنے کو دیدیں

اجتماع میں جو قراردادیں پیش ہوں گی انھیں پہلے سے مرتب کر لیا جائے۔

اس کے بعد شوریٰ کی نشست ۱۳ر نومبر کو بعد مغرب ہو سکی۔ امیر جماعت جناب
محمد یوسف صاحب کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ شرکاء
حسب ذیل تھے۔

۱۔ جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک)
۲۔ مولانا حامد علی صاحب (مرکز)
۳۔ جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب (علی گڈھ)
۴۔ جناب فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڈھ)
۵۔ جناب عبدالعزیز صاحب (ٹامل نادو)
۶۔ جناب عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال)

۷۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)

۸۔ جناب محمد شفیع صاحب مونس (یو۔پی)

۹۔ مولانا صدر الدین صاحب اصلاحی (ادارہ تصنیف)

۱۰۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)

۱۱۔ جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز)

۱۲۔ جناب محمد عبدالحیٔ صاحب (رام پور)

۱۳۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت) ۱۴۔ افضل حسین قیم جماعت۔

ایجنڈا ۱ کل ہند اجتماع کے اثرات و معاملات زیر غور آئے اور اس پر تبادلہ خیال ہوا۔

گرام پنچایت کا الیکشن

اس سلسلے میں جناب فضل الرحمٰن فریدی صاحب کی تجویز پر غور کرنے کے سلسلے میں بات چیت ہوئی۔ یہ بات سامنے آئی کہ اس وقت اس تجویز پر غور کرنے کے لیے وقت نہیں ہے اس لیے اسے آئندہ اجلاس شوریٰ کے لیے ملتوی کیا جائے۔ کچھ ارکان شوریٰ کی طرف سے یہ بات آئی کہ جب تک اس تجویز پر غور نہ ہو جائے گرام پنچایت کے الیکشن کے فیصلہ پر عملدرآمد بھی ملتوی رہے۔

امیر جماعت نے فرمایا کہ اس سلسلے میں سوالنامہ تو جاری ہوگا۔

قائم مقام قیم جماعت

۱۴ر نومبر ۱۹۷۴ء صبح ۷½ بجے ارکان شوریٰ سے مشورہ لیا کہ قیم جماعت افضل حسین کے سفر حج کے دوران ان کا قائم مقام کون ہو، رات کو فریدی صاحب واپس چلے گئے تھے۔ مختلف نام سامنے آئے بالآخر امیر جماعت نے ارکان شوریٰ کے مشوروں کے پیش نظر مولانا حامد علی صاحب کو قائم مقام قیم جماعت مقرر فرما دیا۔ اس کے بعد چند متفرق مسائل پر گفتگو ہوئی اور دعا پر اجلاس برخاست ہوگیا۔

افضل حسین
قیم جماعت

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۱۶؍تا ۲۳؍مئی ۱۹۷۵ء

الحمد للہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت، مرکز جماعت دہلی میں ۱۶؍مئی ۱۹۷۵ء بعد نماز جمعہ سہ پہر ۳ بجے سے شروع ہو کر ۲۳؍مئی ۱۹۷۵ء کی شب میں ختم ہوا۔

اجلاس کا آغاز مولانا سیّد احمد عروج قادری صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

محترم امیر جماعت کے حمد و صلوٰۃ کے بعد افتتاحی کلمات سے شوریٰ کے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی جو ۲۳؍مئی تک جاری رہی۔ بحمد اللہ سب فیصلے اتفاق رائے سے ہوئے۔ یہ فیصلے ذیل میں دیے جا رہے ہیں۔

یومِ فلسطین پر قرارداد

۱۶؍مئی کو چونکہ ملک بھر میں یوم فلسطین منایا جا رہا تھا اس لیے سب سے پہلے مجلسِ شوریٰ نے مسئلہ فلسطین پر غور کر کے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

"یوم فلسطین کے ذریعہ ایک بار پھر دنیا کے عوام کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا ہے کہ فلسطین کے عوام کو اپنے آزادی کے ساتھ اپنی کھوئی ہوئی سرزمین میں جاکر آباد ہونے اور اپنی امنگوں کے مطابق ایک خود مختار مملکت قائم کرنے کا حق دیا جائے۔ آزادی اور خود مختاری دنیا کے ہر حصے کے لوگوں کا بنیادی حق ہے اور اسے محض اس بنیاد پر غصب نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ کمزور ہیں، اور غاصبوں کی قوت بڑھی ہوئی ہے یا انھیں دنیا کی بڑی طاقتوں نے اپنے مصالح کی خاطر اپنا سایہ فراہم کر رکھا ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند اہلِ فلسطین کے اس منصفانہ کاز میں ان سے اپنی پوری ہمدردی اور اپنی حد تک کامل تعاون کا یقین دلاتی رہی ہے اور ایک بار پھر اس کا اعادہ کرتی ہے۔

مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ اہلِ فلسطین کی قربانیوں اور دنیا کے انصاف پسند عوام کی تائید کے ذریعہ انشاء اللہ صہیونیت کی جارح وجابر طاقت اور سامراجی سرپرستوں کی سازشیں مٹ کر رہیں گی۔

جماعت اسلامی ہند تمام عرب ملکوں اور اہلِ فلسطین کو یقین دلاتی ہے کہ بیت المقدس اور مقبوضہ علاقوں کی بازیابی اور فلسطین میں ایسی آزاد اور خود مختار حکومت کے قیام کے لیے جس کے تحت وہاں کے عوام اپنی امنگوں اور عقائد کے مطابق ایک آزاد نظام قائم کرسکیں، اپنا مکمل تعاون پیش کرتی رہے گی۔

جماعت نے جس طرح ماضی میں مسلم اور غیر مسلم رائے عامہ کو اس منصفانہ جائز مقصد کے لیے سرگرم عمل رکھنے کی کوشش کی ہے، اسی طرح آئندہ یہ کوششیں جاری رہیں گی۔

روداد کی خواندگی

اس کے بعد اوقات کی تعیین کی گئی اور ایجنڈے کے مطابق مرکزی مجلس شوریٰ کے تینوں سابقہ اجلاسوں (سالانہ اجلاس جون ۱۹۷۴ء خصوصی اجلاس جون ۱۹۷۴ء اور ہنگامی اجلاس نومبر ۱۹۷۴ء) کی روداد کی خواندگی ہوئی۔

ارکان و نمائندگان کا مجوزہ اجتماع

ارکان نمائندگان اور ارکانِ جماعت کا مجوزہ اجتماع ۲۰؍ جون ۱۹۷۵ء سے بھوپال میں کیے جانے کا اعلان ہو چکا تھا۔ ایجنڈے کے مطابق اسے مفید و مؤثر بنانے کی تدابیر اور اس کے تفصیلی ایجنڈے پر غور و فیصلہ کرنا تھا لیکن تفصیلات معلوم ہونے کے بعد اندازہ ہوا کہ موسم کی مناسبت سے اتنے بڑے اجتماع کے لیے موزوں جگہ نہیں مل سکی ہے اور بعض دوسری انتظامی دشواریاں بھی ہیں جن کے بپیشِ نظر حلقہ مدھیہ پردیش کی مجلسِ شوریٰ کے ارکان نے متفقہ طور پر یہ تجویز ارسال کی تھی کہ ۲۰؍ جون کے بجائے اوائل نومبر ۱۹۷۵ء میں یہ اجلاس منعقد کیا جائے۔ اس خیال سے کہ اجتماع کو مؤخر نہ کرنا پڑے، ناگپور، حیدرآباد اور بعض دوسرے مقامات بھی زیرِ غور آئے لیکن مختلف وجوہ سے کوئی اور جگہ بھی موزوں نظر نہ آئی۔ بالآخر مجلسِ شوریٰ نے اتفاق رائے سے طے کیا کہ مجوزہ اجتماع ۲۰؍ جون ۱۹۷۵ء کے بجائے اوائل نومبر ۱۹۷۵ء میں بھوپال ہی میں منعقد کیا جائے۔ یہ اجتماع پانچ دن تک رہے گا۔

- قیام وطعام کے مصارف شرکا سے نہیں لیے جائیں گے۔
- اوائل نومبر میں پہلے پانچ دن ارکان کا مجوزہ اجتماع ہوگا۔ چھٹے دن مرکزی مجلس شوریٰ کا اور ساتویں دن مجلس نمائندگان کا اجلاس ہوگا۔

سالانہ رپورٹ

اس سے فراغت کے بعد جماعت اسلامی ہند کی سالانہ رپورٹ (اپریل ۷۴ء تا مارچ ۷۵ء) پیش کی گئی جس میں مجلسِ شوریٰ کے گذشتہ فیصلوں پر عمل درآمد اور دورانِ سال موجودہ پروگرام کے تحت پوری جماعت کی کارگزاری کا ذکر کیا گیا تھا۔

عدالتی تحقیقات

جامع مسجد دہلی کے علاقے میں ۲ فروری ۱۹۷۵ء کے المناک حادثات کے عدالتی تحقیقات کے مطالبے کی توثیق کرتے ہوئے درجِ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

"۲ فروری ۷۵ء کو جامع مسجد دہلی کے علاقے میں جو بہیمانہ طرزِ عمل اختیار کیا گیا تھا اور جس کے نتیجے میں آتشزدگی اور فائرنگ سے متعدد انسانی جانیں ضائع ہوئیں، مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند اس کے سلسلہ میں پولیس کے رویّہ کی شدید مذمّت کرتے ہوئے اس مطالبے کو دہراتی ہے کہ مظالم کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے۔

مجلسِ شوریٰ اس امر پر شدید افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ تمام انصاف پسند حلقوں کی طرف سے کیے جانے والے عدالتی تحقیقات کے مطالبے کو حکومت نے درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ مجلسِ شوریٰ کے نزدیک تحقیقات سے گریز کر کے حکومت نے ایسی غلط روایات کی بنیاد ڈالی ہے جس سے امتیاز کی شکایات کو مزید تقویت اور انتظامیہ کے جبر و استبداد کو اور سہارا ملتا ہے۔

مجلسِ شوریٰ اس حادثے کا شکار ہونے والے افراد کے خاندانوں کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور دُعا کرتی

ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جاں بحق ہونے والوں کو اپنی بہترین نعمتوں سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔"

طالبات میں کام

تنظیمی حلقہ جات کی سطح پر طالبات میں کام کو منظم کرنے کے لیے طے ہوا کہ امرائے حلقہ جات کو ہدایت دی جائے کہ وہ کسی موزوں خاتون کو شعبہ طالبات کی ناظمہ مقرر کریں۔ موزوں خاتون حاصل نہ ہونے کی صورت میں کسی موزوں مرد کو اس شعبہ کا ناظم بنا یا جائے یا اور کوئی مناسب انتظام کیا جائے۔

خواتین کا بین الاقوامی سال

اقوام متحدہ کے ذریعہ ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی سالِ خواتین قرار دیے جانے کے پیشِ نظر طے ہوا کہ آئندہ ماہ اکتوبر کی ۱۵ تا ۳۰ تاریخوں کے درمیان ملک کے مختلف مقامات پر خواتین کے جلسے منعقد کیے جائیں۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب امیر حلقہ مہاراشٹر ان اجتماعات کے ناظم ہوں گے۔

ان اجتماعات کے سلسلے میں چند بنیادی باتیں پیشِ نظر رہیں:-

۱۔ مقرر خواتین اپنی تقریروں میں جن نکات کو بطورِ خاص پیشِ نظر رکھیں گی۔ ان میں سے بعض نکات درج ذیل ہیں۔

- اسلام کی نظر میں عورت کا محترم اور اعلیٰ انسانی مقام۔
- انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے مسلمان خواتین کی خدمات سے تاریخِ اسلام کی روشنی میں۔
- معاصر مغربی تہذیب کا عورت کے ساتھ غیر متوازن سلوک اور اس کے نتائج۔
- موجودہ مشرقی معاشرہ میں عورت کی پسماندگی اور اسلامی نقطۂ نظر سے اس میں

اصلاح کی ضرورت۔

- خواتین کے لیے تحریک اسلامی کا پروگرام۔ یعنی ہم انھیں کیا کچھ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔
- ہندوستان کے موجودہ حالات میں ملک و ملت کے لیے خواتین کیا کچھ کرسکتی ہیں۔

۲۔ اسلام کے معاشرتی نقطۂ نظر کو خصوصیت کے ساتھ پیش کیا جائے۔

۳۔ ان اجتماعات میں مسلم خواتین کو بڑے پیمانے پر شریک کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ خواتین سے ربط قائم ہوسکے۔

غیر مسلم خواتین کو بھی ان اجتماعات میں مدعو کرنے کی فکر کی جائے تاکہ وہ بھی ان اجتماعات سے مستفید ہوسکیں۔

۴۔ ان جلسوں کے دعوت ناموں کا اجرا اور نشر و اشاعت کا تمام کام ہر مقام کی خواتین کی تشکیل کردہ ایسی کمیٹی کے ذریعہ ہونا چاہیے جو ارکان خواتین یا ارکان جماعت سے متعلق خواتین کے زیر انتظام ہو۔

نوٹ: (۱) امرائے حلقہ جات اور دوسرے ذمہ دار حضرات زیادہ سے زیادہ اجتماعات میں خطاب کرنے یا پیغام بھیجنے کی کوشش کریں گے۔

(۲) بعض اہم اجتماعات میں امیر جماعت اسلامی ہند بھی خطاب فرمائیں گے

- اس موقع پر ایک کتابچہ اردو، انگریزی اور علاقائی زبانوں میں شائع کیا جائے گا جس میں خواتین کے سامنے دین کے تقاضے مختصراً بیان کرنے کے ساتھ ان کے لیے پروگرام پیش کیا جائے اور ان کو تحریک اسلامی کے لیے سرگرمِ عمل رہنے کی دعوت دی جائے۔ اس کتابچہ کو عام طور سے تقسیم کرنے کا

کا اہتمام کیا جائے گا۔

ایک مختصر کتاب تیار کرائی جائے گی جس میں یہ واضح کیا جائے گا کہ مسلمان خواتین نے علمِ دین کے حصول کی مخلصانہ پیروی، دین کی دعوت واشاعت اولاد کی تربیت، اصلاح معاشرہ، خدمت خلق، صبر واستقامت اور دین کی راہ میں قربانی وسرفروشی وغیرہ کے سلسلے میں کیا کارنامے انجام دیے ہیں۔ یہ کتاب علاقائی زبانوں میں بھی شائع کی جائے گی۔

انگریزی لٹریچر کی تیاری

طے ہوا کہ انگریزی زبان میں لٹریچر کی تیاری اور ترجمہ کرانے کا کچھ کام ادارہ تصنیف کے حوالے کیا جائے۔

مزدوروں میں کام

مزدور طبقے میں دعوتی کام کے سلسلے میں پورا خاکہ تیار کرنے اور سفارشات پیش کرنے کے لیے درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

(۱) جناب شمس پیرزادہ صاحب (کنوینر) (۲) جناب عبدالفتاح صاحب۔
(۳) جناب محمد سراج الحسن صاحب (۴) جناب محمد شفیع صاحب مونس

غیر مسلموں میں کام: (۱) غیر مسلمین میں اسلام اور تحریک اسلامی کے تعارف کی اہمیت وافادیت اور اس کام کی وسعت کے پیشِ نظر طے کیا گیا کہ مولانا سیّد حامد علی صاحب کو اس کام کے لیے فارغ ویکسو کر کے اس شعبہ کا ناظم بنا دیا جائے۔

(۲) ناظم شعبہ مختلف افراد، اداروں اور علاقائی دار الاشاعتوں کے مشورے سے اردو، ہندی اور علاقائی زبانوں میں ایسے لٹریچر کی تیاری کا منصوبہ بنائیں اور اسے متعلقہ افراد کے تعاون سے تیار کریں اور کرائیں جو اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی

غلط فہمیوں کو دور کرے، اسلام اور تحریکِ اسلامی کا صحیح تعارف کرائے نیز جماعت اسلامی جن علمی کاموں میں ان کا تعاون چاہتی ہے ان سے انھیں روشناس کرے۔

(۳) حلقوں کی سطح پر ان کارکنوں کی تربیت کے لیے چند روزہ اجتماعات کیے جائیں جو غیر مسلمین میں دعوتی کام انجام دیں۔ یہ اجتماعات ناظم شعبہ کی نگرانی میں ہوں گے

(۴) بعض نوجوانوں کو علمی و عملی طور پر اس کام کے لیے تیار کیا جائے۔

(۵) راہِ حق میں بڑھنے والے افراد کی تعلیم و تربیت کا ایک مرکز قائم کیا جائے جہاں ان کو چند ماہ رکھ کر ان کی علمی اور عملی تربیت کی جائے۔

بلاسودی قرض کی اسکیمیں

طے کیا گیا کہ اس قسم کی سوسائٹیوں کا روپیہ بینک میں رکھا جائے۔ اس غرض کے لیے انھیں رجسٹرڈ کرا لیا جائے۔ بنک میں کھاتہ سوسائٹی ہی کے نام سے ہو۔ یہ مشورہ بھی سامنے آیا کہ ان سوسائٹیوں کے لیے ضوابط مرتب کیے جائیں اور تمام سوسائٹیوں کو ان کا پابند بنایا جائے۔

امرائے حلقہ جات کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سوسائٹیوں کی نگرانی کریں اور ان کی اجازت و اطمینان کے بغیر اس طرح کوئی نئی سوسائٹی قائم نہ کی جائے۔

طے ہوا کہ امرائے حلقہ جات کے مشورے سے ان سوسائٹیوں کے ذمہ داروں کی ایک نشست کسی مقام پر بلائی جائے تاکہ ایک دوسرے کے تجربات اور معلومات وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ یہ بھی مشورہ سامنے آیا کہ یہ نشست رمضان المبارک سے پہلے منعقد ہو جانی چاہیے۔

مقامی بیت المال رامپور

مقامی بیت المال رامپور اب تک مرکزی بیت المال میں ضم تھا، طے ہوا کہ اب وہ مرکزی

بیت المال میں ضم نہ رہے اور مقامی بیت المال کی حیثیت سے اسے بحال کردیا جائے اس فیصلے کا اطلاق یکم اپریل ۱۹۷۵ء سے ہوگا۔

دیگر انتظامی امور

ان کے علاوہ دوسرے انتظامی امور و مسائل زیر غور آئے اور ان کے بارے میں مناسب فیصلے کیے گئے۔

بجٹ

آخر میں اپریل ۱۹۷۵ء تا مارچ ۷۶ء کا بجٹ منظور کیا گیا۔ متوقع آمدنی ۲٫۰۷٫۷۶۰ اور متوقع مصارف ۲٫۶۰٫۸۰۰ روپے ہیں متوقع خسارہ ۵۳٫۰۴۰ ہے یہ خسارہ متوسلین جماعت کی خصوصی اعانتوں اور قرضوں سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

شرکائے اجلاس

درج ذیل ارکان مجلس شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔

(۱) جناب عبد الفتاح صاحب (مغربی بنگال) (۲) جناب سیّد ضیاء الہدیٰ (بہار) (۳) جناب محمد شفیع مونس صاحب (یوپی) (۴) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش) (۵) جناب شمس پیرزادہ صاحب (مہاراشٹر) (۶) جناب محمد سراج الحسن صاحب (کرناٹک) (۷) جناب عبد العزیز صاحب (ٹمل ناڈو) (۸) جناب محمد عبد الحیٔ صاحب (رامپور) (۹) جناب محمد نجات اللہ صدیقی صاحب (علی گڑھ) (۱۰) جناب فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڑھ) (۱۲) مولانا سیّد احمد عروج قادری صاحب (زندگی) (۱۳) جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (ریڈینس) (۱۴) جناب سیّد حامد حسین صاحب (مرکز) (۱۵) مولانا سید حامد علی صاحب (مرکز) (۱۶) افضل حسین، قیم جماعت۔

جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب مولوی اپنی علالت، مولانا ابو اللیث صاحب اور مولانا صدر الدین صاحب اپنی بعض معذوریوں اور صحت کی خرابی کے سبب شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

افضل حسین
قیم جماعت اسلامی ہند

روداد ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

۲۸ جون ۱۹۷۵ء بروز سنیچر

۲۶ جون ۱۹۷۵ء کو ایمرجنسی کا اعلان ہوا۔ شب ہی میں دہلی میں جناب محمد یوسف صاحب صدیقی مرحوم رکن شوریٰ اور جناب محمد مسلم صاحب رکن شوریٰ جناب عبدالوحید صاحب مقامی امیر جماعت دہلی، راؤ شمشاد علی خاں صاحب، جناب رؤف الحسن صاحب اور جناب ثاقب عباسی صاحب ارکان مقامی جماعت کی گرفتاری عمل میں آچکی تھی۔ ہنگامی حالات کے اعلان کی وجہ سے ارکان شوریٰ سے ہنگامی مشورے کی ضرورت پیش آئی اور انہیں تار اور ٹیلی فون کے ذریعے فوراً مرکز پہنچنے کی ہدایت کی گئی۔ جن حضرات کو دفتر یا مکان پر موجود ہونے کی وجہ سے بروقت اطلاع مل گئی وہ اطلاع ملتے ہی مرکز پہنچ گئے اور ۲۸ جون ۱۹۷۵ء کو صبح ۸ ½ بجے مجلس شوریٰ کی ایک ہنگامی نشست ہوئی جس میں حسب ذیل ارکان مرکزی مجلس شوریٰ شریک ہوئے:

(۱) جناب محمد عبدالحیٔ صاحب رامپور (۲) جناب سید احمد عروج قادری صاحب زندگی (۳) جناب شمس پیرزادہ صاحب مہاراشٹر (۴) جناب محمد شفیع مونس صاحب یوپی (۵) جناب ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب بہار (۶) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب مدھیہ پردیش (۷) جناب مولانا سید

حامد علی صاحب مرکز (۸) جناب افضل حسین صاحب قیم جماعت ۔ سید حامد حسین صاحب رخصت پر وطن گئے ہوئے تھے اور مجلس کے باقی ارکان کو دفتر یا مکان پر عدم موجودگی کی وجہ سے بروقت اطلاع نہیں مل سکی ۔ اس لیے وہ شریک اجلاس نہیں ہوئے ۔

امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب کی صدارت میں کارروائی کا آغاز ہوا ۔ سب سے پہلے مولانا سید احمد عروج قادری صاحب نے کلام پاک کی تلاوت فرمائی ۔ اس کے بعد محترم امیر جماعت کی افتتاحی تقریر ہوئی ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد محترم امیر جماعت نے فرمایا ۔

محترم ارکان شوریٰ ! اس وقت ملک کی جو صورت حال ہے آپ کے سامنے ہے ۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ کی قرآنی ہدایت کو ملحوظ رکھیں ۔ انفرادی و اجتماعی فلاح کے لیے ناگزیر ہے کہ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں اور اس کی مدد طلب کرتے رہیں ۔ اپنی غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں پر توبہ و استغفار ہمارا شعار ہو ۔ اللہ کی یاد کی بہترین شکل نماز ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو نماز کی طرف رجوع فرماتے کہ اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ۔ قلب کو اطمینان حاصل ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی نصیب ہوتی ۔ ہم بھی اسی سے امید رکھتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ ان حالات میں بھی وہی ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے گا اور ہمارے کاموں میں آسانیاں پیدا کرے گا ۔

اس کے بعد امیر جماعت نے ایمرجنسی، جماعت پر پابندی کے اندیشے اور کچھ افراد جماعت کی گرفتاریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ حضرات کو اس لیے تکلیف دی گئی ہے کہ موجودہ صورت حال کو سامنے رکھ کر غور فرمائیں کہ ایسے گروہ کے لیے جس کا نصب العین اقامتِ دین ہے ہنگامی حالات میں اس کی کیا ذمہ داری ہے ۔ وہ کیا کرے اور کن باتوں سے احتراز کرے ۔ ظاہر ہے کہ جماعت اسلامی کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ صرف مسلمانوں اور اپنے کارکنوں کی دیکھ بھال اور ان کی حفاظت کرے بلکہ خود دفاعی

کے ساتھ ساتھ شریعت اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے وہ ان کاموں کی بھی مکلف ہے جو اقدامی اور
عمومی نوعیت کے ہوں جن کا فائدہ سب کو بلالحاظ مذہب و ملت پہنچ سکے۔ جو رفیق گرفتار کرلیے گئے ہیں
ان کے معاملات پر بھی غور کرنا ہے کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ تمام ارکان شوریٰ
کو ٹیلی فون اور تاروں کے ذریعے اطلاع دے دی گئی تھی۔ شوریٰ کے دو رکن جناب محمد مسلم صاحب اور
جناب محمد یوسف صدیقی صاحب جیل میں ہیں اس لیے ناگزیر ہے کہ جو ارکان شوریٰ یہاں موجود ہیں
وہی صورت حال پر غور کریں۔ مسلمان جماعتوں میں جمعیۃ علمائے نے ایمرجنسی کے نفاذ کی بھرپور تائید کی ہے
مسلم لیگ کے بصیر صاحب وغیرہ نے اپنے بیان میں فوج اور پولیس کو اکسانے والوں کے خلاف کارروائی
کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے کسی اور جماعت یا شیخ عبداللہ صاحب کشمیری وغیرہ کا کوئی بیان ابھی پریس
میں نہیں آیا ہے۔ سنسر شپ لگ جانے کی وجہ سے بعض اخبارات شائع نہیں ہوئے اور کچھ دوسرے اخبارات
نے اداریے نہیں لکھے۔ بعض مقامات سے مخالفانہ مظاہروں کے بارے میں بھی اطلاعات ملی ہیں۔ گجرات
اسمبلی کی آج نشست ہو رہی ہے۔ ایمرجنسی کے سلسلے میں بھی وہاں کوئی تجویز منظور ہو سکتی ہے حکومت
تامل ناڈو نے لا اینڈ آرڈر کے سلسلے میں مرکز کی ہدایات پر عمل کا وعدہ کیا ہے۔ مخالف پارٹیوں نے بھی امن و
امان برقرار رکھنے کی اپیل کی ہے۔ تاہم ملک کی صورت حال نازک ہے۔ اگرچہ ایمرجنسی کی ایسی حالت
زیادہ دنوں قائم نہیں رہ سکے گی لیکن مخالف پارٹیوں کے لیڈروں کے گرفتار ہو جانے کی وجہ سے ہو سکتا
ہے کہ سکنڈ ریٹ کے لیڈروں کی طرف سے کچھ گڑبڑ ہو۔ ان خدشات کو سامنے رکھ کر غور کرنا چاہیے۔
تحریکیں حال ہی پر نہیں مستقبل پر بھی نظر رکھتی ہیں۔ ایک اسلامی تنظیم کو مومنانہ فراست و بصیرت سے
مستقبل کے بارے میں سوچنا ہوتا ہے۔ اس پر بھی غور کرلینا چاہیے کہ کیا اس وقت یہ مناسب ہوگا کہ
حالات کے پیش نظر مسلم مجلس مشاورت سے درخواست کی جائے کہ وہ مسلمانوں کو کوئی مشورہ دے۔ یہ بات
بھی قابل غور ہے کہ ایمرجنسی کے دوران ہماری تنظیم کس طرح استحکام حاصل کرتی ہے کیونکہ ایسا بھی ہوتا
ہے کہ لوگ ہنگامی حالات میں اپنے فرائض سے زیادہ کچھ دوسری باتوں میں کھو جاتے ہیں اس ضمن میں
یہ بات بھی سامنے آئی کہ اگر جماعت کے کام میں رکاوٹ ڈالی جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یہ اللہ کا فضل

ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم باہم مل کر غور کر سکیں ۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس موقع پر بھی صحیح سمت میں ہماری رہنمائی فرمائے گا، ہماری مدد کرے اور ثابت قدم رکھے گا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد والہ اجمعین

امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کے بعد حالات کا جائزہ لیا گیا۔ جائزے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ صدر جمہوریہ سے ملاقات کی جائے اور ان کے سامنے میمورنڈم پیش کیا جائے کہ حالات کو جلد از جلد بدلا جائے اور ایمرجنسی کو ختم کیا جائے ۔ اسی سلسلے میں امیر جماعت کی ہدایت جو موصوف نے رفقائے جماعت کو دی تھی سامنے آئی پھر بیان کا مسودہ سامنے آیا جو پریس کو جارہا تھا اور شوریٰ نے اس کی توثیق کی ۔ امیر جماعت کی ہدایت ۲۸ جون ۷۵ء کے "دعوت" میں شائع ہوئی ہے اور بیان ۲۹ جون ۷۵ء کے دعوت میں "ملک میں امن و امان مکمل طور سے باقی رکھنے" کے عنوان سے اس طرح شائع ہوا ہے ۔

"دہلی ۲۸ جون ۱۹۷۵ء ۔ امیر جماعت اسلامی ہند جناب محمد یوسف صاحب نے سیاسی پارٹیوں کی باہمی کشاکش لا اینڈ آرڈر کی ابتری اور موجودہ صورت حال پر دلی اظہار افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اہل ملک سے عموماً اور مسلمانان ہند سے خصوصاً اپیل کی ہے کہ وہ امن و امان کو پوری طرح برقرار رکھیں اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دیں جس سے بدنظمی اور بدامنی رونما ہو ۔ حقیقت یہ ہے کہ انارکی اور لاقانونیت ملک کے لیے خطرناک اور ہر حیثیت سے تباہ کن ہے ۔

امیر جماعت نے اس بات پر زور دیا کہ سب لوگوں کو مل جل کر ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ صورت حال جلد از جلد معمول پر آجائے ـــــ امیر جماعت نے فرمایا کہ جماعت اسلامی ہند ملک کے بگڑتے ہوئے حالات پر مسلسل تشویش کا اظہار کرتی رہی ہے اور اصلاح حال کے لیے اہل ملک کو بار بار توجہ دلانے کے ساتھ اپنے طور پر اصلاح کی برابر کوشش بھی کرتی رہی ہے ۔ ہم عرصے سے لاقانونیت اور انارکی کی بڑھتی ہوئی لہر کے خلاف آواز اٹھاتے اور عوام اور سیاسی پارٹیوں سے اپیل کرتے رہے ہیں کہ وہ ایسے طریقے سے پرہیز کریں جن سے ملک میں نظم و نسق کی حالت ابتر ہوجائے ۔ آپ نے وزیر اعظم کی اس

یقین دہانی کا ذکر کیا کہ ان ہنگامی حالات کا اثر قانون کے پابند شہریوں کے اختیارات پر کسی صورت میں نہیں پڑے گا نیز یہ کہ اندرونی حالات بہت تیزی سے سازگار ہوں گے اور ہنگامی حالات ختم کردیئے جائیں گے۔

امیر جماعت نے توقع ظاہر کی کہ حکومت اس یقین دہانی کو پوری طرح ملحوظ رکھے گی اور پہلی فرصت میں اس بات کا جائزہ لے گی کہ وہ اپنے اقدامات میں کس حد تک وزیراعظم کی یقین دہانی کا لحاظ کر سکی ہے اور آئندہ اپنے تمام اقدامات میں بھی اس بات کا پورا اہتمام کرے گی کہ ان لوگوں کی آزادی سلب نہ ہونے پائے جو قانون کا احترام کرتے اور خیر و صلاح اعتدال اور امن وامان کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

ان حالات میں کیا کیا جائے

اب اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ ان حالات میں کیا کیا جائے۔ یہ بات سامنے آئی کہ ہمارا جو میقاتی پروگرام ہے اس پر عمل درآمد میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ رفقا کو ایمرجنسی کے ضوابط کا لحاظ رکھنے کی طرف توجہ دلائی جائے اس کے بعد مزید گفتگو ہوئی اور طے پایا کہ ایک کمیٹی کی تشکیل کی جائے جو ارکان شوریٰ کی گفتگوؤں کی روشنی میں قرارداد کا مسودہ ملک کے مخصوص حالات میں ملک وملت اور دین کی خدمت میں اجمالی پروگرام تیار کرے اور اسے سہ پہر ۳ ½ بجے کی نشست میں زیرغور لایا جائے۔

اب اس سے پہلے کہ کمیٹی اپنا کام شروع کرے اور سہ پہر کی نشست میں مجوزہ قرارداد اور پروگرام زیرغور لایا جائے، مقامی پولیس کی طرف سے اطلاع ملی کہ محترم امیر جماعت، مولانا سید حامد علی صاحب اور افضل حسین قیم جماعت کی گرفتاری کا حکم ہے۔ یہ اطلاع ملنے کے بعد امیر جماعت نے ارکان شوریٰ کے مشورے سے مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کو قائم مقام امیر جماعت اور جناب محمد شفیع صاحب مونس کو قائم مقام قیم جماعت مقرر فرما دیا اور اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ نشست برخاست ہوگئی۔

نوٹ :- واضح رہے کہ ۳-۴ جولائی ۷۵ء کی شب میں جماعت پر پابندی (BAN) کا اعلان ہوا - مرکزی دفاتر وغیرہ پر سیل ہو گئی اور سیکرٹوں دیگر متوسلین جماعت کے ساتھ قائم مقام امیر جماعت اور قائم مقام قیم جماعت بھی گرفتار کر لیے گئے - نیز ملک بھر میں جماعت کے دفتروں کی تلاشیاں اس حالت میں لی گئیں کہ تلاشیوں کے وقت ارکان جماعت موجود نہیں تھے - تلاشیوں کے نتیجے میں کوئی غیر قانونی چیز یا لٹریچر برآمد نہیں ہوا اور پھر ۳ جولائی کی رات میں جماعت پر پابندی لگا دی گئی -

افضل حسین قیم جماعت

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ مارچ ۷۷ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ہنگامی اجلاس مورخہ ۲۷ مارچ ۷۷ء بروز اتوار سہ پہر ۳ بجے زیر صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت اسلامی ہند مرکز جماعت بازار چتلی قبر دہلی میں شروع ہوکر ۳۰ مارچ کی شب میں بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تلاوت کلام پاک اور تذکیری کلمات سے نشست کا آغاز ہوا۔

امیر جماعت کی افتتاحی تقریر

محترم امیر جماعت نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

محترم رفقاء! آج ہمارے دل شکر کے جذبات سے لبریز ہیں اس کا اظہار زبان سے ممکن نہیں۔ نہ صرف آپ بلکہ تمام متوسلین جماعت بلکہ وہ تمام مسلمان جو جماعت سے باضابطہ تعلق نہ رکھنے کے باوجود اقامت دین کی جدوجہد کو اچھا سمجھتے ہیں، اس بات پر بے حد مسرور ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ جماعت پر سے پابندی ہٹالی بلکہ جماعت کے متوسلین نے دین حق کے تعارف کا جو تھوڑا بہت کام اپنی قید و بند کے دوران جیلوں کے اندر غیر مسلمین

میں کیا اس کے بھی بہت اچھے اثرات دین وملّت اور مُلک کے لیے مرتب ہوئے ہیں اور بحمداللہ اسلام اور جماعت اسلامی کا اچھا تعارف ہو سکا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ آج ہمارے درمیان وہ ارکان شوریٰ جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں موجود نہیں ہیں ان کے علاوہ متعدد رفقاء بھی اس دوران جیلوں میں یا باہر وفات پا کر اللہ تعالیٰ سے جا ملے اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے اور جنت میں انہیں بلند مقام عطا فرمائے (آمین) ہمارے ان مرحوم رفقاء نے دُوسرے رفقاء کی طرح جیلوں میں اسلام کے تعارف اور دعوت الی اللہ کا جو کام کیا اور باہمی یگانگت اور انسانوں کی خدمت کا جو رویہ اختیار کیا وہی جماعت کا اصل کام تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

آپ نے مزید فرمایا کہ الحمدللہ وہ دور ختم ہو گیا کہ جس میں ہم آپ کھلے بندوں آزادی سے نہ مل سکتے تھے۔ نہ شوریٰ کا اجلاس کر سکتے تھے۔ اب آپ اللہ کے فضل سے تمام مسائل پر غور کر سکتے ہیں اور یہ دیکھ سکتے ہیں کہ دین حق کی اقامت اور مُلک و ملت کی تعمیر کے لیے کیا کچھ کر سکتے ہیں آج جو فضا پیدا ہو گئی ہے اور جیلوں میں کام کے نتیجے میں جو روابط قائم ہوئے ہیں بدیہی طور پر ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان روابط کو زیادہ مستحکم کرنے کی کوشش کریں اور جن لوگوں سے روابط پیدا ہوئے ہیں ان کو ہم نے قرآن و حدیث، سیرت نبوی وغیرہ کے ذریعے اسلام کے متعلق جو معلومات فراہم کی ہیں اور ایک اچھی زندگی گذارنے کے لیے الٰہی ہدایات کی ضرورت سے انہیں روشناس کرایا ہے، ضرورت ہے کہ ان کی معلومات میں اضافہ کریں تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو شکوک ہوں ان کا ازالہ ہو سکے اور وہ خدا کے بھیجے ہُوئے ضابطہ حیات کی پیروی کے لیے آمادہ ہو سکیں۔ پھر انہیں حضرات کے توسط سے دوسرے غیر مسلموں سے بھی روابط پیدا ہو سکتے ہیں اور نئے نئے لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچائی جا سکتی ہے۔ بعض حضرات ایسے ہیں جن سے آپ کے روابط تھے اور اب وہ حکومت میں شامل ہو گئے ہیں۔ ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہم کس طرح اپنے رفاہ عام کے پروگراموں کے سلسلے میں اُن سے ایسی مدد لے سکتے ہیں جو ہمارے اصولوں کے خلاف نہ ہو اور کس طرح انہیں معروفات کے قیام اور منکرات کے ازالے کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ جماعت کے انتخابات ہونے ضروری ہیں۔ مجلس نمائندگان امیر جماعت اور شوریٰ وغیرہ کے انتخاب کا وقت آچکا ہے۔ انہیں بہرحال جلد کرنا ہے اس کے علاوہ دوسرے بہت سے مسائل ہیں جو زیر غور آسکتے ہیں۔ یہ بات بھی طے کرنا ہے کہ آئندہ شوریٰ کا اجلاس جلد از جلد کب بلایا جائے جس میں نئے انتخابات اور پالیسی پروگرام وغیرہ پر بھی غور ہو سکے۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور صحیح فیصلہ پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعتی انتخابات

امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کے بعد سب سے پہلے جماعتی انتخابات کا مسئلہ زیر غور آیا۔ ایک رائے یہ تھی کہ یہ انتخابات پہلے ہی ایمرجنسی کی وجہ سے ایک سال موخر ہو چکے ہیں اس لیے فوراً کرانے کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ دوسری رائے یہ تھی کہ بعض مصالح کا تقاضا ہے کہ ہم ان انتخابات کو کچھ موخر کر دیں اور اس دوران ایک مختصر عبوری پروگرام بنا کر ملک میں اسلام اور جماعت کے تعارف کا وسیع پیمانے پر نظم کیا جائے اور ان روابط کے استحکام اور توسیع کی طرف توجہ کی جائے۔ جو جماعت کے رفقاء اور غیر مسلم حضرات کے مابین پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ کام فوری طور پر کرنے کا ہے اور اگر ہم جماعت کے انتخابات میں اُلجھ گئے تو یہ ضروری کام نہ ہو سکے گا۔

بالآخر تبادلۂ خیال کے بعد طے ہوا کہ نئی مجلس نمائندگان کے انتخاب کی کارروائی یعنی نئی فہرست ارکان کی ترتیب وغیرہ کا کام ۳۰ جون ۱۹۷۷ء سے پہلے نہ کیا جائے۔ اس کے بعد یہ کام شروع کر کے جلد از جلد انتخابات مکمل کر کے مجلس نمائندگان کا اجلاس اکتوبر ۷۷ء کے شروع میں بلا لیا جائے۔

ملک کے حالات

اس کے بعد ملک کے موجودہ حالات اور ان میں فوری طور پر کرنے کے کاموں پر تبادلۂ خیال ہوا۔ متفقہ طور سے طے پایا کہ ۳۰ جون ۷۷ء تک مندرجہ ذیل عبوری پروگرام پر وسیع پیمانے پر کام کیا جائے:-

۱۔ مختلف علاقوں میں ارکان جماعت سے امرائے حلقہ اور دیگر ذمہ داران اور حتی الامکان مرکزی ذمہ داران روابط کی تجدید کریں گے۔

۲۔ حسب ذیل عوامی کام انجام دیئے جائیں گے۔

• پندرہ بیس منتخب مقامات پر پبلک جلسے کیے جائیں گے جن میں امیر جماعت یا مرکز کے کسی نمائندے کی شرکت بھی بہ حیثیت مقرر خصوصی عمل میں آئے گی۔ ان جلسوں میں جماعت کی دعوت اور اس کے پروگرام کا تعارف کرایا جائے گا اور ملکی تعمیر نو کے کام میں جماعت کی خدمات کی پیش کش کرتے ہوئے ان ہی کاموں میں جماعت سے تعاون کی دعوت دی جائے گی۔ ان تقریروں میں شوریٰ کی قراردادوں مورخہ ۳۰ مارچ ۷۷ء اور امیر جماعت کے بیان مورخہ ۲۲ مارچ ۷۷ء کی روشنی میں اظہار خیال کیا جائے گا۔ اظہار خیال میں خصوصیت سے ان نکات پر زور دیا جائے گا۔

۱۔ خدا پرستی

۲۔ سماجی و معاشی عدل

۳۔ جمہوری اقدار کا تحفظ

۴۔ مسلم اور غیر مسلم روابط

اسی کے ساتھ جماعت اسلامی پر پابندی لگائے جانے کا ناروا ہونا اور اس پر عائد کردہ الزامات کا بے بنیاد ہونا واضح کیا جائے گا اور اس پہلو پر بھی تبصرہ کیا جائے گا کہ حکومت کے اعلیٰ ذمہ داروں نے عوام کے سامنے اس اقدام کی کوئی توجیہہ نہیں کی۔ اس ضمن میں امیر جماعت کا بیان منسلک ہے۔

• ہر ضلع میں اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ ہمارے رفقا کا اسیری کے دوران جن غیر مسلموں سے رابطہ رہا ہے ان سے انفرادی اور اجتماعی طور پر رابطہ کی تجدید ہو۔ اور ان کو ہندی اور انگریزی وغیرہ میں قرآن، حدیث، سیرت اور لٹریچر فراہم کیا جائے۔ ان کو پروگرام میں مندرجہ کاموں میں تعاون کی پیش کش کی جائے۔

• مرکزی سطح پر بالخصوص اور جہاں حالات کا تقاضا ہو صوبائی سطح پر نئے منتخب نمائندوں

اور ارکان حکومت نیز اپوزیشن پارٹیوں کے افراد سے ذمہ داران جماعت ربط رکھیں گے۔ جماعت اور اس کے پروگرام سے انہیں متعارف کرائیں گے اور ملکی سطح پر ان کاموں میں تعاون کی پیشکش کریں گے جن کی پالیسی اور پروگرام میں نشان دہی کی گئی ہے۔

• مسلمانوں اور غیر مسلموں سے دعوتی روابط بڑھانے کی بیش از بیش کوشش کی جائے گی تاکہ جو افراد ہم سے قریب رہے ہیں وہ متفقین کا فارم بھریں اور جو لوگ عرصے سے متفق اور کارکن ہیں وہ رکنیت کے لیے تیار ہوں نیز زیادہ سے زیادہ غیر مسلموں کو "معاون" بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

• کوشش کی جائے گی کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں اس وقت جو خلا ہے اسے پُر کیا جائے اس مقصد کے تحت ہر مقام پر ہمارے کارکن زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کا اپنے پروگرام میں اشتراک و تعاون حاصل کریں گے۔

حکومت کی جانب سے ایمرجنسی اور جماعت کی سرگرمیوں سے پابندی اٹھانے پر ارکان شوریٰ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور محترم امیر جماعت کے درج ذیل بیان سے اتفاق کا اظہار کیا:۔

امیر جماعت اسلامی ہند کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس کے فضل وکرم سے جبر و استبداد کا ہولناک دَور ختم ہوا۔ وہ دور جس میں لاکھوں بے گناہ شدائد و مصائب کا شکار ہوئے، لوگوں کی جبری زبان بندی کی گئی۔ انسانوں کی زندگی، صحت اور عزّت و آبرو کے ساتھ زیادتیاں روا رکھی گئیں اور عوام کو اُن کے بنیادی وفطری حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ اس بھیانک دور کا خاتمہ اللہ کی مشیت وحکمت کے تحت ہوا۔ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دوسری متنوعہ جماعتوں کے ساتھ جماعت اسلامی ہند

پھر سے بھی پابندی اُٹھ گئی اور ہمیں اللہ نے دین حق کی اقامت کا ایک اور موقع عنایت فرمایا۔

ہم ہندوستانی عوام کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے آزادی اور انسانی حقوق کی بحالی کے پلڑے میں اپنی رائے کا وزن ڈال کر انسانی اور اخلاقی اقدار سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیا اور نا اہلوں کو اقتدار کی کرسی سے بے دخل کر دیا۔

ہمیں اس بات پر مسرت ہے کہ جن جماعتوں نے رائے اور عمل کی آزادی اور انسانی حقوق اور جمہوریت کی بحالی کا بیڑا اٹھایا وہ کامیابی سے ہم کنار ہوئیں اور جبر و استبداد اور آمریت کے ذمہ دار عناصر ناکام و نامُراد ہوئے۔

ہم کامیاب ہونے والی جماعتوں اور ان کے ذریعہ بننے والی نئی حکومت کو بروقت یاد دلانا چاہتے ہیں کہ انھوں نے عوام سے ایک مقدس عہد کیا ہے جس کے لیے وہ عند اللہ اور عند الناس جواب دہ ہیں، اُنھیں دستور کے بنیادی حقوق میں کی گئی تبدیلیوں کو بدل کر انسانی حقوق کی آزادی کو بحال کرنا ہے۔ انھیں ہندوستانی عوام کو بلا تفریق فرقہ و مذہب اپنے عقیدہ و ضمیر کے مطابق زندگی گزارنے اور ترقی کرنے کے یکساں مواقع فراہم کرنا ہیں اور انھیں سیاسی و اجتماعی زندگی کو بد دیانتی، ظلم و استحصال اقربا پروری، ذات برادری کی پاسداری، ذاتی مفاد پرستی، اور آمریت کے خطرناک رجحانات سے پاک کرنا ہے۔ صرف اس صورت میں وہ اقتدار کی کرسی پر برقرار رہ سکیں گے اور ان کا اقتدار ملک کے لیے موجب رحمت ثابت ہوگا۔ انھیں موجودہ حالات کے اس سبق کو یاد رکھنا ہے کہ جو لوگ عوام سے کیے ہوئے وعدوں کو فراموش کر دیتے ہیں عوام انہیں معاف نہیں کرتے۔

ہم اُن تمام افراد اور ان کے متعلقین سے جنہیں اِن کا جرم ثابت کیے بغیر جیلوں میں ڈالا گیا اور طرح طرح سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا دل کی گہرائیوں سے

ہمدردی رکھتے اور اُن کے دُکھ درد میں برابر کے شریک ہیں خواہ اُن کا تعلق کسی بھی فرقہ، طبقہ یا مذہب سے ہو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ کسی فرد یا جماعت کو عدالتی چارہ جوئی کے بغیر اُس کے بنیادی و فطری حقوق سے محروم نہ کیا جائے گا جن کی ضمانت ہمارے دستور نے بھی دی ہے۔

ہم جماعتِ اسلامی ہند کے سینکڑوں افراد کو بھی، جنھوں نے قید و بند کی سختیاں سہیں اور جنھیں اور جن کے متعلقین کو طرح سے ستایا گیا اور تمام بے گناہ مسلمانوں کو، جو حکومت کے جبر و استبداد کا نشانہ بنے، یقین دلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مظلومی اور اُن کے صبر و استقامت کا اجر ضائع نہ کرے گا۔ بدترین حالات کے اچانک خاتمہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت کھُل کر سامنے آگئی ہے کہ حالات کچھ نہیں ہوتے نہ وہ مستقل رہتے ہیں اور نہ اُن سے مرعوب ہونے کی ضرورت ہے۔ اصل چیز اللہ کی مشیّت ہے۔ وہی افرا، گروہوں اور قوموں کو عزّت و سربلندی بخشتا اور وہی انھیں ذلیل و سرنگوں کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں ہر طرف سے کٹ کر خلوص اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کا دامن تھام لینا چاہیے اور اُس کے بھروسہ پر اس کی اطاعت و بندگی کی راہ پر گامزن ہو جانا چاہیے۔ دنیا کی کامرانی اور آخرت کی فلاح کی راہ یہی ہے۔

ہم مسلمانوں کو یاد دلاتے ہیں کہ اسلام میں جتنی اہمیت حقوق اللہ کی ہے اتنی ہی اہمیت حقوق العباد کی ہے انھیں تمام اِنسانوں کے ساتھ انصاف، رحم اور حسنِ سلوک کی روش کو اپنانا ہے۔ انھیں حق و انصاف اور اِنسانیت و کردار کا حامل و علمبردار بننا ہے اور انھیں دینِ حق کی قولی و عملی شہادت اور اس کے اتباع اور اقامت کا حق ادا کرنا ہے۔ یہی ایک راہ اللہ کی رضا جوئی، آخرت کی کامرانی اور دُنیا میں عزّت و سربلندی کی راہ ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ملک میں جمہوریت اور انسانی حقوق کی بحالی اور ملکی مسائل کے حل کے لیے ہندو مسلم اتحاد و اشتراک کی موجودہ فضا نہ صرف یہ کہ برقرار رہے گی بلکہ اس میں صحت مندانہ ارتقا بھی ہوگا۔ ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ برسرِ اقتدار پارٹی اور حزبِ اختلاف کے مابین ملکی مسائل کے حل کے لیے تعاون اشتراک کی فضا پیدا ہوگی۔

کانگریسی حکومت نے جماعتِ اسلامی ہند پر جو پابندی عائد کی تھی، وہ بے دلیل اور کوئی وجہ بتائے بغیر تھی حقیقت یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی ہند کا جرم اِس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ بندگانِ خدا کو خدا کی بندگی کی دعوت دیتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اللہ کے بندے اپنی پوری زندگی میں اللہ کے بندے بن جائیں۔ انسان انسانوں کے حقوق پہچانیں اور انسانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگیاں خدا ترسی اور اخلاق و کردار کے سانچے میں ڈھل جائیں۔ جماعت اسلامی آمریت کے بجائے عقیدہ و عمل کی آزادی اور جمہوریت میں غیر متزلزل یقین رکھتی تھی وہ چاہتی تھی کہ حکومت کا کردار سیکولر رہے۔ یعنی سب فرقوں اور گروہوں کو بلا امتیازِ فرقہ و مذہب اپنے عقیدہ و مذہب کے مطابق عمل کرنے، اپنے خیالات کی تبلیغ کرنے اور ملکی معاملات میں حصہ لینے کے لیے یکساں مواقع حاصل ہوں اور کوئی فرقہ، گروہ یا مذہب، امتیاز یا نفرت کا شکار ہو۔

ہم جماعت اسلامی ہند کے وابستگان اور مسلمانانِ ہند سے کہتے ہیں کہ جماعت کی بحالی پر صمیم قلب سے اللہ کا شکر ادا کریں اور دینِ حق کی پیروی و دعوت اور خدمت خلق میں سرگرم و منہمک ہو جائیں تاکہ ملک کی مادی ترقی کے ساتھ اس کا روحانی اور اخلاقی ارتقا بھی ہو اور ہم سب لوگ اللہ کی رضا کے مستحق ہوں۔ اللہ ہم سب کی مدد کرے! آمین دہلی ۲۲ مارچ ۱۹۷۷ء

قرار دادیں

مُلک اور بیرونِ مُلک کے موجودہ حالات پر غور و فکر اور تبادلۂ خیال کے بعد درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

قرار داد

ملکی حالات قرار داد ۱/

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند دل کی گہرائیوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے کہ اس نے ملک کی فضا میں جبر و آمریت کی پیدا کی ہوئی گھٹن کو دُور کر دیا اور جماعت اسلامی ہند کو بحال کر کے اسے اس بات کا موقع پھر عنایت فرمایا کہ وہ بندگانِ خدا کو ان کے خالق و مالک کے پیغام سے روشناس کرانے اور مُلک میں صالح اور انسانیت پرور ماحول پیدا کرنے کے لیے اپنی جدوجہد بدستور جاری رکھے۔

اہلِ ملک کو مبارکباد

وطن عزیز گزشتہ ۲۱ ماہ تک جن سنگین اور ناگوار حالات سے دوچار رہا ہے اور ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد جمہوری اقدار کی پامالی آئینی حدود کے اندر رہ کر کام کرنے والی تنظیموں اور تعلیمی و تعمیری اداروں پر پابندی، پریس سنسر شپ، ہزاروں بے قصور افراد کی قید و بند، جبری نسبندی اور شرف انسانی کی توہین کی جو المناک حرکتیں ملک میں ہوئی ہیں مجلس شوریٰ ان کی شدید مذمت کرنے کے ساتھ اس امر پر اظہار مسرت کرتی ہے کہ عوام کے جمہوری مزاج نے گاڑی کو پھر سے پٹری پر لا کھڑا کیا ہے۔ اسی مزاج کا یہ اثر ہے کہ اقتدار کی پُرامن منتقلی وجود میں آسکی ہے۔ اقتدار کی اس پُرامن منتقلی کے لیے یہاں کے عوام اور موجودہ برسر اقتدار اور اپوزیشن پارٹیاں سب مبارکباد کی مستحق ہیں۔

جمہوریت کا تحفظ

جمہوریت دراصل نگرانی کی اور ہمہ وقت چوکس رہنے کی متقاضی ہے۔ تاریخ میں جب بھی اس فرض سے غفلت برتی گئی ہے۔ جمہوری قدریں

پامال کر کے رکھ دی گئی ہیں۔ اس لیے مجلس شوریٰ اہل ملک کو مبارکباد دینے کے ساتھ انہیں یہ یاد دلانا چاہتی ہے کہ ملک کی جمہوریت کو صحیح اور صحتمند خطوط پر قائم رکھنا سب کی ذمہ داری ہے وہ یہاں کے عوام سے بالعموم اور ساری ہی سیاسی پارٹیوں سے بالخصوص اپیل کرتی ہے کہ وطن عزیز جن پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے انہیں حل کرنے میں زیادہ سے زیادہ اشتراک سے کام لیں اور صف آرائی کے بجائے تعمیری تعاون باہمی کی روش اختیار کریں۔

خدا پرستی اور اخلاقی قدروں کا فروغ

مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ ہندوستان کی عظیم ترین اکثریت خدا پرستی اور اخلاقی اقدار کی قائل رہی ہے۔ یہ چیز ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے اور اس سے مدد لے کر باہمی اعتماد کو بڑھایا جائے اور پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کا کام لیا جائے۔

مسلمانوں کو اپنا ملی فریضہ ادا کرنے کی یاددہانی

مجلس شوریٰ مسلمانان ہند کو خاص طور سے یاد دلاتی ہے کہ خیر امت کی حیثیت سے اپنے ملک کی تعمیر نو میں حصہ لینا ہے انہیں ان بنیادی اقدار کو نشو ونما دینا ہے جو سماج کی صالح اور دیرپا تعمیر کی ضامن ہو سکتی ہیں۔ ان کے پاس اللہ کا دین موجود ہے جو انسانیت کے سارے مسائل کا حل ہے ان کا یہ دینی فریضہ ہے کہ ایک طرف تو وہ اپنی زندگیوں کو اس دین کے سانچے میں ڈھالیں۔ دوسری طرف عام بندگان خدا کو اس دین سے واقف کرائیں۔ تیسری طرف اس کی روشنی میں ان مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں جن سے ملک اس وقت دوچار ہے اپنا رول پوری طرح ادا کریں اور حق وانصاف کو قائم کرنے کے لیے اپنی بہترین کوشش صرف کریں۔

برسر اقتدار پارٹی سے اپیل

مجلس شوریٰ برسر اقتدار پارٹی کو یاد دلانا چاہتی ہے کہ اقتدار اللہ تعالیٰ کی ایک بھاری امانت اور ایک بڑی آزمائش ہے۔ اگر اس امانت میں خیانت کی گئی اور اس آزمائش سے

کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہ کی گئی اور حق وانصاف کا دامن چھوڑ دیا گیا تو اسے نہ خدا معاف کرے گا نہ خلق خدا۔ مجلس شوریٰ کو یہ بھی امید ہے کہ گزشتہ دور کے مظالم کی پوری پوری جانچ کرائی جائے گی اور خطاروں کو ان کے کیے کی سزا ملے گی۔

برسراقتدار پارٹی نے اقلیتوں سے متعلق ایک آزاد و مختار کمیشن کے قیام کا جو وعدہ کیا ہے مجلس شوریٰ اس کا خیر مقدم کرتی ہے اور امید رکھتی ہے کہ اس کمیشن کو دستوری حیثیت دی جائے گی اور وہ ایسے افراد پر مشتمل ہوگا جن پر اقلیتوں کو اعتماد ہو۔

مجلس کو امید ہے کہ نئی حکومت خارجہ پالیسی میں غیر جانبداری کی پالیسی پر پوری طرح قائم رہے گی اور عالمی مسائل میں وہ رول ادا کرے گی جو عدل کے تقاضوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہو

فرقہ وارانہ فضا کی خوشگواری

مجلس شوریٰ فرقہ وارانہ فضا کی موجودہ خوش گواری کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اسے مزید پائیدار اور صحت مند بنانے کے لیے اپنی مساعی جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کرتی ہے۔

پریس سے اپیل

مجلس شوریٰ پریس سے پُرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ ملک کی صحت مند تعمیر کے متعلق سے اپنی بھاری ذمہ داریوں کو پوری طرح ملحوظ رکھے۔ سماج کے اخلاقی ارتقا اور خدا پرستانہ فکر کی نشوونما کے اعلیٰ مقاصد کو کبھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے انسانیت کی خدمت کے جذبے کو بیدار کرنے، فرقہ وارانہ یک جہتی کو ترقی دینے اور حق وانصاف کی آواز بلند کرنے میں وہ بڑا زبردست رول ادا کر سکتا ہے اور مجلس چاہتی ہے کہ وہ یہ رول ادا کرے اور برابر ادا کرتا رہے۔

وابستگان جماعت کو مبارکباد

مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے وابستگان کو مبارکباد دیتی ہے جنہوں نے گذشتہ دور کی آزمائشوں میں استقامت و پامردی کا ثبوت دیا اور اللہ کی عطا کی ہوئی توفیق سے مشکلات و مصائب کو صبر و استقامت کیساتھ برداشت کیا۔ مجلس اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور

ہم سب کو زندگی کے آخری لمحے تک راہ حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

دعائے مغفرت

ہمارے جو رفقاء ایمرجنسی کے دوران اور جیلوں کے اندر وفات پاگئے، مجلس شوریٰ ان کے لیے صمیم قلب سے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ ان کے متعلقین کو صبر کی تلقین کرتی اور ان سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ ایمرجنسی کے دوران بہت سے بے گناہ مسلمان حکومت کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر شہید ہوگئے۔ مجلس شوریٰ ان سب کے لیے دعائے مغفرت کرتی اور ان کے متعلقین سے اپنی قلبی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

ایمرجنسی کے دوران بہت سے برادران وطن بھی حکومت کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور متعدد افراد جیل میں وفات پاگئے۔ مجلس شوریٰ ان سب افراد کے سلسلے میں اپنے رنج و غم اور قلبی ہمدردی کا اظہار کرتی اور ان کے متعلقین کو صبر کی تلقین کرتی ہے۔

شکریہ ایمرجنسی کے دوران ملک کے اندر اور باہر بے شمار افراد، اداروں اور اخبارات و رسائل نے جماعت اسلامی ہند پر لگائی جانے والی پابندی، اس کی املاک کی ضبطی اور وابستگان جماعت کی اسیری کے خلاف احتجاج کیا اور ہمارے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا۔ مجلس شوریٰ ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعاون کی انہیں جزا عطا فرمائے۔ آمین

قرارداد ۲

پاکستان کے حالات

پُرامن اور منصفانہ انتخابات جمہوریت کی لازمی شرط ہیں۔ چند دنوں کے فرق سے ہندوستان و پاکستان دونوں ملکوں میں انتخابات ہوئے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اندیشوں کے باوجود ہمارے ملک کے انتخابات مجموعی طور پر پُرامن اور منصفانہ رہے جب کہ پاکستان کے انتخابات نہ پُرامن تھے، نہ منصفانہ۔ اس میں بڑے پیمانے پر دھاندلیاں ہوئیں جن کا خود برسراقتدار

پارٹی تک کے لوگوں کو اعتراف ہے۔ اس جمہوریت کش طرزِ عمل کے خلاف پاکستان کی اپوزیشن پارٹیاں اور عوام پوری شدت سے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں حکومت اور عوام میں تصادم جاری ہے۔ جس سے بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا اور ہو رہا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا مگر وہاں کا برسرِ اقتدار طبقہ ان افراد اور جماعتوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائے ہوئے ہے جو اسلام کے قیام اور جمہوریت کی بحالی کی جد و جہد کر رہے ہیں۔

مجلس شوریٰ پڑوسی مُلک کی اس صُورت حال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور برسرِ اقتدار پارٹی سے اپیل کرتی ہے کہ حالات کے اور زیادہ خراب ہونے سے قبل وہ معقولیت کی راہ اختیار کرے اور ظلم و ستم، دھاندلی اور غیر اسلامی حرکات و اعمال کے بجائے اسلام اور جمہوریت کا راستہ اپنائے اور عوامی مطالبات کو پورا کرنے کی مخلصانہ کوشش کرے۔

مجلس شوریٰ اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کرتی ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں خصوصاً مغربی ایشیا اور افریقہ میں انسانیت دکھی ہے اور ابھی تک انسان وہاں اپنے بنیادی حقوق حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔

مجلس شوریٰ دنیا کے تمام ملکوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان تمام مظلوم قوموں اور ملکوں کو ظلم و ستم سے نجات دلانے اور ان کے شرفِ انسانی کو بحال کرنے کے لیے متحد ہو کر بھرپور جد و جہد کریں۔

قرارداد ۳

مسئلہ فلسطین

تقریباً نصف صدی سے فلسطین کے مظلوم باشندے جس حق تلفی اور ظلم و بربریت کا شکار رہے ہیں، عدل و انسانیت کے چہرے کا اس سے زیادہ سیاہ داغ مشکل ہی سے مل سکے گا۔ دوسری

طرف انہوں نے اپنی قومی خودی اور عزت کے دفاع اور اپنی آزادی کی بحالی کی جدوجہد میں جس پامردی اور جاں بازی کا مظاہرہ کیا ہے وہ ہمارے دور کی تاریخ کا ایک روشن ترین باب بھی ہے۔

مجلس شوریٰ اس امر پر اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ ان کی غیر معمولی قربانیاں نتیجہ خیز ثابت ہوئیں اور فلسطین کی آزاد ریاست کا تصور اب مضبوط جڑیں پکڑتا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک نے فلسطینی عوام کے اس منصفانہ کاز کی ہمیشہ حمایت کی ہے اور اس بات کو ہمیشہ تسلیم کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے وطن کے چپہ چپہ کو واپس لینے اور مغربی ایشیا کو استعمار اور صہیونیت کے اثرات سے پاک کرنے کا ناقابل انکار حق رکھتے ہیں۔ مجلس شوریٰ عربوں کو یقین دلاتی ہے کہ اس جدوجہد میں ہندستان کی حکومت اور یہاں کے عوام کا تعاون انہیں برابر حاصل رہے گا۔

الیکشن اس کے بعد مختلف ریاستوں میں ہونے والے متوقع انتخابات میں شرکت یا عدم شرکت کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ مختلف ارکان شوریٰ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور متعدد تجویزیں زیر بحث آئیں۔ بالآخر درج ذیل تجویز اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

جماعت اسلامی ہند الیکشن میں حصہ لے یا نہ لے اس سلسلے میں ایک سوالنامہ ارکان جماعت کے پاس بھیجا جائے اور ان سے معلوم کیا جائے کہ اگر ان کی رائے یہ ہے کہ جماعت الیکشن سے الگ رہے تو اس کے وجوہ و دلائل کیا ہیں اور اگر ان کی رائے یہ ہو کہ جماعت الیکشن میں حصہ لے تو اس کی ان کے نزدیک کیا شکل ہے یعنی وہ پارلیمنٹ اسمبلی اور لوکل باڈیز ہر سطح پر الیکشن میں حصہ لے اور ووٹ دے۔ امیدوار کھڑا کرے اور کسی پارٹی کی مشروط یا غیر مشروط تائید یا مخالفت کرے۔ ہر شکل اختیار کرنے کے قائل ہیں یا کسی ایک خاص شکل کے اور ان کے پاس ان کے دلائل و وجوہ کیا ہیں۔ اگر وہ وجوہ و دلائل نہ لکھ سکیں تو کم از کم اپنی رائے سے ضرور مطلع کریں۔ اپنا جواب حتی الامکان اُردو، انگریزی، ہندی یا عربی

میں دیں۔ یہ سوال نامہ فوراً بھیجا جائے اور ۲۵ اپریل ۱۹۷۷ء تک اس کے جوابات حاصل کر لیے جائیں۔

یہ بھی طے ہوا کہ مئی ۷۷ء کے اوائل میں شوریٰ کا سالانہ اجلاس بلایا جائے اور اس میں الیکشن کے مسئلے پر پھر غور و فیصلہ کیا جائے۔

عبوری بجٹ

عبوری ضروریات پوری کرنے کے لیے اپریل مئی جون ۷۷ء کے لیے حسب معمول اخراجات کرنے کی شوریٰ نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔ اجلاس میں درج ذیل ارکان شوریٰ نے شرکت فرمائی۔

۱۔ جناب محمد مسلم صاحب دعوت
۲۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب زندگی
۳۔ ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب بہار
۴۔ جناب محمد شفیع صاحب مونس یوپی
۵۔ جناب عبد الفتاح صاحب بنگال
۶۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب علی گڑھ
۷۔ جناب فضل الرحمن صاحب فریدی علی گڑھ
۸۔ جناب سراج الحسن صاحب کرناٹک
۹۔ جناب سید حامد حسین صاحب مرکز
۱۰۔ مولانا سید حامد علی صاحب مرکز
۱۱۔ جناب افضل حسین قیم جماعت

درج ذیل حضرات گاڑی لیٹ آنے کی وجہ سے ایک دن کی تاخیر سے اجلاس میں شریک ہوئے

۱۲۔ جناب عبد العزیز صاحب تامل ناڈ
۱۳۔ ٹی کے عبد اللہ صاحب کیرلہ
۱۴۔ جناب انعام الرحمن خاں صاحب مدھیہ پردیش
۱۵۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب مہاراشٹر

۱۵۔ مولانا صدر الدین صاحب ۳۰ تاریخ کی صبح سے شریک اجلاس ہو سکے کیونکہ صاحبزادیوں کی شادی کی وجہ سے مصروف تھے۔

مولانا ابو اللیث صاحب گھریلو مصروفیات کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے اور جناب محمد یوسف صدیقی صاحب مرحوم ایمرجنسی کے دوران رحلت فرما گئے۔

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۶ مئی تا ۱۱ مئی ۷۷ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت اسلامی ہند ۶ مئی ۷۷ء بعد نماز جمعہ سہ پہر ۳ بجے مرکز جماعت واقع بازار چتلی قبر دہلی ۶ شروع ہوکر ۱۱ مئی ۷۷ء کی شب میں بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

مولانا عروج قادری صاحب کی تلاوت کلام پاک سے نشست کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد محترم امیر جماعت نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

امیر جماعت کے افتتاحی کلمات

حمد وصلوٰۃ کے بعد محترم امیر جماعت نے فرمایا:۔

محترم ارکان شوریٰ! سب سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو ایک آزاد اور خوشگوار ماحول میں ملنے اور سوچنے کا موقع عنایت فرمایا۔ میں آپ سے صحیح کہتا ہوں کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و کرم کا کس طریقہ سے شکریہ ادا کیا جائے بجز اس کے کہ ہم اپنی پوری زندگی کو اقامتِ دین کے لیے وقف کردیں لیکن اس کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ جو حق اس کے شکریہ ادا کرنے کا ہے وہ ادا نہ ہوسکے گا۔

تحدیثِ نعمت کے طور پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چند سالوں میں جماعت کے دو سنگ میل سامنے آئے ہیں۔ پہلا سنگ میل تو وہ کل ہند اجتماع تھا جو ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا تھا۔ اس اجتماع میں خدا کے فضل و کرم سے نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے رفقا تشریف لائے تھے بلکہ اس ملک کے کتنے ہی غیر مسلم دوست جو ہمارے معاونین تھے جو ہمیں سمجھنا چاہتے تھے وہ بھی شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ اخوتِ اسلامی کے ناطے بہت سے عرب اور دوسرے ممالک کے دوست بھی تشریف لائے۔ اس اجتماع نے ہمارے اوپر بڑی ذمہ داری عائد کر دی تھی اور ہم نے اپنی مئی ۱۹۷۵ء کی شوریٰ میں یہ غور کیا تھا کہ اس اجتماع کے نتائج سے ہم کس طریقے سے استفادہ کر سکتے ہیں تاکہ ایک طرف تو مسلمانوں میں ہماری دعوت عام ہو اور دوسری طرف ! اور یہ دوسری جانب بہت زیادہ اہم تھی۔ ہم کس طریقے سے اپنی دعوت کو زیادہ سے زیادہ غیر مسلم حضرات تک پہنچا سکیں۔ چنانچہ مئی ۱۹۷۵ء کی شوریٰ میں ہم نے بڑا جامع پروگرام تجویز کیا تھا جس کے ذریعے غیر مسلمین میں اپنی دعوت کو پہنچا سکیں۔

۱۹۷۴ء کے اجتماع کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا تھا کہ باہر کے آئے ہوئے دوستوں نے یہ کوشش کی تھی کہ جمعیۃ علما اور جماعتِ اسلامی ہند میں ہم آہنگی پیدا ہو اور جمعیۃ کو جماعت سے جو کشیدگی تھی وہ دُور ہو سکے۔ چنانچہ ہم اس کوشش میں برابر لگے رہے پھر ۱۹۷۴ء کے کل ہند اجتماع کی بدولت اللہ تعالیٰ نے جو اکرام و انعام ہم پر کیا تھا اس کے نتیجے میں ہمارا یہ بھی ارادہ تھا کہ خواتین کے بین الاقوامی سال کے دوران ہندوستان میں بڑے پیمانے پر خواتین کے اجتماعات منعقد کیے جائیں جن میں ہم غیر مسلم خواتین کو بھی مدعو کرنا چاہتے تھے اور بیرونِ مُلک کی ان خواتین کو بھی مدعو کر چکے تھے جو اپنے ملکوں میں دینِ حق کی خدمت اور اس کی اقامت کے لیے کوشاں تھیں۔

دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ مئی ۱۹۷۵ء کی شوریٰ میں ہم نے یہ بھی طے کیا تھا کہ جماعت کے داخلی استحکام اور فکری ہم آہنگی کے سلسلے میں ارکان جماعت کا بھی اجتماع کیا جائے ہم یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انعام ہم پر ۱۹۷۴ء کے کل ہند اجتماع کی صُورت میں کیا ہے اس کا شکریہ کسی نہ کسی حد تک ان پروگراموں سے جن کا ذکر میں نے آپ کے سامنے کیا ہے ادا ہو سکے گا لیکن قبل اس کے کہ

ہم یہ کام انجام دینے کی کوشش کریں ۲۶ جون ۷۵ء کو ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ کر دیا گیا۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے فوراً بعد ہم نے تار اور ٹیلی فون کے ذریعہ ارکان شوریٰ کو مرکز پہنچنے کی ہدایت کی تاکہ ہم یہ سوچ سکیں کہ ان حالات میں ہم اپنے دفاع کے ساتھ حالات کی اصلاح، ملک کی تعمیر اور دین کی دعوت کے سلسلے میں کیا رول ادا کر سکتے ہیں۔ ۲۸ جون کی صبح کو جو ارکان شوریٰ جمع ہو سکے انہوں نے صورت حال پر غور کیا اور اصولاً کچھ باتیں طے کی گئیں۔ دوسری نشست دوپہر میں ہونا تھی جس میں ہم ان اصولی باتوں کی روشنی میں تفصیلی پروگرام طے کرنا چاہتے تھے لیکن اس نشست سے قبل ہی قیم جماعت مولانا حامد علی صاحب اور مجھے گرفتار کر لیا گیا اور ہم اس پوزیشن میں نہ رہے کہ ایمرجنسی کے دوران کلمۂ حق کہتے اور ملک کو اس تباہی سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرتے جو ایمرجنسی کے نفاذ کے نتیجے میں پیش آئی جیل کی زندگی کے دوران اور باہر ذمہ داران حکومت کے سامنے کچھ باتیں رکھی گئیں لیکن ان کا کوئی خاص اثر ان ناخداؤں پر نہ ہو سکا جنہوں نے ایمرجنسی کے ساتھ ساتھ دوسری جماعتوں کے علاوہ جماعت اسلامی ہند پر بھی BAN لگا دیا تھا۔ لیکن ہماری قید و بند اللہ کی بڑی نعمت ثابت ہوئی اور یہ جماعت کی زندگی میں دوسرا سنگ میل ہے اس کے نتیجے میں جو فائدے ہمیں پہونچے ہیں ان پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ قید خانوں میں وسیع پیمانہ پر دعوت الی اللہ کی کوشش اور اسلام و مسلمانوں کے سلسلے میں شکوک و شبہات کا ازالہ اور غیر مسلمین کے ساتھ خوشگوار روابط کا پیدا ہو جانا نیز بیرون ملک خاص طور سے عرب ممالک میں لوگوں کے اوپر اچھا تاثر اور ہمدردانہ رویہ پیدا ہو جانا اور اخوتِ اسلامی کے جذبے سے ان کی وہ کوشش جو ندوۃ العلماء کے جلسے کے موقع پر لکھنؤ اور دہلی میں سامنے آئیں یا جن کا اظہار عرب ممالک اور دیگر ممالک کے اخبارات و رسائل میں ہوا۔ غرض یہ چیزیں ایسی ہیں جن پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے لیکن یہ انعام جو اللہ تعالیٰ مسلسل کرتا رہا ہے ایک امتحان بھی ہے، امتحان ہے ہمارے عزائم کا، ایمان کا، تعلق باللہ کا، ہماری سوجھ بوجھ کا اور ہمارے عزم کا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس امتحان میں کامیاب فرمائے (آمین)

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مئی ۷۵ء کی شوریٰ میں ہم نے ان خامیوں کا جائزہ بھی لیا تھا

جو پانچویں کُل ہند اجتماع کے موقع پر پیش آئی تھیں اب موقع اس بات کا ہے کہ ہم ان کوتاہیوں کا بھی جائزہ لیں جو دوران ایمرجنسی ہم سے سرزد ہوئیں ہوں۔ جب تک کوئی جماعت داخلی طور پر مستحکم اور مضبوط نہیں ہوتی اور جب تک اس کے ارکان میں ان بنیادی صفات کا نشوونما نہیں ہوتا جو کسی جماعت کے آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہیں اس وقت تک اس کی باتیں یا تحریریں کچھ زیادہ اثر انداز نہیں ہو سکتیں پھر ایک مسلم جماعت کے افراد تو قرآن کی آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنی پوری زندگی کو اپنے قول کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اگر کہیں کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اللہ کے سامنے گڑگڑاتے اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اسی طریقے سے ایک مومن کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اور وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ لگن کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔

دعوت اور تربیت یہ دو بڑی اہم چیزیں ہیں جو جماعت کے سامنے شروع دن سے رہی ہیں جہاں تک دعوت پہنچانے کا کام ہے الحمدللہ اس میں تو ترقی ہوئی ہے لیکن جہاں تک تربیت کا تعلق ہے اس کے سلسلے میں شوریٰ برابر تقریباً ہر مجلس میں غور کرتی رہی ہے کہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں کہ ہم ایک منظم مومنین کی جماعت کی حیثیت سے بنیان مرصوص بن سکیں۔ اس شوریٰ میں یہ ضروری ہے کہ آپ ان تدابیر پر غور کریں جو ہمیں اس سلسلے میں اختیار کرنی چاہئیں اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ بعض ارکان جماعت ایک یا دو یا چند خدانخواستہ ایسے رہے ہیں کہ جنہوں نے ایمرجنسی کے دوران وہ کردار ادا کیا ہے جس سے جماعت کی بدنامی ہوئی ہے تو تطہیر کا بھی فریضہ بادلِ ناخواستہ ادا کیا جا سکتا ہے مگر یہ تطہیر اسی وقت صحیح ہوگی جب معاملے کی پوری پوری تحقیقات ہو جائے اور اسی کے ساتھ متعلقہ رکن کو صفائی کا پورا پورا موقع ملے۔ تطہیر تو ایک بڑا انتہائی قدم ہے لیکن اگر ناگزیر ہو تو اس سے مفر بھی نہیں البتہ یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر بعض ارکان سے کچھ ایسی غلطیاں ہوئی ہیں جن کی اصلاح کی جا سکتی ہے تو ان کی اصلاح کی طرف مائل ہونا چاہیئے جہاں آپ یہ دیکھیں کہ تعلق باللہ کی کمی ہے اور اس تعلق باللہ کی کمی کا اندازہ آپ کو خاص طور سے اس طرح سے چل سکتا ہے کہ متعلقہ شخص کا نماز کے سلسلے میں کیا رویہ ہے۔ تعلق باللہ

کے سلسلے میں تو ہم سب کو فکر کرنی چاہیئے اور ایک دوسرے کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے اور پھر اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی ہے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں نماز کی تاکید اور خود نماز کے سلسلے میں برابر جمے رہنا ضروری ہے اسی طرح اگر ہم دیکھیں کہ جماعت کے ارکان کے آپس کے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں تو بھی ہمیں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے گھریلو حالات اگر خدانخواستہ خراب ہوں تو ان حالات کے سُدھارنے کی بھی فکر ہونی چاہیئے۔ ارکان کے مابین اگر کوئی نزاعی صُورت پیدا ہوگئی ہو تو وہ بھی درست ہونی چاہیئے اسی طرح اگر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہمارے ارکان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو اس کی بہتری کی بھی کوشش کرنی چاہیئے، یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ پڑوسی سے اُن کے تعلقات کیسے ہیں پڑوسی خواہ مُسلم ہو یا غیر مُسلم دونوں کے ہم پر حقوق ہیں اس پر بھی پوری نظر رکھنی چاہیئے کہ ہمارے رفقا ایفاء عہد کا کتنا پاس ولحاظ کرتے ہیں۔ وعدہ خواہ کسی چھوٹی چیز کے متعلق ہو یا بڑی چیز کے متعلق اسے ہم پورا کریں۔ اِلّا یہ کہ کوئی ایسی مجبوری لاحق ہو جائے جو ہمارے کنٹرول سے باہر ہو پھر داخلی استحکام کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے معروف میں اولی الامر کی اطاعت ضروری ہے اگر اس میں کوئی ڈھیل رہی تو جماعت میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہے اور دعوت الی اللہ کا جو کام آپ کرنا چاہتے ہیں وہ صحیح طور سے انجام نہیں پا سکتا اولی الامر کی اطاعت صرف معروف میں ہوتی ہے اطاعت کے سلسلے میں بات کو غور سے سننا اسے یاد رکھنا اور یاد رکھ کر اس کے مطابق عمل کرنا بہت ضروری ہے ہمیں مقامی سطح پر حلقے کی سطح پر ان سب چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیئے پھر اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ایمرجنسی کے دوران ہمارے ارکان دنیا کے معاملات کو سمجھنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کے سلسلے میں کیا رویہ اختیار کرتے رہے ہیں کوئی جماعت اگر محض متقی اور مخلص لوگوں پر مشتمل ہو لیکن اس کے ارکان میں دنیا کے معاملات کو سمجھنے اور ان کے چلانے کی اہلیت نہ پائی جاتی ہو تو وہ اہل باطل کے مقابلہ میں زیادہ چل نہیں سکتی اس لیے ضروری ہے کہ ایک مومن اپنی مومنانہ فراست اور بصیرت سے ہر قدم پر کام لے اور تقویٰ وخلوص کے ساتھ ساتھ دنیا کے معاملات کو سمجھنے اور ان کو چلانے کی

زیادہ سے زیادہ اہلیت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ جب تک ہماری تربیت دینی اور دنیوی دونوں طریقوں سے نہ ہوگی اس وقت تک ہم میں خامیاں باقی رہیں گی۔ اب آپ حضرات حالات سن کر اپنے طور پر کچھ ایسی تدابیر سوچیئے گا جن کے ذریعے داخلی استحکام میں مدد مل سکے۔ ان تدابیر کو امرائے حلقہ جات کے اجتماع میں پیش کیا جائے گا اور ان کو سمجھایا جاسکے گا کہ اس منزل پر ہمیں کس طریقے سے اپنی تربیت کرنی ہے حالات نے جو نیا رخ اختیار کرلیا ہے ان سے استفادے کے لیے بھی یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارا داخلی محاذ بہت مضبوط ہوتا کہ ہم ان حالات سے خاطر خواہ طور پر نمٹ سکیں جو ہمارے سامنے ہیں یا آئندہ پیش آنے والے ہیں اس اجتماع کے موقع پر آپ حضرات کو ماضی کی نسبت حال اور مستقبل کے معاملات پر زیادہ سے زیادہ صرف کرنا چاہیئے اس لیے کہ حال اور مستقبل ہی زیادہ اہم ہیں البتہ ضروری ہے کہ حال اور مستقبل کے لیے ہم جو کچھ سوچیں اور کریں اس میں وہ غلطیاں نہ ہوں جو ماضی میں ہو چکی ہوں۔

امیر جماعت نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کو یہ بھی سوچنا ہوگا کہ ملک کے اہم مسائل کے سلسلے میں آپ کا کیا رول ہو اور ملت کے اہم مسائل کے متعلق آپ کا کیا رویہ ہو۔ جنرل الیکشن سے پہلے اور بعد میں بھی مختلف زعما میرے پاس تشریف لاتے رہے ہیں اور ان سبھوں میں یکساں طور پر یہ کیفیت پائی گئی کہ وہ فکر مند ہیں اس بات کے کہ امت اپنے مسائل کو کس طرح ان حالات میں حل کرے۔ ابھی چند دن پہلے بعض حضرات جن میں جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ، جناب ذوالفقار اللہ صاحب، جناب طیب جی صاحب، جسٹس خلیل احمد صاحب اور کچھ دیگر حضرات ادر ہم میں سے قیم جماعت، محمد شفیع مونس صاحب، محمد مسلم صاحب اور میں مفتی عتیق الرحمن صاحب کے یہاں جمع ہوئے تھے۔ دعوت تو مولانا اسعد میاں کو بھی دی گئی تھی مگر وہ یہاں موجود نہ تھے البتہ جناب سید احمد ہاشمی صاحب موجود تھے مگر ۳ بجے سہ پہر انہیں سفر کرنا تھا اور یہ میٹنگ پانچ بجے منعقد ہونا تھی اس لیے وہ خود نہیں آسکے البتہ الجمعیۃ کے جناب ناز انصاری صاحب شریک ہوئے۔ کافی دیر گفتگو رہی ہماری تجویز تھی کہ جلد از جلد اجتماع کرلیا جائے لیکن طویل گفتگو رہی جس کا ماحصل یہ نکلا کہ ریاستی انتخابات کی وجہ سے جلد از جلد اجتماع کرنا مشکل ہوگا البتہ جولائی کے مہینے میں ایک اجتماع ۵۰ یا ۶۰ زعما ملت پر مشتمل دہلی میں طلب کیا جائے اس اجتماع کے داعی چھ سات

افراد ہوں جن میں سے زیادہ تر وہ لوگ ہوں گے جن کا تعلق کسی آل انڈیا یا صوبائی جماعت سے ہو اس مسئلہ پر بھی مجلس شوریٰ کو غور کرنا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ آر ایس ایس کے صدر صاحب اپنی تقریروں میں جماعت کا خاص طور سے اور مسلمانوں کا کبھی کبھی ذکر کرتے رہے ہیں۔ آپ کو یہ بھی سوچنا ہے کہ اس سلسلے میں آپ کیا رویہ اختیار کریں۔

پھر ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ جماعت کے اپنے انتخابات بھی ہونے چاہئیں۔ اس سلسلے میں جو بات ۲۷ مارچ کی شوریٰ میں طے ہوئی ہے اس کی روشنی میں آپ کو غور کرنا ہوگا کہ کیا کیا جائے۔

پھر ایک اہم معاملہ نو اسمبلیوں کے یا ان کے علاوہ اسمبلیوں کے انتخابات کا ہے۔ الیکشن کے سلسلے میں یہاں سے سرکلر روانہ کیا گیا تھا اس سرکلر کے جوابات بھی بہت سے ارکان جماعت نے دیئے ہیں جو مرکز کو موصول ہو گئے ہیں۔

ایک اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ حکومت کی طرف سے جو مختلف کمیشن مقرر کیے گئے ہیں ان کے متعلق کیا کرنا ہے۔

بہر حال یہ اور اسی قسم کے مسائل بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی جو مسائل آپ کی نظر میں اہم ہوں وہ بھی ایجنڈے میں شامل کیے جا سکتے ہیں اور ان پر گفتگو کی جا سکتی ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری مجلس کا انداز ان مجالس کے انداز سے بالکل مختلف ہوتا ہے جو وہ لوگ منعقد کرتے ہیں جن کو اللہ اور آخرت پر یقین نہیں ہوتا۔ ہم نے شعوری طور پر رکن جماعت بننے کے وقت یہ عہد کیا ہے کہ ہم ہر معاملے میں کتاب و سنت کا اتباع کریں گے۔ لہٰذا اس مجلس میں گفتگو کرتے وقت بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسا پیرایۂ گفتگو اختیار کرنا چاہیئے جس سے ہم قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کے مصداق بن سکیں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پابندی بدرجہ اتم کر سکیں۔ شیطان کو بڑی خوشی ہوتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ مومنین میں محض زبان کے غلط استعمال سے شکر رنجی پیدا ہو گئی ہے اس کو خوشی اس لیے ہوتی ہے کہ یہ شکر رنجی اقامتِ دین

کے فریضہ کی ادائیگی میں روڑا بن جاتی ہے۔ ہم سب بشر ہی ہیں اس لیے کسی وقت ہماری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو مناسب نہ ہو لیکن جب بھی ہمیں اس بات کا احساس ہو جائے کہ یہ کلمہ غیر مناسب تھا تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کر لینا چاہیئے اور غلط روش پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیے اور اس اجتماع میں توبہ واستغفار کرتے اور دعا کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھنی چاہیئے کہ وہ ہماری مدد فرمائے گا اور توفیق عطا فرمائے گا کہ ہم اس دین کے سربلندی کے سلسلے میں جو کوشش کرنا چاہتے ہیں اس میں ہماری رہنمائی فرمائے گا۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم واصحابہ اجمعین۔

روداد وں کی خواندگی

محترم امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کے بعد ایجنڈے کے مطابق روداد سالانہ اجلاس مئی ۱۹۷۵ء ——

روداد ہنگامی اجلاس جون ۷۵ء نیز ہنگامی اجلاس شوریٰ مارچ ۷۷ء کی روداد پڑھ کر سنائی گئی۔

وقف ملیح آباد

وقف ملیح آباد کا مسئلہ زیر غور آیا۔ منشی ہدایت علی صاحب مرحوم جنہوں نے ۴۸ء میں اس باغ کو جماعت اور اس کی درس گاہ کے لیے وقف کیا تھا اور جو اس کی دیکھ بھال کے ذمہ دار بھی تھے۔ ایمرجنسی کے دوران جیل میں رحلت فرما گئے اس وجہ سے باغ کے انتظام کا مسئلہ درپیش تھا طے ہوا کہ جناب سرور علی صاحب رکن جماعت رحیم آباد ضلع لکھنؤ اس کے اعزازی منتظم بنائے جائیں اور جناب کفایت علی صاحب پسر جناب منشی ہدایت علی صاحب مرحوم جو کچھ دنوں سے مرحوم کی معاونت کرتے رہے ہیں وہ سرور علی صاحب کے معاون ہوں گے اور باغ کی پرداخت اور فصل انبہ کی فروخت وغیرہ کا کام منتظم صاحب کے مشورے سے جناب کفایت علی صاحب انجام دیں گے۔

سرکاری ملازمتیں اور سابق گورنمنٹ کا سرکلر

جماعت کے سلسلے میں سابقہ حکومت کا رویہ اور جماعت کے تخریبی اور فرقہ وارانہ ہونے کے سلسلے میں سابقہ حکومت کا سرکلر اور متوسلین جماعت کا سرکاری ملازمتوں سے نکال دینے یا نہ لینے کی سابقہ حکومت کی پالیسی اور پاسپورٹ نہ دینے یا ضبط کر لینے کے معاملات زیر بحث آئے۔ طے ہوا کہ مرکز جماعت کی

طرف سے مرکزی حکومت کو خط لکھا جائے کہ جماعت کے سلسلے میں سابقہ حکومت نے جو ہدایات دی تھیں انہیں کالعدم قرار دیا جائے اور ضمناً یہ بات بھی آئی کہ ایمرجنسی کے دوران جماعت کے جو لوگ الگ کیے گئے ہیں توقع ہے کہ حکومت خود انہیں بحال کرے گی لیکن جو لوگ بحال نہ ہوں ان کے سلسلے میں مرکز اپنے اثرات استعمال کرے۔ ایمرجنسی سے پہلے بھی جو لوگ جماعت سے تعلق کی وجہ سے ملازمت سے الگ کر دیئے گئے ہیں انہیں حکومت کے سامنے اپنا کیس پیش کرنا چاہیئے اور مرکز کے علم میں ان کا جو کیس آئے اس کی طرف حکومت کو توجہ دلائی جائے۔

شوریٰ اور نمائندگان کی خالی نشستوں کے پُر کرنے کا مسئلہ

جناب محمد یوسف صدیقی صاحب مرحوم رکن نمائندگان و رُکن شوریٰ اور مولانا حبیب اللہ صاحب چھترپور رکن نمائندگان کی ایمرجنسی کے دوران رحلت کی وجہ سے شوریٰ و نمائندگان کی نشستیں خالی ہوگئی تھیں جنہیں ازروئے دستور پُر کرنا تھا۔ اس مسئلہ پر تبادلہ خیال ہوا اور طے پایا کہ چونکہ مخصوص حالات اور عبوری پروگرام کی وجہ سے جماعت کے آئندہ انتخابات موخر کر دیئے گئے ہیں اس لیے ان خالی شدہ نشستوں کو پُر کرانے کے لیے بھی اس وقت انتخابات نہ کرائے جائیں۔

علاقہ جات تحت مرکزی نمائندگی

ارکان مجلس شوریٰ کا متفقہ مشورہ تھا کہ بجائے اس کے کہ جملہ علاقہ جات تحت مرکز کو ایک ہی انتخابی حلقہ قرار دیا جائے جیسا کہ اب تک تھا ہر علاقہ تحت مرکز کو جداگانہ انتخابی حلقہ قرار دے کر مجلس نمائندگان میں نمائندگی کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ محترم امیر جماعت نے مشورہ قبول فرمالیا۔

ایمرجنسی کے دوران زیادتیوں کی تحقیق

حکومت نے چار باتوں کی تحقیقات کے لیے کمیشن مقرر کیا ہے۔

(۱) گرفتاری جائز تھی یا ناجائز (۲) ایمرجنسی کے دوران ایذا رسانی (۳) فیملی پلاننگ میں جبر (۴) مکانوں اور دکانوں کا ہزاروں کی تعداد میں غیر قانونی انہدام۔

اس تحقیقاتی کمیشن کے سامنے پیش کرنے کے لیے معلومات فراہم کرنے کے سلسلے میں مرکز سے امرائے

حلقہ جات کو دو سرکلر بھی بھیجے گئے تھے۔ اس بات پر غور ہوا کہ اس کمیشن سے ہم کس طرح تعاون کر سکتے ہیں
طے ہوا کہ جماعت کے جو افراد نظر بند کیے گئے اور ان پر جو زیادتیاں ہوئی ہیں ان کا معاملہ جماعتی حیثیت سے
سامنے آئے اور جو زیادتیاں عام طور پر سب پر ہوئی ہیں' ان کے سلسلے میں دوسرے افراد اور جماعتوں کے
تعاون سے کمیشن کے سامنے معلومات فراہم کرنے کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لی جائے۔
یہ بھی طے ہوا کہ مرکز اور پورے ملک میں جماعت کے سیل ہونے سے جو نقصانات ہوئے ہیں ان کے
سلسلے میں عدالت سے CLAIM کیا جائے۔

آر ایس ایس کے سلسلے میں رویّہ

آر ایس ایس کا سابقہ اور موجودہ رویہ اور جماعت اسلامی ہند اور مسلمانوں کے سلسلے میں آر ایس ایس کے چیف کے بیانات اور
آر ایس ایس کے سلسلے میں جماعت اسلامی اور مسلمانوں کا کیا رویہ ہو۔ یہ سب امور تفصیل سے زیر بحث آئے۔
بالآخر محترم امیر جماعت اسلامی ہند کے اخباری انٹرویو سے اتفاق کیا گیا جو ۱۶ر مئی ۷۷ء کے دعوت میں شائع
ہو چکا ہے۔ اور جسے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

آر ایس ایس اور ہندوستانی مسلمان

دہلی میں ۱۵ر مئی ۷۷ء کو ایک پریس ملاقات میں امیر جماعت اسلامی ہند مولانا محمد یوسف
صاحب سے ملک کی نئی صورت حال سے متعلق خاص طور سے آر ایس ایس کے سلسلے میں چند سوالات کیے گئے
امیر جماعت نے سب سے پہلے تو ایمرجنسی کے شر سے پیدا ہونے والے اس خیر پر اللہ کا شکر ادا کیا جو جیلوں میں
مختلف پارٹیوں اور تنظیموں کے لوگوں کے ایک ساتھ رہنے سہنے کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ مسلسل ۲۱
ماہ تک رات دن ایک ساتھ رہنے سے ان کے درمیان جو محبت اور تعلق خاطر پیدا ہوا ہے اور ایک دوسرے
کے افکار و کردار کے بارے میں قریبی واقفیت اور قرآن و حدیث' اسلامی تعلیمات کے تعارف کا جو موقع ملا
ہے وہ بڑی اہمیت کا مالک ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سے اعتدال پسندی کی طرف میلان
پیدا ہوا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس میلان کو فروغ دے کر فضا کو مزید خوش گوار بنانے کی کوشش جاری رہے
ایک ضمنی سوال کا اثبات میں جواب دیتے ہوئے مولانا نے کہا کہ ان کے خیال میں آر ایس ایس کی قیادت

اوراس کے دانشوروں کے لیے نسبتاً آسان ہوگیا ہے کہ وہ جرأت اور سوجھ بوجھ سے کام لے کر اعتدال پسندی کے جذبے کو فروغ دینے اور فرقہ وارانہ فضا کو مزید خوشگوار بنانے کے کام میں اپنا حصہ ادا کریں۔ جب امیر جماعت کی توجہ آر ایس ایس کی آئیڈیالوجی اور ماضی میں اس کی عملی سرگرمیوں کی طرف مبذول کرائی گئی تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ ماضی میں جو کچھ لوگوں کے سامنے آتا رہا ہے اس کی بنا پر اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کا تشویش میں مبتلا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے مگر غیر فرقہ وارانہ رویہ اختیار کرنے اور اپنی سرگرمیوں کو تعمیری رخ دینے کی جو باتیں اُن کے ذمہ دار ترین افراد کی طرف سے کہی جاتی ہیں اور جن اچھے ارادوں کا اظہار وہ کر رہے ہیں انہیں ناقابل التفات ٹھہرا دینا بھی کچھ مناسب نہیں ہے اگر وہ ماضی کے سلسلے میں ضروری وضاحتوں کے ساتھ ساتھ آئندہ کے لیے اپنے تعمیری پروگراموں کی تفصیل سامنے لائیں تو ان پر سنجیدگی سے نظر ڈالنا ہی معقول بات ہوگی۔

مذہبی آزادی اور آر ایس ایس کے نظریہ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے امیر جماعت نے فرمایا کہ کچھ مقامات پر آر ایس ایس کے بعض ذمہ داروں اور کارکنوں سے افراد جماعت کی اس مسئلہ پر بھی گفتگو ہوئی تھی کہ ہندوستان جو مختلف اکائیوں کا گہوارہ ہے، یہاں شہریوں کا یہ بنیادی حق ہے کہ انہیں اپنی پسند کے مذہب پر قائم رہنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی آزادی ہو۔ مولانا نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بھی ایسا نظریہ درست نہ ہوگا جو شہریوں کے اس بنیادی حق کو چھین لیتا یا اس پر ناروا پابندیاں لگاتا ہو۔ ملک کی ہر جماعت کو خواہ وہ سیاسی ہو یا سماجی ہو یا مذہبی اسے خوش دلی کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ مذہب کی تبدیلی بھی ملک کے شہریوں کا حق ہے جس پر کسی پابندی کو روا نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

مولانا نے اس سلسلے میں مزید فرمایا کہ جو کتابیں اور دوسری تحریریں وغیرہ فرقہ وارانہ فضا کو ناخوشگوار بنانے میں مدد دیتی ہیں ان کا معاملہ بھی یقیناً قابل توجہ ہے۔ امیر جماعت نے اس طرح کی کتابوں وغیرہ کے جائزے کی ضرورت سے اتفاق کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ باہمی منافرت پھیلانے والی روایتوں سے ہمیشہ ذہنوں پر خراب اثر پڑتا ہے اور اس سے کبھی بھی کسی تعمیری مقصد کے حاصل ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اس ضمن میں مولانا نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ عین ممکن ہے کہ آر ایس ایس کے ذمہ دار اس جائزے کی ضرورت پر غور کرنے لگے ہوں۔ بہر صورت فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا کو خوشگوار بنانے کے لیے ناگزیر ہے کہ اس طرح کی روایتوں کے بیان کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے اور جہاں اس طرح کی چیزیں پہلے سے موجود ہوں انہیں پہلی فرصت میں خارج کر دیا جائے۔ سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے امیر جماعت نے اس موقع پر مملکت کے رول کا بھی ذکر کیا اور یاد دلایا کہ ملک کی مختلف ملتیں اپنے اپنے معتقدات اور شعائر کو عزیز رکھتی ہیں اور یہ بات صرف ہمارے مُلک کے لیے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ جابر اشتراکی ریاستوں کے علاوہ ہر جگہ دنیا کا یہ تسلیم شدہ اُصول ہے کہ تمام مذاہب اور ان کے پیروؤں کو یکساں آزادی حاصل رہے ریاست کو اُن کے درمیان عدم تفریق کی پالیسی پر کاربند رہنا چاہیئے اور سرکاری تقریبات کے موقعوں پر اور نشر و اشاعت کے ذرائع کے استعمال میں بھی اسے ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

گفتگو کے سیاق میں امیر جماعت نے جواب میں فرمایا کہ لازمی امر ہے کہ مملکت مذہبی اقلیتوں کے پرسنل لا کو منسوخ کرنے اور یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کا ارادہ نہ کرے۔ اس کی طرف سے کسی قسم کی مداخلت کی کوشش نہ ہو۔ مولانا نے کہا کہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر اور ان کی تمام جماعتیں مختلف اوقات میں اپنے مشترکہ پلیٹ فارم سے متفقہ طور پر قرار دادیں منظور کرتی رہی ہیں کہ ان کے پرسنل لا میں کسی قسم کی مداخلت نادرست اور ناقابلِ برداشت ہے۔ اس موقع پر امیر جماعت نے آر ایس ایس کے سابق رہنما گروگولوالکر کے اس اظہار خیال کا ذکر کیا اور سراہا جس میں گروجی نے کہا تھا کہ مسلمانوں کو اپنے پرسنل لا کو محفوظ رکھنے کا پورا حق ہے۔ مولانا نے توقع ظاہر کی کہ آر ایس ایس کے لوگ اور گروجی سے عقیدت رکھنے والے دوسرے افراد خاص طور سے اس نئی فضا میں عدل و حکمت پر مبنی ان کی اس بات کو خوش دلی سے قبول کریں گے۔ مولانا محمد یوسف صاحب نے موثر انداز میں کہا کہ اسلام کی دعوت ایک اصولی دعوت ہے جس کے تمام بنی نوع انسان مخاطب ہیں اور امت مسلمہ درحقیقت اسی دعوت کی امین ہے۔ جماعت اسلامی کی کوشش ہے کہ امت عملاً اسی دعوت کی علمبردار اور اس کا ایک اچھا نمونہ بن کر رہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داری اس کو خود بخود داعی کے مقام پر لا کھڑا کر دیتی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے مسلمانوں کے

بنیادی حق کے طور پر خوش دلی سے قبول کیا جانا چاہیئے نہ کہ سیاسی مصالح اور حالات کے دباؤ کے تحت۔
آر ایس ایس کے ایک مقامی لیڈر کے اس اعتراض کی طرف کہ مسلمان عرب اور ایران کی طرف دیکھتے ہیں جب
امیر جماعت کو توجہ دلائی گئی تو انہوں نے برجستہ کہا کہ یہ ایک بہت پرانا ذہن ہے جس کی اصلاح کیجانب
خود آر ایس ایس کو توجہ کرنی چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ مسلمانانِ ہند کا ایران و عرب اور ساری دنیا کے مسلمانوں سے
ایک دینی اور برادرانہ رشتہ ہے بالکل اسی طرح اگر ہندستان کے ہندو بھائی نیپال اور مارشیس کے ہندوؤں
سے دھرم کے رشتہ کی بنیاد پر بھائی چارہ کا تعلق رکھیں تو یہ ایک قدرتی اور پسندیدہ بات ہے۔ یہ رشتے
اگر حق و صداقت کی بنیاد پر قائم ہوں تو اپنے ملک بلکہ درحقیقت ساری انسانی برادری کے حق میں موجب
فلاح ثابت ہوں گے اور جہاں تک اسلام کا معاملہ ہے ان رشتوں کے سلسلے میں اس کی یہی ہدایت ہے
کہ اصولی بنیاد پر قائم رکھے جائیں۔

سماج کی تعمیر نو کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے مولانا نے جماعت کے پروگرام کا مختصر تعارف کرایا
جس میں افراد کے اخلاق و کردار کی تعمیر اور ان میں جذباتی ہم آہنگی پیدا کرنے کو بنیادی اہمیت گئی ہے
محلوں اور بستیوں کی ہمہ جہتی اصلاح اور رفاہ عام کے مختلف کاموں میں دوسرے افراد اور جماعتوں سے
تعاون کی خواہش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں امیر جماعت نے بڑی وضاحت کے ساتھ پروگرام کے اس پہلو
کی طرف بھی توجہ دلائی کہ جماعت خود بھی تعمیری اور اچھے کاموں میں دوسرے اداروں اور جماعتوں کے ساتھ
تعاون کرنے کی خواہش مند رہی ہے اور دوسری جماعتوں کی طرح آر ایس ایس والوں کے ساتھ بھی تعاون
کا دروازہ کھلا ہے۔ اس موقع پر ایک ضمنی سوال کے جواب میں مولانا نے وضاحت فرمائی کہ کسی کا انفرادی
یا جماعتی حیثیت سے کسی اچھے کام میں دوسروں کے ساتھ تعاون کرنا یا تعاون حاصل کرنا ایک چیز ہے
اور کسی دوسرے نظریہ کی حامل جماعت کا پیرو بننا بالکل دوسری چیز۔ اپنے نظریہ کو چھوڑے بغیر کسی دوسرے
نظریہ کی پیروی کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی یہ خیال خام رکھتا ہو تو یہ کوئی مستحسن بات نہیں ہے۔
مولانا نے کہا کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ایک دینی اور اصولی امت ہونے کی حیثیت سے انہیں
بھی ان دونوں صورتوں کا فرق نگاہ میں رکھنا چاہیئے اور ساتھ ہی یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ

اگر وہ اپنے داعیانہ مقام کو فراموش کر دیں گے تو چار و ناچار یہی صورت اختیار کرنی پڑے گی کہ وہ داعی گروہ بننے کے بجائے مختلف دعوتوں کے مخاطب ہو کر رہ جائیں گے۔

گفتگو کے آخر میں مولانا نے موجودہ خوشگوار فرقہ وارانہ فضا کا پھر ذکر کیا اور ساتھ ہی لوگوں کو اسے مستحکم بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے خاص طور پر مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ وہ اپنے حسن عمل، بلندی کردار اور حقیقی جذبۂ خدمت سے اہل ملک کے دلوں میں اپنا صحیح مقام پیدا کریں، کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو آگے چل کر دعوتِ حق کے لیے بھی کشش کا باعث بن سکے گی۔

الیکشن کا مسئلہ

ریاستی اسمبلیوں کے متوقع انتخابات اور ان کے سلسلے میں جماعت کا رول کا مسئلہ زیر غور آیا۔ ارکان جماعت کو جو سرکلر بھیجا گیا تھا ان کے جوابات ارکان شوریٰ کے مطالعہ کے لیے رکھ دیئے گئے تھے اور الیکشن میں شرکت کے حق میں اور مخالفت میں جو دلائل تھے ان کا خلاصہ بھی جوابات پڑھ کر مرتب کر دیا گیا تھا اور ارکان شوریٰ کو فراہم کر دیا گیا تھا۔ یہ دلائل مجلس شوریٰ میں پڑھے گئے اور ان پر غور کیا گیا۔ ارکان کے جو جوابات موصول ہوئے تھے ان کی بہت بڑی اکثریت الیکشن میں حصہ لینے کے حق میں تھی۔ اگرچہ ان میں اس بات میں اختلاف تھا کہ الیکشن میں حصہ لینے کی شکل کیا ہو۔

اس نشست کا افتتاح کرتے ہوئے محترم امیر جماعت نے صورت حال واضح فرمائی پھر اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے تبادلۂ خیال اور غور و خوض ہوا۔ ایک رائے یہ تھی کہ پورے الیکشن کے مسئلے پر اسی شوریٰ میں غور کیا جائے لیکن اس سے اتفاق نہیں کیا گیا۔ یہ بات سامنے آئی کہ اس پورے مسئلہ پر ارکان نمائندگان کے اس اجلاس میں غور ہوگا جو طے شدہ ہے اور جو ایمرجنسی نافذ ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکا تھا اور ان شاء اللہ مستقبل قریب میں اس کے ہونے کی توقع ہے۔ اس لیے اس شوریٰ میں صرف جون ۷۷ء میں ہونے والے ریاستی اسمبلیوں کے انتخاب کی حد تک غور و فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ درج ذیل تجویز پر غور و خوض کے بعد رائے لی گئی۔

" جون ۷۷ء میں ہونے والے ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کی حد تک ارکان جماعت پر سے

ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹالی جائے لیکن ارکان جماعت اپنا ووٹ استعمال کرنے میں ان شرائط و حدود کے پابند ہوں گے جن کو جماعت اس سلسلے میں وضع کرے گی۔"

اس پر رائے لی گئی جس کے نتیجہ میں دستور جماعت کی دفعہ ۳۹ (ج) کی رُو سے یہ معاملہ اختلافی قرار پایا جسے مجلس نمائندگان میں غور و فیصلہ کے لیے پیش ہونا تھا کوشش کی گئی کہ ایسی کوئی شکل نکل آئے کہ فیصلہ شوریٰ میں ہو جائے اور ریاستی انتخابات سے پہلے جلد ہی نمائندگان کا اجلاس بلانا نہ پڑے لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

بالآخر طے پایا کہ مجلس نمائندگان کا ہنگامی اجلاس ۲۰ مئی ۷۷ء کو بلایا جائے اور بعد نماز جمعہ ۳ بجے سہ پہر شروع ہو کر ۲۳ مئی تک جاری رہے۔

اسٹوڈنٹ اسلامک مومنٹ آف انڈیا

جناب احمد اللہ صدیقی صاحب کا خط طلبہ کی نو تشکیل تنظیم کے سلسلے میں زیر بحث آیا۔ اس خط میں انہوں نے درخواست کی تھی کہ جماعت اسلامی ہند طلبہ کی اس تنظیم کے ساتھ تعاون کرے خط کے ساتھ تنظیم کے دستور کا مسودہ بھی منسلک تھا۔ طے ہوا کہ طلبہ کی اس تنظیم کے ساتھ اخلاقی تعاون کیا جانا چاہیئے۔

ایمرجنسی کے دوران جماعت کی موافقت اور مخالفت میں تحریریں

ارکان شوریٰ کا یہ مشورہ سامنے آیا کہ ایمرجنسی کے دوران جماعت کے حق میں اور اس کے مخالف جو تحریریں شائع ہوئی ہیں انہیں ریکارڈ کے طور پر اکٹھا اور محفوظ کیا جائے۔

مجوزہ مسلم کنونشن

جولائی ۷۷ء کے اوائل میں منعقد ہونے والے مسلم کنونشن کا مسئلہ بھی زیر غور آیا اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا گیا اور طے کیا گیا کہ کنونشن کے ساتھ تعاون کیا جائے اور اس کے موضوعات میں ملی مسائل کے ساتھ ملکی مسائل بھی شامل کیا جائے اور یہ بات بھی کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کیسے دُور کیے جائیں اور

ہندوستان کے مختلف فرقوں کے درمیان موجودہ خوشگوار فضا کو اور بہتر کیسے بنایا جائے۔

ان کے علاوہ کچھ دوسرے تنظیمی امور و مسائل بھی زیر غور آئے اور ان کے سلسلے میں مناسب مشورے دیئے گئے۔

ملکی، ملّی اور بین الاقوامی مسائل پر اظہار خیال اور گفتگو کے بعد درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

(۱) ملکی مسائل اور مسلمانوں کا رول (۲) ملی مسائل اور ہماری ذمّہ داریاں

(۳) محروم انسانوں سے اظہار ہمدردی

بجٹ

آخر میں اپریل ۷۷ء تا مارچ ۷۸ء کا سالانہ بجٹ منظور کیا گیا جس میں ۳۶،۸۳۷.۹۰ کا خسارہ تھا۔ طے ہوا کہ یہ خسارہ متوسلین جماعت کی اعانتوں اور قرض سے پورا کیا جائے۔ اس کے بعد دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت

قرار دادیں

ملکی مسائل اور مسلمانوں کا رول

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے اپنے حالیہ اجلاس میں ملکی مسائل میں مسلمانوں کے رول سے متعلق جو قرار داد منظور کی ہے۔ اس کا متن ذیل میں دیا جارہا ہے۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس اس امر پر اظہار اطمینان کرتا ہے کہ شہری حقوق کی بحالی اور جمہوریت کے استحکام کا وہ عمل مسلسل جاری ہے جس کا آغاز حالیہ جنرل الیکشن اور ان کے نتائج کی صورت میں ہوا ہے۔ مجلس شوریٰ امید کرتی ہے کہ جنتا پارٹی اس عمل کو تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گی۔ ساتھ ہی مجلس اس حقیقت سے بھی آگاہ کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ جمہوریت کے استحکام کے لیے صرف دستوری و قانونی اقدامات کافی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیمی نظام اور نشر و اشاعت کے وسائل کے ذریعے اس نقطہ نگاہ اور ان اخلاقی قدروں کو راسخ کرنے کی پوری کوشش کی جائے جن سے جمہوری طرزِ عمل مستحکم ہوتا ہے اور حکومت ان طریقوں سے مجتنب رہے جو اس نقطہ نگاہ اور ان قدروں سے میل نہ کھاتے ہوں۔

مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ حقیقی جمہوریت اسی وقت جڑ پکڑ سکتی ہے جب سماج کے افراد انانیت و خود پسندی سے اور فکر و فہم کے بارے میں اپنی اجارہ داری کے ان مہلک تصورات سے پاک ہوں جن میں خصوصیت سے اقتدار پانے کے بعد انسانی ذہن مبتلا ہو جاتا ہے جب لوگوں میں عجز و انکسار ہو جب یہ احساس ہو کہ دوسرے اشخاص کی طرح ہم بھی علم و فکر کے اعتبار سے ناقص ہیں اس لیے دوسرے انسانوں کے مشوروں اور ان کے تعاون کے محتاج ہیں۔ دوسرے انسانوں کے وہی حقوق ہیں جو ہمارے ہیں اور دوسرے انسانوں کی طرح ہم پر بھی فرائض عائد ہوتے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی دعوت کے دو بنیادی نکات، خدا کی بندگی اور اس کے سامنے جواب دہی اور وحدت آدم، جمہوریت کے لیے صحیح بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ سب انسان خدا کے بندے ہیں اور سب

کو خدا کا بندہ بن کر رہنا چاہیئے۔ یہ عقیدہ انسان کو کبر و نخوت، انانیت و خود پرستی سے اور اپنے علم و فکر کے کامل و بے خطا ہونے کے زعم سے محفوظ رکھتا ہے۔ بزرگی خدا کو زیبا ہے مقتدر اعلیٰ صرف وہ ہے۔ اس کا علم کامل اور اس کی دانش بے خطا ہے۔ اس کے سب بندے اس کے محتاج اور سب علم و فکر کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ اسی طرح وحدت آدم کا تصور انسانوں میں مساوات تعاون اور باہمی مشورے کے تصورات کو جنم دیتا ہے۔

مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ سیاسی زندگی میں جمہوریت کا قیام اسی وقت ممکن ہے جب سماجی زندگی میں عدل و مساوات اور معاشی زندگی میں باہم تعاون اور کفالت کے طریقے اختیار کیے جائیں۔ ظلم و نابرابری تفریق و امتیازی سلوک، حریفانہ کش مکش اور استحصال پر مبنی سماج جس میں آبادی کا بڑا حصہ غربت چھوت چھات، پس ماندگی اور جہالت کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے جمہوریت کے ڈھانچے کو اپنا بھی لے تو اس کی روح سے محروم رہے گا، خدا پرستی اور اس سے پیدا ہونے والے اخلاقی اقدار کے فروغ کے ذریعہ ہی ہم ان جمہوریت دشمن بلاؤں سے نجات پا سکتے ہیں۔

مجلس شوریٰ اس بات پر اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ جنتا پارٹی نے اپنے منشور میں مساویانہ عادلانہ اور ترقی پذیر معاشرے کی تعمیر کا ارادہ اور جنتا گورنمنٹ نے اس کی تحصیل کا عزم ظاہر کیا ہے اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ حکومت اجارہ داری اور دوسرے غیر عادلانہ طریقوں سے اجتناب کا واضح اعلان کرے اور عدل و مساوات پیدا کرنے اور قیمتوں میں اضافہ کو روکنے کے لیے ٹھوس اقدامات کرے اور ان بے بنیاد شبہات کو دور کرے کہ نئی حکومت اس بارے میں کسی تذبذب کا شکار ہے۔

ایک جمہوری، عادلانہ اور ترقی پذیر سماج کی تعمیر کے لیے نظم و ضبط اور امن و سکون کی خوشگوار فضا درکار ہے۔ گزشتہ دنوں مزدوروں اور طالب علموں میں جو بے چینی پیدا ہوئی اور اس کے نتیجے میں بدنظمی اور لاقانونیت کے جو مظاہرے ہوئے مجلس کو ان کے بارے میں تشویش ہے۔ ہم اہل ملک بالخصوص طالب علموں اور مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر قیمت پر نظم و ضبط کو بحال رکھیں اور اپنی بجا شکایات کے سلسلے میں صبر و ضبط سے کام لیں۔ دوسری طرف ہم حکومت کو متوجہ کرتے ہیں

کہ وہ مختلف طبقوں اور گروہوں کی حقیقی اور جائز شکایات کا بروقت تدارک کرے اور سابق حکومت کی اس غلط روش کا اعادہ نہ کرے کہ جب تک کوئی گروہ اجتماعی مظاہروں اور توڑ پھوڑ کی شکل اختیار نہ کرے، ارباب حکومت اس کے جائز مطالبات پر غور کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

مجلس اس بات پر خدا کا شکر ادا کرتی ہے کہ ملک میں اس وقت مختلف فرقوں کے درمیان تعلقات خوشگوار ہیں اور ان میں ایک دوسرے کے قریب آنے کا داعیہ پایا جاتا ہے۔ سب کی کوشش ہونی چاہیئے کہ یہ فضا قائم رہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ اس کو خراب کرنے والی معمولی سے معمولی بات سے بھی اجتناب کیا جائے اور اگر کوئی فرقہ وارانہ بات ہوتی نظر آئے تو اسے شروع ہی میں روک دیا جائے اور ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کو راہ نہ دی جائے۔ ماضی کی شکایات اور تجربات نہ اُچھالا جائے اور اگر کسی حادثہ یا غلط فہمی کی بنیاد پر جذبات میں ہیجان پیدا ہوجائے تو اس فضا کو برقرار رکھنے کے عظیم مقصد کی خاطر صبر سے کام لیا جائے۔ یہ کام زیادہ تر سماجی تحریکوں کے کرنے کا ہے لیکن حکومت کو بھی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں بروقت ادا کرنی چاہئیں۔ افواہوں کی روک تھام اور ان کی تردید، شرارت پسند عناصر کی بروقت سرزنش کے ساتھ نظم ونسق کے ذمہ دار افسران کی جانب سے فرض شناسی اور چستی کا مظاہرہ وقت کا اولین تقاضا ہے۔

مجلس اس بات پر اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ حکومت نے اقلیتی کمیشن اور زیادتیوں وغیرہ کی تحقیقات کے لیے تین کمیشن مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مجلس چاہتی ہے کہ یہ کمیشن اپنے کام جلد از جلد شروع کریں اور مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان کمیشنوں سے بھرپور تعاون کریں۔

جماعت اسلامی ہند نے ملکی تعمیر کے سلسلے میں ایک جامع پروگرام اختیار کر رکھا ہے جس کو زیر عمل لانے کے سلسلے میں وہ تمام اہل ملک سے تعاون کی درخواست کرتی ہے اور ساتھ ہی وہ تمام جماعتوں، سماجی کارکنوں اور خود حکومت کو ان تمام کاموں میں تعاون کی پیش کش کرتی ہے جو اعلیٰ اقدار حیات کی ترویج اور ایک عادلانہ، صالح اور ترقی پذیر سماج کی تعمیر کے لیے کیے جارہے ہوں۔

جماعت اسلامی معروف معنی میں سیاسی جماعت نہیں ہے جس کا مرکز سیاست ہو۔ وہ اصلاً ایک دینی جماعت ہے جس کا مرکز توجہ عقیدہ و کردار، اخلاقی قدروں کی بنیاد پر صالح معاشرہ کی تعمیر اور اس ضمن میں تعلیم و تربیت، اصلاح معاشرہ، رفاہی امور اور خدمت خلق کے کام ہیں لیکن جماعت ان کاموں کے ساتھ سیاسی امور میں بھی صحیح رہنمائی فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ان تمام کوششوں میں اس کا دائرہ کار پورا ملک اور اس کے مخاطب سب اہل ملک ہیں وہ اس بات کے لیے بھی کوشاں رہی ہے کہ پوری مسلمان ملّت یہی کردار ادا کرے اور ملکی تعمیر کے کام میں تمام اہل ملک کے ساتھ شریک ہو۔ اہل ملک اور ملّت کی سیاسی اور سماجی تنظیموں کی طرف سے سرگرم تعاون جماعت کی مخلصانہ کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ناگزیر ہے اور مجلس شوریٰ امید کرتی ہے کہ بدلی ہوئی فضا میں اسے یہ تعاون زیادہ سے زیادہ حاصل ہوگا۔

ملّی مسائل اور ہماری ذمّہ داریاں

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند مسلمانوں کو یاد دلاتی رہی ہے کہ وہ اسلام کے داعی و امین ہیں اور اللہ کی رضامندی کے لیے دین کی دعوت و اقامت ان کا مقصدِ وجود ہے اس حیثیت سے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہندوستان میں اسلام کی دعوت کو عام کریں اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ملک اور اہل ملک کے مسائل کو حل کرنے میں اہم رول ادا کریں جس کے سلسلے میں وہ اب تک کوتاہی برتتے جا رہے ہیں لیکن مجلس کو بھی اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ وہ اپنے اس فریضہ کو ادا کرنے میں اس لیے بھی کوتاہ ثابت ہوئے ہیں کہ آزادی کے بعد ہی سے وہ چند پیچیدہ اور پریشان کن مسائل میں الجھا دیئے گئے جو تیس سال گذرنے کے بعد آج بھی انہیں پریشان کیے ہوئے ہیں۔ جان و مال اور آبرو کا تحفظ، مسلم پرسنل لا، اوقاف، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اردو اور مسلمانوں کے مخصوص سماجی و معاشی حالات، یہ وہ اہم مسائل ہیں جن میں سابق حکومت نے مسلمانوں کو بری طرح الجھائے رکھا مسلمانوں کی توانائیوں کا بڑا حصّہ ان کے حل کرنے میں صرف ہوتا رہا اور وہ اس قابل نہ رہے

اپنی تعداد، اپنی صلاحیتوں اور اپنے ملّی مقام کے شایانِ شان مُلک میں اہم رول ادا کر سکتے۔ مجلس چاہتی ہے کہ یہ صُورتِ حال جلد سے جلد ختم ہو۔ موجودہ حکومت اس مسئلے میں اپنی ذمہ داریاں محسوس کرے اور سابق حکومت کی طرح ان مسائل کو اُلجھا کر اس اعتماد کو زائل کرنے کی خطرناک غلطی نہ کرے جس کا اظہار مسلمانوں نے جنتا حکومت اور پارٹی کے ساتھ کیا۔ خدا کے فضل سے اس وقت مُلک میں فرقہ وارانہ فضا خوشگوار ہے۔ ایسی صُورت میں ہندوستانی سماج اور حکومت دونوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ خود غرض عناصر ایسے پست مقاصد کے لیے اس فضا کو ناخوشگوار نہ بنا دیں۔ فرقہ وارانہ فضا کی خوشگواری کو ترقی دینے، امن و امان کی صُورتِ حال کو بہتر بنانے اور فرقہ وارانہ کش مکش کو پہلے ہی مرحلے میں سختی سے دبا دینے اور اس کے اسباب کے بروقت ازالے سے فرقہ وارانہ فسادات کو رونما ہونے سے روکا جا سکے گا لیکن اس کے باوجود اگر کہیں فساد رونما ہو ہی جائے تو متعلقہ حکام کو فوراً معطل کر کے اس فتنہ پر قابو پایا جانا چاہیئے اور سابق حکومت کی اس غلطی کا اعادہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اس نے متعلقہ حکام کو معطل کرنے کی ضرورت اور اس کے ارادے کا بار بار اعلان تو کیا مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

مُسلم پرسنل لا کے بارے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مسلمان اس میں حکومت کی مداخلت کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مسلم پرسنل لا ان کی شریعت کا ایک ناگزیر جزو ہے جسے ختم کرنے یا بدل دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا اس میں شک نہیں کہ موجودہ اینگلو انڈین لا شریعت اسلامی کی صحیح ترجمانی کے پہلو سے ناقص ہے اور حالات کا تقاضا ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں اس کے بعض اجزا پر نظر ثانی کی جائے۔ مگر یہ کام مسلمانوں کے معتمد اہلِ علم کے کرنے کا ہے نہ کہ حکومت کا یا دین بیزار نام نہاد مسلمانوں کا بہرحال حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو ضمانت ملنی چاہیئے کہ وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ مسلم پرسنل لا میں مداخلت نہیں کرے گی اور یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

اوقاف کا معاملہ بہت ابتر ہے کروڑوں روپے کی جائیداد ضائع ہو رہی ہے اس لیے

ضروری ہے کہ اوقاف کے نظم کو بہتر بنایا جائے پھر اس کی نگرانی بھی ہونی چاہیئے، ان کی آمدنی صحیح مدات پر صرف ہو اور وہ مسلمانوں کی دینی تعلیمی ترقی کے کام آئے اوقاف کی جن املاک پر ناجائز قبضے افراد یا خود سابق حکومت نے کر رکھے ہیں ان کی واگذاری عمل میں لائی جائے۔ اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اوقاف کو انکم ٹیکس اور دیگر ٹیکسوں سے مستثنیٰ کیا جائے۔

مُسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا مسئلہ بالکل صاف ہے، اس کا مخصوص اقلیتی و اسلامی کردار بحال ہونا چاہیئے۔ رائج الوقت مسلم یونیورسٹی ایکٹ جو مسلمانوں اور مُلک کے دوسرے اہل الرائے اصحاب کے علی الرغم غیر جمہوری طریقے سے پاس کیا گیا تھا منسوخ کیا جائے اور ایک نیا ایکٹ پاس کیا جائے جس میں اس تاریخی حقیقت کے اعتراف کے ساتھ کہ مُسلم یونیورسٹی مسلمانوں نے قائم کی تھی اس امر کی وضاحت ہو کہ وہ خاص طور سے مسلمانوں کے ثقافتی اور تعلیمی مفادات کو فروغ دینے کی کوشش کرے گی۔ یونیورسٹی کے ضوابط میں کورٹ کو اعلیٰ ترین با اختیار ہیئت کا مقام دیا جائے۔ وائس چانسلر کے تقرر کا ایسا طریقہ ہو کہ ایگزیکیٹو کونسل کے تجویز کیے ہوئے افراد میں سے اس کا انتخاب ہوا کرے۔ اس سلسلے میں ان سفارشات کو سامنے رکھا جائے جو ۱۹۷۵ء میں طلبہ، اساتذہ اور قومی کارکنوں پر مشتمل ایک بڑی مجلس نے مرتب کی تھیں اور یونیورسٹی کی ایگزیکیٹو کونسل نے انہیں منظور کر کے اپنی سفارش کے طور پر حکومت کے سامنے پیش کر دیا تھا۔

اُردو کا مسئلہ اگرچہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے تمام اُردو بولنے والوں کا ہے جن میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی بھی خاصی بڑی تعداد شامل ہے لیکن مسلمانوں کو اس مسئلہ سے خصوصی لگاؤ ہے مجلس شوریٰ کو توقع ہے کہ جنتا حکومت مسلمانوں اور اُردو بولنے والے دوسرے تمام باشندگان مُلک کے ساتھ انصاف کرے گی۔ اور بہار، یوپی، پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش، راجستھان اور مدھیہ پردیش میں اسے دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے کر تعلیم گاہوں، دفاتر اور عدالتوں میں اُسے رائج کرے گی۔

ملازمت، تجارت، صنعت اور تعلیم کے مختلف میدانوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک روا رکھا جاتا رہا ہے اس کے نتیجہ میں دس کروڑ کی آبادی پسماندگی کا شکار ہو کر رہ گئی ہے اسے فوراً ختم کیا جائے یہ صُورتِ حال نہ صرف مسلمانوں کے لیے تباہ کن ہے بلکہ مُلک کی تصویر کو خراب کر دینے والی

ہے اور معاشی و سماجی عدل اور سیکولرزم کے ان اصولوں کے خلاف بھی ہے جو ہماری ریاست کی بنیاد ہیں۔
مجلس شوریٰ مسلمانان ہند پر زور دینا چاہتی ہے کہ وہ خوف اور احساس کمتری کو اپنے دلوں سے یکسر نکال دیں ۔ اور اللہ کے بھروسہ پر اپنی اور ملک کی تعمیر کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ محنت اور مسلسل جدوجہد کے ذریعہ اپنے مسائل کو حل کریں۔ پورے عزم اور ولولہ کے ساتھ زندگی کے میدانوں میں آگے بڑھیں دیانت وامانت اور اخلاق وکردار کا نمونہ بنیں۔ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں اور متحد و منظم ہو کر اللہ کے دین کی دعوت اور اقامتِ دین کے مقدس کام میں لگ جائیں کہ اسی میں اللہ کی رضا ہے اور یہی ان کے لیے دنیا کی کامرانی اور آخرت کی فلاح اور نجات کی واحد شاہ راہ ہے۔ اللہ انہیں اور ہمیں اس کی توفیق دے (آمین)

دنیا کے محروم انسانوں سے اظہار ہمدردی

اس وقت افریقہ فلسطین اور فلپائن میں جو حالات پائے جا رہے ہیں جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اس پر غور کیا۔ وہاں کے باشندے اپنی حریت کے حصول اور جمہوریت کی بحالی کے لیے جو مساعی کر رہے ہیں اس کو سراہتے ہوئے مجلس شوریٰ نے ہندستانی عوام اور حکومت سے توقع ظاہر کی کہ وہ پہلے کی طرح حریت و جمہوریت کی طاقتوں کو اپنا تعاون دیتے رہیں گے۔ ہندوستان نے ہمیشہ محروم باشندوں کو ان کے حقوق دلانے اور نسلی امتیازات اور نو آبادیاتی نظام کو ختم کرنے میں موثر رول ادا کیا ہے ۔

ہم افریقہ اور فلپائن کے ستائے ہوئے لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ دنیا کے سب انصاف پسند اور حریت نواز عوام ان کی جدوجہد آزادی اور بحالی حقوق کے مساعی میں ان کے ساتھ ہیں ۔

مرکزی مجلس شوریٰ اس امر پر بھی اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ فلسطین کے مظلوم باشندوں نے اپنی بے پناہ قربانیوں سے استعماری طاقتوں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ان کی کسی آزاد ریاست کے تصور کو تسلیم کریں تاہم ابھی صہیونیت اور استعماریت نیز دوسری خود غرض قوتوں کے چنگل سے یہ پوری طرح نہیں

نکل سکا ہے۔ مجلس شوریٰ کو اُمید ہے کہ فلسطینی عوام اپنی حریت کے اصول کی جدوجہد اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک وہ فلسطین اور غصب شدہ علاقوں کے ایک ایک چپہ کو واپس نہ لے لیں اور ان کو اس کاز میں دنیا بھر کے انصاف پسند عوام کا تعاون حاصل رہے گا۔

ادھر تقریباً دو ماہ سے پاکستان میں جو دھماکہ خیز صورت حال ہے اس سے نہ صرف عالم اسلام بلکہ ساری دنیا کو تشویش ہے پڑوسی ملک ہونے کے ناطے ہمیں کچھ زیادہ ہی تشویش ہے۔ ہندوستان میں اس زمانے میں پُرامن انتخابات کے ذریعہ حکومت بدل گئی اور آمریت کے خاتمے اور جمہوریت اور آزادی کی بحالی کی مہم کامیابی کے ساتھ سر ہوئی مگر پاکستان میں مسٹر بھٹو اور ان کی پارٹی کے وسیع پیمانے پر دھاندلیوں کے نتیجے میں صورت حال خراب ہو گئی وہاں کی تمام مخالف پارٹیاں متحد ہو کر حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئیں اور عوام نے انہیں بھرپور تعاون دیا اور عوام کے مابین یہ تصادم دو ماہ سے جاری ہے شدید جانی و مالی نقصان ہو چکے ہیں مختلف علاقوں میں مارشل لا نافذ ہے عوام کی آزادیاں ختم کر دی گئی ہیں پریس پر سنسرشپ نافذ ہے جو ملک اسلام کے نام پر لیا گیا تھا اور جسے اسلام اور جمہوریت کا گہوارہ بننا تھا وہاں کی حکومت اسلام اور جمہوریت کے علم برداروں کو کچلنے پر تُلی ہوئی ہے۔ متعدد عرب ملکوں کے نمائندے حالات کو سُلجھانے کے لیے اپنی بہترین کوشش صرف کر چکے ہیں مگر ابھی تک کوئی حل نہیں نکل سکا ہے۔ مجلسِ شوریٰ اس پوری صورت حال کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہماری ہمدردیاں فطری طور سے اسلام اور جمہوریت کے علم برداروں کے ساتھ ہیں اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک میں صورت حال جلد معمول پر آئے اور اسلام اور جمہوریت کے علمبرداروں کو کامیابی نصیب ہو۔

ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۲ تا ۲۳ مئی ۷۷ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کی ہنگامی چار نشستیں نمائندگان کے ہنگامی اجلاس کے دوران وقفوں میں زیر صدارت محترم امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب مرکز جماعت دہلی میں منعقد ہوئیں۔ درج ذیل ارکان مجلس نے شرکت کی۔

۱۔	جناب محمد عبد العزیز صاحب	ٹمل ناڈو
۲۔	" محمد عبد الفتاح صاحب	مغربی بنگال
۳۔	" ٹی کے عبد اللہ صاحب	کیرلہ
۴۔	" شمس پیرزادہ صاحب	مہاراشٹر
۵۔	ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب	بہار
۶۔	جناب محمد عبد الحیٔ صاحب	رام پور
۷۔	ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب	علی گڈھ
۸۔	جناب محمد مسلم صاحب	دعوت
۹۔	" محمد شفیع مونس صاحب	اترپردیش

۱۰۔ جناب مولانا سید حامد علی صاحب — مرکز
۱۱۔ مولانا صدرالدین صاحب — ادارہ تصنیف
۱۲۔ جناب سید حامد حسین صاحب — مرکز
۱۳۔ 〃 سراج الحسن صاحب — کرناٹک
۱۴۔ 〃 عروج قادری صاحب — زندگی رامپور
۱۵۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب — مدھیہ پردیش
۱۶۔ افضل حسین

مجلس نمائندگان کے ہنگامی اجلاس مورخہ ۲۲ مئی ۷۷ء میں طے ہوجانے کے بعد کہ جون ۷۷ء میں ہونے والے صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات کی حد تک ارکان جماعت پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹالی جائے لیکن ارکانِ جماعت اپنے ووٹ کا استعمال کرنے میں ان شرائط وحدود کے پابند ہوں گے جن کو جماعت اس سلسلے میں وضع کرے گی۔

ووٹ کے استعمال کے حدود وشرائط

محترم امیر جماعت نے حمد وصلوٰۃ کے بعد اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے حدود وشرائط کے ضمن کے درج ذیل نکات کو بھی سامنے رکھنے کے لیے کہا:۔

ووٹ دیتے وقت اس بات کا لحاظ رہے کہ نمائندہ نہ صرف دستور ہند کی بیالیسویں ترمیم کو کالعدم قرار دینے اور آزادیاں بحال کرانے کی کوشش کرے گا بلکہ چار پانچ سال دوسری قانون سازی میں حصہ لے گا اس لیے رائے دیتے وقت محتاط رہنا چاہیے اور جس کو ہم منتخب کر رہے ہوں اس کے بارے میں اطمینان کرلیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف یا پبلک کو نقصان

پہنچانے والی   قانون سازی میں حصہ نہ لے گا کیونکہ ایسی صورت میں
خود ہم بھی اس وبال میں شریک سمجھے جائیں گے۔

اسی طرح جس کو ووٹ دیا جا رہا ہے اس کے کیرکٹر کو بھی دیکھنا ہوگا اور یہ بھی کہ ایمرجنسی کے دوران اس کا رول کیسا رہا۔ تاکہ غلط افراد ہمارے ووٹ سے منتخب ہو کر نہ آجائیں۔

غور و خوض اور تبادلۂ خیال کے بعد مرکزی مجلس شوریٰ نے جو حدود و شرائط طے کیے وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی اور چہار سالہ پروگرام بابت اپریل ۷۲ء تا مارچ ۷۶ء کے ابتدائی صفحہ پر یہ کہا گیا تھا کہ جماعت اسلامی ہند کا نصب العین اقامت دین ہے۔ وہ بے کم و کاست پورے دین اور باطن سے لے کر ظاہر تک انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو اللہ کی رضا اور اس کی ہدایت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ملک میں کام کر رہی ہے۔

اسلام افراد کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور ان کی اخروی فلاح و نجات کا ضامن ہونے کے ساتھ مکمل اور بہترین نظام حیات بھی ہے۔ وہ انسانی سماج کے تمام پیچیدہ مسائل کو بحسن و خوبی حل کرتا اور بلا امتیاز رنگ و نسل تمام افراد اصناف اور طبقات کے لیے عدل و قسط، خیر و صلاح اور تعمیر و ارتقا کا بہترین سامان فراہم کرتا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کو یقین ہے کہ ہمارا ملک جن مسائل سے دوچار ہے اور ملک کے افراد جس فکری، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی بحران میں مبتلا ہیں اسلام ان کا بہترین اور موزوں حل ہے۔ اسی اسلام کی اقامت کے لیے جماعت اسلامی ہند جدوجہد کر رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند اس مقصد کے حصول کے لیے اخلاقی تعمیری پُرامن جمہوری اور آئینی طریقے اختیار کرتی ہے۔

"جماعت اسلامی ہند نے ابھی تک الیکشن میں حصہ نہیں لیا ہے لیکن آئندہ مناسب وقت پر اپنے اصولوں کے تحت الیکشن میں حصہ لے سکتی ہے۔

اس سلسلے میں جماعت نے اب سے بہت پہلے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ اگر کسی ایسی پارٹی یا گروہ کے برسر اقتدار آجانے کا قوی امکان ہو جو کلیت پسندانہ اور آمرانہ نظام قائم کرنا چاہتا ہو" تو جماعت اسلامی ہند کے ارکان کے لیے اپنے ووٹ کے استعمال کے ذریعے اس خطرے کو دفع کرنے کا موقع ہوگا۔ ہمارے ملک میں ایک ایسی صورت حال مارچ ۷۷ء کے انتخابات میں پیدا ہوگئی تھی۔ مگر افسوس کہ اس جبر وظلم کے نتیجہ میں جس کا شکار دوسرے اہل ملک کے ساتھ جماعت اسلامی ہند بھی ہوئی تھی جماعت پر پابندی لگی ہونے کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ جماعت اسلامی کے ذمہ دار اس بارے میں کوئی فیصلہ کر سکتے اور اس کے ارکان اس فیصلہ کے مطابق سرگرم عمل ہو سکتے۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ جماعت کے متفقین اور متوسلین کی کثیر تعداد نے اپنے طور پر مذکورہ بالا خطرے کو دور کرنے کے لیے اپنی رایوں کا وزن جمہوریت کی بحالی چاہنے والے عناصر کے حق میں ڈالا۔ اب جبکہ جماعت کا نظم بحال ہوا اس نے اس مسئلے پر از سر نو غور کیا اور یہ محسوس کیا گیا کہ الیکشن کے سلسلے میں کوئی مستقل فیصلہ کرنے کا اس وقت دو وجوہ کی بنا پر موقع نہیں ہے۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس اہم مسئلے پر کما حقہ غور و فکر کے لیے جماعت نے اکتوبر ۷۵ء میں عام ارکان جماعت کا ایک اجتماع کرنا طے کیا تھا جو ایمرجینسی اور جماعت پر پابندی کی وجہ سے نہ منعقد کیا جا سکا۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں

کوئی فیصلہ اس اجتماع کے بعد ہی کیا جائے تاکہ جماعت کے زیادہ سے زیادہ افراد کا اعتماد حاصل کیا جا سکے۔

دوسری وجہ وقت کی کمی ہے۔ جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا باقاعدہ اجلاس مئی ۱۹۷۰ء کے دوسرے ہفتہ میں منعقد ہو سکا۔ اس اجلاس میں یہ بات زیرِ غور آئی کہ جمہوریت کی بحالی اور استحکام کے لیے ضروری ہے کہ دستور ہند میں کی گئی بیالیسویں ترمیم منسوخ ہو۔ اور جمہوریت کے استحکام کے لیے دوسرے ضروری قدم اٹھائے جائیں لہٰذا جون ۱۹۷۰ء میں منعقد ہونے والے اسمبلیوں کے انتخاب میں ہمیں اپنے ووٹ استعمال کر کے ان عناصر کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں جن کے ذریعے یہ کام انجام پا سکتے ہوں۔ مجلس شوریٰ میں کوئی فیصلہ نہ ہو سکنے کے سبب پچاسی ارکان پر مشتمل جماعت کی مجلس نمائندگان کا اجلاس طلب کیا گیا جس نے ۲۲ر مئی ۱۹۷۰ء کو کثرت رائے سے فیصلہ کیا کہ جون ۱۹۷۰ء میں ہونے والے صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات کی حد تک ارکان جماعت پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹالی جائے لیکن ارکان جماعت اپنے ووٹ کا استعمال کرنے میں ان شرائط و حدود کے پابند ہوں گے جن کو جماعت اس سلسلے میں وضع کرے گی۔" یہ فیصلہ ایسے وقت ہو سکا جبکہ مختلف پارٹیوں نے اپنے اپنے امیدواروں کا انتخاب کر لیا تھا۔ اور جماعت کے لیے عملی سوال صرف یہی ہو سکتا تھا کہ اس کے افراد اپنے ووٹ کا استعمال کن اصولوں اور پالیسیوں کی حامل جماعتوں اور کیسے امیدواروں کے حق میں کریں۔ چنانچہ مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۳ر مئی ۱۹۷۰ء کے اجلاس میں حسب ذیل رہنمائی فراہم کی گئی:

"اس وقت ملک میں اوّلین اہمیت جمہوریت اور شہری حقوق اور اس کی بحالی اور استحکام کے اس عمل کی تکمیل کو حاصل ہے جس کا آغاز حالیہ جنرل الیکشن کے

نتائج سے ہوا تھا۔ اس سلسلے میں دستورِ ہند میں بیالیسویں ترمیم کی منسوخی سب سے زیادہ اہم ہے۔ ووٹ کا استعمال ایسی ہی جماعتوں کے امیدواروں کے حق میں کیا جائے جو بیالیسویں ترمیم کو منسوخ کرنے، عدلیہ کی مکمّل آزادی، پریس کی آزادی نیز دیگر ذرائع نشر و اشاعت کو حکومت کی بے جا مداخلت سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دیں۔ جمہوریت کی بحالی اور استحکام کے بعد سب سے اہم کام ملک کو معاشی ترقی کے ساتھ معاشی اور سماجی عدل کا قیام ہے۔ وہی جماعتیں ہمارے ووٹ کے مستحق ہیں جو اس بارے میں واضح پالیسی کا اعلان کر چکی ہوں۔ ماضی میں اقلیتوں بالخصوص مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی پسماندگی دور کرنے کی ضمن میں غیر معمولی کوتاہیاں برتی گئی ہیں۔ آج ہمیں انہیں جماعتوں کی حمایت کرنی چاہیے جو مذہبی اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے مخصوص مسائل کی طرف سنجیدگی سے توجہ اور اس سلسلے میں عملی اقدامات کا ارادہ رکھتی ہوں۔ ہم ایسی جماعتوں کے امیدواروں کو ووٹ نہیں دیں گے جو اعلانیہ یا اپنے عمل کی روشنی میں آمریت اور کلیت پسندی یا شخصیت پرستی کی علمبردار ہوں یا جو اسلام اور مسلمانوں کی معاند ہوں۔

اگرچہ اب پارٹی سسٹم پر مبنی پارلیمنٹری انتخابات میں زیادہ اہمیت پارٹیوں کے منشور اور ان کے موقف کی ہے مگر اس بات کی اہمیت بھی کم نہیں ہے کہ عوامی نمائندے اچھّے اور سچّے انسان ہوں جن کے قول و فعل پر بھروسہ کیا جا سکتا ہو جن سے خیر خواہی اور انسانی خدمت کی توقع ہو اور اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ وہ کرپشن اور سماج دشمن سرگرمیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔" نیز جو ہر شہری کے لیے عقیدہ و مسلک کی آزادی تسلیم کرنے والے اور مذہبی شعائر اور مذہبی پیشواؤں کا استخفاف نہ کرنے والے ہوں ایسے ہی لوگ ہمارے ووٹ کے مستحق ہوں گے۔

ارکان جماعت کو اپنے حلقہ انتخاب کے امیدواروں پر مذکورہ بالا پالیسی اور اوصاف کی روشنی میں نظر ڈال کر باہم مشورے سے اپنے ووٹ کے استعمال کے بارے میں حتی الامکان کسی ایک رائے پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے امرائے حلقہ سے بھی رجوع کر سکتے ہیں۔ امرائے حلقہ کو کوشش کرنی چاہیے کہ جن حلقہ ہائے انتخاب میں ارکان کی تعداد معتد بہ ہو اُن کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ کسی حلقہ انتخاب میں ہمارے ارکان کو کسی بھی امیدوار کی تائید پر شرح صدر حاصل نہ ہو اور وہ عملاً اپنے ووٹ کا استعمال نہ کریں۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ارکان جماعت اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ وہ اپنے ووٹ کو لازماً استعمال کریں۔

نمائندگان کے فیصلے میں توسیع

مرکزی مجلس شوریٰ نے اتفاق رائے سے درج ذیل تجویز منظور کی۔

جون ۷۷ء میں ہونے والے صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات کی حد تک ارکان جماعت پر ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹادینے کی تائید میں اجلاس نمائندگان نے کل ۲۲ر مئی ۷۷ء کو جو فیصلہ کثرت رائے سے کیا ہے اس کو وسعت دی جائے اور اس کا اطلاق ان مجالس قانون ساز کے انتخابات پر بھی ہو جو کہ ختم اگست ۷۷ء تک کسی بھی وقت ہو سکتے ہیں۔

ارکان ونمائندگان کے طے شدہ اجتماع کا انعقاد

مجلس نمائندگان کے ہنگامی اجلاس میں اس مسئلہ پر بھی مشورہ لیا گیا تھا کہ ارکان ونمائندگان کا طے شدہ اجتماع کب اور کہاں ہو۔ حیدر آباد کے رفقاء نے نمائندگان کے اجلاس اکتوبر ۷۶ء کے

ساتھ ارکان کا اجتماع منعقد کرنے کے لیے حیدر آباد میں انتظام کی ذمہ داری لینے کی پیش کش کی تھی۔ شوریٰ نے مشورہ دیا کہ مقام اور وقت کا فیصلہ مرکز خود کرے، مشورے آہی چکے ہیں۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب نے کہا کہ بھوپال پہنچ کر رفقاء کے مشورے کے بعد وہ مطلع کر سکیں گے کہ حسب فیصلہ سابق کیا بھوپال میں انتظام ہو سکے گا۔

اس کے علاوہ دستور کی دفعہ ۱۳ جس کا تعلق مجلس نمائندگان کے انتخاب سے ہے اس میں پچیس کی جگہ تیس کر دینے کی متفقہ سفارش بھی کی گئی جسے نمائندگان نے منظور کر لیا۔ کچھ دیگر تنظیمی امور بھی زیر غور آئے اور مناسب مشورے دیے گئے۔

دعا پر ۲۳ مئی کو شب میں ۲ بجے اجلاس برخاست ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت

روداد ہنگامی اجلاس شوریٰ جماعت اسلامی

منعقدہ یکم تا ۴ اکتوبر ۱۹۷۷ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ایک مختصر ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی مرکز جماعت اسلامی ہند دہلی میں یکم اکتوبر سے شروع ہوا۔ شدید بارش کے باعث ۹ بجے تک کورم پورا نہ ہو سکا تھا۔ ۱۱ بجے کورم پورا ہونے پر کارروائی کا آغاز ہوا۔ ۲-۳-۴ اکتوبر کو بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے نشستیں ہوئیں۔ درج ذیل حضرات شریک اجلاس ہوئے۔

(۱) مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی (۲) جناب فضل الرحمٰن صاحب فریدی (۳) ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب (۴) جناب عبدالفتاح صاحب (۵) جناب سراج الحسن صاحب (۶) جناب عبدالعزیز صاحب (۷) جناب عبدالحیٔ صاحب (۸) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (۹) جناب سید حامد حسین صاحب (۱۰) مولانا سید حامد علی صاحب (۱۱) افضل حسین قیم جماعت

محترم امیر جماعت، جناب محمد مسلم صاحب اور جناب محمد شفیع صاحب مونس وفد کے ساتھ لکھنؤ تشریف لے گئے تھے۔ یہ حضرات دوسرے روز سے شریک اجلاس ہوئے۔ جناب ٹی کے عبداللہ صاحب اور جناب شمس پیرزادہ صاحب نے پیشگی معذرت کر دی تھی۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب

بھی شریک نہیں ہو سکے تھے۔

مولانا سید حامد علی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا۔

رفقائے محترم! آپ حضرات کو معلوم ہے ہم اس وقت کن مسائل پر غور و فکر کرنے کے لیے مجتمع ہوئے ہیں۔ ہنگامی ضرورت کی بنا پر امیر جماعت اور بعض ارکان شوریٰ لکھنؤ گئے ہیں اور وہاں سے کان پور جانا ہے۔ اس لیے ان کی عدم موجودگی میں ہمیں چند مسائل پر غور کرنا ہے جن میں ایک ملی کنونشن بھی ہے۔

ملی کنونشن کے سلسلے میں ہم جن مراحل سے گذرے ہیں اور اس کے ضمن میں جو دشواریاں پیش آئی ہیں، ان سے کسی نہ کسی درجے میں آپ حضرات واقف ہیں۔ مختلف خیالات کے لوگ جب جمع ہوں تو ان حالات کا پیدا ہونا فطری ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ کنونشن سے مفید نتائج سامنے آئیں اگر ایسا نہ ہوا تو یہ ایک سانحہ ہوگا۔ ملک کے خاص حالات کا تقاضا تھا کہ ملک و ملت کے لیے جو بہتر بن شکل ممکن ہو اس پر غور کر لیا جائے۔ ملت جن مسائل سے دوچار ہے ان کا حل کچھ آسان نہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ان مسائل کے حل کے سلسلے میں مل جل کر غور و فکر کریں اور مل جل کر ہی اپنی توانائیاں صرف کریں۔

کچھ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ ملی کنونشن کے مسئلہ کو لیا جائے۔ کنونشن کے پس منظر کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ کنونشن کے داعیوں کی طرف سے مرتب کردہ بیان کو پڑھ کر سنایا گیا جس میں ان خطوط کار کی نشان دہی کی گئی تھی جن کے تحت ملی کنونشن کو غور کرنا تھا۔ ملی کنونشن کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے غور ہوا طے پایا کہ کنونشن کے طے شدہ فیصلوں اور قرار دادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مناسب شکل یہی ہے کہ مسلم مجلس مشاورت کو فعال اور موثر بنایا جائے۔

ارکان کا مجوزہ اجتماع

اس کے بعد مجوزہ اجتماع ارکان کا مسئلہ زیر بحث آیا اور مختلف اسباب و وجوہ کے پیش نظر یہ تجویز سامنے آئی کہ نمائندگان کا اجلاس جس میں امیر و شوریٰ کا انتخاب ہو پہلے ہونا چاہیئے اس کے چند ماہ بعد ارکان کا مجوزہ اجتماع ہو۔ اس تجویز پر دوسری نشست میں غور ہوا اور طے کیا گیا کہ ارکان کا مجوزہ اجتماع

موخر کیا جائے۔ امیر و شوریٰ کے انتخاب کے لیے نمائندگان کا اجلاس ۴ نومبر بعد نماز جمعہ سے ۶ نومبر تک مرکز جماعت اسلامی دہلی میں ہوں۔ کچھ دیگر انتظامی امور و مسائل زیر غور آئے اور دعا پر اجتماع برخاست ہوا۔

والسلام
افضل حسین قیم جماعت
۲۴ نومبر ۱۹۷۷ء

ہنگامی اجلاس مجلس شوریٰ

منعقدہ ۷، نومبر ۱۹۷۷ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ایک مختصر ہنگامی اجلاس امیر و شوریٰ کے انتخاب کے بعد محترم امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب کی زیر صدارت مرکز جماعت میں ۷، نومبر ۷۷ء بروز پیر صبح ۸ بجے سے شروع ہو کر نمائندگان کے اجلاس کے لیے وقفہ دے کر شب میں ۱۱ بجے بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

محترم امیر جماعت نے بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا:۔

امیر جماعت کی تقریر

محترم ارکان شوریٰ! ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا۔ اس وقت جو بوجھ ارکان نمائندگان نے مجھ پر ڈالا ہے اس کا اٹھانا میرے بس میں نہیں ہے البتہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ حضرات کے دلی تعاون سے میں امید رکھتا ہوں کہ اس بار کو برداشت کرلوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس دین کی اقامت کیلئے بیش از بیش جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری صحیح رہنمائی کرے۔

آج کا یہ اجلاس اس لیے طلب کیا گیا ہے کہ بعض ضروری مسائل ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ نئی مجلس شوریٰ ان پر غور کر کے کسی نتیجے پر پہنچے۔ مسائل مختصراً یہ ہیں :-

حال ہی میں فرقہ وارانہ فسادات پھر شروع ہو گئے ہیں اور تشدد کی لہر جن سے خاص طور پر ہریجن اور مسلمان دوچار ہو رہے ہیں اور دوسری تخریبی کارروائیاں اور سرگرمیاں مثلاً اسٹرائک وغیرہ پھر سر اٹھانے لگی ہیں۔ لا اینڈ آرڈر کی حالت کافی ابتر ہے۔ ہمیں غور کرنا ہے کہ ہم حالات کو سدھارنے کے لیے کیا کریں۔

حال ہی میں جو ملی کنونشن منعقد ہوا اس کے سلسلے میں بھی شوریٰ کو اظہار خیال کرنا چاہیئے۔ ملی کنونشن نے مسلم مجلس مشاورت کے سپرد جو کام کیا ہے اس میں ہمیں کس طرح حصہ لینا ہے۔

نئی میقات کے لیے پالیسی اور پروگرام کے بارے میں بھی تبادلۂ خیال کرنا ہے۔ اسی طرح ۲ سالہ کتابچہ اور ارکان کے مجوزہ اجتماع کے بارے میں بھی غور کرنا ہے کہ کب منعقد کیا جائے اور اس کا تفصیلی ایجنڈہ کیا ہو۔

آپ سب کو معلوم ہے کہ دیورس صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان کے میزبانوں کی طرف سے دعوت نامہ آیا ہوا ہے مگر آج کل کی مصروفیات کی وجہ سے معذرت کر دی۔ آج کل ان کا بیان ٹائمز آف انڈیا میں آیا ہے کہ وہ اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں کہ آر ایس ایس میں مسلمانوں کو کس طرح شامل کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ خبر بھی ہے کہ ان کے بہ قول دو سو مسلمان ان کی شاکھاؤں میں حصہ لے رہے ہیں۔ یہ دونوں باتیں متضاد سی معلوم ہوتی ہیں۔ بعض وہ باتیں جن سے مسلمانوں کو تشویش رہی ہے اور جن کا ذکر میں نے اپنے انٹرویو آر ایس ایس اور مسلمان میں کیا ہے اور جو آر ایس ایس کے لیڈروں کے غور و فکر کے لیے پیش کی گئی ہیں۔ ان کے سلسلے میں ان کو میں نے ایک خط بھی لکھا ہے جس کا اب تک کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ اس کے ضمن میں ریمائنڈر بھیجنا چاہیئے۔

ایک خط وزیر ہاؤسنگ و اوقاف جناب سکندر بخت صاحب کا بھی آیا ہے وہ اسلامک کیلنڈر کی ۱۴۰۰ ویں ہجری منانے کے سلسلے میں مشورہ چاہتے ہیں۔ عرب اور مسلم ممالک میں بھی اس

ضمن میں کچھ خبریں آرہی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کچھ مسائل ہو سکتے ہیں۔

محترم امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کے بعد مختلف مسائل زیر غور آئے۔ تبادلۂ خیال کے بعد درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ بنارس کا فساد۔ ۲۔ ہریجنوں پر مظالم۔ ۳۔ ملّی کنونشن۔ ۴۔ بڑھتی ہوئی گرانی۔ ۵۔ اختلافِ مسلک۔ ۶۔ عرب اسرائیل کش مکش

قراردادوں کا متن منسلک ہے۔

قراردادیں

قرارداد ۱
بنارس کا فساد

آزادیٔ ہند سے پہلے فرقہ وارانہ فسادات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا۔ آزادی کے بعد بھی وقفہ وقفہ سے ملک کے بے شمار مقامات پر ان کا سلسلہ جاری رہا اور ان کی نوعیت بالعموم یک طرفہ جارحیت کی رہتی ہے۔ ایمرجنسی کے دوران یہ سلسلہ بہ ظاہر بند دکھائی دیا اور ایمرجنسی کے بعد بھی ابتدا میں ایسا محسوس ہوا کہ اب یہ سلسلہ بالکل ہی بند ہو جائے گا۔ اس خیال کو مزید تقویت اس لیے بھی پہنچی کہ ایمرجنسی کے دوران جیل کے اندر بہت سے مسلمان اور غیر مسلم طویل عرصہ تک ایک ساتھ رہے تھے۔ اس باہمی معاشرت میں قدرتی طور پر مسلسل گفتگو اور افہام و تفہیم کے سلسلے جاری رہے جس کے نتیجے میں ایک حد تک ذہنی قرب پیدا ہو گیا اور دونوں فرقوں کے درمیان کی بے گانگی بلکہ شکوک و شبہات میں بھی کمی واقع ہوئی۔ اس کے علاوہ ایمرجنسی کے دوران باشندگان ملک پر ہونے والے مظالم کے خلاف ہم آواز ہو کر مسلمانوں نے حکمراں پارٹی کو اقتدار سے محروم کرنے کے سلسلے میں جو موثر رول ادا کیا تھا اس نے بھی برادران وطن کو متاثر کیا تھا اور انہوں نے مسلمانوں کی غیر معمولی اہمیت محسوس کی تھی۔ اس بات سے بھی فضا کو خوشگوار بنانے میں بہت مدد ملی تھی۔ مگر یہ ملک کی بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ فضا میں جو خوش گواری پیدا ہوئی تھی اس کے بگڑنے کے اندیشے لاحق ہونے لگے ہیں۔ چنانچہ ادھر گذشتہ چند ماہ سے ملک کے مختلف حصوں میں

چھوٹے بڑے متعدد فسادات ہو چکے ہیں اور اب تازہ حادثہ بنارس، ادھونی اور جگتیال (آندھرا پردیش) کے فساد کا ہے۔

بنارس کے فساد کے سلسلے میں ایک طرف تو انتظامیہ کی نا اہلی، دوسری طرف پولیس اور پی اے سی کا کمزور اقلیت کے خلاف جانبدارانہ، ظالمانہ اور غارت گرانہ رویہ جدید دور آزادی کا افسوسناک المیہ ہے اور موجودہ حکومت پر سخت بدنما داغ بھی۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ بنارس کے تازہ فساد پر اپنی تشویش اور شدید غم و غصہ کا اظہار کرنا ضروری سمجھتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ:۔

- حالات پر فوراً قابو پایا جائے اور مستقل امن و سکون کی صورتیں پیدا کی جائیں۔
- فسادی عناصر کو اور ظلم و غارت گری کے مرتکب پولیس اور پی اے سی والوں کو عبرتناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ وہ اس طرح کی جرأت نہ کر سکیں۔
- ظلم اور بربریت کا نشانہ بن جانے والوں کے پس ماندگان اور مجروحین کو بھرپور معاوضہ دیا جائے۔ چار پانچ ہزار روپے کی امداد ایک آزاد ملک کے آزاد شہری کے خون کی سخت توہین ہے۔
- جس عدالتی تحقیقات کا اعلان کیا گیا ہے اس کے لیے جلد از جلد جج کا تقرر کر دیا جائے اور مقررہ مدت میں رپورٹ طلب کی جائے جسے عوام کے سامنے بھی لازماً لایا جائے اور
- انتظامیہ کے جن ذمہ داروں، بالخصوص ضلع حکام کی نا اہلی سے یہ فساد برپا ہوا انہیں فوراً معطل کیا جائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ شہر کے تمام ہندو مسلم خیر پسند افراد سے اپیل کرتی ہے کہ اتحاد و یک جہتی کی جو فضا ایمرجنسی سے قبل پیدا ہو چکی تھی اور پھر ایمرجنسی کے بعد میل ملاپ کی جو فضا پیدا ہو گئی تھی اس کو تباہ نہ ہونے دیں بلکہ اُسے مستحکم سے مستحکم تر کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور برابر کرتے رہیں نیز اس بات کی بھی کوشش کرتے رہیں کہ اس طرح کے حالات ہی پیدا نہ ہوں جن سے شر پسندوں کو فسادات کرانے کا

موقع مل سکے۔

قرارداد ۲

ہریجنوں پر مظالم

انسان قدیم ترین زمانے سے نسلی و وطنی امتیازات، نسلی برتری کے زعم اور اونچ نیچ کے چھوٹے تصورات میں مبتلا رہا ہے۔ ہمارا ملک جو ہزارہا سال سے تہذیب و تمدن کا گہوارہ اور متعدد مذاہب کا سرچشمہ رہا ہے اس مہلک لعنت کا بری طرح شکار ہے۔ ہزارہا سال سے یہاں ایک سماجی ڈھانچہ قائم ہے جس میں کچھ جاتیاں پیدائشی طور سے اونچی اور کچھ جاتیاں پیدائشی طور سے نیچی ہیں۔ یہی نہیں، یہاں چھوت چھات کی لعنت بھی شدت سے موجود ہے۔ کچھ لوگوں کا ہاتھ لگنے سے کھانے پینے کی چیزیں ناپاک ہو جاتی ہیں یہ لوگ ساتھ بیٹھ نہیں سکتے۔ ساتھ کھا نہیں سکتے۔ ایک کنویں سے پانی بھر نہیں سکتے۔ ان کی جان، مال آبرو محفوظ نہیں۔ یہ نیچے ہیں اور اونچی ذات کے لوگوں کی خدمت کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ ہندستانی سماج کے بہترین مصلحین کی مسلسل اصلاحی کوششوں کے باوجود یہ لعنت آج بھی ملک میں موجود ہے۔ ہریجنوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ انہیں آزادی کے بعد بھی جان و مال اور آبرو کا تحفظ نہیں ملا۔ خیال تھا کہ ایمرجنسی کے خاتمے حکومت کی تبدیلی اور نئے حالات میں یہ صورت حال بدلے گی مگر بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ صورت حال میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ تمام باشندگان ملک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے متحد ہو جائیں ورنہ ملک انتشار اور انارکی کا شکار ہو جائے گا اور اونچی نیچی جاتیوں میں ٹکراؤ شروع ہو جائے گا۔ پھر یہ بات انسانیت اور اخلاق کے پہلو سے بھی موجب شرم اور نتائج کے اعتبار سے سب کے لیے تباہ کن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سارے انسان خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ سب انسان اس کے بندے ہیں اور سب ایک ہی ماں باپ آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ اور اس طرح سب ایک ہی خاندان اور برادری سے وابستہ ہیں سب کی رگوں میں ایک ہی خون ہے۔ انسان ہونے میں سب برابر ہیں۔ اونچ نیچ اور چھوت چھات کے

سارے تصورات بے معنی اور غلط ہیں۔ انسانوں اور انسانوں میں خدا ترس اور نیک و بد کے علاوہ کوئی امتیاز صحیح نہیں۔ تمام انسانوں کی جان، مال، آبرو یکساں محترم ہے۔ سب کے یکساں حقوق ہیں۔ سب کو سماج میں یکساں حقوق ملنا چاہئیں۔

خاص طور پر ہم مسلمانانِ ہند سے اپیل کرتے ہیں کہ ان کے دین کا تقاضا اور بہ حیثیت مسلمان ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو وحدتِ انسانیت اور انسانی مساوات کا درس دیں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ وہ کسی اونچ نیچ کے قائل نہیں ہیں اور مظلوم اور پست افراد اور طبقات کو ظلم و استحصال سے نکالنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ فریضہ سب سے زیادہ کامیابی کے ساتھ وہی انجام دے سکتے ہیں اور اس کام کے سلسلے میں انہیں آگے بڑھنا چاہیئے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ متوسلین جماعت کو متوجہ کرتی ہے کہ وہ اس سماجی لعنت کے خلاف رائے عامہ ہموار کریں اور مسلمانوں کو اس سلسلے میں مناسب رول ادا کرنے کے لیے تیار کریں۔

قرارداد ۳ — ملی کنونشن

ملّتِ اسلامیہ کے باشعور حلقوں میں کافی دنوں سے اس ضرورت کا احساس موجود ہے کہ دین و ملت کے ان اہم مفادات کی خدمت کے لیے جن کی اہمیت سبھی کے نزدیک مسلّم ہے مسلمانانِ ہند کی دینی و سیاسی تنظیموں اور مختلف مکاتبِ فکر کو مل کر متحدہ کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے فکری و عملی دونوں سطحوں پر خاصی کوششیں بھی انجام پاتی رہی ہیں۔ مگر ایمرجنسی کے خاتمہ اور نئی حکومت کے قیام کے بعد بدلے ہوئے حالات میں یہ ضرورت اور بھی شدید ہو گئی ہے جس کا تقاضا تھا کہ مسلم تنظیمیں، جماعتیں اور فہیم و حساس افراد اس کام کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ احساس ذمہ داری کا ثبوت دیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ دین و ملت کے اہم مفادات کی خدمت اور وطن کی تعمیر نو کے لیے متفقہ قدم اٹھائیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کو اس امر پر خوشی ہے کہ وقت کے اس تقاضے کو محسوس کیا گیا اور مسلمانوں کی تمام قابل ذکر تنظیموں کے سربراہوں، اداروں کے ذمہ داروں اور ممتاز اکابر نے مسلسل مشورں

اور باہمی غور و فکر کے لیے ایک نمائندہ ملی کنونشن کے انعقاد کا فیصلہ کیا جو اکتوبر ۷۷ء کے اوائل میں منعقد ہو چکا ہے جس میں حالات کو نظر میں رکھتے ہوئے ملت کے اہم مسائل کے بارے میں جامع قرار دادیں منظور کی گئیں اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی کہ وہ ان قرار دادوں کی روشنی میں اپنا طرز عمل متعین کریں۔ نیز ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مسلم مجلس مشاورت کو زیادہ مستحکم، متحرک، فعال اور نمائندہ اجتماعی ادارہ بنانے کے لیے اس کی تشکیل نو کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلس شوریٰ کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملی کنونشن کے ان فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ساری ہی شریک جماعتوں، تنظیموں اور افراد کو سچے احساس فرض سے بہرہ ور رکھے اور ان کے ارادوں کو خلوص، عزائم کو پختگی اور جذبہ اتحاد عمل کو دوام و استحکام عطا فرمائے۔ آمین

قرارداد ۴ بڑھتی ہوئی گرانی

ایمرجنسی سے قبل شہریوں کی بنیادی ضروریات کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور متوسط اور غریب طبقہ اس وقت کی بڑھتی ہوئی گرانی سے حد درجہ پریشان تھا۔ ایمرجنسی کے دوران غیر معمولی قوانین کے نفاذ اور جبر کے دیگر طریقوں سے حکومت وقت نے عارضی طور پر گرانی پر کسی حد تک قابو پا لیا تھا لیکن ایمرجنسی کے آخری ایام میں اشیاء ضروریہ کی قیمتوں میں اچانک اضافہ شروع ہو گیا اور ایمرجنسی اٹھنے کے بعد سے قیمتوں میں پوری تیز رفتاری کے ساتھ ایسا اضافہ ہونے لگا کہ آج عوام و خواص سب کے سب غیر معمولی گرانی کے بوجھ کے تلے دبے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ اس صورت حال کے بعض اہم اسباب ہیں۔ مثلاً بعض اشیا کی پیداوار میں کمی اور ایمرجنسی کے دور کے جبری قوانین کا خاتمہ لیکن اس کے باوجود حکومت وقت کو اس الزام سے بری قرار نہیں دیا جا سکتا کہ یہ اہم ترین مسئلہ جس فوری اور غیر معمولی توجہ کا مطالبہ کر رہا تھا اس توجہ سے کام نہیں لیا گیا نئی حکومت کو آئے ہوئے تقریباً آٹھ ماہ ہو چکے ہیں لیکن نہ صرف یہ کہ بڑھتی ہوئی گرانی پر قابو نہیں پایا جا سکا بلکہ ابھی تک کوئی ٹھوس معاشی پالیسی بھی مرتب نہیں کی جا سکی ہے جس کی وجہ سے ذخیرہ اندوز

اور بے ایمان تاجر اور کارخانہ دار غریب عوام کے لیے مصیبت بنتے جا رہے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ اس صورت حال کو بہت تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے اور حکومت وقت کو متنبہ کرنا چاہتی ہے کہ اگر اس نے جلد از جلد صورت حال پر قابو پانے کی کوشش نہ کی تو نہ صرف یہ کہ حکومت کی جڑیں کمزور ہو جائیں گی بلکہ عوام کے اندر اعتماد کی جگہ عدم اعتماد اور حکومت سے تعاون کے بجائے اس کی عملی مخالفت کا جذبہ جو کافی حد تک پیدا ہو چکا ہے تیزی سے پروان چڑھ کر ملک میں نہایت پریشان کن صورت حال پیدا کر دے گا۔

مرکزی مجلس شوریٰ حکومت پر اس بات کے لیے شدت سے زور دینا چاہتی ہے کہ وہ بلا تاخیر اس مسئلے کو ہاتھ میں لے اور طویل المدت معاشی پالیسی ترتیب دینے کے ساتھ ساتھ ایسے فوری موثر اقدامات بھی کرے جو قیمتوں کو کم از کم اس سطح پر ضرور لا سکیں جو گذشتہ سال تھی۔

مجلس شوریٰ عوام اور خاص طور سے تاجر برادران سے توقع رکھتی ہے کہ وہ عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے گرانی پر قابو پانے کے لیے حکومت سے بھرپور تعاون کریں گے اور ذاتی و گروہی مفادات پر عوامی مفاد کو ترجیح دیں گے۔

قرارداد ۵ اختلاف مسلک کو وجہ عداوت نہ بنائیے

ملتِ اسلامیہ ایک وحدت ہے۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو اخوت کی لڑی میں پرو کر انہیں ایک اکائی بنایا اور ایک اکائی کی حیثیت سے زندگی گذارنا سکھایا ہے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات نے اس کی وحدت کو مزید استحکام بخشا ہے۔ ایک ایسی ملت کا جس کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے سامنے مثالی گروہ اور مشاہد گروہ کی حیثیت سے رہنا ہے۔ اپنے افکار و اعمال میں ہمیشہ متحد رہنا ضروری ہے ان میں جزوی اور فروعی معاملات میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن اس اختلاف کو اعتدال کی حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے اور نہ اسے باہمی دشمنی اور عداوت کا سبب بنانا چاہیئے۔

مسلمانان ہند میں بدقسمتی سے بعض مسلک اور تعبیرات کے اختلاف نے بعض اوقات معاندت اور دشمنی کی شکل اختیار کرلی ہے اور اس کی وحدت کے پارہ پارہ ہونے کا خطرہ اُبھر کر سامنے آگیا ہے جس سے سب ہی دردمندان ملّت کو چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

پچھلے دنوں لکھنؤ میں مسلمانوں کے دو گروہوں میں شیعہ سُنّی تصادم کی شکل میں جو فتنہ برپا ہوا یا بعض اور مقامات سے دیوبندی اور بریلوی یا بعض دوسرے مسلکوں سے تعلق رکھنے والوں کے مابین کشمکش کے جو آثار کہیں کہیں پائے جاتے ہیں ان پر مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتی ہے۔ خدا کا بڑا فضل ہے کہ اس طرح کی باہمی آویزش پر ملت کے سبھی دردمندوں کو پریشانی رہی ہے اور انہوں نے اپنے اپنے دائرے میں رہ کر اس کے ازالے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ دردمندان ملت کا یہ احساس اور بھی اُبھرے گا اور اس طرح کی کش مکش جہاں پر اُبھرے گی وہاں اسے دور کرنے کے لیے ارباب ملت پوری مستعدی سے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اس وقت تک چین نہ لیں گے جب تک کہ یہ فتنہ دب نہ جائے۔

مجلس شوریٰ کا مشورہ ہے کہ مختلف مسلکوں کے باہمی اختلافات کو علمی حد تک محدود رہنا چاہیئے اور انہیں پبلک جلسوں کا موضوع نہیں بنانا چاہیئے۔ ملت کو اپنے اندر نقطہ ہائے اختلاف ڈھونڈنے کے بجائے نقطہ ہائے اتفاق تلاش کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور اپنی پوری توجہ اس پر مرکوز کرنا چاہیئے کہ ہم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوں اور دین کی اساس پر اپنی تعمیر کریں۔ ایک دوسرے کی بدخواہی، ایک دوسرے سے بدگمانی، ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کرنا اور ایک دوسرے کی غیبت وہ خطرناک معائب ہیں جن سے قرآن مجید نے مسلمانوں کو باز رہنے کی تاکید کی ہے اور اس کے مقابلے میں خیرخواہی، حُسن ظن، اخوت، اکرام، محبت اور عفو و درگذر کی تعلیم دی ہے اور اسی طرح ہم اپنی وحدت کو قائم رکھ سکتے ہیں اور اپنے وقار کو مستحکم بنا سکتے ہیں۔

قرارداد ۶/۷

عرب اسرائیل کشمکش

مغربی اقوام اور ادارہ اقوام متحدہ نے جن حالات میں اسرائیل کو جنم دیا تھا ان شرمناک حالات کو گذرے ہوئے تیس سال گذر چکے ہیں اور دنیا کے سامنے یہ بات بار بار ابھر کر آئی ہے کہ جور و جبر اور سازش کی بنیادوں پر بنی ہوئی یہ مملکت انسانیت عامہ کو ہمیشہ ہولناک حالات میں مبتلا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ یہ صورت حال اب یہاں تک ابھر چکی ہے کہ اسرائیل اقوام متحدہ کے فیصلوں کی ہر ممکن تحقیر و تذلیل کا بھی ارتکاب کرتا رہا ہے۔

عربوں کے مقبوضہ علاقوں کو اپنے توسیعی پروگرام میں شامل کرنے اور انہیں نو آبادیوں میں تبدیل کرنے کا جو اسرائیلی منصوبہ اب دنیا کے سامنے آرہا ہے۔ دنیا کی انصاف پسند قوموں اور منصف مزاج عوام کے زبردست احتجاج کے باوجود اسرائیل اس سے دست بردار ہونے کے لیے آمادہ نہیں ہے اور اب اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا کہ ادارہ اقوام متحدہ اسرائیل کے کھلے عام بائیکاٹ کی تجویز منظور کرے تاکہ ایک طرف خود اس ادارے کا وقار بحال ہو اور دوسری طرف اسرائیل کو عالمی ناراضگی کا احساس دلایا جاسکے۔

جماعت اسلامی ہند عربوں کو یاد دلاتی ہے کہ دوبدو معرکہ آرائی کا مرحلہ کسی وقت بھی آسکتا ہے اور اس میں دنیا کی بڑی اور استعماری طاقتیں پھر اپنی سازشی چالیں چل سکتی ہیں۔ اس لیے اس وقت عربوں کو پہلے کہیں زیادہ بنیان مرصوص بننے کی ضرورت ہے۔ مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ اس جہاد میں دنیا کے تمام انصاف پسند عوام کی ہر ممکن حمایت حاصل رہے گی اور وہ اس مظلوم علاقے کو ظلم و سازش کے پنجے سے نجات دلانے میں انشاءاللہ کامیاب رہیں گے۔

حکومت ہند اور ہندستانی عوام عربوں کے کاز کے ہمیشہ کی طرح اب بھی حامی ہیں اور آئندہ بھی حامی رہیں گے۔ مجلس شوریٰ کو توقع ہے کہ اسرائیل پر دباؤ ڈالنے کے لیے اقوام متحدہ کی طرف،

سے اس کے بائیکاٹ کے سلسلے میں ہندستانی جماعتوں اور اخبارات اور حکومت کی طرف سے ایسے ہی کسی مضبوط موقف کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔

نئی میقات

طے ہوا کہ حالیہ میقات ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۷ء سے شروع ہو کر ۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء تک ہوگی۔

پروگرام کمیٹی

نئی میقات کے لیے پالیسی اور چار سالہ پروگرام کے مسئلہ پر غور و سفارش کے لیے درج ذیل حضرات پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

(۱) مولانا ابواللیث صاحب (۲) مولانا صدرالدین صاحب (۳) مولانا حامد علی صاحب (۴) ڈاکٹر عبدالحق صاحب (۵) سید حامد حسین صاحب (۶) جناب محمد مسلم صاحب (۷) جناب ٹی کے عبداللہ صاحب (۸) جناب افضل حسین صاحب قیم جماعت (کنوینر)

۳۱ر جنوری ۱۹۷۸ء تک یہ کمیٹی اپنی سفارشات مرکز کے حوالے کردے گی جس پر آئندہ شوریٰ میں غور و فیصلہ ہوگا۔

شوریٰ کا آئندہ اجلاس

نوٹ کیا گیا کہ وسط فروری ۱۹۷۸ء سے آخر فروری تک حسب سہولت شوریٰ کے آئندہ اجلاس کی تاریخیں رکھ لی جائیں۔

ان کے علاوہ بھی بعض انتظامی امور و مسائل زیر غور آئے اور کچھ فیصلے کیے گئے۔

اس کے بعد رات کے ۱۱ بجے اجلاس برخاست ہوا۔

درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔

(۱) مولانا ابواللیث صاحب (۲) جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک) (۳) جناب عبدالعزیز صاحب (آندھرا) (۴) ٹی کے عبداللہ صاحب (کیرلہ) (۵) جناب کے سی عبداللہ صاحب (کیرلہ) (۶) ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب (بہار) (۷) ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب فریدی (علی گڑھ) (۸) ڈاکٹر

عبدالحق صاحب (شانتی نکیتن)، (۹) جناب عبدالفتاح صاحب (بنگال)، (۱۰) ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب (علی گڑھ)، (۱۱) جناب محمد مسلم صاحب (دعوت)، (۱۲) مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)، (۱۳) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)، (۱۴) مولانا صدرالدین صاحب (ادارہ تصنیف علی گڑھ)، (۱۵) سید حامد حسین صاحب (مرکز)، (۱۶) مولانا حامد علی صاحب (مرکز)، (۱۷) افضل حسین قیم جماعت

جناب محمد شفیع مونس صاحب سفر حج پر تھے اور جناب شمس پیرزادہ صاحب شدید علالت کے سبب شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

افضل حسین قیم جماعت والسلام

روداد ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند

۱۷ فروری ۷۸ء تا ۲۲ فروری ۷۸ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا اجلاس زیر صدارت محترم امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب ۱۷ فروری بروز جمعہ بعد نماز عصر ½۵ بجے مرکز دہلی میں شروع ہوا۔ درج ذیل ارکان مرکزی مجلس شوریٰ نے شرکت فرمائی:

۱۔ جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک)
۲۔ جناب ٹی کے عبداللہ صاحب (کیرلہ)
۳۔ جناب عبدالعزیز صاحب (آندھراپردیش)
۴۔ جناب عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال)
۵۔ جناب ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب (بہار)
۶۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب (یوپی)
۷۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)
۸۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)
۹۔ مولانا صدرالدین صاحب (ادارہ تصنیف)
۱۰۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڈھ)

۱۱۔ سید حامد حسین صاحب (مرکز)

۱۲۔ مولانا حامد علی صاحب (مرکز)

۱۳۔ افضل حسین قیم جماعت

ڈاکٹر عبدالحق صاحب ۱۸ر فروری دوپہر گیارہ بجے سے شریک اجلاس ہوئے اور ۲۱ر فروری کو دوپہر میں واپس چلے گئے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب، ٹی کے عبداللہ صاحب اور انعام الرحمٰن خاں صاحب بھی واپس جا چکے تھے اس لیے ۲۱ اور ۲۲ر فروری کی نشستوں میں شرکت نہ کرسکے۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی صاحب ۲۱ر فروری کو صرف ایک دن کی نشستوں میں شریک ہوئے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونیورسٹی) کے طلبہ اور اساتذہ کے وفد کی بعد نماز جمعہ مرکز میں آمد کی اطلاع پر اجلاس ۳ر بجے سہ پہر کے بجائے بعد عصر ۵½ بجے شروع ہوا۔

پالیسی پروگرام

کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ پالیسی پروگرام کا مسودہ ارکان شوریٰ میں تقسیم کیا گیا۔ طے ہوا کہ ارکان شوریٰ غور سے پڑھ لیں۔ سہ پہر کی نشست میں غور ہوگا۔

امیر جماعت کی افتتاحی تقریر

حمد و صلوٰۃ کے بعد محترم امیر جماعت نے فرمایا:

محترم رفقاء! سب سے پہلے تو میں آپ حضرات کو ان دوستوں اور احباب کا سلام پہنچانا چاہتا ہوں جن سے اس سفر میں ملاقاتیں ہوئیں۔

مختلف ریاستوں میں جو الیکشن ہونے والا ہے اس پر جناب شمس پیرزادہ صاحب سے بھی تبادلۂ خیال ہوا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ شوریٰ کے اس ہنگامی اجلاس میں شریک ہوں گے اور اس کی اطلاع انھوں نے قیم جماعت کو بھی دے دی ہے، شام کے

اجتماع میں شہر بمبئی کے ارکان کے ساتھ وہ بھی شریک تھے۔ بعض رفقاء نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا کوئی رکن جماعت الیکشن کے مسئلہ میں دوسروں کی رائے ہموار کرنے کے لیے اخبار میں کوئی بیان دے سکتا ہے۔ ایک رکن جماعت نے ۱۵ر فروری کا اردو ٹائمس دکھایا جس میں شمس پیرزادہ صاحب کی اہلیہ کا بیان شائع ہوا تھا۔ میں نے کہا انھیں ایسا بیان نہیں دینا چاہیے تھا۔ اس پر شمس صاحب نے کہا کہ وہ جماعت سے مستعفی ہوچکی ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے خط لکھا تھا کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے محترمہ نے کوئی جواب مرکز نہیں بھیجا۔ اس پر شمس صاحب نے کہا کہ انھوں نے جواب بھیجنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اس کے بعد بعض رفقاء نے ذکر کیا کہ یہاں الیکشن کے سلسلے میں بہت پروپگنڈہ ہورہا ہے۔ غازی صاحب نے کہا کہ انھوں نے جواب بھیجنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اس کے بعد بعض رفقاء نے ذکر کیا کہ یہاں الیکشن کے سلسلے میں پروپگنڈہ ہورہا ہے۔ غازی صاحب نے کہا کہ ہم نے شمس صاحب سے متعلق بعض چیزیں لکھ کر بھیجیں آپ نے ان کی تحقیق کیوں نہیں کی۔ میں نے جواب دیا کہ مرکز نے ان چیزوں کی تحقیق کی ہے۔

اگلی نشست پونے تین بجے سہ پہر شروع ہوئی

تفہیم القرآن کے حواشی کی تلخیص

مولانا عروج صاحب کے درس حدیث سے نشست کا آغاز ہوا۔ بنگلور میں ۸ار جون ۷۴ء کے مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اس سلسلے میں ایک تجویز منظور ہوئی تھی۔ اس کے مطابق مولانا صدرالدین صاحب نے پہلی دو جلدوں کی تلخیص کر دی تھی لیکن مولانا مودودی کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے یہ کام رک گیا تھا۔ اب انھوں نے اجازت دے دی ہے اس لیے سابقہ فیصلہ برقرار ہے۔ مولانا صدرالدین صاحب اس کام کی تکمیل کر دیں۔

ترجمہ قرآن ہندی مولانا مودودی کے تلخیص کردہ ایک جلد والے ترجمہ قرآن مجید کو من وعن ہندی میں شائع کرنے کا مسئلہ زیر غور آیا۔ طے ہوا کہ اسے شائع کر دیا جائے۔

فروری ۷۸ء میں اسمبلی کا انتخاب انتخابات کے مسئلہ پر غور ہوا۔

الیکشن سے متعلق قرارداد دستور ہند میں کیا ترمیمات ہو چکی ہیں ان پر گفتگو ہوئی۔ کچھ وقفہ دے کر اخبارات دیکھ کر اطمینان کر لینے کا فیصلہ ہوا۔ عبد الحق صاحب فریدی صاحب اور عبد الفتاح صاحب کے سپرد یہ کام کیا گیا۔

وقفہ کے بعد ساڑھے دس بجے معلوم ہوا کہ راجیہ سبھا نے لوک سبھا کی پاس کردہ ترمیمات کو پاس کر دیا ہے۔ اس کے بعد قرارداد کے مسودے پر غور ہوا اور حذف و اضافہ کے بعد درج ذیل عبارت پر اتفاق رائے ہوا۔

اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلہ میں مرکزی مجلس شوری جماعت اسلامی ہند کا متفقہ فیصلہ۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے جاری ہنگامی اجلاس میں یہ مسئلہ زیر غور آیا کہ "فروری ۷۸ء میں ہونے والے صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات کی حد تک ارکان جماعت پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹائی جائے یا نہ ہٹائی جائے، مجلس نے مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر تفصیل سے غور و فکر کیا اور متفقہ طور پر طے کیا کہ:

- جماعت نے جون ۷۷ء میں صوبائی مجالس قانون ساز کے الیکشن کے موقع پر چند شرائط کے ساتھ جن وجوہ سے ارکانِ جماعت پر سے ووٹ نہ دینے کی

پابندی ہٹانے کا فیصلہ کیا تھا، بڑی حد تک وہ وجوہ اب فروری ۱۹۷۸ء میں منعقد ہونے والے صوبائی مجالس قانون ساز کے الیکشن کے موقع پر باقی نہیں رہے ہیں۔ کیونکہ دستورِ ہند میں بیالیسویں ترمیم کی بیشتر وہ دفعات جو شہریوں کے بنیادی حقوق، عدلیہ کی آزادی، پریس کی آزادی اور جمہوریت کی راہ میں حائل تھیں اور جماعتوں کو اینٹی نیشنل کہہ کر انھیں خلاف قانون (Banned) قرار دینے کے جو غیر محدود اختیارات گورنمنٹ کو دے دیے تھے ان کو حکمراں جماعت اور حزب اختلاف کی باہمی مفاہمت (Consensus) سے لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے پچھلے اجلاس میں مسترد کر دیا گیا ہے۔

- مذکورہ وجوہ سے اس بات کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ فروری ۱۹۷۸ء میں ہونے والے صوبائی مجالس قانون ساز کے الیکشن کے موقع پر ارکان جماعت پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹائی جائے۔ رہے جماعت کے متفقین تو ان پر نہ پہلے ایسی کوئی پابندی عائد تھی اور نہ اب ہے، وہ اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کرنے میں آزاد ہیں۔ البتہ ان سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات اور اخلاقی حدود کے پابند رہیں گے۔

پالیسی پروگرام

پالیسی پروگرام کی آخری شق 'تربیت' پر غور ہوا، اور معمولی حذف و اضافہ کے بعد پورے مسودے کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

قرارداد

ملک میں تشدد کی فضا، فرقہ وارانہ فسادات، ہریجنوں پر مظالم اور الیکشن پُرامن ہوں ان سب پر مشتمل ایک مختصر قرارداد منظور کی گئی جو حسب ذیل ہے:-

تشدد اور لاقانونیت سے بچیے۔ الیکشن میں پرامن رہیے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس کی قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کرتی ہے کہ الیکشن کے سلسلے کی سرگرمیوں کے دوران تشدّد کا مظاہرہ ہو رہا ہے اس کے علاوہ عام حالات میں بھی ملک میں تشدّد اور لاقانونیت کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ لا اینڈ آرڈر کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ کمزور طبقوں پر زیادتیوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ یہ بات ملک کے تمام بہی خواہوں کے لیے نہایت تشویش کا موجب ہے۔ مجلس شوریٰ ملک کے تمام امن پسند اور انسانیت دوست باشندوں سے پُرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ اس صورتِ حال کو بدلنے کی کوشش کریں۔ اور اس حقیقت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیں کہ انارکی آمریت کے لیے راہ ہموار کرتی ہے اور انارکی ہو یا آمریت ملک کے لیے تباہ کن ہے۔

۲۵ فروری کو ملک کی چند ریاستوں میں الیکشن ہوگا مجلس شوریٰ ان ریاستوں کے باشندوں سے عموماً اور الیکشن میں حصہ لینے والی سیاسی پارٹیوں سے خصوصاً اپیل کرتی ہے کہ وہ اس موقع پر تشدد سے پوری طرح بچیں اور انتہائی کوشش کریں کہ انتخابات پُرامن ہوں۔ اسی طرح دھونس، دھاندھلی اور غیر اخلاقی حرکات سے اجتناب بھی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں صرف یہی نہیں کہ الیکشن کو بے معنی بنا دیتی ہیں بلکہ اشتعال اور باہمی تلخی کا موجب بھی ہوتی ہیں۔

مجلس شوریٰ توقع کرتی ہے کہ ملک کی سیاسی پارٹیاں الیکشن جیت لینے سے زیادہ سماج اور ملک کے مفاد کو ملحوظ رکھیں گی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اہل ملک کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آر ایس ایس کے بارے میں کمیٹی کی سفارشات

آر ایس۔ ایس کے بارے میں

کمیٹی کی سفارشات حذف واضافہ کے بعد منظور کر لی گئیں۔ طے ہوا کہ انھیں امرائے حلقہ جات ونظمائے علاقہ جات کو پہنچا دیا جائے۔

دیگر امور و مسائل

وقت کی قلت کی وجہ سے دیگر امور و مسائل آئندہ اجلاس کے لیے ملتوی کر دیے گئے۔ اس کے بعد قبل مغرب دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔ والسلام

افضل حسین
قیم جماعت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی اور میقاتی پروگرام

مارچ ۱۹۷۸ء تا اکتوبر ۱۹۸۱ء

تمہید

جماعت اسلامی ہند کا نصب العین اقامت دین ہے۔ وہ بے کم و کاست پورے دین اسلام کو قائم کرنے اور باطن سے لے کر ظاہر تک انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ملک میں کام کر رہی ہے۔

اسلام افراد کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور ان کی اُخروی نجات و فلاح کا ضامن ہونے کے ساتھ مکمل اور بہترین نظام حیات بھی ہے، وہ انسانی سماج کے تمام پیچیدہ مسائل کو بہ حسن و خوبی حل کرتا اور بلا امتیازِ رنگ و نسل تمام افراد، اصناف اور طبقات کے لیے عدل و قسط، خیر و صلاح اور تعمیر و ترقی کا بہترین سامان فراہم کرتا ہے۔ جماعت اسلامی کو یقین ہے کہ ہمارا ملک جن مسائل سے دوچار ہے اور اہلِ ملک جس فکری، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی بحران میں مبتلا ہیں، اسلام ان کا بہترین اور موزوں حل ہے، اسی اسلام کی اقامت کے لیے جماعت اسلامی ہند جدوجہد کر رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند اس نصب العین کے حصول کے لیے کتاب اللہ اور

سنّت رسول اللہؐ کی ہدایات کے تحت اخلاقی، تعمیری، پُرامن، جمہوری اور آئینی طریقے اختیار کرتی ہے۔

جماعت اسلامی ہند مناسب وقت پر اپنے اصولوں کے تحت الیکشن میں حصہ لے سکتی ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند کی پالیسی

۱۔ جماعت مسلمانوں میں اس طرح کام انجام دے گی کہ ان کے عقائد، عبادات اخلاق اور معاملات نیز ان کی انفرادی و اجتماعی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو جائیں اور وہ داعیٔ حق بن کر اُس دین کی قولی و عملی شہادت دیں جس کے وہ بحیثیت ملّت امین ہیں۔

۲۔ جماعت غیر مسلموں میں اس طرح کام انجام دے گی کہ وہ اسلام سے صحیح طور پر متعارف ہوں، اسلام اور تحریک اسلامی کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں اور وہ بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو مٹانے میں معاون بن سکیں۔

۳۔ جماعت نفسانیت، اباحیت، مادہ پرستی، لادینی نظریات و تحریکات، سطحی محدود اور راہبانہ مذہبی تصوّرات، مجرد روحانیت SPIRITUALISM اور دیگر باطل عقائد و افکار پر تنقید کرے گی اور ہدایتِ الٰہی کی ہمہ جہتی اور کامل اتباع کی ضرورت واضح کرے گی۔

۴۔ جماعت بلا لحاظِ مذہب و ملّت معذوروں اور ضرورت مندوں کو سہارا دینے، پس ماندہ طبقات اور گروہوں کو اونچا اٹھانے، مصیبت زدہ

لوگوں اور مظلوموں کو امداد پہنچانے کا اہتمام کرے گی اور ملک سے فقر و فاقہ اور مرض و جہالت کے ازالے کی کوشش کرے گی۔

۵۔ جماعت سرمایہ پرستی، معاشی استحصال، اونچ نیچ، چھوت چھات اور ظلم و ناانصافی کے خلاف جدوجہد کرے گی اور معاشی عدل، سماجی مساوات اور انسانی اخوت کی قدروں کو فروغ دے گی۔

۶۔ جماعت مذہبی، لسانی اور علاقائی تعصبات، کلیت پسندانہ اور آمرانہ رجحانات، تہذیبی جارحیت اور فرقہ واریت کی مخالفت کرے گی اور جان و مال اور آبرو کے تحفظ، عقیدہ و مذہب اور رائے و ضمیر کی آزادی اور مذہبی، لسانی اور تہذیبی اقلیتوں کے تشخص کی حفاظت کے لیے آواز بلند کرے گی۔

۷۔ ایسے عالمی مسائل جن پر اظہار خیال کرنا اخلاق و انسانیت کا تقاضا ہے مثلاً عالمی امن و امان، بنیادی انسانی حقوق، ہمدردی و انصاف اور آزادی اقوام وغیرہ، جماعت ان پر حسب ضرورت بے لاگ اور منصفانہ اظہار خیال کرے گی، نیز اسلامی اخوت کا شعور عام کرنے کی کوشش کرے گی۔

۸۔ جماعت اپنے ارکان کی ہمہ جہتی تربیت کا نظم کرے گی۔ وہ اس بات کی کوشش کرے گی کہ اس کے ارکان اپنی پوری زندگی میں اسلام کے سچے پیرو، دعوت دین کے لیے سرگرم عمل، راہ حق میں ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مظہر اور نظم و اجتماعیت کے پہلو سے بنیان مرصوص بن جائیں۔ یہ کام جماعت کا اوّلین اور سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہوگا۔

میثاقی پروگرام

مارچ ۱۹۷۸ء تا اکتوبر ۱۹۸۱ء

مندرجہ بالا پالیسی کی روشنی میں جو پروگرام دیا جا رہا ہے اسے بروئے کار لانے کے سلسلے میں درج ذیل امور پیش نظر رہیں گے:-

۱۔ جماعتِ اسلامی کے کارکنوں کی توجہ کی اوّلین مستحق ان کی اپنی ذاتی اصلاح و تربیت ہے۔ جماعت بھی بہ حیثیت تنظیم افرادِ جماعت کی ہمہ جہتی تربیت کو سب کاموں پر مقدم رکھے گی۔

۲۔ تربیت کے بعد جماعت کی توجہ اور کوششوں کا مرکز دعوت و تبلیغ کا کام ہوگا۔

۳۔ پروگرام کے باقی اجزاء کے سلسلے میں ہر حلقے اور مقام کے رفقاء اپنے حالات و ضروریات کے پیش نظر باہمی مشورے سے طے کریں گے کہ وہ اس پروگرام کے کن کن اجزاء کو کس حد تک عملی جامہ پہنائیں گے۔

۴۔ ہر کارکن کا دائرۂ کار اصلاً اس کا گھریلو اور قریبی ماحول ہوگا اور ہر مقامی جماعت یا حلقۂ متفقین کا اس کی اپنی بستی۔

۵۔ کارکنانِ جماعت مسلم و غیر مسلم جملہ باشندگانِ ملک سے زیادہ سے زیادہ روابط قائم کریں گے۔ اپنے کاموں کے سلسلے میں ان کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس طرح کے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون بھی کریں گے۔

مسلمانوں میں کام

۱۔ کوشش کی جائے گی کہ :۔

۱۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کا دین سے جتنا کچھ تعلق ہے وہ کم نہ ہونے پائے۔

۲۔ ان میں دین کا صحیح علم عام ہو، وہ سوسائٹی کے غلط نظریات و تحریکات کے مفاسد سے باخبر ہوں اور اسلامی عقائد و تعلیمات کی صداقت پر انہیں پختہ یقین ہو۔

۳۔ ان کی عملی زندگی شرک و بدعت اور نفاق و تناقض کی آلائشوں سے پاک ہو۔

۴۔ وہ نماز اور دیگر عبادات کا اہتمام کریں۔

۵۔ ان میں سطحی، محدود اور بے جان دینداری کے بجائے دین کے حقیقی تقاضوں اور وسیع تر اجتماعی ذمّہ داریوں کی ادائیگی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ معروفات کے قیام اور منکرات کے ازالے کے لیے جدوجہد کریں۔

۶۔ ان کی زندگیاں اخلاقی خرابیوں، اونچ نیچ کے غیر اسلامی امتیازات، معاشی ناانصافیوں، بے پردگی اور غیر شرعی و مسرفانہ رسوم سے پاک ہوں۔ ان کے باہمی تعلقات درست ہوں اور ان میں اسلامی اخوت و محبت کا رشتہ مضبوط ہو۔

۷۔ ان کے مختلف مکاتبِ فکر اور جماعتیں ایک دوسرے سے قریب آئیں، اپنے معاملات باہمی مشورے سے سلجھائیں، وہ دینی بنیاد پر متحد و منظم ہوں اور ملّت کے مشترک مسائل، مسلم پرسنل لا اور مسلم اوقاف کا تحفظ، اردو زبان اور مسلم تعلیمی اداروں کے اسلامی کردار کی بقا وغیرہ، کے حل کے لیے

مل جل کر جدوجہد کریں اور اس ضمن میں دستور ہند کے دیے ہوئے حقوق سے فائدہ اٹھانے، ملک کی فضا کو ہموار کرنے اور غیر مسلموں کا بھی زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

۸۔ اپنے بچّوں اور بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے:۔

- نرسری اسکول اور ہمہ وقتی اور جز وقتی مکاتب و مدارس قائم کریں۔
- تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لیے اسکول اور کالج قائم کریں اور جو اسکول اور کالج ان کے زیر اہتمام ہوں ان میں طلبہ و طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کا نظم کریں۔
- اساتذہ کی تدریسی تربیت کا اہتمام کریں۔
- آزاد پرائمری مکاتب کے طلبہ کو جبری تعلیم سے مستثنیٰ کرانے کی کوشش کریں۔
- سرکاری نصاب اور درسیات میں قابلِ اعتراض اجزاء کی نشاندہی کریں اور انھیں درسیات سے خارج کرانے کی کوشش کریں۔

۹۔ بالغوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے تعلیمی مراکز قائم کریں۔

۱۰۔ زکوٰۃ کا اجتماعی نظم قائم کریں، معذوروں اور محتاجوں کے لیے امداد، بے روزگاروں اور ضرورت مندوں کے لیے بلا سودی قرضے، وقتی ضرورتوں کے لیے مقامی وسائل سے فنڈ اور نادار مریضوں کے لیے طبّی سہولتیں فراہم کریں۔

۱۱۔ صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کا اہتمام کریں۔

۱۲۔ مساجد کو آباد کریں اور انھیں دینی تعلیم و تربیت کا مرکز بنائیں۔

ب۔۱۔ کوشش کی جائے کہ میقات رواں میں ہندی، بنگلہ، گجراتی، مراٹھی، تلگو، ٹمل، کنڑی اور ملیالم زبانوں میں:

- قرآن مجید کا ترجمہ مع مختصر تفسیر مکمل ہو جائے۔
- حدیث کا ایک مختصر اور جامع مجموعہ شائع ہو جائے۔
- ایک ہفت روزہ/ماہانہ رسالہ گجراتی، مراٹھی، تلگو، ٹمل اور کنڑی میں نکلنے لگے۔
- ایسے کچھ افراد تیار رہوں جو علاقائی زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کرنے اور عربی سے اِن زبانوں میں لٹریچر منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۲۔ کوشش کی جائے گی کہ :۔

- اشتراکیت، نظام سرمایہ داری، ہندوستانی سماج اور ہندوستان میں اسلام کے موضوعات پر نیا لٹریچر تیار ہو۔
- ذیل کے مسائل پر کتابچے شائع ہوں :۔

نکاح، طلاق اور وراثت کے اسلامی قوانین، زکوٰۃ کا اجتماعی نظام، مسلم اوقاف، مسلم اقلیت کے اہم مسائل۔

- ایک علمی رسالہ انگریزی میں اور ایک ادبی رسالہ اردو میں شائع ہو۔

ج۔ منتخب محلّوں اور بستیوں میں کام | ہر حلقہ اپنے اندر کے کچھ محلّوں اور بستیوں کا انتخاب کرکے ان پر خصوصی توجہ صرف کرے گا اور پروگرام کی دفعہ ۱/ا کی مختلف شقوں کے تحت درج کاموں میں سے زیادہ سے زیادہ کو زیرِ عمل لانے کی کوشش کرے گا۔

د۔ متفقین | کوشش کی جائے گی کہ مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ حضرات جماعت کے دینی، ملّی، اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں تعاون کریں۔ جو مسلمان بھائی "متفق جماعت اسلامی ہند" کا فارم پُر کردیں گے انھیں جماعت کا "متفق" شمار کیا جائے۔"

ھ۔ طلبہ وطالبات کے حلقے • جہاں موقع ہوگا طلبہ کے حلقے قائم کیے جائیں گے، اسی طرح طالبات کے بھی جداگانہ حلقے قائم کیے جائیں گے، ان کی دینی و اخلاقی تربیت اور معاشرتی اصلاح کا اہتمام کیا جائے گا اور ان سے اپنے پروگراموں کے سلسلے میں تعاون حاصل کیا جائے گا۔

ان مقاصد کے لیے کام کرنے والی آزاد و نیم آزاد تنظیموں اور انجمنوں کا تعاون حاصل کیا جائے گا اور ان سے تعاون بھی کیا جائے گا۔

د۔ خواتین کے حلقے خواتین میں دینی، اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینے اور انہیں تحریک اسلامی سے قریب لانے کے لیے خواتین کے حلقے قائم کیے جائیں گے اور ان کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت کا اہتمام کیا جائے گا۔

غیر مسلموں میں کام

۱۔ غیر مسلموں میں کام کے سلسلے میں کوشش کی جائے گی کہ:-

۱۔ ان سے بے لوث اور برادرانہ تعلقات قائم ہوں، ہم ان سے اور وہ ہم سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوں اور ہم ان کے دکھ درد میں شریک ہوں۔

۲۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں، تحریکِ اسلامی کے خلاف ذہنوں کو مسموم کرنے کی جو کوششیں ہوں ان کا تدارک ہو اور جماعت اسلامی کے ایک اصولی اور ملک اور باشندگانِ ملک کی بہی خواہ جماعت ہونے کی حیثیت ان پر واضح ہو۔

۳۔ پسماندہ لوگوں کو سماجی و معاشی اعتبار سے اونچا اٹھایا جائے، اونچ نیچ

اور چھوت چھات کے ناروا امتیازات دور کیے جائیں، انسانی مساوات اور ہمدردی کو فروغ ہو، مشترک امور و مسائل کو مل جل کر حل کیا جائے۔ معذوروں بیواؤں، یتیموں اور حاجت مندوں کی مدد کی جائے۔ ضرورت مندوں کو بلا سودی قرضے دیے جائیں، صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کا اہتمام ہو۔

۴۔ بھلائیوں کو سماج میں فروغ اور برائیوں کا ازالہ ہو۔

۵۔ اسلامی تعلیمات سے وہ اس حد تک متعارف ہو جائیں کہ توحید اور زندگی میں اس کی قدر و قیمت کو جان سکیں، ہدایت الٰہی اور رسالت محمدی کی ضرورت و اہمیت ان پر واضح ہو، آخرت کا صحیح تصور ان کے ذہنوں میں اجاگر ہو، اور اسلام کے بارے میں یہ حقیقت ان پر اچھی طرح منکشف ہو جائے کہ وہ اللہ کا واحد دین ہے جو ہر دور اور ہر ملک میں انسانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح، مسائل زندگی کے حل، عدل و قسط کے قیام، صالح و صحت مند سماج کی تعمیر اور اُخروی فلاح کے لیے آتا رہا ہے اور آج بھی یہی دین ان مقاصد کے حصول کا ضامن ہے۔

ب۔ معاونین | ملکی و سماجی مسائل کے حل، بھلائیوں کے فروغ، برائیوں کے ازالے اور خدمتِ خلق کے پروگرام میں زیادہ سے زیادہ غیر مسلموں کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔ جو غیر مسلم بھائی جماعت سے عملی تعاون کریں اور "معاون جماعت اسلامی ہند" کا فارم پُر کر دیں انھیں جماعت کا "معاون" شمار کیا جائے گا۔

ج۔ منتخب ملی جلی بستیوں میں کام | کچھ منتخب ملی جلی آبادیوں اور محلّوں پر خصوصی توجہ مرکوز کر کے پروگرام کے زیادہ سے زیادہ اجزاء کو بروئے کار لایا جائے گا۔

د۔ کوشش کی جائے گی کہ درج ذیل موضوعات پر غیر مسلموں میں اسلام اور تحریک اسلامی

کے تعارف کے لیے کتابیں شائع ہوں:

اسلام کے بنیادی عقائد (توحید، رسالت، آخرت) اسلام میں عورت کا مقام، مذہب کا اسلامی تصور، مسلمان کی زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

- ذیل کے عنوانات پر کتابچے تیار کرائے جائیں گے:۔

وحدتِ ادیان، اسلامی آدابِ معاشرت۔

دین حق کی وضاحت وغیرہ

(پالیسی دفعہ ۳)

پالیسی کی دفعہ ۳ کے تحت مذکور مسائل پر اظہارِ خیال کیا جائے گا اور مناسب لٹریچر تیار کرایا جائے گا۔

خدمتِ خلق

(پالیسی دفعہ ۴)

پالیسی کی دفعہ ۴ کے تحت پروگرام یہ ہوگا:۔

- مسلمانوں میں کام شق (۱۰) اور غیر مسلموں میں کام شق (۳) میں مذکور خدمت خلق کے مختلف کام انجام دیے جائیں گے نیز فقر وفاقہ، مرض وجہالت، افلاس پسماندگی دور کرنے اور مصیبت زدوں اور مظلوموں کو ریلیف پہنچانے کا اہتمام کیا جائے گا۔ چھوٹی گھریلو صنعتوں کے قیام اور روزگار کی فراہمی کے لیے مناسب تدابیر اختیار کی جائیں گی اور اس ضمن میں انجمن امداد باہمی اور بلا سودی قرضوں کے لیے حتی الامکان مقامی وسائل سے فنڈ فراہم کرنے کی

کوشش کی جائے گی۔

- خدمتِ خلق کے مختلف کاموں کو انجام دینے کے سلسلے میں جائز حدود میں حکومت کی ترقیاتی اور امدادی اسکیموں، سرکاری، نیم سرکاری یا آزاد سماجی اداروں اور انجمنوں، پنچایتوں، محلہ کمیٹیوں، کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے مراکز، سوشل ویلفیر سنٹروں، امداد باہمی کی اسکیموں، پسماندہ ذاتوں کے لیے قائم امدادی مراکز اور دوسرے رفاہی اداروں سے تعاون کرنے اور ان سے تعاون و امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر ان میں کسی اسکیم یا ادارہ سے استفادہ میں اُن کا کوئی ضابطہ مانع ہو اور جائز حدود کے اندر استفادہ ممکن نہ ہو تو ان ضوابط میں ضروری ترمیم کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

معاشی عدل و سماجی مساوات وغیرہ

(پالیسی دفعہ ۵)

پالیسی کی دفعہ ۵ کے تحت پروگرام یہ ہوگا:

- اس دفعہ میں مذکور امور و مسائل پر اظہارِ خیال کیا جائے گا، اس ذیل میں اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی جائے گی اور غیر اسلامی امور و رجحانات پر تنقید کی جائے گی۔
- معاشی استحصال اور سماجی ظلم و تعدی کو دور کرنے اور اجیر و مستاجر کے تعلقات کو درست کرنے اور بہتر بنانے کی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ اس سلسلے میں اہلِ ملک سے تعاون حاصل کیا جائے گا اور ان کے ساتھ تعاون کیا جائے گا۔
- اہلِ ملک کو اُن کی اُن ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا جائے گا جو ملک کے شہری

ہونے یا اُن کے حرفے، پیشے یا منصب کی نسبت سے ان پر عائد ہوتی ہیں اور ان پر سہل انگاری، فرض میں کوتاہی، رشوت، کرپشن سے باز رہنے اور محنت و فرض شناسی اور ایمانداری کے ساتھ اپنا کام انجام دینے کی اہمیت واضح کی جائے گی۔

- درجِ ذیل موضوعات پر کتابچے تیار کیے جائیں گے

اسلام کا تصورِ مساوات و اخوتِ انسانی، ہندوستان کے سماجی مسائل، معاشی عدل کا اسلامی تصور، چھوت چھات، اونچ نیچ۔

بنیادی حقوق کا تحفظ وغیرہ

(پالیسی دفعہ ۶/۷)

پالیسی کی دفعہ ۶/۷ کے تحت پروگرام یہ ہوگا:

- بنیادی حقوق بالخصوص زندہ رہنے کے حق پر دست درازی کی مخالفت کی جائے گی اور جان، مال اور عزّت و آبرو کے تحفظ کے سلسلے میں حکومت سے اس کی ذمہ داریاں پوری کرانے کی کوشش کی جائے گی۔
- عقیدہ، مذہب اور رائے وضمیر کی آزادی کے سلسلے میں اس امر پر نگاہ رکھی جائے گی کہ مقننہ یا انتظامیہ کے کسی اقدام کے نتیجے میں یہ آزادی خطرے میں نہ پڑے ایسے اقدامات کے خلاف آواز اٹھائی جائے گی اور رائے عامہ بیدار کی جائے گی نیز اس سلسلے میں جن مثبت اقدامات کی ضرورت ہو ان کی نشاندہی کی جائے گی۔
- حکومت اور تحریکوں کے کلیت پسندانہ اور آمرانہ اقدامات و رجحانات پر گرفت اور تنقید کی جائے گی۔

- فرقہ وارانہ کش مکش اور تہذیبی جارحیت کے انسداد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس سلسلہ میں عوام، جماعتوں اور اربابِ حکومت کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں جائیں گی۔
- مندرجہ بالا تمام امور میں اتفاق رکھنے والے افراد، اداروں اور جماعتوں سے تعاون کیا جائے گا اور ان کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔

عالمی امور و مسائل اور اخوتِ اسلامی

(پالیسی دفعہ ۷)

پالیسی کی دفعہ ۷ میں درج امور و مسائل پر حسبِ ضرورت و مواقع اظہارِ خیال کیا جائے گا اور اسلام کی دعوت کا کام جہاں بھی ہو رہا ہو اُس سے ربط رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

تربیت

(پالیسی دفعہ ۸)

پالیسی کی دفعہ ۸ کے تحت پروگرام:

اللہ کی رضا اور فلاح آخرت کا حصول اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ہر فرد نہ صرف یہ کہ اپنی پوری زندگی کو دین کے سانچے میں ڈھالے بلکہ دین کی دعوت و اقامت کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں کماحقہ انجام دے۔ اس ضمن میں، اپنی کوتاہیوں پر قابو پانے، اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور اپنے اندر مطلوبہ صفات پیدا کرنے کے لیے جہاں ہر فرد کو اپنی ہمہ جہتی تربیت کی طرف مسلسل توجہ کرنی ہوگی وہیں مقامی

اکائیوں سے لے کر مرکز تک ہر سطح پر اس کی رہنمائی، مدد اور نگرانی کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں :

- امرائے حلقہ جات اور نظمائے علاقہ جات و شعبہ جات تحت مرکز کی تربیت کی ذمّہ داری براہ راست مرکز کی ہوگی اور وہ ان کی تربیت کا اہتمام کرے گا۔
- مقامی امراء، ارکان اور دیگر متوسلین جماعت کی تربیت کی ذمّہ داری حلقوں اور علاقہ جات تحت مرکز کے ذمّہ داروں کی ہوگی اور وہ ان کی تربیت کے لیے مناسب پروگراموں کا نظم کریں گے لیکن مرکز بھی ان کی تربیت کا ذمّہ دار ہوگا اور پروگراموں کے بنانے اور چلانے میں مدد اور رہنمائی کرے گا اور پیش قدمی بھی۔
- جو شعبے یا ادارے براہِ راست یا بالواسطہ تحریک اسلامی سے وابستہ ہیں۔ ان کے ذمّہ دار اپنے شعبوں اور اداروں کے ماحول کو اسلامی بنانے اور اپنے کارکنوں کے اندر زیادہ سے زیادہ اسلامی صفات پیدا کرنے اور مفوضہ فرائض کو بہ حسن و خوبی انجام دینے کی صلاحیت پروان چڑھانے کا اہتمام کریں گے۔

مطلوبہ صفات :۔ جماعت کے افراد میں حسب ذیل اوصاف مطلوب ہیں جنہیں تربیت کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی :

- تعلق باللہ :۔ ایمان کی پختگی، عبادات کا ظاہری و باطنی خوبیوں کے ساتھ التزام اذکار و نوافل، انفاق، توبہ استغفار۔
- اوامر کی پوری پابندی، نواہی سے کلّی اجتناب۔
- حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام، مواسات و مرحمت، دوسروں کے لیے ایثار

- نصب العین کے حق ہونے پر کامل یقین اور اس کے ساتھ گہرا لگاؤ، تحریک کے لیے لگن کے ساتھ عملی جد وجہد، ایثار و قربانی، صبر و استقامت، حکمت۔
- اجتماعیت کی اہمیت کا شعور، مل جل کر جد وجہد کرنے کی صلاحیت، کثرت رائے سے ہونے والے فیصلوں کا احترام و تعمیل خواہ وہ اپنی رائے کے خلاف ہوں، نظم جماعت کی پابندی، اطاعت فی المعروف، خواہ اس کے لیے طبیعت پر جبر کرنا پڑے، نصح و خیر خواہی اخوت و محبت، ایک دوسرے کے کام آنے کا جذبہ، مامورین سے شفقت اور نرمی کا رویہ اور جماعتی امور میں ان سے مشاورت۔
- تنقید میں احتیاط، حدود کا پاس و لحاظ، زبان پر قابو، مجلس میں ٹوکنے کے بجائے تنہائی میں دلسوزی و شفقت کے ساتھ موعظت و نصیحت، تواصی بالحق، تواصی بالصبر، تواصی بالمرحمہ۔
- مجوزہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے اور مفوضہ فرائض کو بحسن و خوبی انجام دینے کی صلاحیت۔
- انفرادی و اجتماعی زندگی میں تقویٰ و احسان۔
- ریاء و نمود اور کبرِ نفس سے اجتناب، اخلاص و للٰہیت

ان صفات کے حصول کے لیے افرادِ جماعت انفرادی طور پر درج ذیل امور کا اہتمام کریں گے :۔

- قرآن و حدیث، انبیائے کرام، صحابۂ عظام اور صلحائے امّت کی سیرت اور صالح لٹریچر کا مسلسل اور گہرا مطالعہ۔
- مسنون اذکار و نوافل، احتساب و استغفار، انفاقِ مال۔

- دعوتی سرگرمی، تحریکی کاموں میں عملی جدوجہد، راہِ خدا میں قربانی، صبر و استقامت۔
- مرحمت و مواسات اور خدمتِ خلق کے کاموں میں اخلاص و دلسوزی کے ساتھ عملی جدوجہد۔
- مجوزہ پروگراموں اور مفوضہ فرائض کو بحسن و خوبی انجام دینے کی پوری کوشش۔

ان صفات کے حصول کے لیے حسب ذیل امور کا اجتماعی طور پر اہتمام کیا جائے گا:

- شعبۂ تنظیم کی طرف سے اس بات کی مسلسل نگرانی کی جائے گی کہ افرادِ جماعت کی تربیت کا کام ہر سطح پر انجام پاتا رہے۔
- مرکز سے فکری رہنمائی کی جائے گی۔
- کوشش ہوگی کہ متوسلین جماعت وقتاً فوقتاً مرکز آئیں اور اپنی تربیت کے لیے کچھ وقت مرکز میں گزاریں۔ اس سلسلہ میں مرکز میں مناسب انتظام کیا جائے گا اور مرکز کے ماحول کو اس مقصد کے لیے زیادہ سے زیادہ سازگار بنایا جائے گا۔
- پالیسی اور پروگرام کی تفہیم اور افرادِ جماعت کی ہمہ جہتی تربیت کے لیے ہر حلقہ میں چند روزہ پروگرام رکھے جائیں گے جن میں مرکز سے کوئی نہ کوئی ذمہ دار ضرور شریک ہوگا۔
- مرکز کے ذمہ داروں کے دورے منصوبہ بند طریقے پر ہوں گے (یہ دورے سال میں تمام حلقوں اور علاقہ جات تحت مرکز میں ہو جانے چاہئیں)۔

- دوروں میں اصل توجہ تربیت اور تنظیم پر ہوگی پھر دعوتی پروگراموں پر۔
- مجوزہ پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے اور مفوّضہ فرائض کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لیے کارکنوں کی عملی تربیت کا اہتمام کیا جائے گا۔
- مقامی تربیتی اجتماعات کو بہتر اور مؤثر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔
- مقامی امرائے جماعت اور نظمائے متفقین کارکنانِ جماعت کی اصلاح و تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کریں گے۔

فارم متفق جماعت اسلامی ہند

مقام --------------- حلقہ ---------------
نام --------------- ولدیت --------------- عمر ------
مکمل پتہ ---------------

میں نے جماعت اسلامی ہند کے بنیادی نکات کو، دعوتِ اسلامی کیاہے، کتاب کو پڑھ کر/ سن کر سمجھ لیاہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔ انشاءاللہ میں اسلام کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا/کروں گی۔ اور جماعت کے دینی، ملی، اسلامی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں حتی الوسع تعاون کروں گا/کروں گی۔ دستخط --------------- تاریخ ---------

میں تصدیق کرتا/کرتی ہوں کہ میرے علم کے مطابق مذکورہ بالا اندراجات صحیح ہیں۔
دستخط رکن/متفق --------------- تاریخ ---------------
جناب --------------- صاحب کو جماعت اسلامی ہند کے متفقین میں شمار کیا جاتا ہے۔
دستخط امیر جماعت/امیر حلقہ/ناظم ضلع/امیر مقامی/ناظم حلقۂ متفقین ---------------
تاریخ ---------

فارم معاون جماعت اسلامی ہند

مقام --------------- حلقہ ---------------
نام --------------- ولدیت --------------- عمر ---------
مکمل پتہ

میں ملک اور سماج کے مسائل حل کرنے، بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو دور کرنے اور خدمتِ خلق کے پروگراموں میں جماعت اسلامی ہند کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار رہوں۔
دستخط --------------- تاریخ ---------

میں تصدیق کرتا/کرتی ہوں کہ میرے علم کے مطابق مذکورہ بالا اندراجات درست ہیں
دستخط رکن/متفق --------------- تاریخ ---------------
جناب --------------- صاحب کو جماعت اسلامی ہند کے معاونین میں شمار کیا جاتا ہے
دستخط امیر جماعت/امیر حلقہ/ناظم ضلع/امیر مقامی/ناظم حلقۂ متفقین ---------------
تاریخ ---------

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۸؍ اپریل ۱۹۸۷ء تا ۳؍ مئی ۱۹۸۷ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب مرکز جماعت بازار چتلی قبر دہلی میں ۲۸؍ اپریل ۱۹۸۷ء کو سہ پہر بعد نماز جمعہ ۳ بجے شروع ہو کر ۳؍ مئی ۱۹۸۷ء سوا گیارہ بجے دن میں اختتام پذیر ہوا۔ درج ذیل ارکان شریکِ اجلاس ہوئے:

۱۔ جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک)

۲۔ جناب عبدالعزیز صاحب (آندھرا پردیش)

۳۔ مولانا ابواللیث صاحب (اعظم گڈھ)

۴۔ عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال)

۵۔ ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب (بہار)

۶۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)

۷۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب (یو۔پی)

۸۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)

۹۔ مولانا صدرالدین صاحب (ادارۂ تصنیف)

۱۰۔ سیّد حامد حسین صاحب (مرکز)

۱۱۔ مولانا حامد علی صاحب (مرکز)

۱۲۔ افضل حسین قیمّ جماعت

جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب کیرلہ نے بعد مغرب شرکت کی۔ ڈاکٹر عبد الحق صاحب شانتی نکیتن نے ۲۹ر اپریل ۸۷ء ½۷ بجے صبح کی نشست سے شرکت کی۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب (علی گڑھ) ۲۹ر اپریل ۸۷ء کو سوا گیارہ بجے دن سے شریک اجلاس ہوئے۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت) اپنی علالت اور جناب کے سی عبد اللہ صاحب مولوی (کیرلہ) بیرون ملک کے سفر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔

مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تلاوت کلام پاک اور محترم امیر جماعت کے افتتاحی کلمات سے اجلاس کا آغاز ہوا۔

سابقہ روداد کی خواندگی

اس کے بعد سالانہ رپورٹ پیش کی گئی اس کی خواندگی اور رپورٹ پر تبصرے کا سلسلہ ۲۹ر اپریل تک جاری رہا۔

۲۹ر اپریل سہ پہر ۳ بجے
مجوزہ اجتماع بھوپال

ٹی کے عبد اللہ صاحب کی تجویز پیش ہوئی جس میں اجتماع بھوپال کی تاریخوں کو کچھ مقدم کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اسی سیاق میں دوسرے حلقوں اور افراد کی طرف سے تاریخوں کو مقدم یا موخر کرنے کے سلسلے میں جو خطوط آئے تھے ان کا بھی تذکرہ آیا۔ یہ بات سامنے آئی کہ مقدم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور موخر کرنے میں بھی متعدد دشواریاں ہیں اس لیے تقدیم یا تاخیر مناسب نہیں۔

بجٹ برائے اپریل سنہ ۷۸ء تا مارچ سنہ ۱۹۷۹ء

بجٹ : کل آمدنی ۳,۲۳,۶۹۴.۴۷ اور کل مصارف ۳,۲۹,۳۰۰.۰۰
خسارہ ۵,۶۰۵.۵۳

قراردادیں

قراردادوں کے مسودے زیر غور آئے اور ضروری حذف و اضافہ کے بعد حسبِ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

۱۔ ملک کے سیاسی لیڈروں سے اپیل

ملک کے اونچے حلقے کے سیاست دانوں کے درمیان اختلاف کا ہونا تو کوئی عجیب بات نہیں لیکن اس کا یہ پہلو بہت قابل توجہ ہے کہ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں اور ذمہ داروں کے بیانات میں ان اخلاقی حدود کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا جن کو عام لوگ بھی اپنی سماجی زندگی میں ملحوظ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اور ان سے تجاوز کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اس کا تشویشناک پہلو یہ ہے کہ یہ سیاسی لڑائی پارلیمنٹ یا سیاسی پلیٹ فارم سے آگے بڑھ کر سڑکوں اور بازاروں میں آرہی ہے۔

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ اس صورتِ حال کو حد درجہ تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس کی رائے میں یہ سیاسی لڑائی سڑکوں پر لڑنا دراصل عوام میں اتحاد کے بجائے افتراق و تصادم کے بیج بونا اور ان کا اخلاقی دیوالہ نکال دینا ہے عوام کا مزاج اپدیشوں سے نہیں بنتا بلکہ اپنے بڑوں کے طرز عمل سے بنتا ہے۔ جیسا طرز عمل ان کا ہوگا ویسا ہی عوام کا مزاج بنے گا۔ اسی بنا پر مجلس شوریٰ سیاسی لیڈروں سے اپیل کرتی ہے کہ خدا کے واسطے وہ اپنی سیاسی لڑائی میں ملک اور

اہل ملک کے مستقل مفاد کو نہ بھولیں۔ وہ ملک کے دانشوروں اور پریس سے نیز اپنے تمام بھائیوں سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ ایسی سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کی ہرگز حوصلہ افزائی نہ کریں جو عوام کو نعروں پر چلانا چاہتے ہیں اور اپنے سیاسی یا ذاتی مفاد کی خاطر عوام کو سڑکوں پر لڑا دیتے ہیں بھی دریغ نہیں کرتے۔

۲۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بل

مسلمانانِ ہند اور ملک کے دوسرے انصاف پسند حلقوں کا مسلسل مطالبہ رہا ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ترمیمی ایکٹ ۱۹۷۲ء کو منسوخ کرکے اس کی جگہ ایک ایسا ایکٹ لایا جائے جو یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کو پوری طرح بحال کردے اس سلسلہ میں بیگ کمیٹی اور خسرو کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر جلد از جلد عملی کارروائی کی ضرورت کی طرف جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے موجودہ حکومت کو اس کے قیام کے فوراً بعد ہی متوجہ کیا تھا لیکن ابھی تک اس مطالبہ کے سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کیا گیا جس کے باعث مسلمانوں میں تشویش اور اضطراب کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔

مسلم یونیورسٹی ایکشن کمیٹی، یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد اور طلبا کے نمائندوں اور وزارت تعلیم کے درمیان حالیہ مذاکرات کے نتیجہ میں امید کی جاتی ہے کہ اب اس مطالبہ کے پورا کیے جانے میں مزید تاخیر نہ ہوگی۔

مجلس شوریٰ حکومت ہند پر زور دیتی ہے کہ پارلیمنٹ میں ایک ایسا بل جلد از جلد پیش کرے جس کا مدت سے مطالبہ کیا جارہا ہے اور جس سے یونیورسٹی کا اقلیتی کردار بحال ہوجائے اور وہ دوسری اصلاحات بھی روبہ عمل آجائیں جن کی وضاحت خسرو کمیٹی کی سفارشات میں کی گئی ہے۔

۳۔ برما کے مسلمانوں کی حالت زار

برما کی حکومت کا رویہ وہاں کے مسلمانوں کے بارے میں شدید سے شدید تر ہوتا جارہا ہے۔ سالہا سال سے برما کے مسلمان حج کی سعادت سے محروم ہیں اور یہ اس لیے کہ وہاں کی حکومت مسلمانوں کو حج کی اجازت نہیں دیتی۔ اب اخبارات کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر برما سے نکالا جارہا ہے، ان کی جائدادیں ضبط کی جارہی ہیں اور ان کے جوانوں کو جیلوں میں ٹھونسا جارہا ہے یہ صورت حال بڑی تشویشناک ہے۔

ہم برما کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس روش کو بدلے۔ مسلّمہ انسانی اور شہری حقوق کا احترام کرے اور اپنے ملک کی مسلم اقلیت کے ساتھ انصاف کرے۔ مجلس شوریٰ مسلمانانِ عالم، ان کی تنظیموں اور حکومتوں نیز رابطہ عالم اسلامی کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ اس صورت حال کی تبدیلی کے لیے جدوجہد کریں۔

مجلس شوریٰ اپنے ملک کے عوام اور حکومت دونوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ پڑوسی ملک میں ان حالات کی اصلاح کے لیے اپنا اثر استعمال کریں۔

گجرات کا نیا حلقہ

گجرات کو حلقہ بنانے کی تجویز جو گجرات کے ارکان کی طرف سے بہت پہلے آچکی تھی زیر غور آئی۔

سیّد حامد حسین صاحب نے حلقہ بنانے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ گفتگو کے بعد محترم امیر جماعت نے ارکان شوریٰ کے مشورے سے گجرات کو تنظیمی حلقہ بنادینے کا فیصلہ فرمایا۔

اس کے بعد سوا گیارہ بجے دوپہر دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت

روداد ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند

کیمپ بھوپال ۳۱ مئی ۷۸ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت اسلامی ہند ۳۱ مئی ۷۸ء کو اجتماع بھوپال کے بعد ½ ۸ بجے صبح سے شروع ہوا۔

درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔

۱۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب (یو۔پی)
۲۔ جناب عبدالعزیز صاحب (آندھرا)
۳۔ جناب عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال)
۴۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب (شانتی نکیتن)
۵۔ جناب رشید عثمانی صاحب (مہاراشٹر)
۶۔ مولانا صدرالدین صاحب (ادارہ تصنیف)
۷۔ جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک)
۸۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب (علی گڈھ)
۹۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب (علی گڈھ)

۱۰۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)

۱۱۔ ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب (بہار)

۱۲۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش)

۱۳۔ جناب محمد مسلم صاحب (دعوت)

۱۴۔ جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز)

۱۵۔ مولانا حامد علی صاحب (مرکز)

۱۶۔ افضل حسین قیم جماعت

مولانا حامد علی صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

ایجنڈا ایجنڈا یہ تھا

۱۔ الیکشن کا مسئلہ

۲۔ برما کے مظلوم مسلمانوں پر قرارداد

۳۔ اسمبلی الیکشن فروری ۱۹۷۸ء پر اعتراضات کی تحقیقی رپورٹ

الیکشن کا مسئلہ

سب سے پہلے الیکشن کے مسئلے پر غور و خوض شروع ہوا۔ اس کے مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیال جاری رہا۔

یکم جون صبح ۹ بجے الیکشن کے مسئلہ پر تفصیلی تبادلۂ خیال ہوا۔ بالآخر درج ذیل تجویز جناب عبدالعزیز صاحب کی طرف سے پیش کی گئی۔

"جماعت اسلامی ہند اپنے نصب العین اقامت دین کے حصول کے لیے پر امن اور تعمیری ذرائع اختیار کرتی اور ترغیب و تلقین کے ذریعے رائے عامہ کی تربیت کرنے کے طریقے پر اعتماد کرتی ہے اس سلسلے میں وہ مناسب وقت آنے پر اپنے نصب العین کے حصول کے لیے انتخابات کا طریقہ اختیار کرنے کا بھی ارادہ

رکھتی ہے چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ اپنی دعوت کو عام باشندگان ملک میں زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کا اہتمام کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمانوں کو اس فریضے کی انجام دہی میں اپنا شریک کار بنانے کی کوشش کی جائے۔

طے کیا گیا کہ جب بھی یہ کام موثر حد تک انجام پاجانے پر اطمینان حاصل ہو جائے جماعت اسلامی ہند اس مقصد کے تحت پارلیمانی انتخاب میں حصّہ لے گی۔

مذکورہ پالیسی کے ساتھ جماعت اسلامی ہند موجودہ مرحلے میں معروف انسانی قدروں کے فروغ منکرات کے ازالہ عدل وقسط کے قیام، سماجی اور معاشی انصاف کے حصول، کلیت پسندانہ آمرانہ نظام کے سدباب جیسے مقاصد کے لیے اپنے ارکان پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی ہٹاتی ہے۔

تجویز نے اختلافی مسئلہ کی شکل اختیار کر لی جس کا فیصلہ حسبِ دستور کی دفعہ ۳۹ (ج) مجلس نمائندگان میں ہوگا۔

نوٹ :۔ اس کے بعد یہ اختلافی مسئلہ مجلس نمائندگان کے اجلاس بھوپال مورخہ یکم جون میں پیش ہوا۔ مجلس نمائندگان کے ۸۹ ارکان میں سے ۶۴ شریک اجلاس تھے۔ ۲۵ ارکان نے تجویز کے حق میں اور ۳۹ ارکان نے اختلاف میں رائے دی چنانچہ تجویز مسترد ہوگئی۔

برما کے مظلوم مسلمان

برما کے مظلوم مسلمانوں کے سلسلے میں درج ذیل قرارداد منظور ہوئی۔

" جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس برما کے مسلمانوں پر مسلسل کیے جانے ظالمانہ غیر انسانی سلوک کو انتہائی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ حکومت برما کی بے دردی اور

متعصبانہ پالیسی کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں خاص طور سے روہنگی مسلمانوں کی کثیر تعداد ملک چھوڑ کر بنگلہ دیش میں پناہ لیتی جارہی ہے ظلم وستم کی انتہا یہ ہے کہ ان بھاگتے ہوئے مظلوم انسانوں پر حکومت برما کے فوجی گولیاں بھی برساتے رہتے ہیں۔ یہ صورت حال دراصل حکومت برما کی ظالمانہ اسکیم اور کوشش کا نتیجہ ہے کہ وہ تمام مسلمان اپنا نام اور طرز بودوباش تک بدل کر بدھ مذہب وتمدن اختیار کرلیں جب مسلمان اس کے لیے آمادہ نہیں ہوئے اور انھوں نے اس کوشش کی مزاحمت کی تو انھیں ملک سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ظلم کا یہ چکر چلادیا گیا۔

یہ وہ مسلمان ہیں جو صدیوں سے برما میں رہتے چلے آرہے ہیں اس لیے حکومت برما کا یہ دعویٰ کہ بھاگنے والے لوگ دراصل بنگلہ دیشی یا غیر برمی ہیں سراسر جھوٹ ہے اور اسے اپنی ظالمانہ روش پر پردہ ڈالنے کی ایک بھونڈی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بنا بریں مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت برما سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی اس ظالمانہ روش سے باز آجائے۔ بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو جلد سے جلد واپس لے اور اس بات کا پورا اہتمام کرے کہ مسلمان اطمینان سے رہ سکیں اور خوف ودہشت اور تعصب کی وہ فضا ختم ہوجائے جس کے نتیجے میں برمی مسلمانوں کا امن وسکون غارت ہوکر رہ گیا ہے۔

یہ اجلاس ادارۂ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی کمیونٹی کو بھی اس صورتحال پر توجہ دلاتا ہے۔ انھیں چاہیے کہ اس ظلم اور انسانیت کشی کو ختم کرانے کے لیے حکومت برما پر ہر طرح کا اخلاقی اور سیاسی دباؤ ڈالیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس بنگلہ دیش میں پناہ لینے والے ان تباہ حال مسلمانوں کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کے لیے تمام ممالک سے بالعموم اور

اسلامی ممالک سے بالخصوص اپیل کرتا ہے کہ وہ حکومت بنگلہ دیش کے ساتھ بھرپور مالی تعاون کریں۔ یہ اجلاس چاہتا ہے کہ حکومت ہند بھی اس مسئلہ پر حق و انصاف کی آواز بلند کرنے اور برما کی حکومت پر اخلاقی دباؤ ڈالنے کا فرض ادا کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔

آخر میں یہ اجلاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ ان پریشان حال مسلمانوں کی مدد فرمائے اور انھیں اس مصیبت سے نجات عطا کرے۔ آمین۔

اس کے بعد دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت

مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند
کی
تین قراردادیں

دہلی - ۱۷ اپریل - مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے ہنگامی اجلاس ۱۶، ۱۷ اپریل ۱۹۷۹ء میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

قرارداد ۱

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے مقدمہ قتل کے فیصلہ اور ان کی پھانسی کا معاملہ پاکستان سے متعلق تھا لیکن اس کا ردعمل وہاں کے بجائے ہندوستان میں ہوا۔ جو لوگ مسٹر بھٹو کو دین وملت کا اصل ہیرو اور قتل کے مقدمہ میں بے قصور خیال کرتے تھے ان کا ان کی پھانسی پر رنج وغم کا اظہار فطری امر تھا۔ لیکن اس سلسلے میں اس سامنے کی حقیقت کو لوگ نظرانداز کر گئے کہ ہندوستان اور پاکستان دو الگ الگ ملک ہیں ان کی حکومتیں اور جماعتیں الگ ہیں اور ایک ملک کے کسی معاملہ کی ذمہ داری دوسرے ملک والوں پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ مسٹر بھٹو کی پھانسی میں جماعت اسلامی ہند اور جماعت اسلامی جموں وکشمیر کا کوئی دخل نہ تھا لیکن سارا غصہ ان دونوں جماعتوں پر اُتارا گیا اور وہ بھی کس انداز میں کہ تمام دینی اخلاقی اور قانونی حدود بری طرح

پامال ہوکر رہ گئے۔

اس سلسلے کا سب سے بدتر مظاہرہ ریاست جموں و کشمیر میں ہوا۔ جہاں جماعت اسلامی سے وابستہ ہزارہا افراد کو بے گھر، بے در اور دانہ دانہ کا محتاج بنا دیا گیا۔ مدارس و مکاتب تباہ کر دیئے گئے گاؤں کے گاؤں پھونک دیئے گئے۔ کروڑوں روپے کی املاک تباہ کردی گئیں بے گناہ افراد کو مارا پیٹا گیا معصوم عورتوں کو وحشیانہ طور پر ستایا گیا، بے گناہ افراد کا خون بہایا گیا۔ قرآن مجید اور مساجد کی بے حرمتی کی گئی اور انہیں نذر آتش کیا گیا۔

ہندوستان کی دوسری ریاستوں میں بڑے پیمانے پر تو ہنگامے نہیں ہوئے لیکن کچھ مقامات پر وابستگان جماعت بپھرے ہوئے عناصر اور غنڈوں کے سب و شتم اور غیظ و غضب کا نشانہ بنے۔ جماعت کے دفاتر اور مکاتب کو لوٹا اور جلایا گیا یا ان پر قبضہ کر لیا گیا۔ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی بے حرمتی کی گئی اور لوگوں کو بری طرح مارا پیٹا گیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا۔ مسٹر بھٹو کی پھانسی کے بارے میں تو اختلاف ہوسکتا ہے کہ وہ صحیح تھی یا غلط لیکن یہ حرکات جو پورے ملک میں ہوئیں ان میں سے کوئی حرکت، دین، اخلاق، انسانیت شرافت یا قانون کسی بھی لحاظ سے صحیح تھی؟ اسلام کے نام لیواؤں کی طرف سے یہ کتنا غیر اسلامی اور غیر اخلاقی مظاہرہ تھا جس سے اسلام اور ملت دونوں کی عظیم رسوائی ہوئی اور دردمندانِ ملت کا سر شرم سے جھک گیا۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا احساس ہے کہ ہنگامے ہوئے نہیں کرائے گئے۔ بہت سے اخبارات و رسائل گمراہ کن خبریں اداریئے اور آرٹیکل لکھ کر عوام کے ذہنوں کو مشتعل کرنے کے کام میں لگے رہے کچھ اسلام دشمن اور مفاد پرست پارٹیوں نے تحریک اسلامی کو کچلنے کا اسے ایک نادر موقع سمجھا اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے لیے انہوں نے ایک منظم اور ہندوستان گیر منصوبہ بنایا اور یہ ان سے ذرا بھی بعید نہ تھا مگر افسوس کہ نہ صرف سادہ لوح مسلم عوام بلکہ مسلمانوں کی کچھ دینی و سیاسی جماعتوں کے کارکن اور ان کے مقامی ذمہ دار تک اس شرانگیزی

اور قتل و غارت گری کے ہنگامہ میں شریک اس کے محرک اور اسلام دشمن طاقتوں کے آلہ کار ہو گئے کتنی دردناک ہے یہ صورت حال اور کس درجہ جذباتی، بے شعور اور دین کے تقاضوں اور ملت کے حقیقی مفادات سے ناآشنا ہیں ہمارے عوام اور ہمارے کچھ مذہبی عناصر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی بھی اسلام دشمن اور شرارت پسند گروہ انہیں بھڑکا کر جب چاہے ان سے وہ حرکات کرا سکتا ہے جو دین کے سراسر خلاف، تحریکات اسلامی کو تباہ کرنے والی اور امت مسلمہ کے شیرازے کو پارہ پارہ کرنے والی ہوں۔ ہم ملت کے تمام دردمند اور خیر پسند عناصر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ صورت حال کی سنگینی کو محسوس کریں اور ملت کو اس تشویشناک صورت حال سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کریں

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اللہ کا شکر ادا کرتی ہے کہ ان شدید حالات میں اس نے جماعت اسلامی ہند اور جماعت اسلامی جموں و کشمیر کے وابستگان کو عفو و درگذر صبر و تحمل کی توفیق بخشی اور اخلاق و انسانیت کی اعلیٰ نعمتوں سے نوازا کسی گروہ کا اصل سرمایہ اخلاقی قوت ہوتی ہے۔ مادی نقصان کتنا ہی بڑا ہو بہر حال عارضی ہی تو ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے دیر سویر اس کی تلافی ہو ہی جاتی ہے۔

جہاں تک جموں اور کشمیر کی حکومت کا تعلق ہے سخت افسوس ہے کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو قطعاً محسوس نہیں کیا۔ وزیر اعلیٰ سے لے کر حکومت کے چھوٹے بڑے ذمہ داروں تک سب کو بروقت اور بار بار متوجہ کرنے کے باوجود انتظامیہ اور پولیس کے افراد تماشائی بنے رہے اور فسادیوں کو کئی روز تک پوری ریاست میں چھوٹ ملی رہی ایسا کیوں ہوا؟ اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے۔

اس ہنگامہ میں جو افراد شہید ہوئے ہیں ان کے لیے مجلس شوریٰ اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور اجر عظیم کی دعا کرتی ہے اور جسمانی و مالی نقصان اٹھانے والوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ راہ حق میں مختلف قسم کی مشکلات آتی رہتی ہیں اور اہل ایمان کی روش یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور مدد پر اعتماد کرتے ہوئے حالات سے صبر

واحتساب کے ساتھ عہدہ برآ ہوتے رہتے ہیں۔ ہم وابستگانِ جماعت سے اسی طرزِ عمل کی توقع رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین

قرارداد ۲

جمشید پور کا حالیہ فساد اب تک کی موصولہ سرکاری وغیر سرکاری اطلاعات کے مطابق ہندوستان کے عظیم فسادات میں سے ایک ہے۔ اس فساد میں سینکڑوں افراد کے ہلاک وزخمی ہونے کی اور تقریباً پچاس ہزار افراد کے بے گھر اور تہی دست ہونے کی خبریں ملی ہیں اور نہ جانے کتنی دکانیں اور مکانات تباہ وبرباد کردیئے گئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ریاستی پولیس اور انتظامیہ نے فساد میں خود بھی حصہ لیا اور فسادیوں کی مدد کی اور صورت حال صرف اس وقت بہتر ہونا شروع ہوئی جب فوج اور بی ایس ایف نے پہنچ کر حالات پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے نزدیک یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے۔ جب فساد میں مذہب، اخلاق اور انسانیت کی تمام قدروں کو پیروں سے روند ڈالیں جب سیاسی اور فرقہ پرست پارٹیاں اقلیتوں اور کمزوروں کو ختم کرنے کے منظم منصوبے بنالیں جب فسادات میں مہلک اسلحہ اور بموں کا بے دریغ استعمال ہو۔ جب امن وامان کے محافظ نہ صرف یہ کہ تماشائی بنے رہیں بلکہ لوٹ مار اور قتل وغارت گری میں خود بھی ملوث ہوجائیں تو ملک میں جان ومال اور آبرو کے تحفظ اور امن وامان کے برقرار رہنے کا کیا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ افسوس کہ فسادات کے سلسلے میں کانگریس دورِ حکومت میں جو دردناک صورت حال تھی اور پولیس اور انتظامیہ کا جو شرمناک رویہ تھا جنتا کے دورِ حکومت میں بھی وہی سب کچھ ہورہا ہے اور جنتا پارٹی اور جنتا گورنمنٹ کے ذمہ دار صورت حال کو بدلنے اور حالات پر قابو پانے کے بجائے ایک دوسرے پر اس کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ فساد پورے ملک کے لیے کلنگ کا ٹیکہ ہے۔ اس طرح کی حرکات سے صرف اقلیتیں ہی تباہ نہیں ہوں گی ملک کی امن وامان

لی صورت حال تباہ ہوگی۔ انسانیت اخلاق اور مذہب کا خون ہوگا۔ ملک کے مختلف طبقات اور فرقوں میں ٹکراؤ بڑھے گا اور پورے ملک کی شدید بدنامی ہوگی اور ملک کا استحکام خطرے میں پڑ جائے گا۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند قوم و ملک کے تمام بہی خواہان انسانیت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ صورت حال کو بدلنے اور فسادات کو ملکی زندگی سے کالعدم کرنے کے لیے میدان عمل میں آئیں۔ تباہ حال لوگوں کی بازآبادکاری کے لیے آگے بڑھیں اور نقصانات کی تلافی کریں اور فساد زدہ علاقے میں امن وامان بحال کرنے کے ساتھ ساتھ باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند ریاستی اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ فساد زدگان کے عظیم نقصانات کی پوری پوری تلافی کی جائے — اور مجرمین کو کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

قرارداد ۳

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے اجلاس میں تیاگی بل سے متعلق جو قرارداد منظور ہوئی ہے اس کا متن ذیل میں دیا جارہا ہے۔

> "آزادی مذہب بل جسے مسٹر او پی تیاگی نے پالیمنٹ میں پیش کیا ہے اور جو ان دنوں پورے ملک میں موضوع بحث بنا ہوا ہے آزادی مذہب کا نہیں مذہبی جبر کا بل ہے"۔
>
> اس میں شک نہیں کہ مذہب کی تبلیغ یا تبدیلی میں زبردستی دھوکا دہی لالچ یا ڈراوے کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ عقیدہ و مذہب کے ترک و اختیار کا تعلق قلب و دماغ اور ضمیر و وجدان سے ہے اور مذہب کی جو تبدیلی جبر، تحریص، فریب دہی یا تخویف سے ہو وہ مذہب، انسانیت اور ضمیر و وجدان سب پر ظلم کے مترادف ہے۔ قرآن واضح لفظوں میں اعلان

کرتا ہے۔ دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں، اسلام بڑی سے بڑی
نیکی کو تسلیم نہیں کرتا اگر وہ دنیوی لالچ کے تحت کی گئی ہو۔ رہی فریب دہی
تو وہ شدید اخلاقی جرم ہے۔

جہاں تک تبدیلی مذہب میں جبر، فریب، تحریص یا ترغیب کو روکنے کی
بات ہے۔ اس کے لیے انڈین پینل کوڈ کی دفعات ۲۵، ۳۴۹ اور ۴۱۵
بالکل کافی ہیں۔ پھر مزید قوانین کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا صاف اور سیدھا
جواب یہ ہے کہ یہ اقدام جائز مذہبی تبلیغ اور صحیح تبدیلی مذہب کو روکنے کے لیے
ہے۔ مذہب کا بنیادی تصور ہی یہ ہے کہ کچھ عقائد و اعمال ہیں جنہیں اختیار
کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور انسان خدا کے غضب سے نجات پاتا ہے اسلام
کے تصور میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اس سے دنیا میں عدل و مساوات کی
نعمتیں ملتی ہیں لیکن اس بل کی رو سے خدا کے غضب سے ڈرانے اور عدل و
مساوات کے تذکرہ کو تخویف یا تحریص شمار کیا جاسکتا ہے اس طرح مذہب کی
تبلیغ بھی جرم اور مذہب تبدیل کرنا بھی جرم۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز آزادئ فکر
و عمل بنیادی انسانی حقوق اور دستور ہند کے دیئے ہوئے تحفظات سب
کے خلاف ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند ممبران پارلیمنٹ سے بالعموم اور حکمراں پارٹی سے
وابستہ افراد سے بالخصوص مطالبہ کرتی ہے کہ وہ تیاگی بل کو پاس نہ ہونے دیں۔ مجلس شوریٰ ملک
کے تمام خیر پسند اور مذہبی افراد سے عموماً اور عیسائیوں اور مسلمانوں سے خصوصاً اپیل کرتی ہے کہ وہ
متحد ہو کر اس بل کی پوری طرح مخالفت کریں۔

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۱۸؍جولائی ۷۹ء تا ۲۳؍جولائی ۷۹ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت محترم امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب مرکز جماعت دہلی میں ۱۸؍جولائی ۷۹ء بروز بدھ صبح نو بجے سے شروع ہوا۔

درج ذیل ارکان مجلس نے شرکت کی۔

۱۔ جناب سراج الحسن صاحب (کرناٹک)

۲۔ جناب عبدالعزیز صاحب (آندھرا)

۳۔ جناب عبدالفتاح صاحب (مغربی بنگال و اڑیسہ)

۴۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب جو دو دن بعد واپس چلے گئے۔

۵۔ جناب رشید عثمانی صاحب (مہاراشٹر)

۶۔ ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب (بہار)

۷۔ جناب ٹی کے عبداللہ صاحب (کیرلہ)

۸۔ محمد شفیع مونس صاحب (یو۔پی)

۹۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (زندگی)

۱۰۔ جناب سید حامد حسین صاحب (مرکز)

۱۱۔ مولانا حامد علی صاحب (مرکز)

۱۲۔ افضل حسین قیم جماعت

۱۳۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (بھوپال) ایک دن تاخیر سے شرکت کی۔

۱۴۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب نے دو دن تاخیر سے شرکت کی۔

جناب محمد مسلم صاحب، مولانا صدر الدین صاحب اور جناب کے سی عبداللہ صاحب علالت کے باعث شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب ملک سے باہر مصروفیات کے سبب نہ آسکے۔

مولانا عروج صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

افتتاحی کلمات حمد و صلوٰۃ کے بعد محترم امیر جماعت نے فرمایا:

محترم رفقاء! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے زندگی کی ایک اور مہلت عطا فرمائی تاکہ اپنے محبوب نصب العین اقامتِ دین کے سلسلے میں ہم غور کر سکیں کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے اور ان غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کی فکر کریں جو گذشتہ سال یا اس سے پہلے سرزد ہو چکی ہیں۔ آپ حضرات یہ تو جانتے ہی ہیں کہ جماعت کی پالیسی پروگرام میں سب سے زیادہ اہمیت دعوت کو دی گئی ہے، اس کے بعد دیگر امور و مسائل کو آپ کے سامنے قیم جماعت نے سالانہ رپورٹ پیش کریں گے اس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ گذشتہ سال جماعت نے تربیت دعوت اور بعض دیگر مسائل کے سلسلے میں کیا کوششیں انجام دیں ان کی رپورٹ سے ملک و ملت اور جماعت کی جو حالت و کیفیت ہے اس کا سرسری اندازہ ہو سکے گا۔ اقامت دین کی تحریک دراصل ایک ہمہ گیر تحریک ہونے کی حیثیت سے

اس کی متقاضی ہے کہ ہم اپنے گرد و پیش کے حالات سے باخبر رہیں اور نہ صرف باخبر رہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو ضروری اقدام خود ہی اور احسن طور سے کر سکیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ شوریٰ میں کئی مرتبہ یہ بات تسلسل سے آتی رہی ہے کہ ملک کے حالات روز بروز ابتر ہوتے چلے جا رہے ہیں، آپ کے سامنے تشدد، فسادات لا اینڈ آرڈر زبوں حالی، دینی و اخلاقی زوال وغیرہ کی تصاویر بار بار پیش کی جاتی رہی ہیں اور ان چیزوں کے سلسلے میں آپ حضرات نے کچھ فیصلے بھی کیے اور ان فیصلوں کو کسی حد تک زیر عمل لانے کی بھی کوششیں کی گئیں آج بھی یہ موقع ہے کہ ہم ملک، ملت اور جماعت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسی تدابیر جو عملی پریکٹکل اور FEASIBLE ہو اور جن پر عمل کرنا ممکن ہو ان کی نشاندہی کریں اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہماری رہنمائی اور مدد فرمائے۔

ملک کے حالات سے آپ بخوبی واقف ہیں لیکن جو چیز شوریٰ اور جماعت کے لیے برابر باعث تشویش رہی ہے۔ وہ روز افزوں تشدد کا رجحان اور اس ضمن میں فسادات، لا اینڈ آرڈر کی خرابی اور اخلاقی زوال ہے۔ دوسری پارٹیاں بھی تشدد کی شکایت برابر کرتی رہی ہیں۔ بعض پارٹیوں کا خیال ہے کہ اس تشدد اور دیگر خرابیوں کی ذمہ دار صرف حکومت ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں جو سیاسی کھیل کھیلا جا رہا ہے لوگ اس میں زیادہ دلچسپی لیا کرتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ تشدد کا ہمہ جہتی مفہوم لوگوں کے ذہن میں نہیں ہے۔ جب کہیں کسی فرد کو یا چند افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے یا آگ لگائی جاتی یا لوٹ مار کی جاتی ہے تو اس نوعیت کی چیزوں کو تشدد سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ تشدد اور VIOLENCE الفاظ اور عمل دونوں میں ہوتا ہے۔ الفاظ کا بیجا اور سخت استعمال اور اس کے نتیجہ میں لوگ مشتعل ہو کر

جو اعمال وافعال کر گذرتے ہیں سبھی کا نام تشدّد ہے۔ اشتعال انگیز تقریریں، اور اس قسم کی دوسری چیزیں بھی تشدد ہی کی شکلیں ہوتی ہیں۔ دراصل تشدّد کا ایک جامع مفہوم جو میرے خیال میں ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی شخص یا گروہ کے جان و مال اور آبرو کو نقصان پہنچے تو یہ سب تشدّد میں شامل ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ دونوں طرح کے تشدّد میں بہت سے لوگ شامل ہیں۔ عوام میں ہندو بھی مسلمان بھی، سیاستداں بھی طلبہ بھی، اخبار نویس بھی، پولیس ملٹری اور ٹریڈ یونین بھی۔ غرض کہ ملک کا ہر طبقہ اِلّا ماشاء اللہ اس تشدّد میں حصّہ دار ہے۔ سیاستدانوں کے علاوہ حکومت بھی ہے، اسٹرائک بھی تشدّد کی ایک قسم ہے۔ ابھی دہلی میں محکمہ آب رسانی والوں نے اسٹرائک کر کے نلوں کو توڑ ڈالا جس کے نتیجہ میں عوام پریشانی میں مبتلا ہوئے، اسی طرح پولیس والوں نے اسٹرائک کر کے املاک کو نقصان پہنچایا۔ وہ تمام عناصر جو کمیونسٹ آئیڈیالوجی پر عمل کرتے ہیں وہ ملک کو نقصان پہنچاتے چلے آرہے ہیں اور حکومت کی بھی یہی پالیسی رہی ہے کہ جب تک لوگ اسٹرائک کر کے توڑ پھوڑ نہ کریں اور تشدّد پر نہ اتر آئیں وہ ان کے معاملات کو طے نہیں کرتی۔ افواہیں پھیلتی ہیں مگر حکومت بروقت اس کی تردید اور روک تھام نہیں کرتی۔ تشدّد پر آمادہ یہ ذہنیت ملک کو خودکشی کی طرف لے جانے والی ہے۔ کہیں ہریجنوں پر مظالم ہوتے ہیں، کہیں ہندو مسلم فساد ہوتا ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ اور ہر کمیونٹی میں یہ ذہنیت عام طور پر پائی جاتی ہے۔ جو بھی فساد ہوتا ہے ایسا نہیں ہے کہ صرف ہندوؤں ہی کی طرف سے پہل ہو کتنی بار مسلمانوں کی طرف سے بھی پہل ہوتی ہے۔ پھر پولیس اور ملٹری مسلمانوں پر تشدّد کرتی ہے۔

ہندوؤں میں ایک خاص گروپ ہے جو ایسی جارحیت کا قائل ہے اور جو ایک مخصوص کلچر کو دوسروں پر تھوپنا چاہتا ہے وہ اپنے کارکنوں کو لاٹھی اور بلم کی

تربیت دیتا ہے اور بعض مقامات پر تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے کارکنوں نے فسادات میں حصّہ لیا ہے۔ مسلمانوں کو ہم ایسا نہیں سمجھتے کیونکہ بحیثیت ملّت وہ ایک مصلح اور امن پسند گروہ ہے۔ لیکن اس میں سب ایسے نہیں ہیں۔ کشمیر میں ہم نے دیکھ لیا ہے۔ ادھر ایک جماعت ملک و ملّت بچاؤ تحریک چلا رہی ہے وہ سمجھتی ہے کہ حکومت ان چیزوں کی ذمّہ دار ہے انھوں نے جیلوں میں جانا شروع کر دیا ہے لیکن جب تک ہر کمیونٹی کی ذہنیت بدلنے کی کوشش نہ کی جائے اور جب تک ان میں صالح ذہنیت نہ پیدا کی جائے تشدّد رک نہیں سکتا۔

بحمداللہ جماعت اسلامی ہی ایک ایسی جماعت ہے جو اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ لوگوں میں خدا کا خوف پیدا ہو، آخرت کی جوابدہی کا احساس ابھرے اور لوگوں میں اخلاقی اقدار پروان چڑھیں۔ اس وقت ملک میں جو سیاسی چالبازیاں جن کا اس ہفتہ بڑا چرچا ہو رہا ہے یہ سب اس بات کی متقاضی ہیں کہ جماعت ہر سطح پر، ہر گروپ میں اور ہر موقع پر اسلام کی دعوت کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے تاکہ ہندوستانی معاشرے سے یہ خرابیاں دور ہوں۔ لیکن جیسا کہ آپ کو رپورٹ سے اندازہ ہوگا اور یہ بات بار بار شوریٰ میں آتی رہی ہے کہ جماعت کے افراد میں وہ خوبی یا لگن اور کام کرنے کا وہ ولولہ اور جذبہ جو مطلوب ہے اس کی بڑی کمی پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ کو اندازہ ہوگا کہ جب سالانہ رپورٹ کے سلسلے میں بتاکید یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں تاریخ تک آپ کی رپورٹ پہنچ جانی چاہیے تو رپورٹیں وقت پر نہیں بہت تاخیر سے آتی ہیں الاّ ماشاء اللہ۔ نہ تو امرائے حلقہ جات کو رپورٹیں وقت پر ملتی ہیں اور نہ مرکز کو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جماعت کی رکنیت قبول کرتے وقت جو عہد کیا تھا کہ ہم نظم کی پابندی کریں گے اس کا بہت سے ارکان کو

کو خیال نہیں رہتا اور ایک دینی جماعت ہونے کی حیثیت سے سمع وطاعت کے سلسلے میں اللہ ورسول کے جو احکامات ہیں ان کا بھی ہمیں خیال نہیں رہتا۔ الا ماشاء اللہ۔ اسی طرح سمع وطاعت کے سلسلہ میں اللہ ورسول کے احکامات کی پابندی کرنے کے نتیجہ میں دنیا میں جو مقام ہمیں ملے گا اور آخرت میں اجر حاصل ہوگا اس کا بھی ہمیں خیال نہیں ہے۔

دراصل جو جماعت ملک میں صالح نظام لانا چاہتی ہے اور اقامت دین کی جدوجہد کا نام لیتی ہے اس کو ایک طرف تو تقویٰ کے اس معیار پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا ذکر کتاب وسنت میں کیا گیا ہے اور دوسری طرف دنیا کے معاملات کو سمجھنے اور ان سے نمٹنے اور اپنے نظم کو ٹھیک طور سے چلانے اور ملک وملت کو اخلاقی بلندی پر پہنچانے کے سلسلے میں ضروری اور مفید کارروائی کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ اصحاب کرامؓ تقویٰ کے بلند ترین مقام پر پہنچے ہوئے تھے اور دنیا کے معاملات کو چلانے میں بھی وہ بہت PROGRESSIVE اور UP-TO-DATE تھے۔ ان کے تقویٰ اور دنیا کے کاموں کو بحسن وخوبی چلانے کی وجہ سے مدینہ کی اسٹیٹ دنیا کی مثالی اسٹیٹ بن گئی تھی۔ اس وقت جس نکتہ پر زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی حالت کو درست کرنے کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں ایک طرف تو اخبارات ورسائل کے مقابلہ میں کتاب وسنت سے زیادہ شغف پیدا کرنے اور تقویٰ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف دنیا کے حالات کو سمجھنے کی۔ اور جو چیزیں تربیت یا دعوت کے سلسلے میں یا دیگر مسائل کے متعلق آپ کی پالیسی اور پروگرام میں دی ہوئی ہیں ان پر ہر وقت اور احسن طریقہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ ان کلمات کے بعد آپ حضرات سے یہ چاہوں گا کہ آپ تشدّد کو

(۱) SIM کے ذمہ داروں اور حلقہ طلبہ کے نمائندوں کو بیک وقت بلا کر باہمی تبادلہ خیال کا موقع فراہم کرنا چاہیے تاکہ غلط فہمیاں اور شکایتیں دور ہو جائیں اور انہیں سمجھا دینا چاہیے کہ جہاں حلقہ طلبہ قائم ہو وہاں SIM اپنی شاخ قائم نہ کرے اور جہاں SIM کی شاخ ہو وہاں حلقہ طلبہ اپنی شاخ قائم نہ کرے (کلکتہ، دہلی بمبئی جیسے بڑے شہر اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔)

(۲) SIM اور حلقہ ہائے طلبہ ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں بلکہ باہم تعاون کریں۔

(۳) SIM کے کارکن جماعت کے رفقاء اور ذمہ داروں سے مربوط رہیں اور رفقائے جماعت SIM کے کارکنوں سے۔

(۴) ایک شخص جماعت کا رکن رہتے ہوئے SIM یا حلقہ طلبہ کا رکن بن سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں البتہ نظم جماعت کی پابندی لازمی ہوگی۔

مسلم پرسنل لا کمیٹی کی رپورٹ

مسلم پرسنل لا کمیٹی کے کنو ینر نے اب تک کے کاموں کا خلاصہ پیش کیا، اس سلسلے میں ضمناً یہ بات آئی کہ مجلس عاملہ مسلم پرسنل لا کے اجلاس میں یہ تجویز رکھنے کا شوریٰ نے مشورہ دیا تھا کہ بورڈ اینگلو محمڈن لا، نظر ثانی اور ترمیم کے سلسلے میں ضروری اقدام کرے۔ فضل الرحمٰن گنوری صاحب اس کے انچارج بنائے گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ انھوں نے کچھ کام کیا تھا مگر وہ اچانک باہر چلے گئے اور یہ کام بالکل رک گیا اور سردست کوئی انتظام ممکن نہیں۔ کمیٹی کی طرف سے آئندہ کے لیے یہ تجویز تھی کہ "اینگلو محمڈن لا پر نظر ثانی کے لیے ایک عالم دین اور ایک محمڈن لا پر نظر رکھنے والے فرد کو سال بھر کے لیے فارغ کیا جائے۔ اس تجویز پر گفتگو ہوئی اور عملی

روکنے کے سلسلے میں (تشدد جامع معنیٰ ہیں) اور جو خرابیاں انسانوں میں پیدا ہوگئی ہیں اور اخلاقی زوال بڑھتا جارہا ہے ان سب کے سلسلے میں اپنی پالیسی اور پروگرام کے حدود میں رہتے ہوئے ایسی قابلِ عمل باتیں سوچیں کہ ہم اپنی افرادی قوت اور محدود ذرائع و وسائل کے ساتھ اقامت دین کی جدوجہد میں بیش از بیش حصہ لے سکیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور آپ بھی اس دعا میں شریک ہوں کہ یہ دو چار دن جو ہم شوریٰ کی کارروائیوں میں لگائیں اس میں خدا ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اپنی زبان سے تشدد کا کوئی لفظ نکالے بغیر (وقولوا للناس حُسناً) پر عمل کرتے ہوئے بات کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

گذشتہ سالانہ اجلاس کی روداد کی خواندگی | روداد کی خواندگی ہوئی۔

— اس کے بعد بھوپال کی مجلس شوریٰ مئی ۷۸ء کی روداد کی خواندگی ہوئی۔

— سہ پہر کو ہنگامی اجلاس شوریٰ اپریل ۷۹ء کی روداد پڑھ کر سنائی گئی۔

— اس کے بعد ہنگامی اجلاس قریبی ارکان شوریٰ جون ۷۹ء کی روداد کی خواندگی ہوئی۔

طلباء کی تنظیم | سب سے پہلے طلبہ کی تنظیموں کے سلسلے میں گفتگو ہوئی مختلف افراد نے ان بے احتیاطیوں کا ذکر کیا جو S.I.M کے کارکنوں کی طرف سے ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ عام رجحان یہ تھا کہ طلبہ کی تنظیموں کے ذمہ داروں کو بلا کر سمجھا دیا جائے کہ وہ مل جل کر کام کریں۔ آپس میں رقابت نہ ہو۔ جہاں جو تنظیم کام کررہی ہے وہاں کرنے دیا جائے اور ان کو اپنے امرائے حلقہ سے ربط رکھنے اور مشورے کرنے کی تاکید کی جائے۔ ایک خیال یہ بھی آیا کہ تنظیم ایک ہی ہو اور جماعت اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کرے۔ کافی گفتگو اور تبادلۂ خیال کے بعد طے ہوا کہ

دشواریاں سامنے آئیں۔ عبدالحق صاحب نے کہا کہ عالم اسلام کے علماء نے پرسنل لا کے سلسلے میں جو کچھ کیا ہے اگر مجھے لکھا جائے تو سوڈان کی منسٹری سے فراہم کرسکتا ہوں اس ضمن میں پاکستان کے تنزیل الرحمٰن صاحب کی مسلم پرسنل لا سے متعلق کتاب کا بھی تذکرہ آیا۔

طے ہوا کہ عبدالحق صاحب پرسنل لا سے متعلق کچھ مسائل پر عالم اسلام کے علماء کی آرا ر اکٹھا کریں۔

جماعتی حالات

امیر جماعت اور قیم جماعت نے حالات کی کچھ وضاحت کی۔ فریدی صاحب نے کہا کہ ہم نے مسلمانوں میں جو مقام بنا یا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے وہ ہم نے کھودیا۔ اسے کیسے بحال کیا جائے۔ اس سلسلے میں چند نکات سامنے رہنے چاہئیں۔

۱۔ اسلامی انقلاب جو آرہا ہے اس سے ہندوستانی مسلمانوں کو اچھی طرح واقف کرانا چاہیے۔ اس سلسلے میں CASSETTES ٹیپ ریکارڈ اور اخبارات کو ذریعہ بنانا چاہیے۔

۲۔ کمیونسٹ تحریک نے اسلام اور مسلمانوں کو کیا نقصان پہنچایا ہے اسے اچھی طرح واضح کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں چین اور روس اور ان کے زیر اثر ممالک میں جو کچھ ہوا اسے سامنے لانا چاہیے۔ اشتراکیت پر نظریاتی تنقیدیں بھی ہونی چاہئیں۔

۳۔ دنیا کے مختلف حصوں میں مسلم نوجوانوں کا جو رول رہا ہے اس سے متعارف کرانا چاہیے۔

اس کے بعد مختلف حضرات نے گفتگو میں حصہ لیا اور یہ سلسلہ بعد مغرب تک چلتا رہا۔

فریدی صاحب کی تجویز

اس کے بعد جناب فضل الرحمٰن صاحب فریدی نے اپنی تفصیلی تجویز پڑھ کر سنائی۔ گفتگو کے بعد درجِ ذیل چیزیں طے ہوئیں :

۱۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو حالیہ اسلامی انقلابات اور ان کی نوعیت و ماہیت سے متعارف کرایا جائے اور بتایا جائے کہ یہ کس حد تک ہماری اپنی دینی تمنّاؤں اور عزائم کی تکمیل ہے اور مستقبل پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، نیز یہ بھی ذہن نشین کرایا جائے کہ

۲۔ ان انقلابات کی وجہ سے مسلمان ملکوں میں اسلام کی طرف تیزی سے جو رجحان بڑھ رہا ہے اس کی مخالفت اور مزاحمت کرنے والے عناصر کی حیثیت سے کمیونسٹوں اور مغرب زدہ عناصر کی مخالفت کے حقیقی وجوہ کیا ہیں اور وہ کس حد تک تحریک اسلامی کو اس کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ۔

۳۔ مسلمانوں سے ہمدردی کا دعوٰی کرنے اور ان کو آلۂ کار بنانے والی جماعتیں ماضی میں دنیا کے مختلف حصّوں میں اسلام، اسلامی اقدار اور اسلامی گروہوں کے سلسلے میں کیا سلوک کر چکے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں مثلاً روسی ترکستان چینی ترکستان، فلپائن، یوگنڈا، فلسطین اور سائپرس وغیرہ میں۔

۴۔ سیکولر عناصر نے ہمارے ملک میں گذشتہ ۳۰، ۳۲ سال میں کیا کچھ کیا مسلمانوں کے سلسلے میں اور ان کے مسائل کے بارے میں ان کا ماضی میں کیا رویہ رہا ہے جو آج مسلمانوں کے بڑے ہمدرد بنتے ہیں اور جماعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

۵۔ دنیائے اسلام میں اسلام کی واپسی کا جو رجحان انڈونیشیا بنگلہ دیش افغانستان اور ایران ترکی مصر اور دوسرے عرب ممالک نیز یورپ اور امریکہ اور

دوسرے ممالک میں پیدا ہو رہا ہے ان میں نوجوانوں کی شرکت اور اس کے رول کا تعارف کرایا جائے۔

۶۔ ہندوستان کی امت مسلمہ کو سمجھایا جائے کہ اس وقت اسلام کی طرف واپسی کا جو رجحان پیدا ہو رہا ہے اس کا ایک اہم جزو خود ہندوستانی مسلمان بھی ہیں اس سے وابستہ رہنے میں ان کا ملکی بین الاقوامی دینی اور معاشرتی مستقبل متعلق ہے اور کوئی ایسی کوشش جو ان کو اس بین الاقوامی تحریک سے کاٹنے کی ہو رہی ہے اس کے حقیقی مقاصد کیا ہیں اور اس سے ان کو کیا نقصان ہو سکتا ہے۔

۷۔ مسلمانوں میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص اسلامی تحریک کا شعور بیدار کیا جائے۔

ادارۂ تصنیف

ادارۂ تصنیف کے سلسلے میں درج ذیل امور زیر غور آئے:

(۱) اسے آزاد ٹرسٹ بنا دیا جائے جس کی حیثیت ایک اشاعتی ادارہ کی ہو۔

(۲) ادارے سے ایک سہ ماہی علمی رسالہ شائع کیا جائے۔

(۳) عربی اور انگریزی سے ترجمے کا کام بھی ادارے کے زیر نگرانی کرایا جائے۔

(۴) جماعت کے باہر کے حلقوں سے بھی اسلامی مضامین پر لکھوانے کا اہتمام کیا جائے۔

جناب فریدی صاحب اور جناب انصر صاحب (خصوصی مدعو) نے اس تجویز کی وضاحت کی اور اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔

مولانا صدرالدین صاحب صدر ادارہ علالت کے سبب اجلاس میں شریک نہ تھے اس لیے طے ہوا کہ تجویز آئندہ کے لیے ملتوی کر دی جائے۔

۲۲ر جولائی صبح ۸ بجے مولانا عروج صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

آسام کا حلقہ

شمالی مشرقی ریاستوں پر مشتمل ایک حلقہ بنانے کی تجویز پر غور ہوا۔ سید شمس الہدیٰ صاحب گوہاٹی جو مرکز میں موجود تھے ان کو بلا کر معلومات حاصل کی گئیں۔ مجلس کی طرف سے امیر جماعت کو مشورہ دیا گیا کہ آسام کو ایک حلقہ کی حیثیت دیدی جائے اور سید شمس الہدیٰ صاحب گوہاٹی کو امیر حلقہ مقرر کر دیا جائے۔

مرکز بلڈنگ فنڈ

مرکز کے لیے زمین کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ سید حسین صاحب کو بلا کر تفصیلات معلوم کی گئیں۔

طے ہوا کہ بلڈنگ فنڈ کے لیے اس وقت مہم چلانے کا موقع نہیں ہے۔ جب مناسب زمین ملنے کا امکان پیدا ہو تو کوپن چھپوانا مناسب ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اس مد میں ابھی بہت کم رقم موصول ہوئی ہے۔

دعا پر اجتماع ختم ہوا۔

افضل حسین

قیم جماعت

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کی تعزیتی قرارداد

۲۳ر ستمبر ۱۹۷۹ء کے اجلاس میں منظور کی گئی

عزیمت و استقامت کا پہاڑ۔ ظلم و ہدایت کا مینار

آل انڈیا ریڈیو اور ریڈیو پاکستان، دونوں سے آج یہ اندوہناک خبر ملی کہ داعی اسلام حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کل شام وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت سے نوازے اور جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے۔ آمین

مولانا مرحوم مئی ۱۹۷۹ء کے اواخر میں بہ غرض علاج امریکہ تشریف لے گئے تھے جہاں ان کا آپریشن ہوا تھا۔ آپریشن کے بعد سے ان کی حالت نازک ہوتی چلی گئی کل دن میں ان پر دورہ پڑا جس کے بعد حالت اور بھی تشویشناک ہو گئی اور شام تک وہ اپنے رب سے جا ملے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی عصر حاضر کے جلیل القدر عالم اسلام کے بلند پایہ مفکر تحریک اسلامی کے عظیم ترین رہنما، عالم اسلام کے مقبول ترین مصنف، جماعت اسلامی کے موسس اور اولین داعی اور قائد تھے۔ انہوں نے نصف صدی سے زیادہ مدت تک اسلام کی نہایت موثر ترجمانی اور کامیاب علم برداری کی۔ عالم اسلام میں لادینیت الحاد، تشکک اور مغربی تہذیب کے فاسد افکار و نظریات نیز کیمونزم کے بڑھتے ہوئے اثرات کے خلاف مسلسل علمی و فکری جہاد کیا۔ اسلام

کو محدود مذہبیت کے روایتی تصور کے دائرے سے نکال کر ایک عالمگیر بین الانسانی دین ایک ہمہ گیر نظام زندگی اور ایک انقلابی تحریک کی حیثیت سے پیش کیا۔ اگست ۱۹۴۱ء میں انہوں نے برصغیر میں ایک جامع اسلامی تحریک کے قیام واجرا کے لیے جماعت اسلامی کی تشکیل کی تقسیم ہند کے بعد سے لے کر ۱۹۷۲ء تک وہ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر رہے۔ جوانی سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک تحریک اسلامی کی خدمات ورہنمائی کے لیے وقف رہے۔ اس راہ میں انہوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے علم اپنے دل ودماغ اور اپنی زبان وقلم کی تمام صلاحیتیں لگادیں بلکہ اپنی ساری قوتیں اسلام کی سربلندی کے لیے نچوڑ دیں وہ اس مقدس مہم میں بدترین مخالفتوں کے ہجوم سے بھی گذرے ناروا الزام تراشیوں سے بھی دوچار ہوئے۔ طرح طرح کے مصائب ومشکلات کا نشانہ بھی بنے۔ ایک مدت تک جیل کی صعوبتوں کی نذر رہے یہاں تک کہ مسئلہ ختم نبوت کی وکالت اور قادیانیت کی مخالفت کے جرم میں انہیں پھانسی کی سزا بھی سنائی گئی مگر ظلم وعناد کا کوئی بھی طوفان ان کو اپنی راہ سے ذرہ برابر ہٹا نہ سکا۔

مولانا مرحوم جہاں ایک طرف راہ حق میں عزیمت واستقامت کا پہاڑ تھے وہاں علم وہدایت کا ایک بلند مینارہ بھی تھے ان سے ایک طرف تو ہزارہا بندگان خدا کو ایمان واسلام کی دولت ملی اور وہ الحاد وتشکیک وگمراہی کے اندھیروں سے نکل کر دین حق کی روشنی میں آ گئے دوسری طرف عالم اسلام کے بے شمار افراد کو اسلامی نظام زندگی کے قابل عمل، واجب الاتباع اور انسانی مسائل کے واحد حل ہونے پر کامل یقین پیدا ہوا اور وہ اسلام کی دعوت وسربلندی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مولانا کی برپا کی ہوئی دعوت اقامت اسلام کی یہ عظیم الشان مہم برصغیر اور عالم اسلام سے گذر کر مشرق میں جاپان تک جنوب میں براعظم افریقہ کی وسعتوں تک اور مغرب میں یورپ اور امریکہ تک جا پہنچی مولانا کی شخصیت ان کے فکر ان کے ایمان ویقین اور ان کی تحریک سے عرب وعجم دونوں شدت سے متاثر ہوئے اور دونوں نے استفادہ کیا۔ ہندو پاک ہی کے نہیں عالم عرب اور عالم اسلام کے بھی لاکھوں افراد نے ان کی تصانیف سے ایمان ویقین کی غذا حاصل کی۔ انہوں نے اسلامی احکام کی حکمتوں اسلامی نظام کی تفصیلات اور اسلامی تحریک کے خدوخال کی تشریح پر عظیم الشان

اور بلش بہا لٹریچر چھوڑا ہے۔ جس کی کوئی مثال موجودہ دور میں نہیں ملتی اور جو وقت کا سب سے زیادہ علمی تحقیقی اور انقلابی لٹریچر ہے۔ یہ لٹریچر اردو عربی فارسی انگریزی اور ہندی سمیت دنیا کی تیس سے زیادہ زبانوں میں شائع ہو چکا ہے انہوں نے قرآن مجید کی عظیم تفسیر تفہیم القرآن کے نام سے لکھی جو چھ جلدوں میں ہے اور دور حاضر کے ذہنوں کے لیے اس میں تشفی کا بہترین سامان ہے۔

یہ جو پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا اعلان ہوا۔ ایران میں اسلامی انقلاب برپا ہوا، افغانستان میں علماء و مشائخ اور افغانی نوجوان اسلام کے تحفظ اور اس کی سربلندی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور پورا عالم اسلام شریعت محمدی کے نفاذ اور اسلام کی سربلندی کی صداؤں سے گونج رہا ہے اور اسلام اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب غیر مسلم دنیا کے لیے غور و فکر کا موضوع بن گیا ہے تو اس خوش آئند صورت حال کے پیدا ہونے میں مولانا مرحوم کی ایمان افروز کتابوں اور انقلابی تصانیف نیز عملی سرگرمیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

ہم بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانائے مرحوم کی اسلامی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے ان کی کوتاہیوں سے درگذر کرے اور انہیں اعلیٰ علیین اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین یارب العٰلمین

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۸ر تا ۱۱ مئی ۱۹۸۰ء

افتتاحی کلمات

محترم امیر جماعت نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے بعد حمد وصلوٰۃ فرمایا۔

رفقائے محترم! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم پھر ایک مرتبہ جمع ہو کر اقامت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سلسلے میں مشورے کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ جہاں تک ملکی حالات کا تعلق ہے وہ آپ حضرات سے مخفی نہیں ہے۔ اخبارات میں سب چیزیں آتی رہتی ہیں۔ جماعت کے خلاف جو ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں ان سے بھی آپ واقف ہیں۔ جماعت کے جو حالات ہیں ان کے متعلق آپ کو قیم جماعت کی رپورٹ سے معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ ان سب حالات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کیجیے کہ وہ ہمیں صحیح فیصلوں پر پہنچائے اور ان کو عملی جامہ پہنانے میں ہماری مدد فرمائے (آمین) ہمارا جو فیصلہ بھی ہو خدا کرے وہ ہر حیثیت سے دانش مندانہ ہو۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے کہ ہم کوئی غیر دانشمندانہ فیصلہ کریں یا بغیر سوچے سمجھے کوئی عاجلانہ قدم اٹھائیں۔

ایجنڈا بہت بڑا ہے اور وقت بہت کم ہے لہٰذا وقت کی قدر کیجیے۔ موضوع سے متعلق باتیں

کریں یہ نہ کہیں کہ ہم نے پہلے یہ کہا تھا یا ایسا ہوا ہوتا تو یہ ہوتا، بلکہ آگے کی طرف کیسے قدم بڑھایا جائے اور کیا تدابیر اختیار کی جائیں کہ منزلِ مقصود کی طرف قدم بڑھ سکے اس پر توجہ مرکوز کیجیے۔ اگر آپ کسی بات کے معلوم کرنے کی ضرورت سمجھتے ہوں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ سب باتیں آپ مجلس ہی میں معلوم فرمائیں بلکہ قیم جماعت سے تنہا مل کر معلومات حاصل کرلیں۔ اگر قیم صاحب سے معلومات حاصل کرنے کے بعد بھی ضرورت محسوس کریں کہ مجلس میں ان کا پیش کرنا ضروری ہے تو ان کو یہاں پیش کر سکتے ہیں یہ مشورہ صرف وقت بچانے کی غرض سے میں دے رہا ہوں۔

آخری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے داعیانِ حق خواہ کسی وقت اپنے فریضے سے غافل ہو بھی جائیں لیکن شیطان لعین اپنے ناپاک عزم سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ وہ مومنین میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے ایک دوسرے کے خلاف اُکساتا ہے اور بے شمار قسم کے وساوس دلوں میں ڈالتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو الوسواس الخناس فرمایا ہے۔ وہ پلٹ پلٹ کر آتا ہے، بار بار آتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کا کھلا دشمن ہے تو ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے ہر موقع پر پناہ مانگنی چاہیے۔ شیطان کے وساوس سے۔ وہ دین کی راہ میں روڑے اٹکانا چاہتا ہے اور پلٹ پلٹ کر بار بار روڑے اٹکانے کی کوشش کرتا ہے ناکام ہونے کے باوجود وہ برابر کوشش کرتا رہتا ہے۔ ان سب باتوں کے عرض کرنے کا مقصود یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے فیصلے دانشمندانہ ہوں ہم وقت کی قدر کریں ہر آن شیطان کے وساوس سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں۔

یاد رکھیے آپ کی کامیابی کا دار و مدار اسی پر ہے کہ ہم اللہ کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب رہیں اس سے دعا کرتے رہیں۔ شیطان کے وساوس سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں اور بشری کمزوری کی بنا پر اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ سے توبہ و استغفار کرتے رہیں۔ ان چیزوں کا جتنا زیادہ اہتمام کریں گے ان شاء اللہ اتنا ہی زیادہ ہم کامیاب ہوں گے۔

اب قیم جماعت آپکے سامنے پچھلی شوریٰ کی روداد اور جماعت کی رپورٹ پیش کریں گے اس

کے بعد آپ حضرات سب سے پہلے جو اہم اور ضروری چیزیں ہیں ان پر غور فرمائیں اور بعد کو کم اہم چیزوں پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں ۔

سابقہ سالانہ اجلاس شوریٰ کی رودادکی خواندگی

محترم امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کے بعد ایجنڈے کے مطابق مرکزی مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس جولائی ۱۹۷۹ء کی رودادکی خواندگی ہوئی ۔

ہنگامی اجلاس شوریٰ ستمبر ۱۹۷۹ء کی رودادکی خواندگی

اس کے بعد ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ ستمبر ۱۹۷۹ء کی رودادکی خواندگی ہوئی اور شرکائے اجلاس نے اپنے اپنے دستخط ثبت کیے ۔

جماعت کی سالانہ رپورٹ

سابقہ رودادوں کی خواندگی کے بعد جماعت اسلامی ہند کی سالانہ رپورٹ از اپریل ۱۹۷۹ء تا مارچ ۱۹۸۰ء پڑھ کر سُنائی گئی ۔

رپورٹ کے دو حصے تھے پہلے حصے میں مرکزی مجلس شوریٰ کے ان تین اجلاسوں کے فیصلوں پر عمل درآمد کا تذکرہ تھا جو مدت زیر رپورٹ میں منعقد ہوئے تھے اور دوسرے حصے میں مرکز، حلقوں علاقہ جات تحت مرکز اور شعبوں وغیرہ کی کارکردگی کا ۔

ارکان مجلس نے مختلف سوالات کیے جن کے جوابات دیئے گئے اور بعض مشورے بھی سامنے آئے جو نوٹ کرلیے گئے ۔

مرکز بلڈنگ

اس فنڈ کے لیے اب تک جو اپیلیں شائع کی گئی تھیں اور اس کے نتیجے میں جو رقوم جمع ہوئی تھیں ان پر گفتگو ہوئی ۔ ضرورت کے لحاظ سے فنڈ کی فراہمی کے سلسلے میں مزید کوشش پر بھی تبادلۂ خیال ہوا ۔ طے ہوا کہ :

۱ فنڈ کی فراہمی کے لیے مزید اپیل کی جائے ۔

۲ حسب ضرورت کو پنز چھپوالیے جائیں ۔

۳ وفد بنا کر ملک میں دورہ کیا جائے۔
یہ مشورہ سامنے آیا کہ وفد کی تشکیل اور فنڈ کی فراہمی کے لیے سید حامد حسین صاحب کو ذمہ دار بنا دیا جائے۔

بلاسودی بنک کاری

اس سلسلے کی رپورٹ پڑھ کر سُنائی گئی۔ مختلف سوالات کیے گئے اور بلاسودی قرض سوسائیٹیوں کے ضمن میں مختلف تنظیمی حلقوں کے تجربات بتائے گئے۔ یہ بات بھی سامنے آئی کہ بلاسودی بنک کاری کے بجائے "اسلامی فنڈ" کے نام سے اس اسکیم کا قیام عمل میں آسکتا ہے۔

طے ہوا کہ سید حامد حسین صاحب مزید معلومات کریں کہ اسلامی بنک یا اسلامی فنڈ قائم کرنے کے کیا امکانات ہیں اور اس ضمن کی پابندیوں اور موانع کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔

آل انڈیا اجتماع اور پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات

اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ تبادلہ خیال ہوا۔ غور و فکر کے بعد طے ہوا کہ:

(ا) کُل ہند اجتماع فروری ۱۹۸۱ء کے نصف آخر میں منعقد کیا جائے۔

(ب) اجتماع کے لیے شہر حیدرآباد موزوں رہے گا۔

(ج) جناب عبدالعزیز صاحب امیر حلقہ آندھرا پردیش آل انڈیا اجتماع کے ناظم ہوں گے اور جناب سراج الحسن صاحب امیر حلقہ کرناٹک اور جناب رشید عثمانی صاحب امیر حلقہ مہاراشٹر ان کے معاون ہوں گے۔

(د) پروگرام کے سلسلے میں ناظم اجتماع مفصل تجویز اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے مرتب کر کے ۳۰ جون ۱۹۸۰ء تک مرکز بھیج دیں گے۔ شعبۂ تنظیم مرکز میں موجود ارکان شوریٰ (بشمول جناب محمد شفیع مونس صاحب) اس تجویز پر غور و خوض کر کے ۱۳ جولائی ۸۰ء تک اپنی سفارشات مرتب کر لیں گے۔ ارکانِ جماعت کے اجتماع کو مفید و موثر بنانے کے لیے پروگرام بھی اسی طرح مرتب کیا جائے گا۔

اور ستمبر ۱۹۸۰ء میں حیدر آباد میں مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا جائے گا اس میں مکمل پروگرام کو آخری شکل دی جائے گی ۔

(ط) پروگرام کے سلسلے میں ارکان جماعت کی تجاویز مرکز طلب کرلی جائیں گی ۔

(و) اجتماع چار دن رہے گا ۔ دو دن معمول کے مطابق عام اجتماع ہوگا ۔ تیسرا دن پندرہویں صدی ہجری کی تقریبات کے لیے مخصوص رہے گا جس میں نصف دن ملکی مہمانوں اور بقیہ نصف دن غیر ملکی مہمانوں کے اظہار خیال کے لیے مخصوص رہے گا ۔

(ز) چوتھا دن صرف ارکان کے اجتماع کے لیے مخصوص رہے گا ۔

مُلک اور بیرون مُلک کی جن تنظیموں کے نمائندوں یا ممتاز افراد کو مدعو کرنا ہے ان کے بارے میں بھی مشورے آئے ۔

حالات حاضرہ

حالات حاضرہ اور ملک کے موجودہ متوقع حالات پر تفصیل سے تبادلہ خیال ہوا ۔ بعض حلقوں کی طرف سے جماعت کی جو مخالفت ہو رہی ہے وہ بھی زیر غور آئی ۔ ارکان مجلس نے مختلف مشورے دیئے ۔ اس بات پر اتفاق ہوا کہ موجودہ حالات اور مخالفتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جو مشورے سامنے آئے ہیں وہ سب ہمارے پروگرام اور فیصلوں میں شامل ہیں ۔ تندہی سے ان پر بس عمل ہونا چاہیئے ۔ موجودہ حالات کے پیش نظر ان میں کسی خاص اضافے کی ضرورت نہیں ہے اگر ہماری تقریروں اور تحریروں میں کوئی بات طے شدہ اُمور کے خلاف ہو تو اس کی اصلاح ہونی چاہیئے اور آئندہ اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پائے ۔

قرار دادیں

افغانستان میں روس کی جارحیت، ایران کا اسلامی انقلاب اور امریکی جارحیت فلسطین اور مقدس مقامات، ہریجنوں پر اندوہناک مظالم، آسام کا مسئلہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بل پر قراردادیں منظور کی گئیں (یہ قراردادیں دعوت کی مختلف اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہیں)

بعض دیگر انتظامی امور و مسائل بھی زیر غور آئے اور فیصلے کیے گئے۔

بجٹ آخر میں سالانہ بجٹ اپریل ۱۹۸۰ء تا مارچ ۱۹۸۱ء غور و خوض کے بعد پاس ہوا۔
منظور شدہ بجٹ کی رُو سے متوقع آمدنی = 5,20,280/ متوقع خرچ = 5,53,760/
اور متوقع خسارہ = 33,480/ مخصوص اعانتوں اور قرض سے یہ خسارہ پورا کیا جائے گا۔

اس کے بعد دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

درج ذیل ارکان مجلس نے شرکت کی۔

(۱) جناب عبدالفتاح صاحب مغربی بنگال (۲) جناب رشید عثمانی صاحب مہاراشٹر (۳) ڈاکٹر عبدالحق صاحب (۴) سید حامد حسین صاحب مرکز (۵) مولانا سید احمد عروج قادری صاحب مدیر زندگی (۶) جناب شفیع مونس صاحب یوپی (۷) جناب کے سی عبداللہ صاحب کیرلہ (۸) جناب عبدالعزیز صاحب آندھرا (۹) جناب سراج الحسن صاحب کرناٹک (۱۰) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب مدھیہ پردیش (۱۱) مولانا حامد علی صاحب مرکز (۱۲) افضل حسین قیم جماعت

افضل حسین
قیم جماعت

مرکزی مجلس شوریٰ

منعقدہ مئی ۸۰ء کی قراردادیں

۱۔ افغانستان میں روسی سامراج کی ننگی جارحیت

افغانستان میں روسی افواج کی تاخت تاراج، ہزارہا ہزار علما، بوڑھوں بچوں عورتوں اور نوجوانوں کی ہلاکت، طلبہ و طالبات پر بے رحمانہ فائرنگ، جیلوں میں بے شمار افراد پر لرزہ خیز مظالم اور مساجد و مدارس کی تباہی و بربادی ایسی بات نہیں ہے جو دنیا سے چھپی ہو۔ عالمی رائے عامہ کے شدید دباؤ کے باوجود روس کی دین دشمن اور اخلاق باختہ قیادت اس راہ میں آگے ہی بڑھتی جارہی ہے۔ چنانچہ مجاہدین پر کمیونسٹ فوجوں کے حملوں میں پھر شدت آگئی ہے اور ہندوستان کی روس نواز کمیونسٹ پارٹیاں روس کی اس ننگی جارحیت کی حمایت کر رہی ہیں اور افغان مجاہدین کو امریکہ اور چین کا ایجنٹ بتا رہی ہیں۔ درحقیقت یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمنا اور کوشش یہ ہے کہ نہ صرف افغانستان بلکہ پوری دنیا پر روسی سامراج کا سرخ پرچم لہرائے۔

افغانستان ہمارا پڑوسی ملک ہے۔ ہزارہا سال سے ہندوستان سے اس کے گہرے روابط ہیں جنگ آزادی کے دوران افغانستان نے ہندوستان کا ساتھ دیا لیکن آج افغانستان اپنی آزادی اور اپنے

اپنے تہذیبی و دینی اقدار کے تحفظ کے لیے نبرد آزما ہے اور اس کے نوجوان، عورتیں بچے اور بوڑھے خاک و خون میں تڑپ رہے ہیں۔ ہمارے ملک کی برسر اقتدار پارٹی ڈگمگو کے عالم میں مبتلا ہے وہ روسی جارحیت کا اعتراف کرتی ہے مگر روس کی آواز میں آواز ملاکر کہتی ہے کہ روس کا یہ اقدام اس لیے ہے کہ افغانستان دوسرے ممالک کے زیر اثر نہ آجائے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ روسی افواج افغانستان میں اس لیے آئیں کہ روس اپنے آپ کو ہر طرف سے گھرا ہوا محسوس کر رہا ہے اور کبھی یہ کہ روسی فوجیں وہاں بلانے سے گئی ہیں لیکن ہر باخبر شخص یہ جانتا ہے کہ یہ سب جھوٹے بہانے ہیں اور انہیں بہانوں کے بل پر روس کل دوسرے ممالک پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس روس کی اس ننگی جارحیت کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ روس اپنی فوجوں کو افغانستان سے فوراً واپس بُلا لے۔ وہ مسلمان ملکوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ ایک مسلمان ملک کی آزادی اور اسلامیت کو بچانے کے لیے جو کچھ بھی کر سکتے ہوں اس سے دریغ نہ کریں۔ وہ ناوابستہ ممالک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کو روسی بلاک کا لقمۂ تر بننے سے بچائیں اور دنیا کی تمام انصاف پسند قوموں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ روس پر موثر دباؤ ڈال کر اسے افغانستان سے واپس جانے پر مجبور کر دیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ گومگو کی اس پالیسی کو ترک کر دے جو ملک کے عوام کے رجحان اور یہاں کے دینی و اخلاقی اقدار کے خلاف ہے جس سے ہندوستان پوری دنیا میں بدنام ہو رہا ہے اور جو خود ملک کے لیے تباہ کُن ہے اور ایسے اقدامات کرے جس سے روسی فوجیں جلد از جلد افغانستان سے واپس چلی جائیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلمانانِ ہند اور برادرانِ وطن سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغان مہاجرین کی ہر ممکنہ امداد کریں اور حکومت کو آمادہ کریں کہ اس معاملے میں وہ ہر طرح کا تعاون کریں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس افغان شہدائے کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور اللہ سے اُمید واثق رکھتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جان دینے والے یہ شہدا جنت میں اعلیٰ مقام پائیں گے اور اُمت مسلمہ

ان کی شہادت سے راہ خدا میں قربانیاں دینے کا سبق سیکھ سکے گی اور افغان عوام کو یقین دلاتا ہے کہ دنیا کے تمام اور انصاف پسند اور حریت نواز قومیں اور اسلام کے وفادار افراد، تحریکیں اور جماعتیں ان کے ساتھ ہیں۔ یہ اسلام اور کمیونزم بالفاظ دیگر حق و باطل کی جنگ ہے جو اس وقت تک جاری رہنی چاہیئے جب تک اسلام کا مکمل غلبہ نہ ہو جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ کی مدد آپ کے شامل حال رہے گی۔

۲۔ ایرانی انقلاب

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس ایران کے اسلامی انقلاب کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس بات پر شکر ادا کرتا ہے کہ دور جدید میں احیائے اسلام کے خواب کی تکمیل سب سے پہلے ایران میں ہوئی اور افغانستان، پاکستان نیز کئی مسلم ممالک اس منزل کی طرف گامزن ہیں۔

ایران میں اسلام کے غلبہ اور سر بلندی کے لیے جن علماء، قائدین اور مسلم عوام اور خواص نے سرفروشانہ اور مجاہدانہ رول ادا کیا اور انقلاب کے استحکام اور نظام اسلامی کے لیے اب بھی سرگرم عمل ہیں ان کی خدمات اور قربانیوں کی قبولیت کے لیے مجلس شوریٰ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے۔

ایرانی مسلمان اپنے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جس طرح جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یہ یقین ہوتا ہے کہ انقلاب مخالف طاقتیں انشاءاللہ ہرگز کامیاب نہ ہوں گی۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ایران کے دوسرے مسلمان ملکوں سے تعلقات مستحکم اور بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔ اور بہت سے مسلمان ملک اسلامی نظام کو اپنے حدود میں نافذ کرنے کی مخلصانہ اور سرگرم کوششیں کریں گے۔

۳۔ فلسطین اور مقدس مقامات

ارض فلسطین اور اہل فلسطین پر اسرائیل، امریکہ کی مدد سے جو ظلم و زیادتی کر رہا ہے اس کا علم دنیا کے تمام انصاف پسند ممالک کو ہے۔ اسی طرح دنیا اس بات سے بھی واقف ہے کہ مسلمانوں کے قبلۂ اول مسجد اقصیٰ اور عربوں کی زمین پر جو غاصبانہ اور ظالمانہ قبضہ اسرائیل نے کر رکھا ہے اور مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کی ہیں اس کے خلاف اقوام متحدہ میں متعدد قرار دادیں منظور ہوئیں لیکن اسرائیل نے ان کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی رائے عامہ کی اس کی نگاہوں میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اسرائیل کے ناپاک عزائم کو مصر کے صدر انور سادات نے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کر کے اور اس کے بعد اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر کے مزید تقویت پہنچائی ہے۔ یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ انہوں نے عالم اسلام کے دشمن کو گلے لگا کر اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں پر ظلم کیا اور پی ایل او (P.L.O.) کے تمام دفاتر کو مملکت مصر میں بند کر دیا۔

امریکہ کا یہ ظالمانہ رویہ قابل مذمت ہے کہ وہ امریکی یہودیوں کی خوشنودی کے لیے اسرائیل کی ظالم و جابر حکومت کی مدد کر کے اہل فلسطین پر ظلم و ستم جاری رکھے ہوئے ہے اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں آزاد فلسطینی حکومت کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ دنیا کے تمام ممالک نے اسے تسلیم کر لیا تھا لیکن امریکہ نے اپنا ویٹو استعمال کر کے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور یہ بھی کتنے دکھ کی بات ہے کہ ابھی حال ہی میں مشرقی اردن کے مقبوضہ اسرائیلی علاقے کے تین رہنماؤں کو حکومت اسرائیل نے جلاوطن کر کے ان کو گھر بار سے محروم کر دیا اور اقوام متحدہ کی ہدایت کے باوجود انہیں واپس لینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند امریکہ، اسرائیل اور مصر کے اس ظالمانہ رویہ کی شدید مذمت کرتی ہے اور مظلومین فلسطین کے مطالبات کی مکمل تائید کرتی ہے۔ نیز بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین فلسطین کی مدد فرمائے اور تمام مقبوضہ عرب علاقوں اور مسجد اقصیٰ کو اسرائیل کے

غاصبانہ قبضہ سے نجات دلائے۔ آمین

۴۔ ہریجنوں پر اندوھناک مظالم

اونچ نیچ اور چھوت چھات ہندوستان کا پرانا مرض ہے۔ ہندوستان کے متعدد مصلحین کی سرگرم جدوجہد، بنیادی انسانی حقوق کے دنیا میں تسلیم کیے جانے اور دستور ہند کی رُو سے چھوت چھات کے قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود ہندستانی سماج کا یہ گھناؤنا ناسور آج بھی بُری طرح رِس رہا ہے آج بھی ہریجنوں کو بے دردی کے ساتھ مارا پیٹا جاتا ہے۔ ان کے کھیت اور ان کی بستیاں پھونک دی جاتی ہیں۔ ان کی عورتوں کی عصمت دری کی جاتی ہے اور دن دہاڑے انہیں قتل کر دیا جاتا ہے۔ رائی کھیت ضلع کے ایک مقام پر ۱۴ ہریجنوں کا دردناک قتل اس سلسلے کا تازہ واقعہ ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس اونچ نیچ، چھوت چھات اور ہریجنوں پر مظالم کے اس بھیانک سلسلے کو انتہائی تشویشناک نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے خلاف جو ہریجنوں اور پس ماندہ لوگوں کے ساتھ ناروا اور ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں سخت اور فوری کارروائی کرے۔ نیز ملک کے تمام انصاف پسند اور انسانیت دوست عناصر سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہندوستانی سماج کو ٹکڑے کر دینے والے انسانیت سوز رویہ کو ختم کرنے کے لیے ٹھوس جدوجہد کریں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اسلام کے نام لیواؤں کو یاد دلاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رُو سے دنیا کے سب انسان آدم اور حوا کی اولاد ہیں۔ وہ ایک ہی خاندان کے افراد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان میں باہم کوئی اونچ نیچ اور چھوت چھات نہیں۔ ان میں اونچا وہ ہے جو زیادہ خدا ترس ہے۔ اسلام کے علمبرداروں کے موجود ہوتے ہوئے یہ بہت عجیب و غریب بات ہے کہ ہندوستان میں اونچ نیچ اور چھوت چھات کا مرض پھلے پھولے اور ہریجنوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جائیں۔ اُمت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ظلم و ستم، اونچ نیچ اور چھوت چھات کو ختم کرنے کی جدوجہد اور ان کچلے ہوئے

بھائیوں کو اوپر اٹھانے کی ہر ممکنہ کوشش کرے۔

۵۔ آسام کا مسئلہ

آسام میں غیر ملکیوں کے نام پر جو مخالفانہ تحریک چند ماہ پہلے شروع ہوئی تھی اور جس کے نام پر ہزاروں افراد آسام چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور بہت جانیں تلف ہوئی ہیں اس کا سلسلہ پوری شدت سے جاری ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس تحریک اور اس سے پیدا ہونے والے غلط اور ناروا رجحان کو ملک کی وحدت اور سالمیت کے لیے انتہائی سنگین خطرہ سمجھتا ہے اور جن لوگوں کو جانی ومالی نقصانات اٹھانے پڑے ہیں ان کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

شہریت کی آئینی شرائط یا کسی بین الاقوامی معاہدے کے اعتبار سے جو لوگ ہندستانی قومیت رکھتے ہیں انہیں غیر ملکی قرار دے کر چیلنج کرنا ہرگز ایسا کام نہیں ہے جسے درست معقول یا منصفانہ قرار دیا جاسکے۔ ہاں ایسے لوگ جن کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ وہ دستوری یا بین الاقوامی معاہدات کے اعتبار سے ہندوستانی نہیں ہیں ان کا مسئلہ الگ ہے۔ مگر کسی فرد ادارے یا جماعت کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے مُلکی یا غیر مُلکی ہونے کا فیصلہ کرے اور اسے ملک سے باہر نکل جانے پر مجبور کرے۔ جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک کسی شخص کی قومیت کے خلاف صرف عدالت مجاز کا فیصلہ ہی قابل تسلیم ہونا چاہیئے۔

مرکزی مجلس شوریٰ اپنے آسامی بھائیوں کے اس حق کی پُرزور حمایت کرتی ہے کہ انہیں اپنی تہذیب کلچر اور زبان کے تحفظ اور اس کے نشو ونما کے مواقع حاصل رہیں اور اس معاملہ میں تحقیق سے ان کی جو شکایت جائز قرار پائے انہیں دفع کرنے کی معقول ضمانت دی جائے۔ مجلس شوریٰ ملک کے عوام اور حکومت دونوں کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ آسام کے موجودہ خطرناک صُورت حال سے بچانے کی فوری اور موثر تدبیر کریں اور اس تحریک کے نمائندوں اور اقلیتوں کے ذمہ داروں دونوں کے مشورہ سے مسئلہ کا اطمینان بخش اور پائیدار حل تلاش کریں تاکہ آسام کے ہنگامے ختم ہوں امن وامان بحال

ہوجائے اور آسام کے تمام باشندوں کو اپنی ریاست اور پورے ملک کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لینے کا موقع مل سکے۔

۲۶۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بل

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ میں ترمیم کا حکومت نے جو بل پارلیمنٹ میں پیش کیا ہے وہ ناقص و ناممکل ہے اور اس سے مسلمانوں کے وہ مطالبات پورے نہیں ہوتے جن کے لیے طویل عرصے سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکشن کمیٹی کی قیادت میں وہ متفقہ طور پر جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ تمام مسلمان اور سب مسلم ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ یونیورسٹی کو آئین کی دفعہ ۳۰ (۱) تحت تحفظ دیا جائے۔ یعنی اس بات کے ساتھ کہ اسے مسلمانوں نے قائم کیا ہے۔ یہ بھی صراحت کی جائے کہ اس کا نظم و نسق مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہوگا۔

حکومت نے اس وقت جو ترمیم پیش کی ہے اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ یونیورسٹی سے مراد وہ تعلیمی ادارہ ہے جسے ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی مرضی کے مطابق قائم کیا اور جس کا آغاز M.A.O کالج سے ہوا اور جسے بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی حیثیت دی گئی۔ یہ ترمیم ۱۹۷۳ء کے اس مرممہ ایکٹ میں شامل کی جائے گی جس کی وجہ سے مسلم یونیورسٹی انتظامی اعتبار سے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

جب تک یونیورسٹی سے متعلق ۱۹۵۱ء اور ۱۹۷۲ء کے ایکٹ کی ترمیمات منسوخ نہ ہوں اور اس بات کی صراحت نہ کی جائے کہ اس کے چلانے کا اختیار مسلمانوں کو ہوگا۔ یونیورسٹی کا اقلیتی کردار بحال نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی ایکشن کمیٹی نے حکومت کے پیش کردہ اس بل کو مسترد کر دیا ہے۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایکٹ میں ترمیم کے ذریعے مسلم یونیورسٹی کو دستور ہند کی دفعہ ۳۰ (۱) کا تحفظ دیا جائے اور مسلم یونیورسٹی

ایکشن کمیٹی کے مسودہ کے مطابق ایکٹ میں ایسی ترمیمات کی جائیں جن کے نتیجے میں یونیورسٹی کا نظم و نسق موثر طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں آجائے اور اس کی اندرونی خودمختاری بحال ہوجائے تاکہ مسلمان اپنے اس ادارے کو یکسوئی و اعتماد کے ساتھ چلا سکیں اور یونیورسٹی عصری علوم کے ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت کا گہوارہ بن سکے اور اس کے نتیجے میں امت مسلمہ کی نئی نسل جدید علوم کی معیاری تعلیم کے ساتھ اسلامی فکر، دینی کردار اور اخلاقی بلندی کی حامل بن کر ملک و ملت کی خدمت کا اہم فریضہ انجام دے سکے۔

افضل حسین
قیم جماعت

غیر معمولی اجلاس

مرکزی مجلس شوریٰ

منعقدہ ۳ر تا ۷ر ستمبر ۸۲ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت محترم جناب محمد یوسف صاحب حیدرآباد میں صبح ۹ بجے شروع ہوا، درج ذیل ارکان نے شرکت فرمائی۔

۱۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب ۲۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب

۳۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب ۴۔ " ٹی کے عبداللہ صاحب

۵۔ " کے سی عبداللہ صاحب ۶۔ " عبدالفتاح صاحب

۷۔ " عبدالعزیز صاحب ۸۔ " سراج الحسن صاحب

۹۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب ۱۰۔ ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب

۱۱۔ جناب رشید عثمانی صاحب ۱۲۔ جناب سید حامد حسین صاحب

۱۳۔ مولانا حامد علی صاحب ۱۴۔ افضل حسین قیم جماعت

مولانا صدرالدین صاحب، مولانا ابواللیث اصلاحی صاحب اپنی علالت کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحق صاحب اور محمد مسلم صاحب ملک سے باہر تھے اس لیے

شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

تذکیر: مولانا عروج صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے نشست کا آغاز ہوا۔

افتتاحی خطاب

اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے محترم امیر جماعت نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

معزز حضرات! مجلس شوریٰ کے گذشتہ اجلاس دہلی میں آپ نے طے کیا تھا کہ آئندہ اجلاسِ شوریٰ ستمبر ۱۹۸۰ء میں حیدر آباد میں منعقد کیا جائے۔ چنانچہ الحمدللہ ہم اس پروگرام کے مطابق آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس اجلاس کا اصل موضوع تو چھٹا آل انڈیا اجتماع اور ہجری صدی کی تقاریب کا پروگرام اور دوسرے متعلقہ امور ہیں، لیکن گذشتہ اجلاس شوریٰ کے بعد سے اب تک دنیا میں اور خود ہمارے ملک میں جو بعض اہم چیزیں رونما ہوئی ہیں انھیں بھی سامنے رکھنا ہے۔ بڑی اندوہناک بات تو اسرائیل کا وہ فیصلہ ہے کہ بیت المقدس اس کا غیر منقسم اور ابدی دارالسلطنت رہے گا۔ خود ہمارے ملک میں تشدّد کی جو لہر آسام سے اٹھی اور اس کے بعد قتل و غارت گری اور لوٹ مار کے جو واقعات جگہ جگہ ہوتے رہے اور عین عید کے دن مرادآباد میں اور اس کے بعد دوسرے مقامات پر جو کشت و خون ہوا وہ ہم سب کے لیے باعث تشویش ہے۔ ان ہنگاموں میں جو بے گناہ شہید ہوئے ہم ان کے لیے دعائے مغفرت اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ جو غیر مسلم بھی بے گناہ قتل ہوئے ان کے ورثاء سے بھی ہمیں دلی ہمدردی ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے تقریباً ہر اجلاس میں اہل ملک سے تشدد کی بڑھتی ہوئی لہر کی روک تھام کے لیے اپیل کی۔ نیز متوسلین جماعت بھی برابر کوشاں رہے کہ

باہمی خیر سگالی اور بھائی چارہ کی فضا برقرار رہے اور باشندگان ملک مل جل کر امن و سکون کی زندگی گزاریں۔ لیکن ملک کی بڑی بدقسمتی ہے کہ تشدد کی یہ لہر دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اس کا سدِ باب کیسے ہو؟ یہ ہم سب ہندوستانیوں کے لیے سوچنے کی بات ہے۔ حکومت اپنے طور سے اس کے لیے کوشاں ہے اس نے وعدہ بھی کیا ہے کہ مجرموں کو خواہ وہ سرکاری حکام کے زمرے میں سے ہوں یا پبلک سے تعلق رکھتے ہوں ان کو سزا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ امن فوج (PEACE FORCE) کی تشکیل اور قومی یکجہتی کونسل کا احیاء بھی حکومت کے پیش نظر ہے۔ جہاں تک ہمارے اصول و حالات اجازت دیں اصلاح حال کی کوششوں میں ہمیں بھی تعاون دینا چاہیے۔ لیکن اس بیماری کا اصل علاج انبیائی دعوت کے ذریعہ ہی ممکن ہے جب تک لوگ اپنے دلوں میں اس عقیدے کو جذب نہیں کرتے کہ سب انسان اللہ کے کنبے سے تعلق رکھتے ہیں، سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں اور سب کو اپنے کاموں کا حساب مالک الملک کو دینا ہے اس وقت تک یہ خرابی دور نہیں ہو سکتی۔

جماعت اسلامی ہند اسی انبیائی دعوت کو لے کر اٹھی ہے۔ آپ کو پوری کوشش کرنی چاہیے کہ عوام ان کے لیڈروں، حکومت کے ذمہ داروں اور اخباری دنیا سے تعلق رکھنے والے افراد سب کے دلوں میں یہ دعوت جاگزیں ہو جائے۔ جب تک ہندوستانی سماج میں انبیائی دعوت کے بنیادی نکات ہر خاص و عام تک نہ پہنچ جائیں، اس وقت تک ہم کو چین سے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس وقت آپ کی قوتیں ان مظلوموں کی ریلیف کے سلسلے میں صرف ہو رہی ہیں جو تشدد کی بڑھتی ہوئی لہر کا شکار ہوئے ہیں۔ حالانکہ سیلاب کی وجہ سے اس وقت ملک میں بڑی

تباہی مچی ہوئی ہے اور سیلاب زدگان ان تمام لوگوں کی امداد کے مستحق ہیں جو سیلاب سے محفوظ ہیں۔ اگر انسانوں کا پیدا کردہ مسئلہ ظلم و بربریت کی شکل میں آج سامنے نہ آتا تو یقیناً آپ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے اسی طرح آگے بڑھتے جیسا کہ آپ نے آندھرا اور شمال و جنوب کے بعض دوسرے متعلقہ علاقوں میں آفات ارضی و سماوی خصوصاً سائیکلونک طوفان اور سیلاب وغیرہ کے سلسلہ میں کر چکے ہیں۔ بہرحال اپنی بساط بھر ان دونوں طرح کے کاموں میں اپنی سی کوشش کرنی چاہیے۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس مرتبہ بھی عید کے موقع پر متعدد مقامات پر ہمارے رفقاء نے غیر مسلم بھائیوں کو حسب معمول بڑی تعداد میں مدعو کیا۔ اس طرح کی ملی جلی تقریبات میل ملاپ اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ اسی طرح مرادآباد کے واقعہ کے بعد کتنے ہی مقامات پر ہندو مسلمانوں پر مشتمل امن کمیٹیاں بنا کر فضا کو پرسکون بنائے رکھنے اور بھائی چارہ کو فروغ دینے کے لیے ہمارے متوسلین جماعت نے پوری کوشش کی ایسے کام جس سے ملک کے مختلف فرقوں کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا ہوں زیادہ سے زیادہ انجام دینے کی ضرورت ہے۔

جماعت اکثر و بیشتر سمینار SEMINARS اور سمپوزیم SYMPOSIUM کا اہتمام کیا کرتی ہے جن میں ملک کی مختلف سیاسی اور سماجی پارٹیوں کے نمائندے اور غیر مسلم بھائیوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس قسم کے اجتماعات منعقد کرنے کی پہلے سے کہیں زیادہ آج ضرورت ہے۔ ہم سب کو کوشش کرنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ اس طرح کے اجتماعات منعقد ہوں جن میں ہندو مسلمان سب شریک ہوں اور ایسے مسائل زیر غور آئیں جن سے ہندوستان کی ہمہ جہتی ترقی میں

مدد ملے اور آپس کے تعلقات بہتر ہو سکیں۔ اس طرح کی کوششوں کا ایک اچھا اثر اور نتیجہ یہ بھی ہو گا کہ آپ کا چھٹا آل انڈیا اجتماع جو فروری ۱۹۸۱ء میں حیدر آباد میں منعقد ہونے والا ہے وہ ملک اور باشندگان ملک سب کے لیے زیادہ مفید و معاون ثابت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے اور دنیا و آخرت کی کامرانی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

طے شدہ کل ہند اجتماع کے انتظام، پروگرام اور دیگر متعلقات کے سلسلہ میں تبادلہ خیال ہوا اور ارکان شوریٰ نے ناظم اجتماع کو اپنے مشورے نوٹ کرا دیے

آخر میں قراردادیں منظور کی گئیں جو درج ذیل ہیں۔

دعا پر اجتماع برخاست ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت

قراردادیں

۱۔ مراد آباد کا المیہ

مراد آباد کے سانحہ نے انسانی ضمیر پر جس طرح چوٹ لگائی ہے وہ ایک فطری بات ہے۔ عید کی نماز جیسی پر امن مذہبی تقریب پر بے گناہ شہریوں کو جس طرح نشانہ بنایا گیا وہ جلیانوالہ باغ کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے اندرون ملک اضطراب اور بیداری کی لہر پیدا کر دی تھی۔

اس وقت ایک غیر ملکی حکومت کے افسران کی اس حرکت پر خود انگلستان کے عوام و خواص نے اپنے رہبروں کی مذمت کی تھی لیکن ہمیں اپنے ملک کی اس

اخلاقی گراوٹ پر بڑا افسوس ہے کہ مراد آباد کے اس سانحہ پر لوگوں میں شرمندگی پیدا ہونے کے بجائے ملک میں ایک ایسا طبقہ ابھر آیا ہے جس نے مظلوم کو ظالم ثابت کرنے کے لیے اپنی تقریروں اور تحریروں کا پورا زور صرف کر دیا ہے اور اس طرح عوام کے اندر یہ احساس ابھرنے نہیں دیا گیا کہ اس لرزہ خیز واقعہ پر حکومت اور اس کے ایڈمنسٹریشن کا احتساب کیا جاسکے۔

مجلس شوریٰ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ :۔

- کسی قانونی جواز کے بغیر جو غیر ضروری اور اندھا دھند فائرنگ کی گئی اس کے جو لوگ بھی ذمہ دار ہیں ان پر مقدمہ چلا کر مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔
- جانی نقصان کے معاوضہ کو حکومت اپنی ذمہ داری سمجھے اور جانی نقصان کا کم سے کم وہ معاوضہ دے جو ہوائی حادثہ کے شکار ہونے والوں کے ورثاء کو دیا جاتا ہے۔ نیز مالی نقصان کی پوری تلافی کرے۔

مجلس شوریٰ ملک کے عوام بالخصوص انصاف پسند اور انسانیت دوست افراد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور معاملہ کی نزاکت اور اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح محسوس کر کے باہمی اعتماد اور امن و امان کی بحالی کے لیے جو کچھ کر سکتے ہوں کریں۔

۲۔ مسئلہ فلسطین

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ مجلس اقوام متحدہ کی قرار دادوں اور عالمی رائے عامہ کے علی الرغم اور حق و انصاف کے بالکل خلاف اسرائیل عرب اسلامی علاقوں پر اپنے غاصبانہ قبضہ کی توسیع و استحکام کے لیے برابر کوشاں ہے۔ حتیٰ کہ اس نے

یروشلم کے مشرقی حصہ یعنی بیت المقدس کے علاقہ کو مستقل طور سے اپنے اندر ضم کرتے ہوئے اسے اپنا دارالسلطنت بنا دینے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلہ کو عملی جامہ بھی پہنا دیا ہے۔ کوئی منصف مزاج انسان اس کھلی ہوئی جارحیت اور صریح دھاندھلی کو تسلیم نہیں کر سکتا اور ہر مسلمان اس کے خلاف احتجاج اور اس اقدام کو عملاً کالعدم کر دکھانے کا تہیہ کر لینے پر مجبور ہے۔ ہم اس عزم کی تجدید کرتے ہیں اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ مسلسل اور متحدہ جدوجہد کے ذریعہ بیت المقدس کو اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ سے واپس لینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اور اس سلسلہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

حکومت ہند نے بجا طور پر اسرائیل کے اس اقدام کو ناجائز قرار دیتے ہوئے اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے مگر ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس ناروا اقدام اور عالمی رائے عامہ کی اس کھلی خلاف ورزی پر اسرائیل کی سرزنش کے لیے حکومت ہند بمبئی میں اسرائیلی قونصل CONSULATE کو بند کرنے کا فیصلہ کرے۔ یہ اقدام ایک طرف تو پڑوسی عرب ممالک سے ہمارے تعلقات کی مزید بہتری کا سبب بنے گا اور دوسری طرف اسرائیل کو عالمی رائے عامہ کے سامنے جھکانے میں ممد و معاون ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ مسلمانان عالم کا جذبہ ایثار و قربانی فروغ پائے اور اپنی متحدہ قوت و تدبیر کے نتیجہ میں انھیں بیت المقدس اور دوسرے مقبوضہ علاقوں کی بازیابی کی توفیق حاصل ہو۔

۴۔ تحریک اسلامی

اسلام کی دعوت کے دنیا میں پھیلنے اور مسلم ممالک میں احیائے اسلام کی

جدوجہد کی کامیابی کے مختلف مراحل سے گذرنے کی وجہ سے مخالف اسلام طاقتوں کی احیائے اسلام اور اسلامی تحریکات کی مخالفت زور پکڑ گئی ہے۔ ہمارے ملک کے اکثر وبیشتر ارباب صحافت وقیادت اسلام اور اسلامی تحریکات کا صحیح علم نہیں رکھتے اس لیے وہ صہیونی اور مغربی پروپگنڈے کا شکار ہو گئے ہیں اور اسلامی کٹرپن یا اسلامی فنڈامنٹلزم (FUNDAMENTALISM) کا نام دے کر اسے بدنام کر رہے ہیں۔ وہ اس طرح کے اندیشے ظاہر کر رہے ہیں کہ نوجوانوں میں اسلام کے خلاف نفرت اور عداوت کے جذبات ابھریں گے۔ اپنے اس اندیشے کو بنیاد بنا کر وہ احیائے اسلام اور ساتھ ہی جماعت اسلامی کو ملک کے لیے خطرہ بنا کر پیش کر رہے ہیں اور شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام دشمنی اور ہند مسلم منافرت پیدا کرنے کا موجب بن رہے ہیں۔ وہ غالباً اس حقیقت کا شعور نہیں رکھتے کہ جس اسلام کے احیاء کے خلاف وہ فضا بنا رہے ہیں۔ وہ کسی فرقہ یا ملک کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ وہ کائنات کے مالک وفرمانروا کا دین ہے جسے وہ اپنے پیغمبروں کے ذریعہ تمام قوموں اور ملکوں میں انسانوں کی فلاح وبہبود کے لیے بھیجتا رہا ہے اسی دین کی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ نوجوانوں کے اندر اسلام پر عمل پیرا ہونے کا جو جذبہ ابھر رہا ہے اس کے نتیجہ میں ایک بامقصد، باکردار تعمیر پسند اور انسانیت دوست گروہ سامنے آرہا ہے۔ ان نوجوانوں نے بدکرداری، تخریب، تشدد وانارکی کی روش عام پر چلنے کے بجائے کردار کی تعمیر، سماج کی اصلاح اور بلا لحاظ مذہب وملت سب انسانوں کی خدمت کا راستہ اختیار کیا ہے۔

جہاں تک جماعت اسلامی ہند کا تعلق ہے اس کی دعوت یہ ہے کہ تمام

انسان اپنی پوری زندگی میں اپنے خالق و مالک کی ہدایت اور اس نظام ہدایت کی پیروی کریں جو نوع انسانی کی دنیوی و اخروی فلاح کی ضامن ہے۔ جماعت اسلامی کے نزدیک سب انسان ایک خاندان ہیں۔ وہ انہیں دعوت دیتی ہے کہ وہ بھائی بھائی بن کر رہیں، ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کریں، سب پر رحم کریں اور سب کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ جماعت کی دعوت کے مخاطب مسلمان اور غیر مسلم دونوں ہیں۔ لاکھوں غیر مسلموں نے جماعت کا لٹریچر پڑھا ہے۔ اس کے اجتماعات میں شریک ہوئے ہیں اور ان کے کارکنوں اور اس کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا ہے۔ ہزاروں غیر مسلم جماعت کے سماج سدھار اور سماج سیوا کے کاموں میں جماعت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں جماعت کے خدمت خلق کے پروگراموں سے مسلمان اور غیر مسلم سبھی استفادہ کرتے ہیں۔ جماعت اسلامی فرقہ پرستی کی خواہ وہ کسی فرقہ کی ہو مخالف ہے۔ جب کبھی کہیں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوئی تو جماعت کے کارکنوں نے ہندو مسلم خیر پسند افراد اور انتظامیہ کے تعاون سے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔ فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑنے پر جماعت نے فرقہ وارانہ فضا کو خوشگوار بنانے کی بھرپور کوشش کے ساتھ فساد سے متاثر افراد کو بلا لحاظ مذہب و ملّت ریلیف پہنچانے کا چھوٹے بڑے پیمانہ پر اہتمام کیا۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں خدمت خلق کے اس کام میں ہندوستان کی کوئی جماعت ہم پلّہ نہیں۔ رہیں سیکولزم کی مدعی جماعتیں، نہ تو وہ فسادات کی روک تھام کے لیے میدان میں آتی ہیں، نہ ریلیف پہنچانے کا اہتمام کرتی ہیں اور نہ مجرمین کو قرار واقعی سزا دلواتی ہیں بلکہ بسا اوقات وہ خود بھی فساد میں ملوث ہو جاتی ہیں۔ آفات ارضی و سماوی کے مواقع پر جماعت اسلامی جس طرح بلا امتیاز مذہب و ملّت سب انسانوں کی خدمت کرتی ہے اس سے ملک کے باخبر حضرات بخوبی

واقف ہیں۔

اس ضمن میں بعض حلقے جماعت اسلامی ہند اور آر ایس ایس کا جوڑ ملاتے نظر آتے ہیں اس بات سے قطع نظر کہ اقلیت واکثریت کی نفسیات وحالات ایک دوسرے سے اتنے مختلف ہوتے ہیں کہ دونوں میں یکساں قسم کی تنظیموں کا ابھرنا ممکن نہیں ہے باخبر حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ جماعت اسلامی کسی مخصوص فرقہ تک محدود نہیں ہے نہ کسی خاص فرقہ کے مسائل کو حل کرنا اس کے پیش نظر ہے۔ نہ کسی فرقہ کی حریف ہے۔ نہ فرقہ وارانہ منافرت سے اسے کوئی نسبت ہے اور نہ فوجی مشقیں کرنے یا کرانے سے اسے کوئی واسطہ ہے بلکہ اس کے برعکس تہذیبی جارحیت کی مخالفت اس کے پروگرام میں شامل ہے۔ جماعت اسلامی ہند پر امن، آئینی اور تعمیری طریقوں اور افہام وتفہیم کے ذریعہ افراد کی اصلاح اور سماج کی تعمیر نو کرنا چاہتی ہے اور باشندگان ملک میں اخوت وخیر سگالی کی فضا اور باہمی تعاون کا جذبہ پیدا کرکے انہیں سچی خدا پرستی، بندگان خدا کے حقوق کی ادائیگی اور اخلاق وکردار کی تعمیر کی راہ پر لگانے میں مصروف ہے۔

ہنگامی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

منعقدہ ۵ر دسمبر تا ۸ر دسمبر ۱۹۸۰ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا ایک ہنگامی اجلاس ۵ر دسمبر ۸۰ء کو ۳ر بجے سہ پہر محترم امیر جماعت جناب محمد یوسف صاحب کے زیر صدارت مرکز جماعت دہلی میں شروع ہوا۔

مولانا ابو اللیث صاحب، مولانا صدر الدین صاحب اپنی علالت کی وجہ سے، ٹی کے عبد اللہ صاحب تفہیم کا ملیالم میں ترجمہ کی بنا پر اور ڈاکٹر عبد الحق صاحب ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب اور ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہوسکے۔

بقیہ درج ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔

۱۔ جناب	عبد العزیز صاحب	آندھرا
۲۔ ״	محمد سراج الحسن صاحب	کرناٹک
۳۔ ״	کے سی عبد اللہ صاحب	کیرلہ
۴۔ ״	رشید عثمانی صاحب	مہاراشٹر
۵۔ ״	انعام الرحمٰن خاں صاحب	ایم۔ پی

۶۔	عبدالفتاح صاحب	بنگال
۷۔	ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب	بہار
۸۔	مولانا سید احمد عروج قادری صاحب	زندگی
۹۔	جناب محمد مسلم صاحب	دعوت
۱۰۔	" محمد شفیع مونس صاحب	یو۔پی
۱۱۔	" سید حامد حسین صاحب	مرکز
۱۲۔	مولانا سید حامد علی صاحب	مرکز
۱۳۔	افضل حسین قیم جماعت	

تذکیر سب سے پہلے مولانا سید احمد عروج قادری صاحب نے قرآن کریم کی چند آیات کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ و تشریح پیش فرمائی۔

امیر جماعت کے افتتاحی کلمات کے بعد کل ہند اجتماع، اس کی تیاری اور انتظامات وغیرہ سے متعلق امور ایجنڈے کے اصل مسائل تھے جن کے سلسلے میں تفصیلی گفتگو ہوئی اور ارکان شوریٰ نے ناظم اجتماع کو اپنے مشورے نوٹ کرائے۔

اس کے بعد قراردادیں منظور کی گئیں جو درج ذیل ہیں

افضل حسین
قیم جماعت

قراردادیں

۱۔ مرادآباد وغیرہ کے سانحات

مرادآباد، علی گڈھ اور الہ آباد وغیرہ کے فسادات، آسام کی تحریک اور مہاراشٹر میں کسان جیسے خاموش طبقہ کا اٹھ کھڑا ہونا، بہار میں زیر حراست قیدیوں کو اندھا

کر دیا جانا اور اسی طرح کے دوسرے ناخوشگوار واقعات جو یکے بعد دیگرے رو نما ہوتے جا رہے ہیں، وہ اس خطرے کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ ملک تیزی سے انتشار اور زبردست بگاڑ کی طرف جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس صورت حال کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس کے نزدیک اور بھی زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ ملک کی کارفرما قوتیں اور وہ ایجنسیاں جو حالات پر اثر انداز ہونے کی طاقت بھی رکھتی ہیں اور اسے پرسکون رکھنے کی ذمہ دار بھی ہیں اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری سے غفلت اور کوتاہی برت رہی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کا رویہ حالات کی مزید خرابی کا اکثر باعث ہوتا ہے۔ البتہ قیدیوں کو اندھا کر دینے پر قومی پریس، سیاسی پارٹیوں، ملکی پارلیمنٹ اور دوسرے اداروں اور شخصیتوں کا جو ردعمل سامنے آیا وہ اس پہلو سے یک گونہ قابل اطمینان اور حوصلہ افزا ہے کہ جس حد تک بھی ان کے علم میں آیا ہے اس کے ضمن میں ذمہ داری کا احساس بیدار ہوا ہے بشرطیکہ یہ احساس صرف بعض واقعات یا ان کی کسی خاص قسم ہی تک محدود ہو کر نہ رہ جائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا شدید احساس ہے کہ خاص طور پر مراد آباد کے ناخوشگوار واقعات کے سلسلہ میں حکومت کے ذمہ داروں، نظم و نسق کو برقرار رکھنے کی دوسری ذمہ دار ایجنسیوں اور قومی پریس کا جو رویہ رہا ہے وہ نہ حق و انصاف پر مبنی ہے اور نہ ملک کے وسیع تر مفاد میں ہے۔ اب سب لوگ جان چکے ہیں کہ یہاں کے واقعات کے رونما ہونے کی اصل ذمہ داری پولیس اور پی اے سی کے سر ہے۔ لیکن وہاں نہ پولیس اور پی اے سی کے افراد کی معطلی ہوئی اور نہ ان میں سے کسی کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔ شہدا اور ہلاکین کے پسماندگان کی جو مدد کی گئی وہ اونٹ کے منھ کو زیرہ کے مصداق

بن کالونیوں اور محلّوں کو لوٹا، جلایا اور تباہ کیا گیا ان کی باز آباد کاری کے سلسلہ میں کوئی قابل ذکر اہتمام نہیں کیا گیا۔ ان تباہ شدہ محلّوں میں کچھ لوگ ہلاک بھی ہوئے اور کچھ لوگوں کو گرفتار کرکے ان کے خلاف مقدمات قائم کر دیے گئے ہیں۔ پھر جب بعض ریلیف کمیٹیوں نے ان کی باز آباد کاری کی کوشش کی تو ان کو بھی حکومت نے بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگاکر گرفتار کر لیا اور ان پر غلط قسم کے مقدمات قائم کر دیے۔ اس کے علاوہ ابھی چند روز پہلے خواتین کا اغوا اور ان کی آبروریزی کے واقعات پارلیمنٹ میں بیان کیے گئے جو جان و مال کی تباہی و بربادی سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ ایک بار پھر اس سنگین صورت حال پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتی ہے اور مرکزی و ریاستی حکومتوں کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ اپنی ذمّہ داری کو صحیح طور سے محسوس کریں۔ تباہ حال خاندانوں کی باز آباد کاری مظلومین کی دادرسی اور حالات کی بہتری کے لیے مناسب اور فوری اقدامات کریں۔

۲۔ عراق ایران جنگ

دعوت اسلامی کے فروغ، اسلامی تحریکات کی کامیابی اور خود ملّت اسلامیہ کا تحفظ و بقا اس بات پر موقوف ہے کہ مسلمانان عالم کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو وہ انفرادی و اجتماعی زندگی میں اپنے قول و عمل سے حق کی سچی گواہی دیں اور اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر جسد واحد اور بنیان مرصوص بن کر رہیں۔ لیکن اس کے بجائے صورت حال یہ ہے کہ غیر اسلامی اثرات اور جاہلی عصبیتوں کے تحت مسلمان مختلف فرقوں اور قومیتوں میں بٹ گئے ہیں۔ اور متحد و متفق ہونے کے بجائے افتراق و انتشار کا شکار ہیں جس کے نتیجہ میں معاند اسلام طاقتوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار

ہو رہے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ رسوا کن منظر مسلمان ملکوں کے عین قلب میں صہیونیت کی علمبردار اسرائیلی ریاست کا وجود اور فلسطین و بیت المقدس پر اس کا ناجائز قبضہ ہے۔ مسلمانوں کے باہمی انتشار و افتراق کا سب سے خراب پہلو عراق و ایران کا مسلح تصادم ہے جو بغیر اعلان کے شروع ہوا اور دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ گذر جانے کے باوجود اس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس جنگ میں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہہ چکا ہے اور بستیوں کی بستیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ تیل کی تنصیبات جن پر ان ملکوں کی معیشت کا بڑی حد تک انحصار ہے برباد ہو رہی ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ اس صورت حال کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اسلامی و ملی جذبہ کے تحت فریقین کو توجہ دلاتی ہے کہ برادر کشی کا سلسلہ فوراً ختم کیا جائے۔ اور جنگ بند کر کے فوجیں اپنے اپنے علاقوں میں لڑائی سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلی جائیں۔ اور ان کے درمیان جو اختلافی امور ہوں انہیں صلح و آشتی اور اخوت اسلامی کی فضا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طے کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ اس احساس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے کہ اسلامی کانفرنس غیر جانبدار تحریک اور اقوام متحدہ کی طرف سے جنگ ختم کرانے کی کوشش جاری ہے مجلس شوریٰ ان سے اپیل کرتی ہے کہ اپنی اس ذمہ داری کو سب سے بڑھ کر اہمیت دیں اور ایسی تدابیر اختیار کریں کہ طرفین کی فوجیں جنگ سے قبل کی پوزیشن پر لوٹ جائیں۔

۳۔ افغانستان سے روسی جارحیت ختم کی جائے

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ افغانستان پر روس کے حملہ کو

عالمی امن پر حملہ تصور کرتی ہے۔ اس بیسویں صدی میں روس نے ایک کمزور چھوٹے پڑوسی ملک پر فوج کشی کر کے دورِ وحشت کی یاد تازہ کر دی ہے۔ تمام اخلاقی و قانونی حدود کو توڑ کر عالمی رائے عامہ اور یو، این، او کی قراردادوں کو نظر انداز کر کے ایسی ظالمانہ ہٹ دھرمی پر قائم ہے جس نے انسانی ضمیر کو ہلا دیا ہے۔ روس کی اس بربریت نے ایک طرف تو افغانستان کے غیور باشندوں پر وہ مظالم ڈھائے ہیں جنہیں سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف ساری دنیا کے امن کو اور سب سے بڑھ کر ہمارے اس برصغیر کی سلامتی کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

اس سنگین صورت حال پر مجلس شوریٰ اپنی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس "روس دوستی" کی حقیقت کو سمجھے، روس کے توسیع پسندانہ عزائم کو بروقت محسوس کرے، ملک کی رائے عامہ کا احترام کرے اور اپنی غیر جانبدارانہ پوزیشن پر قائم رہتے ہوئے اس معاملہ میں مضبوط اور واضح موقف اختیار کرے۔

۴۔ شام میں اخوانیوں پر مظالم

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند ان سفاکانہ مظالم پر گہری تشویش کا اظہار کرتی ہے جو شام کی بعث پارٹی حکومت بالعموم اپنے تمام مخالفین پر ڈھا رہی ہے اور بالخصوص جن کا نشانہ اس نے اخوان المسلمون کو بنا رکھا ہے۔ ظلم و ستم کی کوئی قسم باقی نہیں ہے جو وہ اخوان المسلمون پر نہ کر رہی ہو۔ انھیں جیل میں ٹھونس کر سخت اذیتیں پہنچانا، ان کے نمایاں افراد اور علما کو قتل کرنا، ان کے گھروں کو لوٹنا یہاں تک کہ ان کے نہتے مجمع پر ہوائی جہاز سے گولیاں برسانا، انہیں تمام انسانی اور بین الاقوامی حقوق سے محروم کر دینا اور شام کے عوام اور اپنے حامیوں کو ان کے قتل پر اکسانا، یہ سب کچھ اخوان المسلمون کے ساتھ کیا جا رہا ہے

یہ مجلس اس پر اپنے شدید غم وغصّہ کا اظہار کرتی ہے اور اسلامی کانفرنس سے اپیل کرتی ہے کہ وہ شام کی حکومت کو ان بہیمانہ اور غیر انسانی مظالم سے روکنے کی سعی کرے۔

مجلس، شہدا کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے اور ان کے پسماندگان اور تمام مظلومین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس ظلم وستم سے نجات دے اور راہ حق کی اس شدید آزمائش میں ثابت قدم رکھے۔ آمین

مجلسِ شوریٰ کی قراردادیں

منعقدہ ۲۰ تا ۲۴ اپریل ۱۹۸۱ء

مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی ہند نے اپنے حالیہ اجلاس منعقدہ دہلی، ۲۰ تا ۲۴ اپریل ۱۹۸۱ء میں درج ذیل قراردادیں منظور کی ہیں :-

قرارداد ۱

بین الاقوامی حالات اور جماعت اسلامی کا نقطۂ نظر

دنیا کے تقریباً سب ہی مدبرین کا خیال ہے کہ بڑی طاقتیں مغربی ایشیا، بحرِ ہند اور بحرالکاہل کو ایک نئی جنگ کے دہانے پر لاتی جا رہی ہیں اور اس علاقہ کے عوام کی مرضی کے خلاف ایسی فضا پیدا کرتی جا رہی ہیں کہ ان کی لڑائی ان کے اپنے ملکوں کے بجائے ان علاقوں میں لڑی جائے -

لڑائی بالخصوص آج کے دور میں انسانی زندگی کے لیے ایک ہولناک عذاب سے کم نہیں گذشتہ دو عالمی جنگوں میں مغرب اس کی تباہیوں کا ایک حد تک تجربہ کر بھی چکا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان بڑی قوتوں کی خود غرضی اور مغربی ایشیا کے وسائل کے لالچ نے انہیں اندھا بنا رکھا ہے

اور وہ اپنے مفادات پر دوسری قوموں کو بھینٹ چڑھا دینے پر گویا تُلی ہوئی بیٹھی ہیں۔ دنیا کے اسی علاقہ میں ہمارا ملک ہندوستان بھی واقع ہے جس کی سرحدیں مغربی ایشیا سے جنوب مشرقی ایشیا تک پھیلی ہوئی ہیں یہ اس خطہ کا ایک بڑا اور اہم ملک ہے اس پر خود اپنے مفاد کی طرف سے بھی اور انسانیت عامہ کی طرف سے بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان پُرخطر معاملات کے بارے میں بے فکر اور غیر جانبدار نہ رہے بلکہ اس بات کی پوری کوشش کرے کہ بڑی طاقتیں اس خطہ میں اپنا کھیل نہ کھیل سکیں جس کی تدبیر صرف یہ ہے کہ وہ اس پورے علاقہ میں قائدانہ رول انجام دیتے ہوئے اس علاقہ کے ممالک کو بڑی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے اور ان کے اندر بقائے باہم کے اصولوں پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔

مجلس شوریٰ بڑے افسوس کے ساتھ محسوس کر رہی ہے کہ ہمارے ملک میں ایسے عناصر کافی با اثر ہو چکے ہیں جو ہندوستان کی پالیسی صاف ستھری نہیں رہنے دینا چاہتے جس کا واضح اور بہت بڑا ثبوت افغانستان کے حادثہ پر خود ہماری حکومت کا مذبذب رویہ ہے ہمارا ملک آج انگریزی دور تک میں اس بات کا حامی رہا ہے کہ بڑی قوتیں اس علاقہ سے دور رہیں۔ خلافت تحریک اور اس زمانے کی کانگریس نے اس پالیسی پر بڑی ہمت سے عمل کیا تھا اور اس دور کی مغربی قوتوں پر ثابت کر دیا تھا کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے ساتھ ساتھ اپنے پڑوسی ملکوں کی آزادی و خود مختاری کی بھی پوری طرح حامی ہیں۔ اس سلسلہ میں مسلمانانِ ہند نے ایک صحت مند گروہ کی حیثیت سے خاصا اہم رول انجام دیا تھا۔

جماعت اسلامی ہند چاہتی ہے کہ آج کے حالات میں مسلمانانِ ہند کو بھرپور خود اعتمادی کے ساتھ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارا یہ ملک ہر بیرونی مداخلت سے آزاد رہے اور اس کا کردار اتنا صاف اور بے داغ ہو کہ پڑوسی ممالک ہمیں اپنے خیر خواہ کی حیثیت سے جانیں پہچانیں۔

مسلمانانِ ہند اگرچہ سیاسی طور پر کوئی مضبوط وحدت نہیں لیکن اصولی طور پر وہ ایک بڑی اکائی ہیں اور ان کی عین خواہش ہے کہ اپنی حکومت کی ہر آئینی کوششوں میں بھرپور تعاون

دیں۔ توقع ہے کہ حکومت ان کی خواہش کی قدر کرے گی۔

قرارداد ۲،

موجودہ حالات میں ملک کے بہی خواہوں کا رول

ہندوستان مختلف فرقوں، مذہبوں، نسلوں، رنگوں اور زبانوں کا ملک ہے۔ دستور ہند میں ملک کی اس گوناگونی کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ ان میں سے ہر اکائی کو خود اعتمادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مواقع حاصل ہوں تاکہ ملک کے سارے باشندے برابری کے ساتھ آگے بڑھ سکیں۔ اس مقصد کے عین فطری تقاضہ کے طور پر سیاسی پارٹیوں کے لیے پوری آزادی کے ساتھ کام کرنے کا حق تسلیم کیا گیا اور اس امر کی پوری پوری گنجائش رکھی گئی کہ ہر پارٹی اپنے اصول و نظریات کے حق میں آئینی طریقوں سے رائے عامہ کو ہموار کرسکے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۳۱ سال کے بعد بھی وہ حالات پیدا نہیں ہوسکے جو دستور کا منشا ہے اور یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ملک ایک طرح سے خانہ جنگی کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ خواہ آسام کے واقعات ہوں خواہ یوپی کے، بنگال کا مسئلہ ہو یا گجرات کا، مہاراشٹر کی بات ہو یا کیرلہ کی ہر جگہ سیاسی یا معاشی یا معاشرتی اختلافات نے کشمکش کی ایک بحرانی کیفیت پیدا کر رکھی ہے اور ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ چند سو یا چند ہزار منظم افراد پورے ملک کی جمہوری زندگی کو تباہ کردے سکتے ہیں۔

ملک کے عام باشندے قدرتی طور پر اس صورت حال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس تشویش میں جماعت اسلامی ہند بھی ان کی برابر کی شریک ہے لیکن وہ اس کے ساتھ یہ بھی سمجھتی ہے کہ تشویش کے احساس اور اظہار ہی پر اکتفا کرلینے سے کچھ نہ ہوسکے گا بلکہ ضرورت ہے کہ خیر پسند اور اصلاح پسند لوگ آگے بڑھ کر حالات کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ ملک کی عام زندگی اگر مساوات، اخوت، جمہوریت اور باہمی اعتماد پر قائم نہ رہ سکی تو یہاں سے ہر وہ اصول ناپید ہو جائے گا جس سے سماج کی بہتری ممکن ہوسکتی ہے اور کچھ منظم گروہ اپنی تعداد اور اثرات کے بل پر پورے ملک کو کسی بھی نازی اور فسطائی طرز حیات کی طرف دھکیل دیں گے اور کروڑوں عوام بے بس تماشائی

بنے اس کھیل کو دیکھتے رہنے کے سوا کچھ نہ کر سکیں گے۔

جماعت اسلامی ہند کا یقین ہے کہ اپنے عقیدے اور منصب کے لحاظ سے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ حالات کو سدھارنے کے لیے آگے بڑھیں۔ ان کے سامنے دوسروں کی طرح ووٹ اور اقتدار نہ ہو۔ بلکہ ملک کو امن و قانون کے ایسے راستے پر چلانا ہو جس میں لوگ جمہوری اور آئینی طور پر دوسروں کے سامنے اپنا نقطۂ نظر آزادی کے ساتھ پیش کر سکیں اور ایک ایسی کھلی سوسائٹی (OPEN SOCIETY) بنانے کی کوشش کی جا سکے جس میں ہر شخص کو کسی نفرت یا عداوت کا نشانہ بنے بغیر اپنی پسند کے نظریے کو قبول کرنے کا حق حاصل ہو۔

جماعت اسلامی ہند اپنے کارکنوں سے توقع رکھتی ہے کہ وہ وقت کے اس اہم تقاضے کو پورا رکھیں گے اور صالح مسلمان نیز صاحبِ نظر غیر مسلموں کو ساتھ لے کر ملک کو ایک ایسے کھلے سماج کی طرف لے چلنے کی کوشش کریں گے جس میں ہر نقطۂ نظر کو محض اپنے اصولوں کی اور اپنی حقانیت کی طاقت سے آگے بڑھنے کا موقع مل سکے۔

قرارداد ۳

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتی ہے کہ جماعت کا چھٹا آل انڈیا اجتماع جو وادیٔ ہدیٰ پہاڑی شریف حیدرآباد میں ۱۴، ۱۵، ۱۶، ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ فروری ۱۹۸۱ء منعقد ہوا تھا۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے اسے غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی۔ اس عظیم اجتماع میں بیرونِ ملک کے مہمانوں کے علاوہ ملک کے گوشے گوشے سے کم و بیش ساٹھ ہزار مندوبین اور دو لاکھ سے زائد عام سامعین نے شرکت کی اور بڑے اچھے تاثرات قبول کیے۔

وادیٔ ہدیٰ سے جماعت اسلامی ہند نے اللہ کے جس پیغام کو پیش کیا، ملک کے اطراف ہی تک نہیں، بین الاقوامی سطح پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ ملک اور بیرونِ ملک کے سیکڑوں اخبارات و رسائل نیز ریڈیو، ٹی وی نے اس کے پروگراموں کو نشر کیا اور ویڈیو VEDEO

کے ذریعے آج بھی ہزارہا افراد اس کے پیغام سے استفادہ کررہے ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہوئی کہ ۲۲ فروری کو پندرہویں صدی ہجری کے پروگرام کے موقع پر ہندستان کی بارہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے اجرا سے ہندو مسلم سامعین میں قرآن مجید کے مطالعے کی طلب و خواہش بڑھ گئی یا پیدا ہوگئی۔

ہم اللہ تعالیٰ کے ان بے پایاں احسانات کے تہ دل سے شکر گذار ہیں اور ساتھ ہی ان تمام اخباروں، رسالوں، تنظیموں، اداروں، سرکاری و نیم سرکاری محکموں اور صاحبِ خیر حضرات کے ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے اس عظیم اجتماع کے سلسلے میں سہولت بہم پہونچائی یا دامے درمے قدمے اور سخنے ہماری مدد فرمائی۔

اگرچہ بعض حلقوں کی طرف سے اس اجتماع کی مخالفت میں بھی مہم چلائی گئی اور اس کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کی گئی اور کہیں کہیں اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے لیکن یہ بات باعث اطمینان ہے کہ ان باتوں کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ لوگ ان ناروا کوششوں کے باوجود بندگی رب کی اس دعوت کی طرف مسلسل متوجہ رہے جو اس اجتماع میں دی گئی اور پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا از خود ازالہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توقع ہے کہ اس اجتماع کو تحریک اسلامی کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اجتماع نے نہ صرف کارکنانِ تحریک کے لیے مہمیز کا کام کیا اور ان کے احساس ذمہ داری کو ایک نئی زندگی عطا کردی ہے بلکہ ملت اسلامیہ ہند نیز برادرانِ وطن کے لیے غور و فکر کا خاصا سامان فراہم کردیا ہے۔

ہم بارگاہ ربّ العزت میں دست بدعا ہیں کہ وہ اس اجتماع کو ملک و ملت کے لیے خیر و برکت کا موجب بنا دے اور اپنے بندوں کو اس پیغام کی طرف متوجہ ہونے، اس کے مطابق اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو سنوارنے اور دین حق کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے، ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمارے ان کارکنوں کو جزائے خیر عطا کرے جنہوں نے اس اجتماع کے انتظامات کو اپنی انتھک کوششوں اور مسلسل جانفشانیوں سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آمین

افضل حسین
قیم جماعت

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۱۴ اگست تا ۱۷ اگست ۱۹۸۱ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب محمد یوسف صاحب امیر جماعت اسلامی ہند، مرکز جماعت میں ۱۴ اگست ۱۹۸۱ء بعد نماز جمعہ ۳½ بجے سے شروع ہو کر ۱۷ اگست شب میں ۱۱½ بجے اختتام پذیر ہوا۔

درج ذیل ارکان مجلس نے شرکت فرمائی۔

۱۔ جناب سراج الحسن صاحب — کرناٹک
۲۔ مولانا صدرالدین صاحب — ادارہ تصنیف
۳۔ جناب عبدالعزیز صاحب — آندھرا
۴۔ 〃 عبدالفتاح صاحب — مغربی بنگال
۵۔ 〃 سید ضیاء الہدیٰ صاحب — بہار
۶۔ 〃 محمد شفیع مونس صاحب — یو۔پی
۷۔ 〃 انعام الرحمٰن خاں صاحب — مدھیہ پردیش
۸۔ 〃 کے سی عبداللہ صاحب — کیرلہ

۹۔ جناب ٹی کے عبداللہ صاحب — پرمود ھنم

۱۰۔ 〃 رشید عثمانی صاحب — مہاراشٹر

۱۱۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب — زندگی

۱۲۔ جناب سید حامد حسین صاحب — مرکز

۱۳۔ مولانا حامد علی صاحب — مرکز

۱۴۔ افضل حسین قیم جماعت

جناب عبدالحق صاحب اور جناب نجات اللہ صاحب ملک کے باہر ہونے اور مولانا ابواللیث اور جناب فریدی صاحب اپنی دوسری مصروفیات اور جناب محمد مسلم صاحب (مدراس) میں زیر علاج ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے۔ سید حامد حسین صاحب بعد مغرب شریک ہوئے۔

افتتاحی کلمات

حمد وصلوٰۃ کے بعد اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے محترم امیر جماعت نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آج پھر مجلس شوریٰ کے ارکان کو مل بیٹھنے کا موقع عنایت فرمایا۔ ہندوستان میں جماعت کے قیام کو ۳۴ برس ہو چکے۔ اس دوران متوسلین اور ارکان جماعت کی تعداد میں بفضلہ تعالیٰ خاصہ اضافہ ہوا ہے اور حیدرآباد کے اجتماع کے اثرات بھی اچھے رہے ہیں۔ لیکن جہاں تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے کوالیٹی (QUALITY) کی اہمیت کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ خاص طور پر ایسے لوگوں کی جماعت کی طرف پیش قدمی ہونی چاہیے جو تقویٰ اور خدا ترسی کے ساتھ ساتھ علمی استعداد وصلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ اگرچہ کسی شخص کا مرتبہ محض اس کی علمی استعداد پر نہیں جانچا جاتا تاہم ایک ایسی جماعت کو

جو دین کا کامل تصور اپنے ساتھ رکھتی ہو اور عملاً اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی جدو جہد کرتی ہو اس جماعت کے لیے ایسے لوگوں کی خاص ضرورت ہے جو خدا کی راہ میں قربانی اور ایثار کا جذبہ رکھتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ علمی استعداد کے بھی حامل ہوں تاکہ ملک و ملت اور باشندگان ملک کے سامنے جو نت نئے مسائل آتے رہتے ہیں ان کے حل کی نشاندہی کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح طور پر کی جاسکے۔

بہار شریف اور حیدرآباد وغیرہ میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور فسادات ہوئے جماعت کی برابر کوشش رہی ہے کہ ملک کے مختلف فرقوں کے درمیان باہم مل جل کر امن وسکون سے رہنے (Peaceful Co-existence) کا جذبہ پیدا ہو۔ افسوس کی بات ہے کہ جن مقامات پر جو لوگ مل جل کر بھائی چارے اور امن و سکون کے ساتھ رہنے کی تلقین کر رہے تھے انہیں بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا گیا۔ دعا ہے کہ فسادات میں شہید ہونے والوں کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہو گیا ہے۔ ملّت کی طرف سے جو کوششیں اب تک کی گئیں وہ صحیح معنوں میں ابھی تک نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئیں جتنی ہونی چاہئیں۔ بہرحال صحیح تدبیر اور اللہ سے دعائے خیر کرنا چاہیے۔

پھر سیلاب کی تباہ کاریوں نے جو حالات پیدا کر دیے ہیں وہ بھی سب کے سامنے ہیں۔ کئی ریاستوں میں بھیانک سیلاب آئے ہیں۔ راجستھان بھی بہت متاثر ہوا ہے۔ وہاں ہمارے رفقا مصیبت زدگان کی امداد کے سلسلے میں کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ مصیبت اتنی بڑی ہے اور اس کی لپیٹ میں اتنی کثیر آبادی

آگئی ہے کہ ہماری حقیر کوششوں سے ان کے مسائل حل نہیں ہوسکتے۔ حکومت کو بھی کوشش کرنی چاہیے۔

بہرحال ملک وملت کے سامنے جو حالات و مسائل ہیں ان پر آپ کو غور کرنا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے اور صحیح نتائج پر پہنچنے کی توفیق دے،

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اس کے بعد مختلف مسائل پر تبادلہ خیال ہوا

مولانا جلیل احسن مرحوم کے لیے دعائے مغفرت

مولانا جلیل احسن صاحب کی رحلت کے بعد مرکزی مجلس شوریٰ کی یہ نشست منعقد ہوئی تھی۔ مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی۔

آخر میں قراردادیں منظور کی گئیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۱½ بجے شب میں دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

افضل حسین

قیم جماعت

قراردادیں

۱۔ قبولیت اسلام

یہ کوئی محتاج وضاحت حقیقت نہیں ہے کہ اسلام کسی خاص ملک، قوم، فرقہ یا زمانہ کے لیے نہیں ہے، وہ سارے انسانوں کے خالق، مالک اور پروردگار کا بھیجا ہوا نظامِ رحمت ہے جو سارے نبیوں کا دین رہا ہے۔ اور جو سب انسانوں کے لیے عدل، ارتقا، امن و سلامتی کا دین اور آخرت کی ابدی کامرانی کا ضامن ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا ملک بھی اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہے اور یہاں بے شمار مساجد اور دین کی تعلیم و تبلیغ کے لیے ان گنت مدارس، مراکز اور جماعتیں ہیں۔ یہاں کم سے کم دس بارہ کروڑ مسلمان ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے یہ دنیا کا دوسرا بڑا مسلم ملک ہے۔ یہاں قبولیت اسلام کا سلسلہ تقریباً چودہ سو سال سے جاری ہے۔ کیونکہ مسلمان بہرحال اس فریضہ سے واقف رہے ہیں کہ اپنے گرد و پیش کے انسانوں تک دین حق کے پہنچانے کے وہ ذمّہ دار ہیں جس کے لیے انھیں اپنے قول و عمل سے سیرت و کردار کا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیے کہ لوگ اسلام کو بہترین نظام رحمت سمجھنے لگیں۔

ادھر کچھ مدت سے برصغیر میں اور پوری دنیا میں اس فریضہ کی انجام دہی کا احساس خاصی حد تک بیدار ہوا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ امریکہ، کناڈا، انگلینڈ، جرمنی فرانس، جاپان، کوریا اور افریقی ممالک وغیرہ میں اسلام کی دعوت کو قبول کرنے کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔

ہمارا ملک بھی اس معاملہ میں پیچھے نہیں ہے۔ تعلیم یافتہ اصحاب، ذوق و شوق کے ساتھ اسلام کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ ہندی اور علاقائی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم، حدیث، سیرت اور اسلامی لٹریچر کی طلب روز بروز بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اسلام موضوع بحث بن گیا ہے۔ اور خود غیر مسلم حضرات اسلام کی خصوصیات پر مقالے اور کتابیں لکھ رہے ہیں اور ملک کے مختلف حصّوں میں غیر مسلم بھائی بالخصوص ہریجن لوگ اسلام کی دولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

یہ وقت مسلمانوں کے لیے بڑے امتحان کا ہے۔ اگر ان کے غلط قول و عمل سے

غیر مسلم حضرات اسلام سے بدظن ہو گئے اور خدانخواستہ الٹے پاؤں لوٹ گئے تو وہ خدا اور اہل ملک دونوں کے نزدیک جرم عظیم کے مرتکب ہوں گے۔ لیکن اگر انھوں نے اپنے قول و عمل اور اعلیٰ کردار سے اسلام کا صحیح تعارف کرایا اور غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ ذات پات کے امتیاز کے بغیر انصاف حسن سلوک اور اخوت کا رویہ اختیار کیا تو اس ملک کے باشندوں کے دل اسلام کے لیے کھلتے چلے جائیں گے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس سلسلہ میں برادران وطن سے بھی ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہے اور وہ یہ کہ وہ اسلام کے صرف اس پہلو کو سامنے نہ رکھیں کہ اس میں عزت اور مساوات ہے۔ یہ تو اسلام کا صرف ایک پہلو ہے۔ اسلام نوع انسانی کے لیے خدا کی بخشی ہوئی جامع اور مکمل ہدایت ہے جس میں انسانوں کی دنیوی ہمہ جہتی کامرانی اور اخروی فلاح و نجات ہے۔ جو شخص بھی اسے قبول کرے اسے خوب سوچ سمجھ کر صرف اس وقت قبول کرے جب اسے یہ یقین ہو کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا دین حق ہے اور اسے صرف اللہ کی رضا اور فلاح آخرت کے لیے اپنائے نہ کہ کسی مادی منفعت کے لیے۔

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ حالیہ چند مہینوں میں چند سو یا چند ہزار افراد کے اسلام قبول کرنے سے ملک کے دانشوروں اور سیاست دانوں میں نہ صرف یہ کہ تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے بلکہ وہ اس کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرنے میں جمہوری قدروں اور انسانی ضمیر کی آزادی کا بھی خون کر جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے انہیں لالچ دے کر طرح طرح کے دباؤ ڈال کر بلکہ جبر و تشدد اختیار کر کے انہیں واپس لوٹ جانے پر مجبور کر رہے ہیں۔ یہ سیکولرزم کے بلند بانگ

دعووں کی ضد ہے، دستور ہند کی صریح خلاف ورزی اور بنیادی انسانی حقوق کی نفی ہے۔ مجلس شوریٰ کو یہ امید ہے کہ اس روش کو ترک کر دیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ اجلاس نئے اور پرانے تمام مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہ اس فضا سے متاثر نہ ہوں، حق پر مضبوطی سے جمے رہیں، باہمی تعاون و اتحاد سے دین کے کام کو آگے بڑھائیں اور نفرت و اشتعال کا جواب محبت، حسنِ سلوک اور دعا سے دیں۔

۲۔ فلسطینیوں پر اسرائیل کا وحشیانہ ظلم

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس لبنان میں فلسطینی آبادی پر اسرائیل کی حالیہ وحشیانہ بمباری اور عراقی ری ایکٹر پر اچانک تباہ کن حملے کی شدید مذمت کرتا ہے اور عالمی برادری پر زور دیتا ہے کہ وہ اسرائیلی جارحیت اور بربریت کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کرے اسرائیلی حکمرانوں نے لبنان میں فلسطینی ٹھکانوں اور بغداد میں ری ایکٹر کو نشانہ بنا کر ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انھیں بین الاقوامی قانون، اخلاقی ضابطوں اور انسانی جانوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ وہ اپنے مذموم جارحانہ عزائم کی تکمیل کے لیے کسی بھی وقت کوئی بھی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ خواہ اس کے نتیجہ میں انسانیت کی کسی بھی مسلمہ قدر کا اور بین الاقوامی ضوابط کے کسی بھی اعلیٰ اصول کا خون کیوں نہ ہو رہا ہو۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عالمی برادری سے اور خاص کر دونوں بڑی طاقتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کے حقوق کو بحال کرنے کے معاملہ میں دور بینی اور احساس ذمہ داری سے کام لیں خلوص و دیانت داری کا عملی ثبوت

دیں اور اس مسئلہ کو صرف اپنے مخصوص و محدود مصالح کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور محسوس کریں کہ یہ صرف فلسطینیوں ہی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ حق وانصاف کا اور دنیا کے امن کا بھی مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں یہ اجلاس عالم اسلام بالخصوص عربوں کو بطور خاص متوجہ کرتا ہے کہ وہ احتجاجوں، مطالبوں، غم و غصہ کے اظہار نیز تجاویز پاس کرنے کے ساتھ ساتھ متحد ہو کر اللہ کے بھروسہ پر ہمت اور جرأت کے ساتھ حقائق سے پنجہ آزما ہوں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس موت و حیات کے مسئلہ کو نہ امریکہ حل کر سکتا ہے، نہ روس نہ کوئی اور طاقت، اسے صرف ہمارا ایمان اور عزم و اتحاد، سخت کوشی، جرأت مندی، جانبازی اور قربانی ہی حل کر سکتی ہے۔

آخر میں یہ اجلاس اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہے کہ وہ فلسطینی اور لبنانی شہداء کی مغفرت فرمائے، خانماں بربادوں کو امن و سکون عطا فرمائے اور ہمارے قبلہ اول، مسجد اقصیٰ، قدس فلسطین اور دوسرے غصب شدہ علاقوں کو غاصبوں کے پنجہ سے نجات دلائے۔ آمین۔

۳۔ ایران عراق جنگ

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس دو برادر ملکوں، عراق ایران کے درمیان طویل مدت سے جاری مسلح تصادم پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اجلاس دسمبر ۸۰ء میں منظور کردہ قرارداد کا اعادہ کرتا ہے جس میں کہا گیا تھا کہ "جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس صورت حال کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اسلامی و ملی جذبہ کے تحت فریقین کو توجہ دلاتی ہے کہ برادر کشی کا سلسلہ فوراً ختم کیا جائے اور جنگ بند کر کے فوجیں اپنے

علاقوں میں لڑائی سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلی جائیں، اور ان کے درمیان جو اختلافی امور ہوں انہیں صلح و آشتی اور اخوتِ اسلامی کی فضا و اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طے کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس یہ بھی طے کرتا ہے کہ جماعت کی جانب سے دونوں ملکوں کو فوری طور پر ٹیلیگرام دے کر ان سے جنگ ختم کرنے اور اپنی فوجوں کو پہلے کی پوزیشن پر واپس جانے اور اختلافی امور کو اسلامی تعلیمات اور محبت و بھائی چارہ کی فضا میں حل کرنے کی اپیل کی جائے۔

۴۔ مہنگائی و بے روزگاری

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اشیائے صرف کی قیمتوں میں روز افزوں اضافہ اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ انتہائی کوششوں اور متعدد تدارکی اقدامات کے باوجود حکومت قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو روکنے اور روزگار کے خاطر خواہ مواقع فراہم کرنے میں بڑی حد تک ناکام رہی ہے۔ نتیجہ کے طور پر عام آدمی کی مشکلات دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس صورت حال کا سب سے زیادہ اثر نچلے اور متوسط طبقے کے لوگوں پر پڑ رہا ہے، جن کے لیے زندگی کی انتہائی ناگزیر اور بنیادی ضرورتوں کی تکمیل بھی دشوار بنتی جا رہی ہے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ قیمتوں میں اضافہ کی روک تھام کے لیے اب تک جو اقدامات کیے گئے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ ناکافی ہیں بلکہ ان پر عمل درآمد کے معاملہ میں بھی تساہلی برتی جا رہی ہے۔ چنانچہ یہ اجلاس مطالبہ

کرتا ہے کہ تدارک کی اقدامات پر سختی کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے اور مزید ایسے اقدامات کیے جائیں جو افراط زر کی روک تھام میں معاون ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ شوریٰ کا یہ اجلاس دیہی علاقوں میں "کام کے بدلے اناج" کی اسکیم کو دوبارہ نافذ کرنے اور اس پر سختی کے ساتھ عمل درآمد کا بھی مطالبہ کرتا ہے تاکہ بے زمین مزدوروں اور دیگر لوگوں کو راحت ملے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی اور میقاتی پروگرام

اکتوبر سنہ ۱۹۸۱ء تا مارچ سنہ ۱۹۸۶ء

تمہید

جماعت اسلامی ہند کا نصب العین اقامت دین ہے۔ وہ بے کم و کاست پورے دین اسلام کو قائم کرنے اور باطن سے لے کر ظاہر تک انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ملک میں کام کر رہی ہے۔

اسلام افراد کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور ان کی اخروی نجات و فلاح کا ضامن ہونے کے ساتھ مکمل اور بہترین نظامِ حیات بھی ہے۔ وہ انسانی سماج کے تمام پیچیدہ مسائل کو بحسن و خوبی حل کرتا اور بلا امتیاز رنگ و نسل تمام افراد، اصناف اور طبقات کے لیے عدل و قسط، خیر و صلاح اور تعمیر و ترقی کا بہترین سامان فراہم کرتا ہے۔ جماعت اسلامی کو یقین ہے کہ ہمارا ملک جن مسائل سے دوچار ہے اور اہلِ ملک جس فکری، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی بحران میں مبتلا ہیں اسلام ان کا بہترین اور موزوں حل ہے۔ اسی اسلام کی اقامت کے لیے جماعت اسلامی ہند جدوجہد کر رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند اس نصب العین کے حصول کے لیے کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ ؐ کی ہدایات کے تحت اخلاقی تعمیری پُرامن جمہوری اور آئینی طریقہ اختیار کرتی ہے۔ اور ایسی تمام باتوں سے مجتنب رہتی ہے جو صداقت و دیانت کے خلاف ہوں۔ یا جن سے فرقہ وارانہ منافرت طبقاتی کشمکش اور فساد فی الارض رونما ہو سکتا ہو۔

"جمہوری و آئینی" کے مفہوم میں انتخابی سیاست میں حصہ لینا بھی شامل ہے۔ چنانچہ جماعت مناسب وقت پر اپنے اصولوں کے تحت الیکشن میں حصہ لے سکتی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی

۱۔ دعوت

جماعت غیر مسلموں میں اس طرح کام انجام دے گی کہ اسلام اور تحریک اسلامی کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں۔ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات (توحید رسالت آخرت) اور ان کے بنیادی تقاضوں سے واقف ہو جائیں۔ اپنے خالق و مالک اور پروردگار کی خالص بندگی کی راہ ان پر واضح ہو جائے اور بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو مٹانے میں وہ معاون بن سکیں۔

۲۔ اسلامی معاشرہ

جماعت مسلمانوں کے سامنے اسلام کے صحیح اور مکمل تصوّر اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں اس کے تقاضوں کو حکمت کے ساتھ واضح کرے گی تاکہ ان کی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو جائیں، وہ اپنے قول و عمل سے دینِ حق کی شہادت دینے لگیں، اور وہ داعی

گروہ کی حیثیت سے اسلام کو قائم کرنے کا اپنی منصبی فریضہ انجام دینے کے قابل ہو جائیں

۳۔ بنیادی اخلاقی امراض اور باطل افکار پر تنقید

جماعت، نفسانیت اباحیت، مادہ پرستی، لادینی نظریات و تحریکات، سطحی محدود اور راہبانہ مذہبی تصوّرات مجرد روحانیت ABSOLUTE SPIRITUALISM شرک و الحاد اور دیگر باطل افکار و عقائد پر تنقید کرے گی اور ہدایتِ الٰہی کی ہمہ جہتی اور کامل اتباع کی ضرورت واضح کرے گی۔

۴۔ ملّی مسائل

جماعت ملّتِ اسلامیہ کے ان اہم امور و مسائل پر مناسب توجہ دے گی جن کا تعلق دین اور ملت اسلامیہ کے تحفظ و بقا اور اس کے دینی و تہذیبی تشخص سے ہو۔ مثلاً دینی تعلیم کا مسئلہ اور مسلم پرسنل لا کا تحفظ وغیرہ۔

۵۔ ملکی مسائل

جماعت، سرمایہ پرستی، معاشی استحصال، اونچ نیچ، چھوت چھات اور ظلم و ناانصافی، مذہبی، لسانی اور علاقائی تعصبات کلیت پسندانہ اور آمرانہ رجحانات، تہذیبی جارحیت اور فرقہ واریت کے خلاف آواز بلند کرے گی۔ اور بنیادی انسانی حقوق بالخصوص عزت و آبرو کے تحفظ، عقیدہ و مذہب اور رائے وضمیر کی آزادی، معاشی عدل، سماجی مساوات اور انسانی اخوت کی قدروں کو فروغ دینے اور مذہبی، لسانی اور تہذیبی اقلیتوں کے تشخص کی حفاظت کرنے پسماندہ طبقات اور گروہوں کو اونچا اٹھانے، کسانوں اور مزدوروں کے مسائل حل کرنے اور فقر و فاقہ اور ناخواندگی کے ازالہ کی حسب

استطاعت جدوجہد کرے گی۔

۶۔ عالمی مسائل ایسے عالمی مسائل جن پر اظہارِ خیال کرنا، اخلاق، انسان دوستی اور اسلامی اخوت کا تقاضا ہے مثلاً عالمی امن و امان، بنیادی انسانی حقوق، ہمدردی و انصاف اور آزادیِ اقوام وغیرہ، جماعت ان پر حسب ضرورت بے لاگ اور منصفانہ اظہار خیال کرے گی۔

۷۔ خدمتِ خلق جماعت بلالحاظ مذہب وملّت مریضوں، معذوروں اور ضرورت مندوں کو حسب سہولت سہارا دینے اور مصیبت زدہ لوگوں اور مظلوموں کو امداد پہنچانے کا اہتمام کرے گی۔

۸۔ تربیت وتنظیم جماعت اپنے ارکان کی ہمہ جہتی تربیت کا نظم و اہتمام کرے گی۔ وہ اس بات کی کوشش کرے گی کہ اس کے ارکان اپنی پوری زندگی میں اسلام کے سچے پیرو، اقامت دین کے لیے سرگرمِ عمل، راہِ حق میں ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مظہر اور نظم و اجتماعیت کے پہلو سے بنیان مرصوص بن جائیں۔ یہ کام جماعت کا اولین اور سب سے زیادہ توجّہ کا مستحق ہوگا۔

رہنما اصول

مندرجہ بالا پالیسی کی روشنی میں آگے جو پروگرام دیا جارہا ہے اسے بروئے کار لانے کے سلسلے میں درجِ ذیل امور بطور ”رہنما اصول“ پیشِ نظر رہیں گے۔

۱۔ جماعت اسلامی ہند کے کارکنوں کی توجہ کی اوّلین مستحق ان کی اپنی ذاتی اصلاح و تربیت ہوگی۔

۲۔ مسلمان بھائیوں کی اصلاح و تربیت اور غیر مسلم بھائیوں کو دین حق کی دعوت ہماری مساعی کا دوسرا اہم مرکزِ توجہ ہوگا۔

۳۔ پروگرام کے باقی اجزاء کے سلسلے میں ہر تنظیمی حلقہ اور ہر مقام کے رفقائے جماعت اپنے حالات وضروریات کے پیشِ نظر باہمی مشورے سے طے کریں گے کہ ان میں سے کن کن کاموں کو انھیں کس حد تک بروئے کار لانا ہے۔

۴۔ ہر کارکن کا دائرۂ کار اصلاً اس کا گھریلو اور قریبی ماحول ہوگا اور مقامی جماعت یا حلقہ متفقین کا اس کی اپنی بستی۔

۵۔ کارکنانِ جماعت مسلم و غیر مسلم تمام باشندگانِ ملک سے ربط پیدا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے۔ اپنے کاموں کے سلسلے میں اُس کا تعاون حاصل کریں گے اور اپنے اصولوں کے تحت ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔

۶۔ میقاتی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حسب حال درج ذیل معروف ذرائع اختیار کیے جائیں گے: انفرادی و بشکل وفود ملاقاتیں، گھر گھر کا پیغام رسانی، عام اجتماعات وخطابات قرآن وحدیث کے درس، نمازوں کے بعد مختصر تذکیر، خطباتِ جمعہ ونکاح وعیدین، منتخب افراد کی خصوصی نشستیں اور کارنر میٹنگیں، سمپوزیم، سیمینار، مذاکرات، اسٹڈی سرکل، اور مطالعاتی گروپ، اہم تقریبات اجتماعات اور اہم مواقع پر وقتی بک اسٹال، نمایاں مقامات پر کتبات وچارٹس، شارع عام پر بینر (BANNER) اور بورڈ، ٹی پارٹیاں اور عصرانے، تقریباتی مجالس، دار المطالعہ، گشتی لائبریریاں، گھریلو اجتماعات، ذمہ داروں کی پریس کانفرنسیں اور اخباری بیانات،

نشری تقریریں، ہفتے منانا، ذمہ داروں کے دوروں کے مواقع پر خصوصی پروگرام۔ اخبارات و رسائل، کتابوں اور کتابچوں کی اشاعت اور ہینڈبلو یا دو ورقہ سہ ورقہ کی تقسیم خط و کتابت وغیرہ۔

۱۔ دعوت

(پالیسی کی دفعہ ۱؎ کے تحت)

الف: غیر مسلم بھائیوں کے سلسلہ میں کوشش کی جائے گی کہ:

۱۔ ان سے بے لوث برادرانہ تعلقات قائم ہوں، اسلام مسلمانوں اور تحریک اسلامی کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں اور جماعت کی ایک اصولی اور باشندگان ملک کی بہی خواہ جماعت ہونے کی حیثیت ان پر واضح ہو جائے گی۔

۲۔ اسلام کے حقیقی اور جامع تصور سے وہ اس حد تک واقف ہو جائیں کہ توحید اور زندگی میں اس کی قدر و قیمت جان لیں، ہدایتِ الٰہی اور رسالتِ محمدی کی ضرورت و اہمیت اور آخرت کا تصور ان پر واضح ہو جائے اور اسلام کے بارے میں ان پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہو جائے کہ وہ اللہ کا واحد دین ہے جو ہر ملک اور ہر دور میں انسانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح، مسائلِ زندگی کے حل، عدل و قسط کے قیام، صالح و صحت مند سماج کی تعمیر اور اخروی فلاح کے لیے آتا رہا ہے۔ اور آج بھی ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کا یہی دین ضامن ہے۔

۳۔ پسماندہ لوگوں کو سماجی اور معاشی اعتبار سے اونچا اٹھایا جائے، اونچ نیچ اور چھوت کے ناروا امتیازات ختم کیے جائیں اور انسانی مساوات و ہمدردی کو

فروغ حاصل ہو۔

ب۔ کوشش کی جائے گی کہ ان کے لیے اسلام اور تحریک اسلامی کے بارے میں درج ذیل موضوعات پر کتابیں شائع ہوں:

- اسلام کے بنیادی عقائد، اسلام میں عورت کے حقوق، مذہب کا اسلامی تصور، مسلمان کی زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں۔
- (۱) وحدتِ ادیان (۲) اسلامی آدابِ معاشرت۔

ج۔ منتخب ملی جلی بستیاں | کچھ ملی جلی آبادیوں اور محلوں پر خصوصی توجہ کے ساتھ پالیسی کی دفعات ۲/۱ ۵ اور ۲/۲ کے تحت مذکورہ پروگرام کے زیادہ سے زیادہ اجزاء بروکار لائے جائیں گے۔

د۔ معاونین | ملکی وسماجی مسائل کے حل، بھلائیوں کے فروغ، برائیوں کے ازالہ اور خدمت خلق کے پروگرام میں زیادہ سے زیادہ غیر مسلموں کا تعاون حاصل کیا جائے گا اور ان میں سے جو لوگ عملی تعاون کے لیے آمادہ ہوں گے انھیں جماعت کا "معاون" شمار کیا جائے گا۔

۲۔ اسلامی معاشرہ

(پالیسی کی دفعہ ۲/۲ کے تحت)

الف۔ کوشش کی جائے گی کہ:

- برادرانِ ملت میں دین کا صحیح علم عام ہو، باطل نظریات وتحریکات کے مفاسد سے وہ باخبر ہوں، اسلامی عقائد وتعلیمات کی صداقت پر ان کا یقین پختہ ہو اور وہ نماز ودیگر عبادات کا پورا اہتمام کرنے لگیں۔

- ان کی عملی زندگیاں شرک وبدعت، تضاد وتناقض، غیر شرعی اور مسرفانہ رسوم اور اخلاقی خرابیوں سے پاک ہوں، وہ بے پردگی غیر ساتر لباس اور فیشن پرستی سے دور رہیں۔ اُن کے رویہ میں اونچ نیچ کے غیر اسلامی امتیازات اور معاملات میں حق تلفیاں اور ناانصافیاں نہ پائی جائیں، ان کے اندر حلال وحرام کی تمیز اور احتیاط کا جذبہ فروغ پائے، ان کے باہمی تعلقات درست واستوار ہوں، ان کے درمیان اخوّت ومحبت کا رشتہ مضبوط ہو اور وہ صحیح دینی بنیادوں پر متّحد ومنظم ہوں۔
- وہ اور ان کی مختلف جماعتیں اور مکاتبِ فکر اپنے معاملات باہمی مشوروں سے طے کریں اور ملّت کے مشترک امور ومسائل کے لیے مل جُل کر جد وجہد کریں۔

ب۔ اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ ہندی، بنگلہ، مرہٹی، تلیگو، ٹمل اور ملیالم زبانوں میں:

- قرآن مجید کا ترجمہ معہ مختصر تفسیر مکمل ہو کر شائع ہو جائے۔
- حدیث کا ایک مختصر اور جامع مجموعہ شائع ہو جائے۔
- کچھ ایسے افراد تیار ہوں جو علاقائی زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کرنے اور عربی وغیرہ سے ان زبانوں میں لٹریچر منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔
- اشتراکیت، نظام سرمایہ داری، ہندوستانی سماج اور ہندوستان میں اسلام کے موضوعات پر نیا لٹریچر تیار ہو۔
- ذیل کے موضوعات پر کتابیں اور کتابچے شائع ہوں:

طلاق اور وراثت کے اسلامی قوانین، زکوٰۃ کا اجتماعی نظم، مسلم اوقاف، مسلم اقلیت کے اہم مسائل۔

ج۔ منتخب محلے اور بستیاں | ہر تنظیمی حلقہ اپنے یہاں کچھ محلوں اور بستیوں کا انتخاب کر کے ان پر خصوصی توجہ صرف کرے گا۔ اور پالیسی کی دفعات ۲/۷، ۴/۷، ۵/۷ اور ۶/۷ کے تحت پروگرام میں درج زیادہ سے زیادہ کاموں کو روبہ عمل لانے کی کوشش کرے گا۔

د۔ متفقین | کوشش کی جائے گی کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان جماعت کے دینی، ملی، اصلاحی اور خدمت خلق کے کاموں میں تعاون کریں۔ ایسے افراد جو اسلامی احکام پر چلنے اور مذکورہ کاموں میں عملاً تعاون کرنے کے لیے آمادہ ہوں، "متفق" کہلائیں گے۔

ہ۔ طلبہ کی تنظیم | جماعت کی سرپرستی میں طلبہ کی ایک آل انڈیا تنظیم ہوگی جس کے متوسلین کی دینی و اخلاقی اور فکری تربیت کا اہتمام کیا جائے گا اور ان کی صلاحیتوں کو نشو و نما دینے اور تحریک کے لیے مفید تر بنانے کی کوشش کی جائیگی۔

- دینی ملّی و تعلیمی مقاصد کے لیے کام کرنے والی طلبہ کی آزاد تنظیموں اور انجمنوں کے تعاون سے فائدہ اٹھایا جائے گا اور ان سے تعاون کیا بھی جائے گا۔

و۔ خواتین اور طالبات کے حلقے | خواتین اور طالبات میں دینی اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینے اور انہیں تحریکِ اسلامی سے قریب لانے کے لیے ان کے حلقے قائم کیے جائیں گے اور ان کی دینی اخلاقی اور معاشرتی تربیت کا مناسب اہتمام کیا جائے گا۔

۳۔ بنیادی اخلاقی امراض اور باطل افکار پر تنقید

(پالیسی کی دفعہ ۳/۷ کے تحت)

- بنیادی اخلاقی امراض کے ازالہ اور باطل افکار و نظریات کی تردید کی بھرپور

کوشش کی جائے گی۔ اور اس سلسلہ میں وہ سبھی متعلقہ معروف ذرائع اختیار کیے جائیں گے جو "رہنما اصول" میں درج ہیں۔

۴۔ ملّی مسائل

(پالیسی کی دفعہ ۲/۴ کے تحت)

درج ذیل کاموں کی انجام دہی کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے گا اور خود کارکنان جماعت بھی ان میں حسبِ استطاعت حصّہ لیں گے۔

الف: کوشش کی جائے گی کہ:-

اپنے بچّوں اور بچّیوں کی بنیادی، دینی وعصری تعلیم اور اسلامی تربیت کے لیے:

- نرسری اسکول اور ہمہ وقتی و جز وقتی مدارس و مکاتب قائم کریں۔
- اپنے اسکول اور کالج قائم کریں۔ سائنس اور ٹکنالوجی کی طرف بھی توجّہ دیں اور جو اسکول اور کالج ان کے زیراہتمام چل رہے ہوں ان میں طلبہ و طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کا نظم کریں۔
- دینی درس گاہوں میں ایسا نصاب تعلیم رائج کریں جن میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کا بھی مناسب امتزاج ہو۔
- حسب موقع وضرورت مسلم طلبہ کے لیے دارالاقامہ (HOSTEL) قائم کریں جن میں دینی تعلیم و تربیت کا مناسب اہتمام ہو۔
- اساتذہ کی تدریسی تربیت کا اہتمام کریں۔
- سرکاری نصاب تعلیم اور درسیات میں قابلِ اعتراض اجزاء کی نشاندہی کرکے انہیں خارج کرانے کی کوشش کریں۔

ب ۔ بالغوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مراکز قائم کریں۔

ج ۔ زکوٰۃ کے جمع و صرف کا اجتماعی نظم کریں۔

د ۔ اپنے معاملات شرعی قوانین کے مطابق طے کریں اور اس کے لیے کمیٹیوں اور شرعی پنچایتوں کے قیام کی کوشش کریں۔

- ان کے مختلف مکاتب فکر اور جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آئیں، اپنے معاملات باہمی مشورے سے سلجھائیں، دینی بنیاد پر متحد و منظم ہوں اور ملّت کے مشترک مسائل (مسلم پرسنل لا، مسلم اوقاف کا تحفظ، اردو زبان اور مسلم تعلیمی اداروں کے اسلامی کردار کی بقا وغیرہ کے حل کے لیے مل جل کر جد و جہد کریں اور اس ضمن میں دستور ہند کے دیے ہوئے حقوق سے فائدہ اٹھانے، ملک کی فضا ہموار کرنے اور غیر مسلموں کا بھی زیادہ تعاون حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ھ ۔ اپنے اوقاف کے تحفظ اور بہتر تصرف کے لیے اقدامات کریں۔

و ۔ مساجد کو آباد رکھنے اور انہیں تعلیم و تربیت کا مرکز بنانے کی کوشش کریں۔

ز ۔ صفائی ستھرائی اور حفظان صحت کا اہتمام کریں۔

۵ ۔ ملکی مسائل

(پالیسی کی دفعہ ۵ کے تحت)

- پالیسی کی اس شق میں درج کاموں کو بروئے کار لانے کے لیے "رہنما اصول" میں مذکور متعلقہ معروف ذرائع سے کام لیا جائے گا۔
- فرقہ وارانہ منافرت، اونچ نیچ، چھوت چھات، تہذیبی جارحیت کو ختم

کرانے بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو دور کرتے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور باہمی روابط کو پروان چڑھانے اور اختلافی امور و مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

۶۔ عالمی مسائل

(پالیسی کی دفعہ ۷/۶ کے تحت)

پالیسی کی اس شق میں درج امور و مسائل پر حسب ضرورت و موقع اظہار خیال کیا جائے گا اور ستم رسیدہ اور مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی کی جائیگی جماعت اپنے مرکز میں ایک شعبہ قائم کرے گی جو مختلف اسلامی تحریکات اور جماعتوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کرتا رہے گا۔

۷۔ خدمتِ خلق

(پالیسی کی دفعہ ۷ کے تحت)

مندرجہ ذیل امور و مسائل کی اہمیت اور ان کے سلسلے میں افراد تنظیموں اور (جائز حدود میں) سرکاری و نیم سرکاری اداروں سے تعاون حاصل کرنے کی ضرورت واضح کی جائے گی اور اس کے لیے میسر و مناسب تمام ذرائع ابلاغ سے کام لیا جائے گا اور حسب وسعت ان کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔

فقر و فاقہ، مرض و جہالت، افلاس و پسماندگی، اور بے کاری و بے روزگاری کو دور کرنا، یتیموں بیواؤں، معذوروں اور محتاجوں اور حادثات ارضی و سماوی کے موقعوں پر مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد۔

- حسب موقع امداد باہمی کے اداروں اور گھریلو صنعتوں کا قیام، طبی سہولتوں کی فراہمی اور بلاسودی سوسائٹیوں کا نظم۔
- خدمت خلق کے مختلف کاموں کو انجام دینے کے سلسلے میں جائز حدود کے اندر حکومت کی ترقیاتی اور امدادی اسکیموں، سرکاری، نیم سرکاری یا آزاد سماجی اداروں اور انجمنوں، پنچایتوں، محلہ کمیٹیوں، کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے مرکزوں، سوشل ویلفیر سنٹروں، امداد باہمی کی اسکیموں، پسماندہ ذاتوں کے لیے قائم امدادی مراکز۔ اور دوسرے رفاہی اداروں سے تعاون کرنے اور ان سے تعاون و امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر ان میں سے کسی اسکیم یا ادارہ سے جائز حدود کے اندر استفادہ کرنے میں اس کا کوئی ضابطہ مانع ہو تو اس میں ترمیم کرانے کی سعی کی جائے گی۔
- حجاج کی خدمت۔

۸۔ تربیت و تنظیم

(پالیسی کی دفعہ ۸ کے تحت)

ہمارا منتہائے مقصود اللہ کی رضا اور فلاحِ آخرت کا حصول ہے۔ اس بنا پر کتاب و سنّت کی روشنی میں اپنی ہمہ جہتی تربیت ہماری سب سے اہم اور اوّلین ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے حسب ذیل تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

- فرد کی اصلاح و تربیت میں چونکہ اس بات کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں خود اپنی اصلاح کا جذبہ موجود ہو۔ اس لیے ہر کارکن کو اپنی ہمہ جہتی تربیت پر خود نگاہ رکھنی اور اس کی سعی و تدبیر کرنی ہوگی۔

- نظم جماعت مقامی اکائیوں سے لے کر مرکز تک ہر سطح پر اپنے کارکنوں کی رہنمائی مدد اور نگرانی کرے گا۔
- امرائے حلقہ جات اور نظمائے علاقہ جات تحت مرکز اور حسب موقع وسہولت ان کے قریبی معاونین کی تربیت کی براہِ راست ذمّہ داری مرکز پر ہوگی اور وہ اس کا مناسب اہتمام کرے گا۔ (مثلاً ہر دو سال میں کم از کم ایک بار چند روزہ تربیتی پروگرام رکھ کر)
- مقامی امراء، ارکانِ جماعت اور دیگر متوسلین کی تربیت کی ذمّہ داری تنظیمی حلقوں کے امراء اور علاقہ جات تحت مرکز کے نظماء کی ہوگی۔ وہ اس کے لیے مناسب پروگراموں کا اہتمام کریں گے۔
- امرائے مقامی اور نظمائے حلقہ ہائے متفقین کی تربیت کے لیے ہر تنظیمی حلقہ سال میں ایک بار لازماً چند روزہ اجتماع کا نظم کرے گا۔
- ہر تنظیمی حلقے اور علاقہ تحت مرکز کے ارکان جماعت کا تربیتی اجتماع میقات میں دو بار منعقد ہوا کرے گا۔ بڑے حلقے اگر ضرورت محسوس کریں تو حسبِ سہولت حلقہ کے ارکان کو دو حصّوں میں تقسیم کر کے دو میقات پر کر سکتے ہیں۔
- رفقاء کی دعوتی و تنظیمی وغیرہ مخصوص صلاحیتوں کی نشو ونما کا مناسب اہتمام کیا جائے گا اور تنظیمی حلقوں کی سطح پر حسب موقع ان کا چند روزہ اجتماع منعقد کیا جائے گا۔
- جو اسلامی ادارے دین اور تحریک اسلامی کی خدمت انجام دے رہے ہیں، ان کے ذمّہ داروں کو توجہ دلائی جائے گی کہ وہ اپنے اپنے ادارے کے ماحول کو پاکیزہ بنانے کا، اور اپنے کارکنوں کے اندر دینی صفات پیدا کرنے

اور مفوضہ فرائض کو بحسن وخوبی انجام دینے کی صلاحیت پروان چڑھانے کا اہتمام کریں۔

مطلوبہ صفات

افرادِ جماعت میں تربیت کے ذریعہ حسب ذیل اوصاف پیدا کرنے اور انہیں پروان چڑھانے کی کوشش کی جائے گی:۔

- تعلق باللہ، ایمان کی پختگی، عبادات کا التزام (ظاہری وباطنی خوبیوں کے ساتھ) اذکار ونوافل، انفاق اور توبہ واستغفار۔
- اوامر کی پوری پابندی اور نواہی سے کلّی اجتناب۔
- حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام، مواسات ومرحمت اور دوسروں کے لیے ایثار۔
- نصب العین کے حق ہونے پر کامل یقین اور اس کے ساتھ گہرا لگاؤ۔ لگن کے ساتھ تحریک کے لیے عملی جدوجہد، ایثار وقربانی، صبر واستقامت اور حکمت ودانائی۔
- اجتماعیت کی اہمیت کا شعور، مل جل کر جدوجہد کرنے کا ملکہ، کثرت رائے سے ہونے والے فیصلوں کا بہرحال احترام وتعمیل، نظم جماعت کی پابندی، اطاعت فی المعروف کا التزام، نصح وخیرخواہی، اخوت ومحبت، ایک دوسرے کے کام آنے کا جذبہ، ماموریں سے شفقت ونرمی کا رویہ اور اجتماعی امور میں ان سے صلاح ومشورہ پر عمل درآمد۔
- تنقید میں احتیاط، حدود کا پاس ولحاظ، زبان پر قابو، مجلس میں ٹوکنے کے بجائے تنہائی میں دلسوزی وشفقت کے ساتھ موعظت ونصیحت، تواصی بالحق

تواصی بالصبر اور تواصی بالمرحمہ۔

- پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے اور مفوضہ فرائض کو انجام دینے کی صلاحیت۔
- زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام حالات و معاملات میں تقویٰ و احسان کی روش۔
- ریا و نمود اور کبرِ نفس سے اجتناب اور اخلاص و للّٰہیت۔

ان صفاتِ مطلوبہ کے حصول کے لیے

۱۔ حسبِ ذیل امور کا اہتمام افرادِ جماعت بطور خود کریں گے۔

- قرآن و حدیث کا، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضؓ اور صلحائے امّت رحؒ کی سیرت اور صالح لٹریچر کا مسلسل اور گہرا مطالعہ۔
- مسنون اذکار و نوافل، احتساب و استغفار اور انفاقِ مال۔
- دعوتی سرگرمی، تحریکی کاموں میں عملی جدوجہد، راہِ خدا میں قربانی اور صبر و استقامت۔
- مرحمت و مواسات اور خدمتِ خلق کے کاموں میں عملی سعی و جہد، رضائے الٰہی و فلاح آخرت کے جذبہ کے تحت۔
- طے شدہ پروگراموں اور مفوضہ فرائض کی سرگرمی کے ساتھ انجام دہی۔

۲۔ حسبِ ذیل امور کا اہتمام اجتماعی طور پر کیا جائے گا۔

- شعبۂ تنظیم کی طرف سے اس بات کی مسلسل نگرانی کہ افرادِ جماعت کی تربیت کا کام ہر سطح پر انجام پا رہا ہے۔
- مرکز کی جانب سے تحریر و تقریر کے ذریعہ حسب حال و ضرورت فکری رہنمائی۔
- مرکز کے ذمّہ داروں کے دورے منصوبہ بند طریقہ پر ہوں گے۔ اور ان دوروں

ہیں اُن کی اصل توجہ تربیت وتنظیم پر ہوگی۔ کوشش کی جائے گی کہ ہر سال تنظیمی حلقوں اور علاقہ جات تحت مرکز کا دورہ ہو جائے۔

- مقامی تربیتی اجتماعات کو مناسب تنوع کے ذریعہ مؤثر و مفید بنانے کی سعی و تدبیر کی جاتی رہے گی۔
- مقامی امرا اور نظما حلقہ ہائے متفقین اپنے مقامی کارکنوں کی اصلاح و تربیت کے ذمّہ دار ہوں گے اور برابر توجہ رکھیں گے۔
- ہم خیال اخبارات و رسائل اور تصنیفی و اشاعتی اداروں کو توجہ دلائی جائیگی کہ وہ ایسے مضامین و کتابچے وغیرہ شائع کرتے رہیں جن سے لوگوں کی دینی تربیت و اصلاح میں ترغیب اور مدد ملتی رہے۔

مجلس شوریٰ کی قراردادیں

منعقدہ ۱۲ تا ۱۹ فروری ۱۹۸۲ء

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۲ تا ۱۹ فروری ۱۹۸۲ء میں مختلف امور پر جو قراردادیں منظور کی ہیں انہیں ذیل میں دیا جا رہا ہے:

۱۔ مہاراشٹر کے تازہ فسادات

مہاراشٹر کے کچھ مقامات خاص طور پر بارہ منی، پونے اور شولاپور میں ۱۴، ۱۵ فروری ۱۹۸۲ء کو وشو ہندو پریشد اور پتت پاون وغیرہ تنظیموں کے جلوسوں کے نتیجے میں جو فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے ہیں مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی ہند ان پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتی اور ان کی پُرزور مذمت کرتی ہے۔

ادھر کچھ دنوں سے پونے میں پتت پاون نامی تنظیم کی جانب سے مساجد کی اذانوں پر اعتراض کی ایک عجیب غریب مہم شروع کی گئی تھی۔ انگریزی روزنامہ "اسٹیٹسمین" کی ۲۰ فروری ۱۹۸۲ء کی رپورٹ کے مطابق وشو ہندو پریشد نے جن جاگرن کا جو پندرہ روزہ پروگرام شروع کیا تھا اس کا ہندوؤں میں زبردست خیر مقدم ہوا اور اس کے جلسوں میں ہزاروں کی تعداد میں

لوگوں نے شرکت کی۔ یہ پروگرام ہریجنوں کے قبول اسلام کے پس منظر میں شروع کیا گیا تھا۔
جن جاگرتی پروگرام کے ایک جلوس میں فساد کی ابتلا ہوئی۔ اس رپورٹ سے واضح ہے کہ اس مہم نے
وہاں کے ماحول میں بڑی کشیدگی پیدا کر رکھی تھی۔ اس کے باوجود وشو ہندو پریشد کو جلوس
نکالنے کا موقع دینا اور اشتعال انگیز نعروں کا بروقت نوٹس نہ لینے کو وہاں کی انتظامیہ اور پولیس
کی مجرمانہ غفلت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ انتظامیہ اور پولیس
کے ذہنوں کے اندر ان تنظیموں کے حق میں نرم گوشہ موجود ہے۔ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے فسادات
میں کیے گئے یک طرفہ حملوں کے بارے میں کہا کہ ان کے پیچھے منصوبہ بند سازش خارج از امکان نہیں
ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس طرح کے اعترافات پر اکتفا کر لینے سے مسئلہ کے حل میں کیا مدد مل سکتی ہے
آخر حکمراں جماعت لا اینڈ آرڈر کے بارے میں اپنی ذمہ داری کو کیوں انجام نہیں دیتی؟ جس کا
اس نے اپنے انتخابی منشور میں وعدہ بھی کیا تھا اور کھلے الفاظ میں کہا تھا کہ جہاں کہیں بھی فساد
ہوگا اسے بڑھنے اور پھیلنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ قدم اول کے طور پر وہاں کے ذمہ داران نظم و
نسق کو معطل کر دیا جائے گا۔ یہ رجحان تو بلاشبہ قابل قدر ہے کہ ظالم کو ظالم کہا جائے لیکن ساتھ ہی
ساتھ اس بات کا اطمینان دلایا جانا بھی ضروری ہے کہ آگے چل کر وہ محض توازن برقرار رکھنے کے لیے
یا سیاسی مصلحت کی بنا پر انتظامیہ اور پولیس مظلوم کو بھی ظالم کی صف میں نہ لا کھڑا کرے گی۔

مجلس شوریٰ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ تباہ حال لوگوں کو مکمل امداد، مظلوموں
کی صحیح داد رسی اور حالات کی بہتری کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے
اور غفلت کے مرتکب عہدہ داران نظم و نسق کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کرے۔ مجلس شوریٰ اس
بات پر بھی شدید احتجاج کرتی ہے کہ مسجد سے اذان دینے کی بنیادی مذہبی آزادی کی مخالفت کرنے
والے افراد اور تنظیموں کے خلاف ابھی تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ مسلم اقلیت کے بنیادی مذہبی حقوق
پر اس طرح کی دست درازیوں کے سلسلے میں دستور و قانون کے محافظوں کی خاموشی بھی مسلم اقلیت
کے خلاف جارحانہ حرکتوں کا ایک قوی محرک بن جایا کرتی ہے۔ حکومت اگر بیدار رہے اور اس طرح

کی نفرت انگیز آوازوں کے اٹھتے ہی انہیں دبا دے تو خون خرابے کے واقعات بار بار نہ دہرائے جاتے رہیں۔ مجلس کو توقع ہے کہ حکومت اپنے اس فرض کی ادائیگی میں مزید تساہل سے کام نہ لے گی۔

۲۔ ہریجن بھائیوں پر مظالم

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند (یوپی)، اور سادھوپور (اتر پردیش) میں نیز ملک کے دوسرے مقامات پر ہونے والے مظالم اور ان کے سفاکانہ قتل پر سخت افسوس اور اذیت محسوس کرتی ہے اور ان اندوہناک واقعات کو ملک کی پیشانی پر ایک بدنما داغ اور ذمہ داران نظم و نسق کے لیے باعث شرم قرار دیتی ہے۔ اس مسئلے کو محض سیاسی رقابت یا ڈاکوؤں کی کارستانی قرار دینا نہ صرف یہ کہ حقیقت سے فرار ہے بلکہ ملک و سماج کے لیے نقصان دہ ہے۔

شہریوں کے ایک طبقے کی جانب سے کسی دوسرے طبقہ کے لیے مسلسل نفرت اور تحقیر آمیز سلوک اور ظلم و ستم کا رویہ انسانیت کی بھی توہین و تذلیل ہے اور ملک کے مستقبل کے لیے بھی خطرناک نتائج کا حامل ہے اس لیے ہمارے سماج میں ذات پات کے ناروا امتیازات کی وجہ سے اہل ملک کے درمیان جو وسیع خلیج پائی جاتی ہے اسے جلد سے جلد پاٹ دیا جانا وقت کی اولین ضرورت اور اس کی موثر سعی و تدبیر ملک کی اہم ترین خدمت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اونچ نیچ کے غلط خیالات کو ترک کر کے صرف ایک خدا کے بندے اور ایک باپ آدم کی اولاد کی حیثیت میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ البتہ یہ حقیقت سمجھ لینی چاہیے کہ یہ بات اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے اور سماج سے اونچ نیچ اور چھوت چھات کے ناروا امتیازات صحیح معنوں میں اسی وقت مٹ سکتے ہیں جب اہل ملک پیغمبروں کی لائی ہوئی تعلیمات کی پیروی اور اپنے مالک و پروردگار کی بندگی کی راہ قبول کرلیں۔

۳۔ ہند پاک تعلقات

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ ان مذاکرات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے جو ناجنگ معاہدے کی تجویز پر ہند و پاک وزرائے خارجہ کے درمیان اواخر جنوری ۱۹۸۲ء میں دہلی میں ہوئے ہیں وہ ان مذاکرات کا صدق دل سے خیر مقدم کرتی ہے اور توقع رکھتی اور دعا کرتی ہے کہ اس سلسلے کی آئندہ ہونے والی

کوششیں کامیابی سے ہم کنار ہوں اور دونوں پڑوسی ملکوں میں مستقل بنیادوں پر امن کی فضا اور خوشگوار تعلقات قائم ہوجائیں تاکہ وہ اپنے ذرائع ووسائل کو پوری یکسوئی کے ساتھ تعمیری کاموں میں لگاسکیں۔ مجلس شوریٰ کی پختہ رائے ہے کہ باہمی بدگمانیوں اور بے اعتمادیوں کے ازالے اور اختلافی امور ومسائل کے تصفیہ کا صحیح اور کامیاب ذریعہ باہمی مذاکرات ہی ہوسکتے ہیں۔

۴۔ عراق ایران جنگ

عراق وایران کا مسلح تصادم جو بغیر اعلان جنگ کے شروع ہوا تھا۔ پندرہ ماہ کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود اس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور دونوں ملکوں کے ہزاروں مسلمانوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوچکی اور برابر خون بہہ رہا ہے۔ غیر معمولی مالی نقصانات اس پر مستزاد ہیں جس نے وہاں کی اقتصادی حالت کو بری طرح متاثر کردیا ہے۔ اسلامی کانفرنس غیر جانبدار تحریک اقوام متحدہ اور خود مسلمانان عالم کی اپیلوں اور مصالحانہ کوششوں کا کوئی خاص نتیجہ ابھی تک برآمد نہیں ہوا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کو اس صورت حال پر جس درجہ رنج اور تشویش ہے اس کا اظہار وہ اپنی قرارداد دسمبر ۱۹۸۰ء اور اگست ۱۹۸۱ء میں کرچکی ہے۔ اسلامی وملی جذبہ کے تحت وہ طرفین کو اب پھر متوجہ کرتی ہے کہ برادرکشی کا سلسلہ وہ فوراً بند کردیں، فوجیں تصادم سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلی جائیں اور ان کے درمیان جو اختلافی امور ہوں انہیں اخوت اسلامی کی فضا اور اسلام کے اصول عدل کی روشنی میں بعد میں طے کرلیں۔ مجلس شوریٰ اپنے اس تاثر کا اظہار کردینا چاہتی ہے کہ اسلامی کانفرنس ناوابستہ تنظیم اور اقوام متحدہ کی جانب سے جنگ ختم کرنے کی کوششیں کمزور پڑگئی ہیں جب کہ انہیں پرزور طریقے پر جاری رہنا چاہیئے۔ مجلس اپیل کرتی ہے کہ یہ ادارے اپنی ذمہ داریوں کو پوری اہمیت دیں اور ایسی تدابیر ومساعی اختیار کریں کہ عراق وایران کی یہ محاذ آرائی ختم ہو۔

۵۔ اخوان پر مظالم

شام کی بعثی حکومت وہاں کی دینی جماعت اخوان المسلمون پر ان دنوں جو غیر معمولی مظالم ڈھا رہی ہے اس پر مجلس شوریٰ کا۔

اجلاس شدید کرب کا اظہار کرتا ہے اور شام کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دین و ملت کے ان قابل قدر خادموں کی خوں ریزی فی الفور بند کردے جو اسلام ہی کا نہیں انسانیت کا بھی ایک ناقابل انکار تقاضہ ہے۔ مجلس شوریٰ کو مزید افسوس اس بات کا بھی ہے کہ حکومت اسرائیل کی جبرہ دستیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے شامی حکمراں تمام تر تکیہ ایک ناقابل اعتبار حکومت روس پر کیے ہوئے ہیں جس نے ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۳ء کی لڑائیوں کے وقت عین موقع پر مصر اور شام سے آنکھیں پھیر لی تھیں۔ دوسری طرف اخوان جیسی دینی اور خدا پرست تحریک کے قائدوں اور علما کو ڈھونڈھ کر قتل کر دینے کی انہوں نے زبردست مہم چلا رکھی تھی۔ اس ظالمانہ مہم کا ردعمل اب حماۃ کے مسلح تصادم اور پورے ملک میں عوامی ہڑتال کی شکل میں دنیا کے سامنے آیا ہے۔ صدر حافظ الاسد اور ان کی بعث پارٹی کی بہتری کی واحد راہ یہی ہے کہ وہ دین، انسانیت اور عوامی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے اخوان المسلمون پر ظلم و ستم سے باز آجائیں اور اپنی فوجوں کو اپنے ہی عوام کے خلاف استعمال کرنے کے بجائے جولان کے محاذ پر کھڑا کر دیں اور اس طرح کھڑا کریں کہ ملک کے عوام کا اعتماد، ان کا عزم و حوصلہ اور ان کا پرجوش تعاون ان فوجوں کی پشت پر موجود رہو اور یہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ اخوان کے خلاف معاندانہ کارروائیاں کلیۃً بند کر دی جائیں۔

۶۔ جولان پر قبضہ

مملکت شام کے ایک حصہ جولان کی پہاڑیوں کو اسرائیل نے اپنے اندر ضم کر کے جس سیاسی قزاقی کا مظاہرہ کیا ہے جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس پر سخت احتجاج کرتی ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ صہیونیت کے بطن سے پیدا ہونے والی اس ریاست (اسرائیل) نے بین اقوامی قوانین مسلمہ اخلاقی اقدار اور بنیادی انسانی حقوق کی حرمت کا کبھی لحاظ نہیں کیا ہے نہ اس سے آئندہ اس کی کوئی توقع کی جاسکتی ہے حتیٰ کہ اسے اپنے محسن خاص امریکا کی واقعی یا نمائشی خفگی کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہوا کرتی۔ اس نے اس معاملہ میں اقوام متحدہ کی قراردادوں اور اس کی ہدایتوں کو جس تحقیر کے ساتھ ٹھکرایا ہے وہ بھی ہٹ دھرمی کی ایک بدترین مثال ہے۔ چوری اور سینہ زوری کی یہ صہیونی روش اور اس کے

سامنے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کا برابر جھکتے رہنا خود ان ممالک کے لیے کس درجہ مشکلات کا باعث بن سکتا ہے اس پر غور کرنا تو ان ممالک کا اپنا کام ہے لیکن اس پالیسی اور عملی روش کا ایک اور پہلو ہے جو مسلم ممالک سے تعلق رکھتا ہے اور وہ ہے ان ملکوں کی خاص طور پر امریکہ کی دو رنگی اور دو رخی پالیسی یہ ملک ایک طرف تو اسرائیل کی پشت پناہی کرتے رہے ہیں اور دوسری طرف مسلم ممالک کو بھی دم دلاسہ دیتے رہے ہیں تاکہ انہیں اپنا حاشیہ بردار بنائے رکھیں۔ یہ کھلی ہوئی تلخ حقیقت ہے مسلمان ملکوں کے لیے ان کے تدبّر، ان کی غیرت اور عزتِ نفس کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس چیلنج کا ان کے شایانِ شان مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جولان کے مسئلے کے سلسلے میں مجلس شوریٰ حکومت ہند کو بھی اس کے ایک اہم فریضہ کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ حکومت ہند بجا طور پر اقوام متحدہ کے ان ممبروں میں شامل ہے جنہوں نے جنرل اسمبلی میں اقوام متحدہ کے تمام ممبر ممالک سے سفارش کی ہے کہ اگر اسرائیل جولان کے بارے میں سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی کی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتا تو وہ اس سے معاشی، تجارتی اور سیاسی تعلقات منقطع کرلیں۔ مجلس کو امید ہے کہ حکومت ہند اس سفارش پر عمل کرتے ہوئے بمبئی کے اسرائیلی قونصل خانہ کو لازماً بند کردے گی۔

افضل حسین
قیم جماعت

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۳۰؍اپریل تا ۵؍مئی ۸۲ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس ۳۰؍اپریل ۸۲ء بعد نماز جمعہ ۳½ بجے زیر صدارت مولانا ابواللیث صاحب امیر جماعت اسلامی ہند مرکز جماعت دہلی میں شروع ہوا۔

درج ذیل ارکان مجلس شریک اجلاس ہوئے:

۱۔	مولانا محمد یوسف صاحب	دہلی
۲۔	جناب محمد سراج الحسن صاحب	کرناٹک
۳۔	” عبدالعزیز صاحب	آندھرا
۴۔	” رشید عثمانی صاحب	مہاراشٹر
۵۔	ڈاکٹر احمد سجاد صاحب	رانچی بہار
۶۔	” ضیاء الہدیٰ صاحب	بہار
۷۔	جناب محمد شفیع مونس صاحب	مرکز
۸۔	” اعجاز احمد اسلم صاحب	تمل ناڈو
۹۔	” سید یوسف صاحب	حیدرآباد

۱۰۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب مدیر زندگی
۱۱۔ 〃 عبدالفتاح صاحب بنگال
۱۲۔ جناب ٹی کے عبداللہ صاحب کیرلہ
۱۳۔ 〃 سید حامد حسین صاحب مرکز
۱۴۔ 〃 محمد مسلم صاحب مدیر دعوت
۱۵۔ 〃 انعام الرحمٰن خاں صاحب ایم۔ پی
۱۶۔ افضل حسین قیم جماعت

جناب نجات اللہ صدیقی صاحب رخصت نہ ملنے کی وجہ سے، مولانا صدرالدین صاحب، کے سی عبداللہ صاحب اپنی علالت کی وجہ سے شرکت نہ کرسکے۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب ۳ ر مئی سے شریک ہوئے مولانا عروج صاحب علالت کی وجہ سے صرف پہلے دن شریک اجلاس ہوسکے۔

تذکیر مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

افتتاحی کلمات اس کے بعد محترم امیر جماعت نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے بعد حمد وصلوٰۃ فرمایا:

محترم رفقاء! اللہ کا شکر ہے کہ دو ماہ بعد ہی ہم مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لیے دوبارہ اکٹھا ہوئے ہیں۔ البتہ یہ بات باعث افسوس ہے کہ بعض ارکان شوریٰ اپنی کسی معذوری یا مجبوری کی وجہ سے شریک اجلاس نہیں ہیں۔ مولانا صدرالدین صاحب علالت کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکے۔ مولانا عروج صاحب علالت کے باوجود شریک ہیں لیکن انہیں اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق آپریشن کے لیے کل ہی علیگڑھ جانا ہے۔ جناب عبدالفتاح صاحب نے بخار کی حالت میں سفر کیا اور اب بھی بخار میں

مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب رفقاء کو صحت کاملہ سے نوازے! آمین۔ جناب انعام الرحمٰن صاحب کو بروقت عذر شرعی لاحق ہوگیا۔ نجات اللہ صاحب باہر ہیں اور انھیں چھٹی ملنا دشوار تھی۔ کے، سی صاحب کا آپریشن ہوا ہے اور ابھی پورے طور پر صحت یاب نہیں ہو سکے ہیں۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ کے فضل سے آپریشن کامیاب رہا اور صحت بحال ہو رہی ہے۔

اس سے پہلے شوریٰ کا جو اجلاس ہوا تھا اس میں جماعت کی پالیسی اور پروگرام طے کرنا تھا اور ظاہر ہے اس کی بڑی اہمیت تھی، لیکن ہمارے اس اجلاس کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں ہے۔ امید ہے آپ سب حضرات اس کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ سے توفیق و رہنمائی کی دعا کرتے رہیں گے۔ ساتھ ہی ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے کام مقررہ وقت پر انجام پا جائیں۔ گذشتہ اجلاس کے موقع پر اجلاس شوریٰ کے ضوابط کی جو نقل آپ حضرات کو دی گئی تھی اسے ایک بار پھر پڑھ لیا جائے اور اس کا لحاظ رہے کہ ہم اپنا قیمتی وقت بہتر طور سے صرف کریں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی اور مدد فرمائے تاکہ ہم جو بھی فیصلہ کریں وہ صحیح ہو اور ہر بات میں اس کی خوشنودی ہمارے پیش نظر رہے۔

سابقہ روداد کی خواندگی

مرکزی مجلس شوریٰ کے غیر معمولی اجلاس فروری ۸۲ء کی روداد پڑھ کر سنائی گئی۔ روداد سن لینے کے بعد ارکان شوریٰ نے اپنے دستخط ثبت کیے۔

پنجاب کی موجودہ صورت حال پر قرارداد

پنجاب کی کشیدہ فرقہ وارانہ صورت حال کے پیش نظر ضروری تھا کہ مجلس شوریٰ مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر غور کرے۔ چنانچہ تفصیل

کے ساتھ غور اور تبادلہ خیال ہوا، اور درج ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس پنجاب کے اس فرقہ وارانہ تشدد اور کشیدگی پر سخت تشویش اور گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے جس نے اس وقت پنجاب کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ مذہب کے نام پر یا سیاسی اغراض کے لیے فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کرنا اور کسی بھی مقصد کے لیے خواہ وہ کتنا ہی اچھا ہو، مسلمہ اخلاقی و انسانی اقدار کو پس پشت ڈال دینا انتہائی غلط اور قابل مذمت بات ہے جسے کوئی بھی صاحب عقل، خاص طور سے ایسا شخص ہرگز پسند نہیں کر سکتا جو مذہب اور اخلاقی قدروں پر یقین رکھتا ہو۔

اس موقع پر مرکزی مجلس شوریٰ اپنے ہندو اور سکھ بھائیوں سے خاص طور پر مخلصانہ اپیل کرتی ہے کہ وہ باہمی منافرت کو ختم کرنے اور فرقہ وارانہ فضا کو خوشگوار بنانے کی پوری کوشش کریں اور فراخدلی و باہمی رواداری سے کام لے کر اختلافی امور و مسائل کو خوشگوار ماحول میں پُرامن طریقہ پر حل کریں۔ ایسے نازک مواقع پر ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانا مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے بلکہ مسائل کو اور زیادہ الجھا دینے کا موجب بنے گا۔

حکومت کی طرف سے اس بار جو فوری توجہ اور حالات پر قابو پانے کے لیے بروقت اقدامات کیے گئے ہیں اور اس سلسلہ میں خود پارلیمنٹ نے جو متفقہ قرارداد منظور کی ہے، مرکزی مجلس شوریٰ اسے پسندندگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور توقع کرتی ہے کہ اس سے حالات پر قابو پانے میں مدد ملے گی، امید ہے آئندہ بھی ایسے نازک مواقع پر حکومت کی طرف سے پوری تندہی اور احساس ذمّہ داری کا ثبوت دیا جاتا رہے گا۔

مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک ملک میں پیش آنے والے ہر نازک موقع پر بیرونی ہاتھ کا ہوا کھڑا کر دینا اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے ہم معنیٰ ہے۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ لا اینڈ آرڈر کی ذمہ داری انجام دینے میں ڈھیلا پن پیدا ہو، اور اگر اس طرح کے کسی الزام میں واقعی کوئی وزن ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ پورے ثبوت کے ساتھ اسے پبلک کے سامنے لائے تاکہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں سہولت حاصل ہو۔

جماعت کی سالانہ رپورٹ

ایجنڈے کے مطابق جماعت کی سالانہ رپورٹ (اپریل ۸۱ء تا مارچ ۸۲ء) پڑھ کر سنائی گئی۔ اس سلسلہ میں بعض سوالات کیے گئے جن کی وضاحت کی گئی۔

طلبہ کی تنظیم

گذشتہ اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ میں جماعت کی سرپرستی میں طلبہ کی ایک آل انڈیا تنظیم بنانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں مزید غور و خوض شروع ہوا۔ سب سے پہلے وہ سرکلر پڑھ کر سنایا گیا جو ۳ر مارچ ۸۲ء کو مرکز سے طلبہ کی مختلف تنظیموں کے نام بھیجا گیا تھا۔ پھر طلبہ کی تنظیموں کے جو جوابات موصول ہوئے تھے وہ پڑھ کر سنائے گئے۔ ان کے علاوہ بعض دیگر حضرات نے اس ضمن میں جو خطوط لکھے تھے وہ بھی پڑھ کر سنائے گئے۔

قراردادیں

غور و خوض اور تبادلۂ خیال کے بعد درج ذیل عنوانات پر قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ ملکی حالات اور فرقہ وارانہ امن

۲۔ مسجد اقصیٰ کا حادثہ

۳۔ افغانستان کے خلاف روسی جارحیت

۴۔ ایران عراق جنگ

۱۔ ملکی حالات اور فرقہ وارانہ امن

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت اور تشدّد کے روز افزوں رجحان پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت اور تمام سیاسی، سماجی اور مذہبی تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ صورت حال کی اصلاح کے لیے آگے بڑھیں اور کوئی بھی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو مزید بگاڑ پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہو۔

یہ اجلاس "جن جاگرن" اور "اتحاد و بیداری" کے نام پر بعض انتہا پسند تنظیموں کی طرف سے چلائی جانے والی ملک گیر مہم پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ کچھ لوگ اس مہم کی آڑ میں اکثریت کے جذبات کو بھڑکانے اور اس کے اندر خوف کی نفسیات پیدا کرکے اسے ملک کی سب سے بڑی اقلیت کے خلاف صف آرا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بیرونی ڈالر کے ذریعہ تبدیلی مذہب کے الزامات اور ہندو سماج کو لاحق خطرات کی فرضی کہانیاں گھڑ کر نیز بعض ریاستوں بالخصوص حساس سرحدی علاقوں میں بنگلہ دیشی مسلمانوں کی گھس بیٹھ کے خیالی افسانوں کو عام کرکے ایک ایسا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے جسے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی کوششوں کے لیے کسی طرح بھی سازگار نہیں کہا جا سکتا۔ اس مہم کے نتیجہ میں ایک دوسرے سے دوری اور منافرت میں اضافہ ہی ہو سکتا ہے،

یہ اجلاس انتہائی افسوس کے ساتھ اپنے اس احساس کا اظہار کرنا چاہتا ہے کہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتیں بعض ریاستوں میں انتہائی تلخ تجربات کے باوجود اس مہم پر روک لگانے کے سلسلہ میں کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھا رہی ہیں، چنانچہ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت فرقہ وارانہ امن کو برقرار رکھنے اور ملک میں آباد تمام مذہبی و تہذیبی گروہوں کے درمیان محبت اور یک جہتی کو فروغ دینے کی اپنی بنیادی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس طرح کی تمام تحریکوں کے خلاف سخت قدم اٹھائے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ اجلاس تمام اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ خوف وہراس میں مبتلا نہ ہوں اور مایوس و دل شکستہ ہونے کے بجائے اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں اور حالات کا ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ مقابلہ کریں۔ موجودہ حالات میں یہ بات اور بھی ضروری بن گئی ہے کہ برادران وطن کے ساتھ تعلقات کو مزید بہتر بنایا جائے اور انھیں اصل حقائق سے آگاہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ تنگ نظری اور تعصب کا مقابلہ فراخدلی، رواداری اور کردار کی پختگی ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ محبت، اخوت اور انسانیت کی فلاح و بہبود کا وہ پیغام جو آپ کے پاس ہے اسے عام کرتے رہیں۔ یہی آپ کے اور وسیع تر مفہوم میں پورے ملک کے مسائل کا حل ہے۔

۲۔ مسجد اقصیٰ کا حادثہ

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے حالیہ اندوہناک واقعہ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اسرائیل کی

غاصب حکومت کو جارحیت، توسیع پسندی اور مسلمہ بین الاقوامی ضابطوں سے باز رکھنے کی تمام کوششوں کی پرزور تائید کرتا ہے۔ یہ اجلاس اسرائیل کی براہ راست اور بالواسطہ طور پر پشت پناہی کرنے والے ملکوں کے رویہ کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ اسرائیل کے سابقہ ریکارڈ اور اس کے حالیہ اقدامات کے پیش نظر اس کی اقوام متحدہ کی رکنیت ختم کر دی جائے، ساتھ ہی ساتھ یہ اجلاس ہر انصاف پسند اور امن دوست ملک سے اپیل کرتا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعاون نہ کریں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کی بازیافت اور تحفظ کو صرف عرب مسئلہ کی حیثیت سے نہ دیکھا جائے بلکہ اسے ملت اسلامیہ کے مسئلہ کی حیثیت دی جائے جیسا کہ وہ فی الواقع ہے اور اسی نقطۂ نظر سے تمام مسلمانوں کی تائید و حمایت کے ساتھ تدابیر سوچی جائیں۔

یہ اجلاس اس بات کو شدت سے محسوس کرتا ہے کہ عرب ملکوں کے باہمی اختلافات کسی مشترکہ جدوجہد کے آغاز میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، چنانچہ یہ اجلاس عرب سربراہوں بالخصوص اسلامی سربراہ کانفرنس سے اپیل کرتا ہے کہ وہ باہمی اختلافات کو دور کرنے کی کوششوں کا آغاز کرے۔ اس ضمن میں یہ اجلاس اسلامی سربراہ کانفرنس کی توجہ اعلان مکہ کی جانب مبذول کراتے ہوئے اپیل کرتا ہے کہ اپنی قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے خلاف عالم اسلام نے جس غم و غصہ کا اظہار اور اس سلسلہ میں جس اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دیا ہے، مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس پر اطمینان و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اس احساس کا اعادہ کرتا ہے کہ

اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی سچی وابستگی میں اس کے اصولوں اور اقدار کو صحیح طور پر رچانا اور بسانا ہی وہ ڈھال ہے جو تمام خطرات سے عالم اسلام کو بچا سکتی ہے۔ یہی وہ طاقت ور عامل ہے جو ملّت کو اپنے مقدس مقامات کو آزاد کرانے اور اپنے حقوق و مقام کو بحال کرانے کی صلاحیت عطا کر سکتا ہے چنانچہ یہ اجلاس دنیا کے تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیں اور اسی کو ایک دوسرے سے جڑنے اور کٹنے کا معیار بنائیں تاکہ وہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ پوری انسانیت کے لیے امن و سلامتی کا عملی پیغام بھی بن جائیں۔

اس ملک میں آباد کروڑوں مسلمان ہی نہیں بلکہ انصاف پسند برادران وطن کی غالب اکثریت اس سرزمین پر اسرائیلی سفارت خانہ کے وجود کو ہماری خارجہ پالیسی میں ایک ناقابل فہم تضاد تصور کرتی ہے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عربوں کے تعلق سے حکومت ہند کے رویہ کی تحسین کے ساتھ ساتھ اپنے اس مطالبہ کو ایک بار پھر دہراتا ہے کہ بمبئی کے اسرائیلی قونصل خانہ کو بلا تاخیر بند کر دیا جائے۔

۳۔ افغانستان

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس افغان عوام کے خلاف روسی جارحیت کی پرزور مذمت کرتا ہے، اور مذاکرات کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنے اس احساس کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ افغانستان کے بحران کو روسی فوجوں کی غیر مشروط

واپسی، افغان ریاست کے اسلامی کردار اور اقتدار اعلیٰ کی بحالی کی ضمانت کی بنیاد پر ہی حل کیا جا سکتا ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس غیور افغانی مسلمانوں اور روسی جارحیت کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی کامیابی کے لیے دعاگو ہے۔ یہ اجلاس آخر میں اپنے ملک کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے افغانستان کے خلاف روسی جارحیت کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ اجلاس اپنے احساس کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ اس معاملہ میں ہماری حکومت کی روش، عوام کی امنگوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہماری حکومت اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے اور اس مسئلہ کو حق و انصاف کی بنیاد پر حل کرانے میں مدد دے۔

۴۔ ایران عراق جنگ

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس دو برادر اسلامی ملکوں ایران و عراق کے درمیان بدستور جنگ جاری رہنے پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجلاس دونوں ملکوں کے ارباب بست وکشاد سے اپیل کرتا ہے کہ وہ عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر بلا تاخیر یہ جنگ بند کر دیں۔ اس جنگ میں خواہ کسی بھی فریق کو جان و مال کی تباہی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو، یہ ایک حقیقت ہے کہ مجموعی طور پر اس کی زد پوری ملت اسلامیہ پر ہی پڑتی ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہمارا مشترکہ دشمن ہمارے مقدس مقامات حتیٰ کہ قبلہ اوّل تک کو تباہ کر دینے کے درپے ہے اور جب کہ وہ ہمارے

علاقوں کو ایک ایک کر کے ہڑپ کرتا جا رہا ہے، اوّلین ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر دیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اس دشمن کے خلاف ڈٹ جائیں۔ یہ وقت کا اہم ترین تقاضا بھی ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا دینی فریضہ بھی۔

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اسلامی سربراہ کانفرنس کی تشکیل کردہ اُمّہ کمیٹی کی مساعی کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے اور دونوں ملکوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس کی مخلصانہ کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں بھرپور تعاون دیں۔ اس سلسلہ میں ناوابستہ ممالک بالخصوص اقوام متحدہ کی مساعی بھی بہرحال لائق تحسین ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ جنگ فی الفور بند کر دی جائے۔

آڈیٹر کا تقرر

طے ہوا کہ جناب محمد احمد صاحب حیدر آباد کو مرکزی بیت المال کے حسابات AUDIT کرنے کے لیے آڈیٹر مقرر کیا جائے۔

شعبۂ ہندی

طے ہوا کہ مرکز میں ایک شعبہ ہندی قائم کیا جائے جس کے انچارج محمد فاروق خاں صاحب ہوں گے اور ان کے معاون نسیم غازی صاحب رہیں گے۔

آڈیٹر کی رپورٹ

اس کے بعد آڈیٹر کی رپورٹ یکم اپریل ۱۹۸۰ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء پڑھ کر سنائی گئی۔ وضاحت طلب سوالات کی وضاحت کی گئی۔

بجٹ | سالانہ بجٹ برائے اپریل سنہ ۱۹۸۲ء تا مارچ سنہ ۱۹۸۳ء منظور کیا گیا

متوقع آمدنی ۷,۷۲,۴۰۰

متوقع مصارف ۸,۰۸,۰۰۰

متوقع خسارہ ۳۵,۶۰۰

متوقع خسارہ قرض اور خصوصی اعانتوں سے پورا کیا جائے گا۔

افضل حسین

قیم جماعت

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۹؍اپریل تا ۳؍مئی ۸۳ء (وقفہ کے ساتھ ۴؍تا ۷؍مئی ۸۳ء)

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت مولانا ابواللیث صاحب امیر جماعت اسلامی ہند ۲۹؍اپریل ۸۳ء کو بعد نماز جمعہ ۳½ بجے مرکز جماعت دہلی ۶ میں شروع ہوا۔ ایجنڈے کے مطابق ۳؍مئی تک اور اس کے بعد تھوڑے وقت کے لیے ۴؍تا ۷؍مئی مختلف نشستیں ہوئیں۔

درج ذیل ارکان مجلس نے شرکت فرمائی۔

۱۔	مولانا محمد یوسف صاحب	مرکز
۲۔	مولانا صدرالدین اصلاحی صاحب	ادارہ تصنیف
۳۔	؍؍ سید احمد عروج قادری صاحب	ماہنامہ زندگی
۴۔	جناب محمد عبدالعزیز صاحب	آندھرا
۵۔	؍؍ محمد سراج الحسن صاحب	کرناٹک
۶۔	؍؍ عبدالفتاح صاحب	مغربی بنگال
۷۔	؍؍ ٹی کے عبداللہ صاحب	کیرلہ
۸۔	؍؍ رشید عثمانی صاحب	مہاراشٹر

۹۔ جناب حامد حسین صاحب — یوپی
۱۰۔ ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب — بہار
۱۱۔ اعجاز اسلم صاحب — ٹمل ناڈو
۱۲۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب — ایم پی
۱۳۔ ״ محمد شفیع مونس صاحب — مرکز
۱۴۔ ״ سید یوسف صاحب — مرکز
۱۵۔ افضل حسین — قیم جماعت

جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب صرف پہلے روز شریک اجلاس رہے ۔ سید حامد حسین صاحب اور سید یوسف صاحب نے ۳۰ را پریل سے شرکت کی۔ جناب محمد مسلم صاحب اور جناب کے سی عبداللہ صاحب علالت کی بنا پر، ڈاکٹر احمد سجاد صاحب اپنے وطن کے کشیدہ حالات کی وجہ سے اور جناب نجات اللہ صدیقی صاحب رخصت نہ ملنے کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہوسکے۔

تذکیر: مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

افتتاحی کلمات

محترم امیر جماعت نے حمد وصلوٰۃ کے بعد اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

محترم رفقاء! پچھلے سال مرکزی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۳۰ر اپریل ۸۲ء کو منعقد ہوا تھا۔ اس طرح یہ اجلاس اب پورے ایک سال بعد ہو رہا ہے۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ انیس ارکان پر مشتمل مجلس کی ایک بڑی تعداد تشریف فرما ہے۔ البتہ جناب کے سی عبداللہ صاحب اور جناب محمد مسلم صاحب جو ایک عرصہ سے علیل ہیں اجلاس میں شریک نہیں ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں صحت عطا فرمائے آمین

جناب احمد سجاد صاحب کے سلسلہ میں ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے۔ توقع ہے انشاء اللہ شریک ہوں گے۔ یوں تو اجلاس میں شرکت ہمارا ایک فریضہ ہے پھر بھی میں آپ حضرات کا مشکور ہوں خاص طور پر جناب محمد یوسف صاحب کی شرکت پر مسرت ہے جن کی صحت، سفر کی راہ میں رکاوٹ رہی ہے۔ اس وقت ان کی آمد کی اصل غرض اجتماع میں شرکت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

امیر جماعت کو حق ہے کہ وہ دورانِ سال بھی شوریٰ کا اجلاس طلب کر سکتا ہے لیکن اللہ کا شکر ہے اس کی ضرورت پیش نہیں آئی ویسے آپ حضرات جماعتی کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور سفر اس کام میں حارج ہوتا ہے اس لیے شدید ضرورت کے بغیر تکلیف دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ میرٹھ اور بیروت کے المیہ پر ضرورت محسوس ہو رہی تھی مگر اجلاس بلانے کے بجائے مرکز میں موجود ارکان مجلس شوریٰ بشمول حامد حسین صاحب، کی نشست ہوئی اور احساسات و تاثرات پر مشتمل ایک بیان قلم بند کر کے اخبارات میں اشاعت کے لیے دے دیا گیا اور اس طرح وہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی جو شوریٰ کا اجلاس بلا کر حاصل کرنا تھا۔

اس اجلاس میں جماعت کی سالانہ رپورٹ ایجنڈے کا اہم جزو ہے۔ وہ آپ کے سامنے پیش کی جائے گی۔ آمد و صرف کا سالانہ گوشوارہ بھی پیش ہوگا اور آئندہ سال کا بجٹ بھی منظور کیا جائے گا۔ جماعتی پروگرام کے سلسلہ میں اگر ضرورت ہو تو اس پر تبادلہ خیال ہو سکتا ہے ارکانِ شوریٰ کی تجاویز بھی زیر غور آئیں گی۔ ارکانِ جماعت کی تجاویز پر بھی غور ہوگا۔ آپ حضرات کو جو تجاویز پیش کرنی ہوں لکھ کر دے دیں اور ارکان جماعت کی جو تجاویز اور مشورے موصول ہوئے ہیں ان کو بھی پڑھ لیں اور ان پر غور فرمالیں۔

اجلاس شوریٰ کی بڑی اہمیت ہے۔ توقع ہے کہ وقت کی پوری قدر کرتے ہوئے بات توجہ سے سنیں گے اور شوریٰ کے ضوابط کے مطابق مباحث میں حصہ لیں گے اور اظہار خیال فرمائیں گے۔

ملک کے حالات کے سلسلہ میں چند مسائل بہت زیادہ توجہ چاہتے ہیں ان میں آسام کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ فوری توجہ چاہتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے اس پر غور کر لینا چاہیے اور ایک قرارداد بھی اس پر منظور ہونی چاہیے۔ جو اس المیہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر تیار کی جانی چاہیے۔

آسام کے سلسلہ میں سب سے اہم مسئلہ مظلومین کو ریلیف پہنچانے کا ہے۔ ہم نے یہ کام پہلے ہی شروع کرا دیا تھا۔ لیکن چند روز بعد مسلم مجلس مشاورت کا ایک وفد آسام پہنچا جس میں جناب ذوالفقار اللہ صاحب، جناب سید شہاب الدین صاحب اور جناب احمد علی قاسمی صاحب شامل تھے۔ وفد نے آل آسام مسلم ریلیف کمیٹی کے نام سے ایک مشترکہ ریلیف کمیٹی بنا دی تھی۔ ہم نے بھی اسے پسند کیا کیونکہ اس طرح ایک نظم کے ساتھ مستحقین کو ریلیف پہنچ سکتی ہے۔ لیکن کمیٹی اپنا کام ٹھیک طور سے جاری نہیں رکھ سکی اور عملاً معطل ہو کر رہ گئی۔ ان حالات کے پیشِ نظر ہم نے امیر حلقہ کو توجہ دلائی کہ وہ حسب سابق جماعت کی طرف سے ریلیف کا کام کریں۔ اور ہماری مراسلت کے نتیجہ میں خود شہاب الدین صاحب نے لکھا کہ ایسی صورت میں جماعت کے لیے بھی اس کے سوا کیا چارہ کار ہے کہ وہ اپنے طور پر ریلیف کا کام کرے۔ سید شمس الہدیٰ صاحب کے مشورے پر جناب اعجاز حسین خاں صاحب (سکریٹری دعوت ٹرسٹ) کو جو کچھ عرصہ تک آسام میں رہ کر چند ہی ماہ پہلے ریٹائر ہو کر یہاں آئے تھے جائزہ لینے اور مناسب مشورہ دینے کے لیے بھیجا گیا۔

آسام کے بعد پنجاب کی صورتِ حال پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے موصوف نے فرمایا:
پنجاب کی صورتِ حال بھی سامنے رہنی چاہیے۔ جو اب خاص طور سے دربار صاحب میں پولیس کے داخلہ کے امکانات سے متعلق اخباری خبروں کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے۔ اسی کے ساتھ جنوب کی چار ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کی گفت و شنید کے بارے میں پریس میں جو طرح طرح کے اندیشے ظاہر کیے جا رہے ہیں وہ بھی سامنے رہنا چاہیے۔

ان کے علاوہ ملکی حالات کے جو دوسرے پہلو توجہ طلب ہوں ان کا جائزہ لینے اور ان پر تبادلۂ خیال کرنے کا موقع نکالنا چاہیے۔ آخر میں محترم امیر جماعت نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائے امن و امان بحال ہو اور ہم اپنے فرائض انجام دیتے رہیں۔

آسام میں ریلیف کا کام

محترم امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کے بعد سب سے پہلے اس مسئلہ پر غور کرنا تھا کہ اس کام کو باقاعدگی کے ساتھ انجام دینے کے لیے کس فرد کو اس کام کا انچارج مقرر کیا جائے۔ اور کن کارکنوں کو وہاں بھیجا جائے۔ محترم امیر جماعت نے جناب حسینی سید صاحب اور جناب محمد شفیع مونس صاحب کے آسام کے سفر کا بھی ذکر کیا۔ جو موصوف کی ہدایت پر مارچ کی ابتدائی تاریخوں میں ہوا تھا۔ اور وہاں کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات اور امدادی کام کے سلسلہ میں رفقائے گوہاٹی سے تبادلۂ خیال کیا گیا تھا۔ حساب کتاب رکھنے کے سلسلہ میں غنی احمد صاحب کی عارضی، رضا کارانہ خدمات کا بھی امیر جماعت نے تذکرہ فرمایا:

سابقہ روداد کی خواندگی

سابقہ روداد سالانہ اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ اپریل/مئی ۸۲ء کی خواندگی ہوئی ارکان مجلس نے

کچھ وضاحتی سوالات کیے جن کا جواب دیا گیا اس کے بعد دستخط ثبت کیے۔

سالانہ رپورٹ کی خواندگی | اس کے بعد جماعت کی سالانہ رپورٹ اپریل ۸۲ء تا مارچ ۸۳ء کی خواندگی ہوئی۔

تذکیر | ۳۰ر اپریل صبح ۷½ بجے مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

سالانہ رپورٹ کی خواندگی کا سلسلہ جاری رہا۔ ارکان مجلس نے کچھ وضاحتی سوالات کیے جن کا جواب دیا گیا۔

بجٹ ضروری مصارف اور آمدنی کی متوقع صورتوں کو سامنے رکھ کر سالانہ بجٹ بابتہ اپریل ۸۳ء تا مارچ ۸۴ء منظور ہوا۔

متوقع آمدنی۔ مبلغ ۷,۳۱,۴۰۰

متوقع مصارف ۹,۰۷,۵۰۰

خسارہ ۱,۷۶,۱۰۰

جس کو خصوصی اعانتوں اور قرض کے ذریعہ پورا کیا جائے گا۔

ملک کے حالات پر ارکان شوریٰ نے تفصیلی اظہار خیال کیا اور آخر میں قرار دادیں منظور کیں جو درج ذیل ہیں۔

دعا پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

افضل حسین
قیم جماعت

قرار دادیں

۱۔ آسام کے حالات

آسام میں لسانی تنگ نظری، فرقہ پرستانہ جنون، ریاستی پولیس اور انتظامیہ کی نا اہلی و جانبداری اور ذمہ دارانِ حکومت کی غفلت و کوتاہی کے نتیجہ میں لاکھوں معصوم و بے گناہ شہریوں کو آگ و خون کے جس ہولناک طوفان سے گذرنا پڑا اس کی مثال کسی مہذّب معاشرہ میں مشکل سے ملے گی۔ ریاست کے بگڑے ہوئے حالات نے عام انتخابات کے اعلان کے بعد جو بھیانک رخ اختیار کر لیا تھا اور جس کا حکومت کو بڑی حد تک علم بھی تھا، اس کے پیش نظر حکومت کو شہریوں کے تحفظ کا پورا پورا انتظام کرنا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں کیا گیا اور شرپسندوں اور فسادیوں کو کھل کھیلنے کا بھرپور موقع ملا۔ ذمہ دارانِ حکومت کی اس لاپرواہی اور غفلت کے نتیجہ میں ہزاروں لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا اور لاکھوں لوگ گھر بار سے محروم ہو کر عارضی کیمپوں میں پناہ گزینوں کی زندگی گذار رہے ہیں۔ ہزاروں بچے عورتیں اور بوڑھے ایسے بھی ہیں جن کی خبر گیری کے لیے ان کا دور و نزدیک کا کوئی رشتہ دار زندہ نہیں بچا ہے۔ یہ صورت حال بڑی ہی المناک اور دلخراش ہے۔ اور یہ بات کم افسوسناک اور تشویشناک نہیں ہے کہ اس طرح کے بہیمانہ قتل و غارت گری کے باوجود انسانی جان کے احترام اور اس کی قدر و قیمت کا احساس پیدا نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ عام لوگوں کے دلوں سے انسانی جان کا یہ احترام ختم ہی ہوتا جا رہا ہے اور انسانی خون سب سے زیادہ ارزاں چیز بنتی جا رہی ہے جسے درحقیقت سب سے زیادہ عزیز اور بیش قیمت سمجھا جانا چاہیے۔

اس صورت حال کے پیشِ نظر مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس نہایت ضروری خیال کرتا ہے اور ملک کے تمام بہی خواہوں اور انسانیت دوست عناصر سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو درندگی اور بہیمیت سے نکال کر انسانیت و شرافت کی طرف واپس لانے کی جدوجہد کریں اور نفرت وعداوت کے جذبات کو ختم کرنے اور انسانی بھائی چارہ اور خوشگوار تعلقات کی فضا پیدا کرنے کی منظم اور بھرپور کوشش شروع کی جائے۔ اجلاس اس سلسلہ میں حکومت کو بھی اس کی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور زور دیتا ہے کہ وہ غفلت اور کوتاہی کی روش ترک کر کے اس مقصد کے لیے ہر ضروری و موثر قدم اٹھائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس قتل عام میں شہید ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان اور متعلقین اور دوسرے نقصان اٹھانے والوں کے ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے انھیں صبر و توکل کی تلقین کرتا ہے۔ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:۔

۱۔ جانی و مالی نقصانات کا بھرپور معاوضہ ادا کرے اجڑے ہوئے لوگوں کی صحیح اور مناسب بازآبادکاری کا جلد از جلد انتظام کرے۔

۲۔ فساد سے متاثر ہونے والے تمام علاقوں کو غیر ملکیوں کی شناخت کے لیے قائم کیے جانے والے ٹربیونلوں کے دائرہ اختیار سے باہر قرار دے۔ یہ لوگ جو اپنا سب کچھ کھو چکے ہیں اس پوزیشن میں نہیں رہ گئے ہیں کہ آسام میں اپنی سکونت کے بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت پیش کر سکیں۔

۳۔ آسام کے مسئلہ کا کوئی ٹھوس اور پائیدار حل تلاش کرنے کے لیے تمام متعلقہ گروہوں اور جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل گول میز کانفرنس بلائیں مرکزی مجلس شوریٰ

کا یہ اجلاس اس موقع پر ملت کے تمام دردمند اصحاب سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس کٹھن گھڑی میں اپنے مظلوم بھائیوں کی دستگیری کے لیے آگے بڑھیں اور انسانی ہمدردی اور دینی حمیت کے تقاضہ کے طور پر جو کچھ کیا جا سکتا ہو اس سے گریز نہ کریں۔

آخر میں یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلومین کو صبر و ثبات کے ساتھ حالات سے عہدہ برآ ہونے کی طاقت و ہمت، اور ہم سب کو ان سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق دے۔

۲۔ ملک کی فرقہ وارانہ صورت حال

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی فرقہ وارانہ صورت حال پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور بعض گروہوں اور عناصر کی طرف سے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی جو منصوبہ بند کوششیں ہو رہی ہیں انھیں ایک زبردست خطرہ محسوس کرتا ہے۔ گذشتہ چند مہینوں کے دوران ملک کے مختلف مقامات پر ہونے والے فسادات اس بات کی واضح طور پر نشاندہی کرتے ہیں کہ جارحانہ فرقہ پرستی کے خطرناک رجحان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی روک تھام کی کوئی مؤثر کوشش نہیں ہو رہی ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ حالات کی سنگینی اور صورت حال کی اصلاح کی طرف برابر توجہ دلاتی آ رہی ہے اور خود اپنے طور پر بھی حالات کو خوشگوار بنانے کی کوششیں کرتی رہی ہے۔ یہ اجلاس ملک کے بہی خواہ اور امن پسند شہریوں سے پھر پُرخلوص اپیل کرتا ہے کہ وہ باہمی تعلقات کو بہتر بنانے کی تمام کوششوں میں تعاون کریں تاکہ وطن عزیز کو زبردست جانی و مالی نقصان سے بچایا اور اس کے دامن سے بدنامی و رسوائی کے اس داغ کو دھویا جا سکے۔ جو لوگ مذہب کے نام پر قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہیں

وہ ایک طرف تو مذہب وانسانیت کی رسوائی کا ذریعہ بنتے ہیں اور دوسری طرف بیرونی دنیا میں ملک کی ساکھ کو زبردست نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس بنا پر انھیں ان کی مذموم حرکات سے باز رکھنے کی ہر مخلصانہ کوشش مذہب وانسانیت کی بڑی خدمت ہوگی اور اسی طرح وطن عزیز کی بھی۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ امن وقانون کی محافظ ایجنسیوں (پولیس وانتظامیہ) کے جانبدارانہ رول سے متعلق شکایتوں کی چھان بین میں تاخیر وکوتاہی نہ کی جائے اور جو لوگ قصوروار ہوں انہیں لازماً قرارواقعی سزادی جائے۔ پولیس اور انتظامیہ کا "حوصلہ پست" نہ ہونے دینے کے خیال کو بنیاد بنا کر خطاکار وقصوروار کو مسلسل چھوٹ دیتے رہنا قانون کا خون کرنا اور انصاف کا مذاق اڑانا ہے۔ نہایت ضروری ہے کہ اس غلط اور ناپسندیدہ رویہ کو بدلا جائے۔

اس ضمن میں یہ اجلاس مسلمانوں کے خلاف ان اشتعال انگیز تحریروں کی جانب بھی حکومت کو متوجہ کرتا ہے جو گذشتہ چند برسوں سے برابر شائع ہو رہی ہیں اور جن کے ذریعہ قومی پریس نے مسلمانوں کو مطعون کرنے اور ان کے خلاف بے سروپا الزامات عائد کرتے رہنے کی ایک ناپسندیدہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ کبھی ان کے خلاف پٹروڈالر کا الزام لگایا جاتا ہے تو کبھی انھیں غیر ملکی طاقتوں کا آلۂ کار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے کسی بھی حصہ میں جب بھی کوئی تحریک اٹھتی ہے تو اس کا رشتہ کھینچ تان کر مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ایسے کتابچے شائع کیے جانے لگے ہیں جن میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ ان ناپسندیدہ حرکات کا ہمارے باہمی

تعلقات پر کس درجہ غلط اثر پڑ سکتا ہے اور اس سے ملک کو کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے اس کا اندازہ کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ مرکزی شوریٰ کا یہ اجلاس پرزور الفاظ میں حکومت کو اس کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس طرح کی قابلِ اعتراض تحریروں کے خلاف سختی کے ساتھ نوٹس لیا جائے گا۔

۳۔ پنجاب کی موجودہ صورت حال

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس پنجاب کی دن بدن بگڑتی ہوئی صورت حال پر گہری تشویش اور رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے نیز حکومت اور اکالی قیادت سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ کشمکش کی راہ اختیار کرنے کے بجائے خوشگوار ماحول میں گفت و شنید کے ذریعہ اختلافی و نزاعی معاملات کا حل تلاش کیا جائے۔

پنجاب جیسی اہم ریاست میں حالات بتدریج جو رُخ اختیار کرتے جا رہے ہیں ان کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ کسی بھی طرف سے کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جو شکوک و شبہات میں اضافہ کرنے اور اشتعال کو ہوا دینے کا سبب بن سکتا ہو۔ یہ اجلاس مرکزی حکومت کی مفاہمت کی موجودہ کوششوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ارباب حکومت پر زور دیتا ہے کہ حالات کو معمول پر لانے اور اس الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کی کوششوں میں مزید تیزی اور وسعت پیدا کی جائے۔ مرکزی مجلس شوریٰ اپنے ہندو اور سکھ بھائیوں سے بھی دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ اپیل کرتی ہے کہ وہ وسیع النظری اور فراخدلی سے کام لیں اور فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کرنے والی باتوں سے پوری طرح گریز کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس پنجاب کے پس منظر میں بعض حلقوں کی

طرف سے مسلم تنظیموں کے خلاف الزام تراشی کی مہم پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کو مطعون کرنے اور اکثریت کو ان کے خلاف ورغلانے والی تمام تحریروں کا سختی کے ساتھ نوٹس لے۔ ہر مسئلہ میں (خواہ مسلمانوں سے اس کا دور کا تعلق نہ ہو) انھیں گھسیٹ لانا اور موقع بے موقع ان کی حب الوطنی کو موضوع بحث بنانا نہ تو اخلاقی اور قانونی اعتبار سے درست ہے اور نہ ہی یہ جمہوری روایات سے میل کھاتا ہے اس لیے یہ سلسلہ بہرحال بند ہونا چاہیے۔

۴۔ اخلاقی انحطاط اور اصلاح حال کی ضرورت

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی صنعتی، سائنسی اور تکنیکی ترقی کی مساعی کو قابل اطمینان اور معاشی ترقی کو بسا غنیمت خیال کرتا ہے لیکن ساتھ ہی اخلاقی اقدار کو نظر انداز اور پامال کرنے کے رجحان کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس رجحان کے نتیجہ میں ملک کی ترقیاتی پیش رفت غیر متوازن اور فلاح عام کے نقطۂ نظر سے بڑی حد تک بے معنی بن کر رہ گئی ہے۔ ان اخلاقی اور روحانی قدروں کو نظر انداز کر دینے ہی کا نتیجہ ہے کہ زندگی کے تمام میدان بدترین قسم کی لوٹ کھسوٹ اور استحصال و بے اطمینانی کی لپیٹ میں آگئے ہیں۔ بے راہ روی، خود غرضی، حرص و ہوس اور بدعنوانیوں کا سیلاب امڈا ہوا ہے۔ حصول زر اور جاہ طلبی نے زندگی کے سب سے عزیز اور بلند مقصد کا مقام حاصل کر لیا ہے اور جواز و عدم جواز سے بے نیاز ہو کر اس کے لیے جو تگ و دو اور مسابقت کی جا رہی ہے وہ امن و سکون کو غارت کرتی جا رہی ہے اور سماج بتدریج محروم اور مراعات یافتہ طبقوں میں تقسیم ہوتا جا رہا ہے۔ اس طبقاتی تقسیم نے باہمی کشمکش اور صف آرائی

کے حالات پیدا کر دیے ہیں۔ محرومی کا احساس اور قلق، پلک جھپکتے ہی زندگی کی تمام آسائشیں حاصل کرنے کی آرزو خاص کر نوجوانوں کو تشدّد اور جرائم پیشگی کی راہ پر ڈال رہی ہے۔ اور ان کے نزدیک خیر و شر اور خوب و ناخوب کے تمام معیار گویا بے معنی بن کر رہ گئے ہیں۔

یہ صورت حال بڑی ہی تشویشناک ہے اور اپنے اندر انتہائی خطرناک مضمرات رکھتی ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس، مذہب، سیاست، سماجی خدمات اور دوسرے میدانوں میں سرگرم کار تمام لوگوں سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ صورتحال کی سنگینی کی طرف متوجہ ہوں اور اس کی اصلاح کے لیے آگے بڑھیں اور سماج کو اس خطرناک دلدل سے نکالنے کی بھرپور کوشش کریں۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ ایک اصول پسند گروہ اور خیر امت کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور یکسوئی کے ساتھ حالات کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۳۰؍نومبر تا ۵؍دسمبر ۱۹۸۳ء

ملکی و ملی مسائل پر تاثرات

مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۳۰؍نومبر تا ۵؍دسمبر ۱۹۸۳ء میں ملکی ملی اور بین اقوامی صورت حال کا تفصیلی جائزہ لے کر درج ذیل تاثرات ظاہر کیے ہیں۔

۱۔ فرقہ وارانہ صورت حال

ملک میں آباد مختلف تہذیبی اور مذہبی اکائیوں کے درمیان پائی جانے والی بدگمانیوں اور شکوک و شبہات کی خلیج دن بہ دن وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے جو ایک انتہائی افسوسناک اور تشویشناک بات ہے بعض تنظیمیں پیٹرو ڈالر اور عرب سازش کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے ذریعے اکثریت کے ذہنوں کو مسلسل مسموم کر رہی ہیں اور اس طرح رفتہ رفتہ ایک ایسی فضا بنتی جا رہی ہے جس میں سنجیدگی متانت اور غیر جانبداری کے ساتھ مسائل کو سمجھنا اور ان سے نمٹنا بہت مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ نتیجہ کے طور پر بہت ہی معمولی نوعیت کے واقعات اور بالکل بے بنیاد افواہیں جنہیں عام حالات میں کسی بھی درجہ میں لائق اعتنا نہیں سمجھا جا سکتا، بسا اوقات فرقہ وارانہ قتل و

غارت کا سبب بن رہی ہیں۔ فرقہ پرست تنظیمیں اپنے گمراہ کن اور اشتعال انگیز پروپگینڈہ کے ذریعے جو ذہن بنا رہی ہیں اس کے نتیجے میں فرقہ وارانہ فسادات کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مساجد کی تعمیر و مرمت اور مدرسوں کے قیام تک کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے اور کوشش یہ کی جاتی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ان کی تعمیر کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں۔

مالے گاؤں، ٹانڈہ، بہرائچ، حیدرآباد، مئوناتھ بھنجن، سندھ نور وغیرہ کے حالیہ اندوہناک واقعات اس بات کی تازہ مثال ہیں کہ فرقہ واریت کا زہر کس حد تک پھیل چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلومین کو صبر و استقامت عطا فرمائے اور شہداء کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

جارحانہ تنگ نظری اور عدم رواداری کے اس خطرناک رجحان کو قومی پریس کے ذریعے مسلسل غذا پہنچائی جا رہی ہے اور اقلیتوں خاص کر مسلمانوں کے تعلق سے دیانت، صحافتی غیر جانبداری اور خبروں کی چھان پھٹک کے اصولوں کو بری طرح نظر انداز و پامال کیا جا رہا ہے۔ پریس کے جانبدارانہ بلکہ بعض حالات میں انتہائی معاندانہ رول، نیز مذہب کو سیاسی اور گروہی مفادات کے لیے استعمال کرنے والی فرقہ پرست تنظیموں کی جارحانہ سرگرمیوں کے نتیجے میں جو فضا بنتی جا رہی ہے وہ ملک کے وسیع تر مفادات نیز ملک میں آباد مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد و یک جہتی پیدا کرنے کی کوششوں کے منافی ہے۔ فرقہ وارانہ تشدد کو نظر انداز کرنے کے رویہ نیز نوجوانوں کے ایک بڑے طبقے کے اندر مایوسی و محرومی کے شدید احساس کے نتیجے میں تشدد کا وہ عام رجحان پیدا ہوا ہے جس نے پورے سماج کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا سماج قوت برداشت اور رواداری کے جذبے سے تیزی کے ساتھ محروم ہوتا جا رہا ہے۔

حکومت کو اس رجحان کا بھی سختی کے ساتھ نوٹس لینا چاہیئے۔ نیز تمام سمجھدار، دردمند اور ملک کے سچے بہی خواہ افراد کو چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ کر اس ناپسندیدہ اور انتہائی خطرناک مضمرات کی حامل صورت حال کو بدلنے کی کوشش کریں۔

۲۔ غیر ملکی شہریوں کا مسئلہ:

آسام کے بعد اب مغربی بنگال اور بہار میں بنگلہ دیشی مسلمانوں کی نام نہاد گھس پیٹھ کے مسئلے کو پوری شدت کے ساتھ ابھارا جا رہا ہے۔ اکثریت کی جارحیت پسند تنظیموں نے غالباً یہ محسوس کر لیا ہے کہ اس حربے کو فرقہ وارانہ تعلقات میں تلخی گھولنے اور سادہ لوح افراد کو ورغلانے اور مشتعل کرنے کے لیے آسانی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے چنانچہ وہ اس نسخے کو سرحدی ریاستوں میں پوری قوت کے ساتھ آزما رہی ہیں۔ انتظامیہ اور پولیس کا جانبدارانہ رویہ ان عناصر کی سرگرمیوں کو مزید تقویت پہنچا رہا ہے۔ حکومت بہار کی ایما پر الیکشن کمیشن نے بہار کے پورنیہ اور کٹیہار کے اضلاع میں ہزاروں افراد کو اپنی شہریت کا ثبوت فراہم کرنے سے متعلق نوٹس دے کر فرقہ پرستوں کے پروپیگنڈے کو موثر بنا دیا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت بہار اور الیکشن کمیشن نے ریاستی انتظامیہ اور پولیس کو دیہات کے ان پڑھ اور بے سہارا لوگوں کو ستانے اور مالی پریشانیوں میں مبتلا کرنے کا ایک اور موقع بھی فراہم کر دیا ہے۔ اس غیر منصفانہ اور نتائج کے اعتبار سے انتہائی تباہ کُن اور خطرناک سلسلہ کو بلا تاخیر ختم کیا جائے۔

۳۔ تبدیلی مذہب اور تامل ناڈو حکومت کا قابل مذمت رویہ:

ریاست تامل ناڈو کے ضلع رام ناتھ پورم کے ایک گاؤں میں چند ہریجن خاندانوں کے قبول اسلام کے بعد پولیس اور انتظامیہ نے نومسلموں اور مقامی مسلمانوں سے انتقامی کارروائی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ انتہائی افسوسناک اور قابل اعتراض ہے۔ اطلاعات کے مطابق چار پارٹیوں کے ایک مشترکہ وفد کی رپورٹ کے مطابق متعدد مسلمانوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ پولیس رات میں مسلم بستیوں پر چھاپہ مارتی ہے اور شریف و بے قصور لوگوں کو بلا سبب تنگ کرتی ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جرائم پیشہ افراد جیسا سلوک کیا جا رہا ہے حالانکہ ملک کے آئین نے شہریوں کو عقیدہ کی آزادی دی ہے جس میں برضا و رغبت مذہب و عقیدہ تبدیل کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔ حکومت تامل ناڈو اپنے اس

نامناسب اور افسوسناک رویہ سے آئین کی روح کو پامال کرنے اور شہریوں کے اپنے ایک حق کو استعمال کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی سنگین غلطی کی مرتکب ہو رہی ہے یہ سلسلہ بند ہونا چاہیئے۔

۴۔ پنجاب کی تشویشناک صورت حال

پنجاب کے انتہاپسند عناصر کی سرگرمیوں اور دوسری ریاستوں میں اُن کے ردعمل کے نتیجہ میں پنجاب کا مسئلہ انتہائی خطرناک مضمرات کا حامل بنتا جارہا ہے۔ تشدد توڑ پھوڑ اور معصوم شہریوں کے قتل نیز عبادت گاہوں کی بے حرمتی کے واقعات اور ان کے نتیجے میں سکھوں اور ہندوؤں میں صف آرائی جیسی فضا نیز آپسی بدگمانیوں میں روز افزوں اضافہ کی صورت حال کو ختم کرنے کے لیے موثر اور بھرپور قدم اٹھائے جانے چاہئیں۔ اس صورت حال کا شدید تقاضا ہے کہ اس کی سنگینی کو پوری طرح محسوس کیا جائے اور اصلاح حال کی موثر کوششوں کا آغاز کیا جائے حکومت اور تمام متعلقہ فریقوں کو چاہیئے کہ سیاسی مفادات و مصلحتوں سے بالاتر ہو کر اور کسی بھی مسئلہ کو وقار کا مسئلہ بنائے بغیر سنجیدہ فضا میں گفت وشنید کے ذریعے مسائل کو حل کرلیں۔ ملک کے وسیع تر مفادات کے پیش نظر سیاسی پارٹیوں اور قومی پریس کی بھی بڑی ذمہ داری ہے کہ ان کی طرف سے فضا کو پُرسکون اور سازگار بنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

۵۔ اتحاد ملت

ان دنوں جو مشکل و سنگین حالات ملک کو درپیش ہیں اور جن اہم ترین مسائل سے مسلمانان ہند دوچار ہیں ان کا شدید تقاضا ہے کہ ہماری صفوں میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہو۔ کسی وجہ سے جب بھی فروعی، گروہی اور مسلکی مفاد کو ملت کے وسیع تر مفادات پر ترجیح حاصل ہوئی ہے تو اس کا نتیجہ انتشار و افتراق اور اس کے آگے بڑھ کر ملت کی رسوائی اور ہوا خیزی کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ حالات اور اسلامی تعلیمات دونوں کا یہ تقاضا ہے کہ اختلافی مسائل کو ابھرنے نہ دیا جائے اور اس کے بجائے وہ نکتے تلاش کیے جائیں جن سے اتحاد و یگانگت اور اشتراک و تعاون کی راہ ہموار ہوتی ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملت کے مختلف مکاتب و

عناصر کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس ضرورت کی اہمیت کا اظہار ہوتا رہتا ہے لیکن صورت حال سے صاف اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے لیے جس یکسوئی اور پیہم جدوجہد کی ضرورت ہے اس کی بڑی کمی ہے۔ اس بنیاد پر ارکان مجلس شوریٰ نے اپنے اس شدید اور مخلصانہ احساس و تاثر کا اظہار کیا ہے کہ اس ضمن میں ملت کے تمام مکاتب فکر اور اس کی مختلف تنظیموں اور اداروں کی مزید سنجیدہ توجہ اور موثر جدوجہد نہایت ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ توقع بھی ظاہر کی ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنا دینی و ملی فریضہ پورے اہتمام سے ادا کرنے کی سعی و تدبیر کریں گے۔

۶۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے حالات رفتہ رفتہ جو صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اسے نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس پر اپنے گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ طلبہ، اساتذہ، غیر تدریسی عملہ اور انتظامیہ کے درمیان صف آرائی کسی بھی ادارے کے حق میں مفید نہیں ہوتی۔ وائس چانسلر کی حمایت و مخالفت کرنے والوں کی طرف سے بھی ایک دوسرے کے خلاف بیانات اور الزام تراشیوں سے صورت حال پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے جس سے ادارے کے اہم تر مفادات اور خود ملت اسلامیہ کے وقار اور اس کی امنگوں کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہے مجلس شوریٰ نہایت ضروری سمجھتی ہے کہ یہ ناپسندیدہ سلسلہ فی الفور ختم ہو۔

مجلس شوریٰ انتظامیہ بالخصوص وائس چانسلر صاحب سے مخلصانہ اپیل کرتی ہے کہ نازیبا سخت گیری اور غیر ضروری ضابطہ پرستی کے بجائے زیادہ سے زیادہ شفقت و محبت اور عفو و درگذر کا رویہ اپنایا جائے جن طلبہ کا اخراج کیا جا چکا ہے ان کے معاملات پر اس حیثیت سے نظر ثانی کی جائے کہ ان کے خلاف کی جانے والی کارروائی ان کے قصور سے متجاوز تو نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ مجلس شوریٰ اپنے عزیز طلبہ سے بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے اساتذہ اور بزرگوں کا احترام پوری

طرح ملحوظ رکھیں، نظم وضبط کی پابندی کریں اور اپنی اصل توجہ تعلیمی مصروفیات اور اپنی دینی و ملی اقدار کے تحفظ پر مبذول کریں۔

مجلس شوریٰ کا خیال ہے کہ اقلیتی کردار کی بحالی کے بعد اب یونیورسٹی کورٹ ہی وہ واحد ادارہ ہے کہ جسے یونیورسٹی کے انتظامی امور میں آخری فیصلے کرنے کا اختیار ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسے جلد از جلد کام کرنے کا موقع ملے اور اس راہ میں حائل دشواریوں کو دور کرنے کے لیے وائس چانسلر صاحب بھی اپنے طور پر کوشش کریں مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ پولیس کو یونیورسٹی کے احاطے سے جلد از جلد ہٹالیا جائے تاکہ یونیورسٹی میں خوشگوار اور پرسکون فضا بحال ہو سکے۔

۷۔ افغانستان اور روسی جارحیت

افغانستان کے خلاف روسی جارحیت کے چار سال گزر جانے کے باوجود اس کے خاتمہ کی کوئی واضح صورت حال سامنے نہیں آسکی ہے۔ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے اہتمام ونگرانی میں جو مذاکرات ہوئے ہیں وہ اگرچہ ایک اچھی کوشش کی حیثیت رکھتے ہیں اور عام طور پر ان کا خیر مقدم بھی ہوا ہے مگر ابھی تک ان کے نتیجہ خیز ہونے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ حق وانصاف کے علمبردار، آزادی کے متوالے، غیور افغان اگرچہ خدا کے بھروسے پر وقت کی سب سے بڑی جابر قوت کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں اور جان ومال کی قربانی کے زبردست جذبے سے سرشار ہوکر جارحیت کے اس سیلاب کو بڑی حد تک روک بھی دیا ہے لیکن اس کا رُخ موڑ دینے میں ابھی کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ ان کی قربانیوں اور حق وانصاف پر ان کی استقامت کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے اور انہیں کامرانی وکامیابی سے ہمکنار کرے۔

اس ننگی جارحیت کی یوں تو عام طور سے مذمت ہی کی گئی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مذمت کرنے والے ممالک بھی زبانی ہمدردی اور کچھ محدود نوعیت کی مالی امداد سے آگے بڑھ کر کچھ نہیں کر سکے

ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کا اظہار ہمدردی اور نہایت معمولی درجہ کی امداد افغانستان جیسے اہم مسئلہ کے حل کے لیے کافی نہیں ہو سکتی۔

مجلس شوریٰ اقوام متحدہ، غیر جانبدار تحریک، اسلامی کانفرنس اور تمام اسلامی و جمہوری ملکوں کو ان کی ذمہ داری پر توجہ دلاتی ہے اور توقع کرتی ہے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لے کر بلاتاخیر ٹھوس عملی منصوبہ تیار کریں گے اور حالات کو مزید خرابی اور پیچیدگی سے اور امن عالم کو تباہ و برباد ہونے سے بچائیں گے۔

۸۔ گرینیاڈا

کریبیائی خطے کے ایک چھوٹے سے ملک گرینیاڈا میں امریکی مداخلت ایک اہم حقیقت کی مظہر اور اس امر کا ایک تازہ ثبوت ہے کہ بڑی طاقتیں اپنے مفاد کی خاطر بین الاقوامی قوانین و ضوابط کو پامال کرنے میں کوئی جھجک اور شرم محسوس نہیں کرتی ہیں۔ گرینیاڈا اور افغانستان میں ان طاقتوں نے جو قابل مذمت رویہ اختیار کیا ہے اس نے ان کے ناپاک عزائم اور ظالمانہ کردار کو ایک بار پھر بے نقاب کر دیا ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ، تمام جمہوری ملکوں خاص طور پر تیسری دنیا کے ممالک کو توجہ دلانا ضروری سمجھتی ہے کہ وہ ان شرمناک واقعات و اقدامات کو سطحی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ ان سے سرسری طور پر گذر جانا نہ صرف کمزور اقوام کی محرومی کا سبب بنتا رہے گا بلکہ اس سے عالمی امن کو سخت خطرات لاحق ہو جائیں گے۔

مجلس شوریٰ کے نزدیک حق و انصاف کا عین تقاضا ہے کہ گرینیاڈا کے عوام کو اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے کا موقع ملے اور امریکا اپنی فوجوں کو فی الفور واپس بلائے۔

۹۔ پی ایل او کی اندرونی کشمکش

قبلہ اول کی بازیابی اور ارض فلسطین کی آزادی کا مسئلہ ایک مدت سے یوں ہی خاصا پیچیدہ، دشوار اور صبر آزما بنتا چلا آ رہا تھا مگر اب پی ایل او کی اندرونی کشمکش نے اسے

اور زیادہ مشکل اور پُرخطر بنا دیا ہے۔ لبنان میں جناب یاسر عرفات کے حامیوں اور مخالفوں کے درمیان مسلح تصادم حد درجہ افسوسناک ہی نہیں سخت تشویشناک بھی ہے۔ اس ناعاقبت اندیشانہ کش مکش اور تصادم کے نتیجہ میں فلسطین کی تحریک مزاحمت کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کی تلافی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ یہ بدبختانہ اور ناعاقبت اندیشانہ کش مکش بلا تاخیر ختم ہو۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس صورت حال سے بالواسطہ ان بڑی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط ہو رہے ہیں جو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور افتراق کے ہمیشہ خواہاں اور اس کے لیے برابر کوشاں رہتے ہیں اور فلسطینیوں کو آزادی اور مسلمانوں کو قبلۂ اول کی بازیابی سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اور اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ کربناک اور قابل مذمت گروٹ اسرائیل کے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لیے راہ ہموار کر رہی ہے اس موقع پر مرکزی مجلس شوریٰ عالم اسلام کو اس صورتحال کی طرف شدت کے ساتھ متوجہ کرنا ضروری سمجھتی ہے اور اس توقع کا اظہار کرتی ہے کہ پی ایل او کے اختلافات کو دور کرنے کے لیے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھے اسی طرح مختلف فلسطینی گروہوں اور ان کے حامیوں پر زور دیتی ہے کہ وہ صبر و تحمل، دور اندیشی اور بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے اپنے مقاصد پر نظر جمائے رہیں اور رایوں کے معمولی اختلافات کو حدود میں رکھیں۔ اس سلسلہ میں اسلامی کانفرنس اور غیر جانبدار تحریک پر بھی خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مجلس شوریٰ کو توقع ہے کہ یہ دونوں ہی ادارے اپنی اس ذمہ داری کو پوری طرح محسوس کریں گے۔

آخر میں وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ وہ عرب بھائیوں کو بالعموم اور فلسطینی بھائیوں کو بالخصوص سوجھ بوجھ سے کام لینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

۱۰۔ مسلم مجلس مشاورت

مسلم مجلس مشاورت ہندوستانی مسلمانوں کا ایک مشترک پلیٹ فارم ہے اسے اس غرض کے لیے وجود میں لایا گیا تھا کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر، ان کی جماعتیں اور تنظیمیں اپنے مشترک امور و مسائل پر مل جل کر غور کریں اور انہیں باہمی اشتراک و تعاون سے حل کیا جائے۔

۱۹۶۴ء کے حالات میں جب مجلس مشاورت قائم ہوئی تھی ان کے مقابلے میں آج کے حالات جن سے ملک و ملت دوچار ہیں کہیں زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہیں، اس کا عین تقاضا ہے کہ ان پر زیادہ سنجیدگی اور اہتمام سے غور ہو اور موثر تدابیر اختیار کی جائیں۔

اگرچہ یہ خود حکومت کی ایک بے حد اہم ذمہ داری ہے کہ وہ کسی پہلو سے بھی حالات کو بگڑنے نہ دے اور اس امر کے قابل اطمینان مواقع فراہم کرتی رہے کہ ملک کا ہر گروہ اپنے نظریہ و مسلک کے مطابق ایک طرف خود اپنے متعلقہ مسائل آسانی سے حل کر سکے اور دوسری طرف ملک کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں بھی بھرپور حصہ لینے کے قابل ہو جائے مگر بظاہر حالات اس کی توقع بہت مشکل ہے۔ اس بنا پر جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر، ان کی جماعتوں اور فہم و شعور رکھنے والے خاص صلاحیتوں کے تمام افراد سے پُرخلوص گذارش کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس کریں اور مجلس کے مشترک پلیٹ فارم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط و مستحکم بنانے کی فکر و تدبیر کریں۔ مسلمانوں کو دینی و ملی تقاضوں اور ملک کی تعمیر و ترقی کے کاموں سے واقف کرائیں۔

مجلس شوریٰ ملک کے دوسرے صاف ذہن انسان پسند اور ان تمام لوگوں سے بھی اس معاملے میں بھرپور تعاون کی اپیل کرتی ہے جو بلاتفریق ملک کے تمام گروہوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے حامی و موید ہوں اور جو اصل ضرورت سے کامل اتفاق کے ذریعے حکومت کو اس کی ذمہ داری پر متوجہ کرنے کے لیے موثر آواز اٹھا سکیں۔

افضل حسین

قیم جماعت

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۰؍تا ۲۶؍اپریل ۸۴ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت محترم امیر جماعت مولانا ابواللیث صاحب ۲۰؍اپریل ۸۴ء کو بعد نماز جمعہ ۳½ بجے مرکز جماعت دہلی ۶ میں شروع ہوا۔ ایجنڈے کے مطابق ۲۳؍اپریل اور اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ کے لیے ۲۶؍اپریل ۸۴ء تک جاری رہا۔

درج ذیل ارکان شوریٰ شریک رہے۔

۱۔ جناب مولانا محمد یوسف صاحب
۲۔ جناب مولانا صدرالدین صاحب
۳۔ 〃 سراج الحسن صاحب
۴۔ 〃 عبدالفتاح صاحب
۵۔ 〃 رشید عثمانی صاحب
۶۔ 〃 عبدالعزیز صاحب
۷۔ ڈاکٹر احمد سجاد صاحب
۸۔ 〃 سید حامد حسین صاحب
۹۔ ڈاکٹر ضیاءالہدیٰ صاحب
۱۰۔ مولانا سید احمد عروج قادری صاحب
۱۱۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب
۱۲۔ جناب محمد مسلم صاحب
۱۳۔ 〃 سید یوسف صاحب
۱۴ 〃 محمد شفیع مونس صاحب

(قائم مقام قیم جماعت)

قیم جماعت جناب افضل حسین صاحب طبّی معائنہ اور تبدیلیٔ آب و ہوا کے لیے امریکہ گئے ہوئے تھے۔ جناب اعجاز اسلم عمرہ وغیرہ کے لیے سعودی عرب کے سفر پر تھے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب کو رخصت نہ ملنے کا عذر تھا۔ ان کے علاوہ جناب کے سی عبداللہ صاحب اور جناب ٹی کے عبداللہ صاحب اپنی علالت کی بنا پر شریک نہ ہوسکے۔

تذکیر سب سے پہلے مولانا سیّد احمد عروج قادری صاحب نے بطور تذکیر سورۂ محمد کی آخری آیت کریمہ کی تلاوت اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح فرمائی۔

افتتاحی کلمات اس کے بعد محترم امیر جماعت نے حمد وصلوٰۃ کے بعد اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے بعض ارکانِ شوریٰ کی علالت کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ملک کی موجودہ مخصوص صورت حال کے پیش نظر اس اجلاس کی بڑی اہمیت ہے۔ کچھ اہم مسائل ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسائل کو ٹھیک طور پر سمجھنے اور طے کرنے کی توفیق عطا کرے۔

قائم مقام قیم جماعت محمد شفیع مونس صاحب نے سال گزشتہ کی رپورٹ پیش کی۔

ملک و ملّت اور تحریک سے متعلق مختلف مسائل پر تبادلہ خیال ہوا اور قراردادیں منظور ہوئیں جو آخر میں درج کی جارہی ہیں۔

سال رواں کا بجٹ منظور ہوا جو اس طرح ہے۔

متوقع آمدنی	۸٫۴۳٫۱۶۰ روپے
متوقع مصارف	۱۱٫۴۳٫۷۰۰ روپے
متوقع خسارہ	۳٫۰۰٫۵۴۰ روپے

محمد شفیع مونس
قائم مقام قیم جماعت

قراردادیں

۱۔ اخلاقی انحطاط

اخلاقی اقدار کو نظرانداز و پامال کرنے کے بڑھتے ہوئے انسانیت دشمن رجحانات کے نتائج بد اب کھل کر سامنے آنے لگے ہیں یہاں تک کہ معاشی، صنعتی، سائنسی اور تکنیکی میدانوں میں جو قابل لحاظ پیش رفت ہوتی ہے وہ بھی عمومی فلاح کے نقطۂ نظر سے غیر متوازن اور بڑی حد تک بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔ مادی خوش حالی نے بنیادی مقصد کی حیثیت حاصل کر لی ہے اور ہر طرف لوٹ کھسوٹ اور استحصال کا بازار گرم ہے۔ امیر اور غریب کے درمیان کا فاصلہ برابر بڑھتا جا رہا ہے۔ سماج "محروم اور مراعات یافتہ" دو طبقوں میں بٹ چکا ہے۔ طبقاتی تقسیم کی کوکھ سے جنم لینے والی طبقاتی عداوت نے ملک کے بعض علاقوں میں امن و قانون کا زبردست مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔

اس صورت حال کو جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دین و اخلاق کے حامل اور مخلص و سرگرم عمل اصحاب سے مخلصانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اصلاح حال کی طرف توجہ دیں۔ اور اپنی قوتیں مجتمع کر کے اس اہم دینی و اخلاقی فریضہ کی انجام دہی کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں۔ یہ اجلاس حکومت سے بھی پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ غیر متوازن معاشی ترقی کے مضمرات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے اور افلاس یا اس کے آس پاس زندگی گذارنے والوں کے حالات پر خصوصی توجہ دے۔

۲۔ آثار قدیمہ کی مساجد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس آثار قدیمہ کے زیر انتظام مساجد میں نماز پر عائد پابندی اور دیگر کئی مساجد و اوقاف کی جائدادوں پر ناجائز و غیر قانونی قبضہ کے تعلق سے حکومت کے قابل اعتراض سخت رویہ پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ آئینی وقانونی ہر طرح کے جواز کے باوجود مسلمانوں کو آثار قدیمہ کی مساجد میں نماز کی ادائگی سے محروم رکھنا، اوقاف کی جائدادوں کو ان کے منشاء کے مطابق استعمال کرنے کی اجازت نہ دینا اور ساتھ ہی ساتھ بعض مساجد و مقابر کو شہید کر کے ان کی جگہ ہوٹل وغیرہ تعمیر کرا دینا فی نفسہٖ قابل اعتراض ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے ساتھ صریح ناانصافی اور ان کے آئینی حقوق کو بے رحمی کے ساتھ پامال کرنے کے مترادف ہے۔

یہ اجلاس حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس قابل افسوس صورتحال کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے اور

۱۔ ملک بھر میں آثار قدیمہ کے زیر انتظام مساجد میں نماز ادا کرنے کی پابندی کو غیر مشروط طور پر ختم کیا جائے۔

۲۔ ملک کے مختلف علاقوں میں بکھری ہوئی ہزاروں مساجد، مقابر اور اوقاف کی جائدادیں مسلمانوں کو واپس کی جائیں جن پر سرکاری ایجنسیوں یا عام شہریوں نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔

۳۔ جن مساجد کی ہیئت میں تبدیلی کر دی گئی ہے ان کی اصل حالت بحال کی جائے۔

۳۔ پنجاب کی صورت حال

پنجاب میں لاقانونیت، تشدد اور توڑ پھوڑ کے افسوسناک واقعات میں

جو روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ساتھ ہی ہریانہ میں بھی جو بعض انتہائی المناک حادثے رونما ہوئے ہیں، انہیں جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس انتہائی تشویشناک نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے جو ان حوادث میں جانی و مالی نقصان اٹھا چکے ہیں۔ ملک کی ان دونوں ریاستوں میں ہونے والے یہ خونی اور تباہ کن واقعات نہ صرف ان ریاستوں کو بلکہ پورے ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ اجلاس ان ریاستوں کے عوام کو خصوصاً اور تمام باشندگان ملک کو عموماً اس تشویشناک صورت حال کے دوررس اور خطرناک نتائج کی جانب متوجہ کرکے انھیں ان کی انسانی، اخلاقی اور وطنی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے، نیز انھیں آگاہ کرتا ہے کہ اپنے خالق و پروردگار کے مواخذہ سے بے پروا نہ رہیں۔ جس کے نزدیک انسانی جان اس کائنات کی انتہائی قابل احترام شئے ہے اور اس کی بے حرمتی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ ایسی ظالمانہ حرکت کا ارتکاب کرنے والے اس کی گرفت سے دیر تک بچا نہیں کرتے۔

پنجاب جیسی اہم ریاست کے موجودہ حالات کی اصلاح کے لیے فوری اور اولین ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے بیانات واقدامات سے پوری طرح پرہیز کیا جائے جو مسائل کو حل کرنے کے بجائے پیچیدہ بنا دینے والے اور ذہنوں کی خلیج کو اور وسیع کر دینے والے ہوں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت، اکالی قیادت، ہندو رکشا سمیتی اور سکھوں و ہندوؤں کی دیگر تنظیموں کے رہنماؤں سے دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ ایک بار پھر اپیل کرتا ہے کہ وہ گروہی تعصبات، معاشی مفادات اور ذہنی تحفظات سے بلند ہو کر وسعت نظر اور فراخدلی سے کام لیں اور مخلصانہ گفت وشنید

کے ذریعہ پُر امن طریقہ سے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

اس سلسلہ میں یہ اجلاس اپوزیشن پارٹیوں، عوامی اداروں، ملک کے دانشوروں اور پریس کو بھی ان پر عائد ہونے والی خصوصی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے اور ان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ سنجیدہ مذاکرات کے لیے فضا کو پرسکون اور سازگار بنانے کی پوری پوری اور مسلسل کوشش کریں۔

۴۔ عراق ایران جنگ

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس دو برادر ملکوں کے درمیان بے مقصد جنگ پر اور اس کے نتیجہ میں خون کی ارزانی اور گوناگوں قسم کی بربادیوں پر گہرے دکھ اور قلبی اضطراب کا اظہار کرتا ہے اور مسلم سربراہان مملکت و حکومت اور عالم اسلام کی با اثر و ممتاز دینی شخصیتوں سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ اس مہلک جنگ کو بند کرا دینے کے لیے اپنی کوئی کوشش اٹھا نہ رکھیں اجلاس ایران و عراق کی حکومتوں سے بھی ایک بار پھر دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تصفیہ طلب مسائل کو جنگ کے بجائے سنجیدہ و پرامن مذاکرات کے ذریعہ طے کرلیں اور خود کو مزید بربادیوں سے اور ملّت کو مزید رسوائیوں سے ہرگز دوچار نہ رہنے دیں۔

۵۔ لبنان

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس لبنان میں انسانی خون کی ارزانی اور ملک کی تقسیم کے ذریعہ مسلم آبادی کو بے اثر بنا دینے کی سازش کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ لبنان کے ایک حصّہ پر اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ، لبنان سے فلسطینیوں کا جبری انخلا، اور مسلسل خانہ جنگی

یہ ساری چیزیں ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں اور انھیں "عظیم تر اسرائیل" کے اس منصوبہ سے الگ کرکے نہیں دیکھا جاسکتا جسے دونوں ہی بڑی عالمی طاقتوں کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ لبنان کے تعلق سے ان دونوں بڑی طاقتوں اور ان کے حلیف ملکوں کی پیچ در پیچ سازشیں اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ انتہائی چالاکی سے لبنان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اسرائیل کے حوالہ کردینا چاہتے ہیں۔

اس پس منظر میں یہ اجلاس مسلم ممالک سے مخلصانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ حقائق سے اغماض برتنے کا رویہ ترک کرکے حالات کو سنجیدگی اور نیک نیتی کے ساتھ سنبھالنے اور لبنان کو تقسیم کردینے کی سازش کو ناکام بنانے کی موثر و کارگر کوشش کریں۔

۶۔ افغانستان

افغانستان کا مسئلہ گذشتہ چار برسوں سے عالمی ضمیر کے لیے چیلنج بنا ہوا ہے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل، ناوابستہ ممالک کی تنظیم اور بعض مسلم سربراہوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود اس مسئلہ کا کوئی سیاسی حل آج بھی خواب و خیال کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکا ہے۔ آثار و قرائن یہ بتاتے ہیں کہ سوویت یونین (جو اس قضیہ کا اصل فریق ہے) مذاکرات کی آڑ میں اپنی جارحیت کو طول دینے اور افغانستان میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے کسی معقول اور منصفانہ حل کی تلاش میں تعاون کی توقع کرنا عبث ہے۔ دوسری طرف روس جیسی بڑی طاقت کی جارحیت کا مقابلہ کرنے والے افغان مجاہدین کو اپنے حق خود اختیاری کے حصول کے لیے جس قدر وسیع بین الاقوامی حمایت و تعاون کی ضرورت ہے وہ مل نہیں پا رہا ہے۔

ان حالات میں جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس

آزادی پسند دنیا کے ممالک خاص کر مسلم ملکوں سے پُرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کے تعلق سے اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کریں۔ نیز روسی فوجوں کی غیر مشروط واپسی اور افغانستان عوام کے حق خود اختیاری کی بحالی کی بنیاد پر کوئی جامع حل تلاش کرنے میں مؤثر عملی قدم اٹھائیں۔ یہ اجلاس روسی جارحیت کے خلاف سینہ سپر افغان مجاہدین کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور انہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

۷۔ سری لنکا

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس سری لنکا کے پُرتشدد واقعات کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ اجلاس سری لنکا کی حکومت، متعلقہ افراد اور جماعتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام مسائل کو ہمدردی اور خیرسگالی کی فضا میں حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ دہشت گردی اور تشدد کی راہ اختیار کرنے سے بہرصورت گریز کیا جائے اور ایسے عناصر کی ہرگز حوصلہ افزائی نہ ہونے پائے جو اپنی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں سے حالات کو زیادہ سے زیادہ بگاڑ دینے کے درپے رہتے ہیں۔

غیر معمولی اجلاس شوریٰ

۱۵، نومبر تا ۲۱، نومبر ۱۹۸۴ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا ایک غیر معمولی اجلاس ۱۵، نومبر ۱۹۸۴ء صبح دس بجے سے زیر صدارت محترم امیر جماعت مولانا ابو اللیث صاحب اصلاحی ندوی مرکز جماعت دہلی ۶ میں شروع ہو کر ۲۱، نومبر ۱۹۸۴ء بعد عشاء بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ درج ذیل ارکان مجلس نے شرکت فرمائی:

۱۔ جناب محمد مسلم صاحب ۲۔ مولانا صدر الدین صاحب
۳۔ " عبد العزیز صاحب ۴۔ جناب عبد الفتاح صاحب
۵۔ " سراج الحسن صاحب ۶۔ " محمد یوسف صاحب
۷۔ " سید احمد عروج قادری صاحب ۸۔ " محمد شفیع مونس صاحب
۹۔ " انعام الرحمٰن خاں صاحب ۱۰۔ " رشید عثمانی صاحب
۱۱۔ " سید یوسف صاحب ۱۲۔ " سیّد حامد حسین صاحب
۱۳۔ " اعجاز احمد اسلم صاحب ۱۴۔ " افضل حسین (قیم جماعت)
۱۵۔ " جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب ۱۶۔ " کے سی عبد اللہ صاحب
۱۷۔ " ڈاکٹر احمد سجاد صاحب

جناب نجات اللہ صدیقی صاحب رخصت نہ ملنے اور ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب اپنی اہلیہ کی شدید علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔

تذکیر: مولانا سید احمد عروج قادری صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

افتتاحی کلمات

محترم امیر جماعت نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: جیسا کہ ارکان شوریٰ کو معلوم ہے گذشتہ ماہِ اکتوبر کے غیر معمولی اجلاس میں پارلیمانی انتخابات میں ارکان جماعت پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی کو اٹھا دینے کا مسئلہ زیر غور و بحث تھا۔ اور اب یہ اجلاس دراصل گذشتہ اجلاس کے تسلسل میں ہو رہا ہے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائے۔

قرارداد

وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی کے نام محترم امیر جماعت کے وہ تار پڑھ کر سنائے گئے جو ان کی والدہ مسز اندرا گاندھی کے بہیمانہ قتل پر بھیجا گیا تھا مضمون سے اتفاق کرتے ہوئے درج ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

" جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ مسز اندرا گاندھی کے بہیمانہ قتل کو (جس کو بر وقت مذمت اور اس پر تعزیت محترم امیر جماعت اپنے برقیہ میں کر چکے ہیں) ایک انتہائی افسوسناک واقعہ قرار دیتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتی ہے اور وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی، ان کے سوگوار خاندان اور باشندگان ملک سے اظہار تعزیت کرتی ہے۔

اس سانحہ کے بعد راجدھانی دہلی اور ملک کے دوسرے مقامات پر تشدد کی

جو بھیانک وارداتیں ہوئیں، مجلس شوریٰ کے نزدیک وہ بھی نہ صرف یہ کہ لائقِ مذمت ہیں بلکہ انسانیت کے خلاف ایک سنگین جرم بھی ہیں جس سے ہر حال میں بے زاری کا اظہار کیا جانا چاہیے۔ مکانوں اور دکانوں کو لوٹنا اور جلانا، زندہ انسانوں کو جلا ڈالنا، یہ ایسی حرکتیں ہیں جو کسی متمدن اور مہذب سماج کے لیے انتہائی بدنما داغ ہیں۔ علاوہ ازیں دو ایک افراد کی سفاکانہ حرکتوں کے لیے کسی پورے فرقہ کو ملزموں کے کٹھرے میں لا کھڑا کرنا اور اس کے خلاف پُرتشدد کارروائیاں شروع کر دینا بھی ہر اعتبار سے نامناسب اور غیر انسانی فعل ہے جس کی بہرحال مذمت کی جانی چاہیے۔

جماعت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس طرح کی بربریت اور تشدد کے مظاہرے ملک کے مستقبل کے لیے گوناگوں خطرات پیدا کر سکتے ہیں جن سے کسی بھی حال میں صرفِ نظر نہیں کیا جانا چاہیے۔

مجلس شوریٰ ملک کے تمام بہی خواہوں سے مخلصانہ اپیل کرتی ہے کہ وہ نفرت، ناروا کشمکش اور بے اعتمادی کی فضا کو بدلنے کے لیے آگے بڑھیں۔ پوری سنجیدگی اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ ملک میں امن و امان، فرقہ وارانہ رواداری اور بھائی چارہ کی فضا کو بحال کرنے اور اسے بہتر سے بہتر بنانے کی مسلسل کوششیں کریں۔

مجلس شوریٰ ان بھیانک فسادات کے متاثرین و مظلومین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور مرنے والوں کے متعلقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس نازک مرحلہ میں پوری طرح صبر و تحمل سے کام لیں۔ اپنے طبقہ کے مجروح جذبات کو کسی غلط رخ پر مڑنے سے بچائیں اور بحالیٔ امن و خیر سگالی کے کاموں میں پورا پورا تعاون کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ امن و قانون کے محافظوں اور حکومت کے ذمہ داروں کو خاص طور پر ان کی ذمہ داریوں کی جانب توجہ دلاتی ہے اور ان سے مطالبہ کرتی ہے کہ نقصان اٹھانے والوں کے زخموں پر مرہم رکھا جائے اور ان کے نقصان کی بھرپور تلافی کی جائے۔ اور جو خلیج ان فسادات کے نتیجہ میں ایک طبقہ اور دوسرے طبقہ کے درمیان پیدا ہوگئی ہے اس کو پُر کرنے کے لیے ٹھوس اور مثبت قدم اٹھایا جائے۔

مجلس شوریٰ وابستگان جماعت کو خاص طور پر توجہ دلاتی ہے اور توقع رکھتی ہے کہ وہ جماعت کی طے شدہ پالیسی کے تحت مختلف فرقوں کے درمیان رواداری و خیرسگالی کی فضا پیدا کرنے کے سلسلہ میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس طرح کی تمام کوششوں کا ساتھ دیں گے اور ان سے تعاون کریں گے۔

SIM کی کانفرنس اور ایرانی حکومت کی باتیں

مولانا سلمان حسنی صاحب جو SIMI کی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے اور جن کے ایرانی حکومت کے خلاف اظہار خیال کو پسند نہیں کیا گیا تھا، خود ان کی اور ان کے حوالہ سے کچھ دوسرے لوگوں کی طرف سے اس بہت معمولی واقعہ کو غلط رنگ میں پیش اور شائع کیا گیا تھا اور صرف SIMI ہی کے خلاف نہیں بلکہ جماعت اسلامی کے خلاف بھی اظہار خیال کیا گیا۔ درآنحالیکہ اب یہ معلوم عام بات ہے کہ SIMI طلبہ کی ایک آزاد تنظیم ہے۔ اس سلسلہ میں جناب سیّد حامد حسین صاحب اور جناب محمد شفیع مونس صاحب نے بتایا کہ وہ خود SIMI کے اجلاس میں موجود تھے۔ وہاں کوئی ایسی بات پیش نہیں آئی تھی کہ اسے پریس میں شائع کرنا ضروری ہوتا یہ بھی کہا گیا کہ معلوم ہوا ہے کہ SIMI کے صدر نے اس سلسلہ میں مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کو ایک مناسب اور تفصیل سے خط لکھا تھا جس سے توقع ہے کہ بات صاف ہوگئی ہوگی۔

اس موقع پر خود ایرانی حکومت اور آیت اللہ خمینی صاحب کی تحریروں کے حوالہ سے جو باتیں بعض رسائل میں شائع ہوئیں ان کا بھی ذکر ہوا۔ اور کہا گیا کہ جماعت کو کھلم کھلا خمینی نواز کہا جانے لگا ہے۔

مولانا محمد یوسف صاحب، سید حامد حسین صاحب اور انعام الرحمٰن خاں صاحب نے اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کیا جو انھوں نے خود ایران کے حالات کو دیکھ کر قائم کیا تھا۔ آخر میں یہ بات نوٹ کی گئی کہ مختلف پہلوؤں اور مصالح کو پیش نظر رکھ کر ہمارا رویہ محتاط رہنا چاہیے تاکہ کسی پہلو سے وہ بجا طور پر کسی غلط فہمی کا باعث نہ ہو سکے

محترم امیر جماعت کے استفسار پر ان قراردادوں کا بھی ذکر آیا جو مختلف اجلاسوں میں عراق و ایران کے درمیان جنگ کے سلسلہ میں منظور کی گئی تھیں اور وہ قرارداد بھی پڑھی گئی جو ایرانی انقلاب کے وقت منظور کی گئی تھی۔ جس میں کہا گیا تھا:

۲۔ ایرانی انقلاب

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس ایران کے اسلامی انقلاب کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس بات پر شکر ادا کرتا ہے کہ دور جدید میں احیائے اسلام کے خواب کی تکمیل سب سے پہلے ایران میں ہوئی اور افغانستان، پاکستان نیز کئی مسلم ممالک اس منزل کی طرف گامزن ہیں۔

ایران میں اسلام کے غلبہ اور سربلندی کے لیے جن علماء، قائدین اور مسلم عوام اور خواص نے سرفروشانہ اور مجاہدانہ رول ادا کیا اور انقلاب کے استحکام اور نظام اسلامی کے لیے اب بھی سرگرم عمل ہیں ان کی خدمات اور قربانیوں کی قبولیت کے لیے مجلس شوریٰ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے۔

ایرانی مسلمان اپنے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جس طرح جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یہ یقین ہوتا ہے کہ انقلاب مخالف طاقتیں انشاءاللہ ہرگز کامیاب نہ ہوں گی۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ایران کے دوسرے مسلمان ملکوں سے تعلقات مستحکم اور بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔ اور بہت سے مسلمان ملک اسلامی نظام کو اپنے حدود میں نافذ کرنے کی مخلصانہ اور سرگرم کوششیں کریں گے۔

۱۲ر نومبر کی رات ۱۲ بجے دعا پر اجتماع برخاست ہوا۔

افضل حسین

قیم جماعت

مجلسِ شوریٰ کا غیر معمولی اجلاس

منعقدہ ۱۵؍ تا ۲۰؍ فروری ۱۹۸۵ء

مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۱۵؍ فروری ۱۹۸۵ء تا ۲۰؍ فروری ۱۹۸۵ء ارکان جماعت کے ووٹ کے متعلق جو فیصلہ کیا گیا ہے، نیز حالات حاضرہ پر ارکان مجلس کے جو احساسات و تاثرات ہیں طباعت کے لیے ارسال کیے جا رہے ہیں۔ اجلاس کی صدارت محترم امیر جماعت مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی ندوی نے فرمائی اور درج ذیل ارکان مجلس شوریٰ شریک اجلاس ہوئے۔

۱۔ مولانا محمد یوسف صاحب (صرف پہلی نشست میں) (۲) جناب محمد مسلم صاحب (صرف پہلی نشست میں) (۳) جناب محمد عبدالفتاح صاحب (اڑیسہ) (۴) جناب ڈاکٹر احمد سجاد صاحب رانچی (بہار) (۵) مولانا سید احمد عروج قادری صاحب (مدیر زندگی) (۶) سید حامد حسین صاحب (یوپی) (۷) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب (مدھیہ پردیش) (۸) جناب رشید عثمانی صاحب (مہاراشٹر) (۹) جناب عبدالعزیز صاحب (آندھرا) (۱۰) جناب اعجاز اسلم صاحب (تامل ناڈو) (۱۱) جناب ٹی کے عبداللہ صاحب (کیرلہ) (۱۲) جناب محمد سراج الحسن صاحب (سکریٹری جماعت)

(۱۳) جناب سید یوسف صاحب (سکریٹری جماعت) (۱۴) جناب محمد شفیع مونس صاحب (سکریٹری جماعت) (۱۵) افضل حسین (قیم جماعت)

جناب نجات اللہ صدیقی صاحب چھٹی نہ ملنے، جناب ضیاالہدیٰ صاحب بہار اپنی اہلیہ کی شدید علالت اور مولانا صدرالدین صاحب اپنی علالت، نیز کے سی عبداللہ صاحب کیرلہ بعض ضروری مصروفیات کی وجہ سے شرکت نہ فرما سکے ——— پہلے پریس ریلیز ہے اس کے بعد احساسات و تاثرات:

ارکان جماعت کے ووٹ کا استعمال

مرکزی مجلس شوریٰ کا فیصلہ

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ارکانِ جماعت کے ووٹ کے سلسلے میں بھی ایک فیصلہ کیا ہے اس کا متن ہم ۲۵ فروری کے سہ روزہ دعوت میں شائع کر چکے ہیں اب اس کے ایک پیراگراف میں ترمیم و تبدیلی کے سبب اسے دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ جو درج ذیل ہے:

جماعت اسلامی ہند کی دعوت اور اس کی پالیسی پروگرام سے بخوبی واضح ہے کہ وہ منکرات اور ہر قسم کی برائیوں کا ازالہ اور ملک میں انسانی قدروں کا فروغ چاہتی ہے ظلم و ناانصافی کے خاتمہ اور عدل و قسط کے قیام کے لیے کوشاں ہے وہ چاہتی ہے کہ بنیادی انسانی حقوق بالخصوص جان و مال عزت و آبرو کا پورا پورا تحفظ ہو۔ سماجی اور معاشی انصاف ہر شخص کے لیے سہل الحصول ہو فرقہ پرستی اور تہذیبی جارحیت کا خاتمہ اور کلیت پسندانہ و آمرانہ رجحانات کا سدباب ہو، جمہوری اقدار نشوونما پائیں اور پروان چڑھیں۔ ملک میں معاشی استحصال کی راہیں مسدود اور فقر و فاقہ اور مرض و جہالت کا استیصال ہو۔ عدم مساوات، اونچ نیچ اور چھوت چھات جیسی سماجی برائیاں

دور ہوں اور پس ماندہ طبقات اور گروہوں کو سماجی اور معاشی اعتبار سے اونچا اٹھایا جائے۔ علاقائی اور لسانی عصبیتیں اور مذہبی، لسانی اور تہذیبی اقلیتوں کے خلاف تعصبات اور نفرتیں مٹ جائیں۔

ہمارا ملک مختلف تہذیبی اور مذہبی اکائیوں کا گہوارہ ہے جس میں از روئے دستور انہیں اپنے تشخص، زبان اور خصوصی کلچر کے تحفظ و فروغ کی ضمانت حاصل ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان بنیادی حقوق کی راہوں میں تہذیبی جارحیت اور قابل نفرت فرقہ پرستی شدید رکاوٹ بنتی جارہی ہے جو فرقہ وارانہ یک جہتی کے لیے سخت مضرت رساں ہے اور جو ملک کی سالمیت کے لیے بھی نقصان کا موجب بن سکتی ہے۔ اس معاملہ میں خاص طور سے پرسنل لا، دینی تعلیم، اوقاف اور زبان وغیرہ سے متعلق اہم مسلم مسائل کو جس تنگ نظری، مخالفانہ طرز عمل اور غیر یقینی صورت حال کا سامنا رہتا ہے اسے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وہ بعض عناصر جو کلیت پسندانہ اور آمرانہ طرز عمل پسند کرتے اور جن کی طرف سے اس طرح کے رجحانات کا اظہار ہوتا رہتا ہے ان کا معاملہ بھی قابلِ لحاظ ہے اور جمہوریت کی بحالی و برقراری بھی جماعت کے نزدیک ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

جماعت اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے ترغیب و تلقین سے کام لیتی ہے وہ بلا لحاظ مذہب و ملت باشندگان ملک بالخصوص اُمت مسلمہ کے اشتراک و تعاون کی خواہش مند اور اس کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ ہمارے نزدیک ان مقاصد کے حصول کے لیے الیکشن بھی ایک اچھا اور کارآمد ذریعہ ہے چنانچہ ۱۹۷۷ء کے چند ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کے موقع پر جب جمہوریت کے تحفظ اور اس سلسلے میں دستور ہند کی بیالیسویں ترمیم کی منسوخی کا اہم مسئلہ ملک کے سامنے تھا تو ارکانِ جماعت کو ووٹ کے استعمال کی اجازت دے دی گئی تھی اور اسی نقطہ نظر کی بنا پر جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے حالیہ اجلاس منعقدہ فروری ۸۵ء میں طے کیا ہے کہ ارکان جماعت پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے الیکشن میں کچھ شرائط کے ساتھ اپنا ووٹ

استعمال کر سکتے ہیں۔

جماعت کے ان مذکورہ بالا اہم مقاصد سے اتفاق رکھنے والا امیدوار ہی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہمارے ووٹ کا مستحق ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان کے لیے حتی الوسع کوشش کرنے کا وعدہ کرے اور اس سے ایفائے عہد کی توقع ہو۔ ہمارے ووٹ کے مستحق امیدوار کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ملک کی اقلیتوں اور بالخصوص مسلم اقلیت کو دستور ہند نے جو ضمانتیں دی ہیں ان سے فی الجملہ واقفیت اور ہمدردی رکھتا ہو، وہ وعدہ کرے کہ منتخب ہو جانے پر ان کے موقف و مطالبات کی نہ صرف تائید کرے گا بلکہ ان کو نقصان پہنچانے والی کسی قانون سازی کی حمایت سے باز بھی رہے گا۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ بھی ہے کہ یہاں بعض عناصر ہیں جو جمہوریت دشمن اور اقلیت مخالف نقطۂ نظر رکھتے ہیں چنانچہ ایسے امیدوار ہرگز ہمارے ووٹ کے مستحق نہیں ہو سکتے جن کا تعلق کسی ایسی پارٹی سے ہے جو کلیت پسندانہ و آمرانہ نظام کی خواہشمند ہو یا جو اقلیتوں کے معاملہ میں دستوری ضمانتوں کے خلاف رویہ رکھتی ہو۔ ملک اخلاقی بحران کی جس سنگین صورت حال سے دوچار ہے اس میں امیدوار کے اخلاق و کردار پر نگاہ ڈالنا بھی بہت ضروری ہے۔ چنانچہ ووٹ کا مستحق اسی امیدوار کو قرار دیا جانا چاہیے جو اپنے حلقہ تعارف میں ایک سچے اور اچھے بھلے شخص کی حیثیت سے جانا مانا جاتا ہو۔

جماعت اسلامی ہند کی

مرکزی مجلس شوریٰ

کے

ارکان کے احساسات و تاثرات

جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ۱۵ فروری تا ۲۰ فروری ۱۹۸۵ء ایک غیر معمولی اجلاس جماعت کے مرکز دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں یہ مسئلہ زیر غور آیا کہ ارکان جماعت پر سے الیکشن میں ووٹ نہ دینے کی پابندی کن شرائط کے ساتھ اٹھالی جائے۔ ارکان شوریٰ کے تفصیلی تبادلۂ خیال کے بعد جو باتیں طے پائیں وہ پریس ریلیز کے عنوان سے اخبارات کے لیے جاری کی جاچکی ہیں۔

اخلاقی بحران اور اس کے خطرناک نتائج

مادہ پرستانہ نقطۂ نظر کو اختیار اور اخلاقی قدروں کو پامال اور نظر انداز کرنے کے نتائج سماج کی رسوائی اور مستقبل کے لیے سنگین خطرہ کی شکل اختیار کرتے جارہے ہیں۔ امیر و غریب طبقے کی تقسیم پریشان کن ہوگئی ہے جو معاشی ترقی ہوئی ہے وہ بھی عمومی فلاح کے نقطۂ نظر سے غیر متوازن اور کش مکش میں اضافہ کا باعث ہورہی ہے جگہ جگہ امن و قانون کے مسائل پیدا

ہو رہے ہیں اور عام سماجی زندگی پر بھی اس کے بُرے اثرات نمایاں طور پر نظر آنے لگے ہیں مختلف وزارتوں بینکوں کے اعلیٰ عہدیداروں کے خلاف جو سنگین الزامات گذشتہ دنوں منظر عام پر آئے ہیں اس نے صورت حال کو اور بھی تشویشناک بنا دیا ہے۔ یہ افسوسناک حقیقت اب کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ذمہ دار مناصب تک پر کام کرنے والے چیدہ افراد کے بارے میں بھی پوری طرح اعتماد کرنا مشکل ہوگیا ہے۔

وہ اپنی ناعاقبت اندیشی حقیر فائدوں اور نفسانی خواہشات کی تسکین کے لیے ملک کے اہم ترین راز دشمنوں کے ہاتھ فروخت کرکے ملک کے لیے زبردست خطرات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

یہ امر یک گونہ خوش آئند ہے کہ اس طرح کے خودغرض اور غلط کار افسروں کی جاسوسی و بدعنوانی کے الزامات کی تحقیق اور ان کے خلاف قانونی اقدامات کیے جارہے ہیں۔ توقع ہے کہ اس سے کرپشن پر قابو پانے میں مدد ملے گی لیکن اس سے مطلوبہ نتائج حاصل ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس مقصد کے لیے سماجی اصلاح کی حقیقی ٹھوس اور پائیدار تدبیر اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ بنیادی نقطہ نظر میں تبدیلی ہو۔ اپنے خالق و پروردگار کے سامنے جواب دہی کا یقین ہو اور روحانی و اخلاقی اقدار کو ان کا صحیح مقام دیا جائے۔

دل بدل قانون

سیاست و وزارت کے عنوان سے استحصال کا بازار ملک گیر پیمانے پر گرم ہوچکا ہے اور الیکشن میں کامیاب ہوجانے کے بعد قانون ساز اداروں کے ارکان کی جس طرح پیسے، اقتدار اور دوسرے گھٹیا مفادات کے لیے دل بدلی ہوتی رہی ہے وہ جگہ جگہ قابل افسوس شکل میں سامنے آتی رہی ہے اور ملک دوست اور سنجیدہ فکر شہری سخت تشویش اور یک گونہ مایوسی و بددلی میں

مبتلا رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں دل بدلی قانون کی منظوری اسی ناگفتہ بہ صورت حال کا نتیجہ تھا۔
اگر جمہوری اقدار کا صحیح معنوں میں احترام کیا جاتا تو ملک کے اس طرح کے کسی قانون کی ضرورت
پیش نہ آتی۔ اب یہ کہنا تو مشکل ہے کہ یہ نیا قانون اپنے نفاذ کی صورت میں کس حد تک
فی الواقع فائدہ مند ہوگا لیکن بظاہر یہی توقع کی جاتی ہے کہ حصول مقصد میں اس سے مدد ملے
گی البتہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسئلہ کا اصل حل باشندگان ملک کے اخلاقی د
سیاسی شعور کی بیداری اور جمہوری اقدار کے احترام میں ہے۔ اس بنا پر نہایت ضروری ہے کہ
بدعنوانیوں کے تمام دروازے بند کرنے کی کوشش کی جائے اور تمام سیاسی پارٹیاں بھی ملک
اور خود اپنے مفاد کے پیش نظر اپنے درمیان اس طرح کی حرکات نہ ہونے دیں جو گھٹیا سیاسی
مقاصد کے لیے ہوتی رہی ہیں۔ شہریوں کا یہ امید کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اس نئے قانون کا
وہ حشر نہ ہونے دیا جائے گا جس کا مظاہرہ کرپشن اور خود غرضی کی وجہ سے آئے دن ہوتا رہتا ہے

آسام

آسام میں آسامیوں اور غیر آسامیوں کا جو مسئلہ پیدا ہوا تھا اور جس نے غیر ملکیوں کے
نام پر ایک خطرناک اور پُرتشدد تحریک کی شکل اختیار کر لی تھی بدقسمتی سے کچھ فرقہ پرست عناصر
اسے آخر کار فرقہ وارانہ رُخ دینے میں کامیاب ہو گئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کو ڈرانے دھمکانے
اور تشدد آمیز حرکات کے لیے مزید زور پیدا ہو گیا تھا اور نہایت تباہ کُن فسادات کے نتیجے میں
ملک کو شدید نقصان اور بدنامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

فسادات کے بعد شہریت کے تحقیق کے لیے ٹریبونل قائم کرنے کا اعلان ہوا تو اس سے اس اندیشے کو تقویت ملی تھی کہ اس تحقیق سے آسام کے شہریوں خاص طور سے مسلمان شہریوں کو پریشان کیا جاسکتا ہے چنانچہ مختلف حلقوں نے خاص طور پر مسلم مجلس مشاورت اور جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے حکومت کو اس جانب توجہ دلائی تھی کہ کوئی ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جس سے لوگوں کو خواہ مخواہ پریشانی اٹھانی پڑے اور اصولوں کو طے کرنے اور ان کے عمل درآمد میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ ملک کے شہریوں کو اپنے قانونی دفاع کا صحیح اور پورا موقع مل سکے۔

اس مسئلے سے متعلق ملک کے دانشوروں، رہنماؤں اور سیاسی سماجی جماعتوں کی بھی ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کہیں اور کسی ایسے کام کی تائید و حمایت نہ کریں جو ریاست کی فضا کو خراب کرنے اور بے گناہ شہریوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کا باعث ہو سکتا ہے اگر مختلف اطراف اور خود حکومت کی طرف سے فضا کو پُرامن اور مسئلے کو عدل و انصاف کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے گی تو بجا طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ طرفین کے درمیان مذاکرات صحیح رُخ اختیار کریں گے اور کامیاب ہو جائیں گے۔

فرقہ پرستانہ پُرتشدد فضا

ملک اور سماج کی ہمہ جہتی اصلاح اور تعمیر و ترقی کا اس امر پر دار و مدار ہوتا ہے کہ وہاں امن و امان کا دور دورہ ہو اور فضا تشدد، منافرت اور عداوت سے پاک ہو۔ پُرامن طریقے اور آئینی و جمہوری ذرائع سے کام لے کر ہر شخص اور گروہ کو تعمیری مقاصد کے لیے جدوجہد کے کھلے مواقع حاصل ہوں لیکن یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ آزادی کے ۳۷ سال گزر جانے کے بعد ملک کی بگڑتی ہوئی فرقہ وارانہ فضا میں تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ طرح طرح کے مسائل اور نعروں سے عوام کے جذبات مشتعل اور ان کے درمیان عداوت و منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی رہتی ہے۔ جس کا نتیجہ تشدد اور فسادات کی شکل میں سامنے آتا رہتا ہے۔

کچھ دنوں پہلے رام جنم بھومی مکتی سمیتی نے اپنی اسکیم "مکتی مارچ" کا اعلان کیا تھا جس کے سلسلے میں بجا طور پر چاہیئے تھا کہ اس کے خلاف سنجیدہ نوٹس لیا جائے لیکن یہ دیکھ کر نہایت افسوس اور سخت تشویش پیدا ہوئی ہے کہ بعض فرقہ پرست عناصر اور سیاسی جماعتوں نے اس صریح ناعاقبت اندیشانہ اسکیم کی زور شور سے حمایت کی ہے جس سے ان خطرناک عزائم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو فضا کو خراب اور اسے فرقہ وارانہ فسادات کے لیے تیار کرتے ہیں۔

بہر حال ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے سچے بہی خواہ اور امن دوست عناصر حالات کی خطرناکی کا صحیح احساس کریں تاکہ ملک کی فضا منافرت و تشدد اور ناروا کشمکش سے محفوظ رہ سکے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس کی اہم اور اولین ذمہ داری ہے کہ وہ فوری طور پر ان خطرناک عزائم کی پوری قوت سے روک تھام کرے اور کسی بھی گروہ کو تشدد اور فساد کے بھڑکانے کا موقع نہ دے۔

•• پنجاب

پنجاب میں بہت دنوں سے بے اعتمادی اور بدامنی کی جو فضا ہے اس کے نتیجہ میں اس ریاست میں اور ملک کے دوسرے مقامات پر جو نقصانات اور قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اس سے پورا ملک واقف ہے۔ حالات پر قابو پانے اور ان مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں جو اقدامات کیے جاتے رہے ہیں ان سے اب تک کوئی خوشگوار اور خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ جنرل الیکشن کے دوران اور اس کے معاً بعد حکومت کی جانب سے جو کچھ کہا گیا تھا اس کے پیش نظر توقع تھی کہ مسئلہ کو صحیح رخ سے حل کرنے کی فوری اور موثر تدابیر اختیار کی جائیں گی اور ٹھوس اور مضبوط قدم اٹھائے جائیں گے لیکن ابھی تک کوئی واضح اور قابل اطمینان صورت سامنے نہیں آسکی ہے بلکہ کچھ ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ وقت گومگو کی حالت میں گذر رہا ہے۔

بہر حال حالات کا تقاضا ہے کہ حکومت، سکھ برادری اور ملک کے دوسرے عناصر گذشتہ المناک واقعات سے صرف نظر کرتے ہوئے حالات کو خوشگوار بنانے میں سنجیدگی سے توجہ کریں تاکہ مذاکرات کے لیے راہ بخوبی ہموار ہو جائے اور مسئلہ کا صحیح اور ایسا قابل اطمینان حل نکل آئے جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔ اس سلسلے میں مختلف اطراف سے اکالی لیڈروں کی رہائی کا جو مشورہ دیا گیا ہے وہ فی الواقع سنجیدہ توجہ کا مستحق ہے اور باہمی

مذاکرات کے لیے بہترین آغاز کا کام دے سکتا ہے۔

سری لنکا

سری لنکا کا سنہالی تامل نسلی مسئلہ روز بروز پیچیدگی اختیار کرتا جا رہا ہے اور حکومت اور تاملوں کے درمیان کشمکش شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے برابر جانی و مالی نقصان ہو رہے ہیں۔ پچھلے دنوں مذاکرات کے لیے حکومت کی طرف سے جو کانفرنس بلائی گئی تھی اس سے توقع کی جانے لگی تھی کہ کسر و انکسار سے کام لے کر کوئی ایسا فارمولہ معلوم کر لیا جائے گا جس سے طرفین کو اتفاق ہو اور معاملہ سے تعلق رکھنے والے تمام لوگوں کے لیے قابل قبول ہوگا لیکن کانفرنس میں حکومت کی جانب سے جو اسکیم پیش کی گئی اسے نہ تو تمل رہنماؤں نے قبول کیا اور نہ سنہالی مفادات کی رہنمائی و نمائندگی کرنے والوں نے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طرفین کے جذبات میں اور شدت پیدا ہو گئی اور اس کے بجائے کہ وہ ایک دوسرے کے خیالات و حالات کو سنجیدگی سے اور ٹھنڈے دل و دماغ سے سمجھنے کی کوشش کرتے اپنے اپنے موقف میں کچھ اور سخت ہو گئے۔ اعلانات و اقدامات سے یہ تاثر ملا کہ ان سے جن باتوں کو اختیار و قبول کر لینے کی جس حد تک توقع کی جاتی تھی وہ اس کے لیے بھی آمادہ نہیں ہیں۔ جذبات کی شدت اور باہمی کش مکش و تصادم کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ تمل باشندے خاصی بڑی تعداد میں ترک وطن کر کے ہندوستان آ گئے جس کی وجہ سے خود ہندوستان کے لیے بھی مسائل پیدا ہوئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ طرفین ٹھنڈے دل سے صحیح اور منصفانہ سیاسی حل کے لیے آمادہ ہوں اور اپنے اپنے یہاں باہمی مشورے سے معقول نکات کی بنیاد پر کوئی قابل عمل اسکیم تیار کریں تاکہ خوشگوار فضا میں سنجیدہ مذاکرات ہو سکیں اور ایسا متوازن و مناسب حل تلاش کیا جائے جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔

بھوپال کا المیہ

گذشتہ دنوں بھوپال میں جو گیس کا زبردست حادثہ پیش آیا وہ صنعتی تاریخ کا سب سے بڑا المناک حادثہ تھا۔ اس سے شہری آبادی کا ایک بڑا حصہ متاثر ہوا اور بڑی تعداد میں لوگ معذور اور ہلاک ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان اور دوسرے تمام متاثر اور معذور ہونے والے لوگ ہم سب کی

ہمدردی اور تعاون کے پورے پورے مستحق ہیں اور بھوپال اور بیرون بھوپال سے تعلق رکھنے والے ان تمام افراد اور سماجی، فلاحی اداروں کا کام لائق ستائش ہے جنہیں دامے، درمے، قدمے سخنے اپنے آفت زدہ بھائیوں کی خدمت کی توفیق ملی اور جن کی خدمت کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

باشندگان شہر کو حادثے کے اندیشے سے بروقت آگاہ اور حفاظت کے امکانی انتظام کے معاملے میں انتظامیہ سے جو غفلت اور کوتاہی ولاپروائی صادر ہوئی اس کے متعلق عوام اور دانشوروں کے تاثرات واحساسات پہلے ہی اخبارات میں آچکے ہیں۔ توقع ہے کہ آئندہ اسے ضرور ملحوظ رکھا جائے گا اور بجا طور پر شکایات کا موقع پیدا نہ ہونے دیا جائے گا اب حکومت کا اس جانب متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے کہ متاثر ہونے والوں کے نقصانات کی تلافی اور مسائل کے حل کے سلسلہ میں مزید تاخیر نہ ہو۔ اُمید ہے کہ اس معاملے میں فوری اور موثر اقدامات کیے جائیں گے اور یہ حقیقت سامنے رہے گی کہ وقت جیسے جیسے گذرتا ہے مسائل میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ان کے حل کے سلسلے میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آنے لگتی ہیں۔

مسلم مجلس مشاورت

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کی تشکیل سے مُلک گیر پیمانہ پر اتحاد اور بھائی چارہ کی خوشگوار فضا قائم کرنے کا جو اہم کام ہوا اور مسلمانوں میں ان کے خیرِ اُمت ہونے کا احساس ہونے کی جو کوشش کی گئی اسے آزاد ہند کی تاریخ میں فراموش کرنا بہت مشکل ہے اور اس کی ضرورت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس اہم ملی ادارے سے متعلقہ امور ومسائل کے حل کی بجا طور پر جو توقع کی جاتی ہے وہ پوری نہیں ہو رہی ہے اور اس تاخیر پر مختلف انداز سے لوگوں کے جو تاثرات وجذبات سامنے آتے رہتے ہیں انہیں بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا۔ ان کی تشویش بالکل قدرتی ہے۔ بہر حال یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کی جائے اور اس ادارے کو صحیح معنے میں فعال اور موثر بنانے پر فوری توجہ دی جائے تاکہ وہ طے شدہ خطوط پر گامزن ہو جائے اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں مایوسی وبددلی کی بجائے عزم وحوصلہ پیدا ہو۔

افریقی ممالک کا بھیانک قحط

ایتھوپیا اور افریقہ کے وہ دوسرے ممالک جو ان دنوں زبردست قحط کی لپیٹ میں ہیں وہاں لوگوں کی ایک خاصی بڑی تعداد موت کی آغوش میں سو چکی ہے جن میں بچے اور ضعیف عورتوں اور مردوں کی اکثریت ہے اور جو لوگ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں ان کی تعداد اور بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ ان پر رزق کی راہیں کھولے اور ان کی مصیبت و پریشانی رفع فرمائے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قحط کی مصیبت خشک سالی کے باعث پیدا ہوئی ہے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ ان ملکوں کی حکومتوں اور مخالف حکومت گروہوں کے درمیان جو تصادم اور کش مکش برپا ہے اس نے خانہ جنگی کی صورت پیدا کر دی ہے اور اس سے نہ صرف یہ کہ ان ملکوں کے اپنے وسائل حالات کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہیں بلکہ باہر سے جو امداد مل رہی ہے وہ بھی کچھ اس طرح کی ناعاقبت اندیشانہ حرکات کی نذر ہو رہی ہیں۔ پریس میں جو خبریں آتی رہتی ہیں ان سے تو یہاں تک تاثر ملتا ہے کہ حکومتیں ان لوگوں تک صحیح طور پر امداد نہیں پہنچنے دیتیں جو اصلاً اس کے مستحق ہیں بلکہ اس اختلاف خیال نے مشکل کو اور سخت بنا دیا ہے کہ امداد حکومتوں کے ذریعہ پہنچے یا ان دوسرے ذرائع سے جو امداد پہنچانے والی ایجنسیوں کے نزدیک قابل اعتماد ہوں۔

دنیا کے مختلف ملکوں میں افریقی مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کے لیے جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ قابل قدر ہیں مگر بہت بڑے پیمانہ پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے ایسا ہی خود اقوام متحدہ کے بعض ذمہ داروں کی جانب سے کہا گیا ہے۔ ان ملکوں کی خاصی بڑی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور دولت مند مسلمانوں کی جانب سے ابھی تک وہ توجہ نہیں کی گئی ہے جو ان کی ذمہ داری کا تقاضا ہے۔ یوں تو انہیں ان تمام ہی لوگوں کی خدمت کے لیے اپنے مالی وسائل سے کام لینا چاہیے جو روٹی روزی اور دیگر اشیائے ضروری کے محتاج ہیں لیکن انہیں اس خطرے کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ باہر سے جو امداد وہاں پہنچ رہی ہے اس سے خود مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی راہیں کشادہ ہو رہی ہیں جو خدانخواستہ ناپسندیدہ نتائج بھی پیدا

کر سکتی ہیں۔

ایران عراق جنگ

عراق اور ایران کے درمیان جو جنگ ساڑھے چار سال سے جاری ہے اس کا کوئی بہتر مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا ہے اور نہ بظاہر اس کی کوئی توقع ہی دکھائی دیتی ہے۔ اس سے طرفین کا جو جانی و مالی نقصان ہوا ہے اور خاصے وسیع علاقے کی جس طرح بربادی ہوئی ہے اس پر مسلمانانِ عالم کا گہرا دکھ اور دلی اضطراب بالکل قدرتی ہے مسلم سربراہان مملکت غیر جانبدار تحریک اور اقوام متحدہ کی جانب سے اس سلسلے میں جو کوششیں ہوئی ہیں وہ بھی ابھی تک ناکام ہی ثابت ہوئی ہیں بلکہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ فی الواقع ان اداروں کی جانب سے طرفین کے سامنے باہمی سمجھوتے اور جنگ بندی کے سلسلے میں کیا تجویزیں پیش کی گئی ہیں اور وہ خود اس مقصد کے لیے کن نکات کو جنگ بندی اور صلح و صفائی کے لیے منصفانہ اور قابل قبول حل سمجھتے ہیں۔ بہرحال دونوں متصادم طاقتوں کو ذرا ٹھنڈے دل اور پوری سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے کہ اس بے مقصد جنگ سے اُمتِ مسلمہ کا کتنا زبردست نقصان اور اس کی رسوائی ہو رہی ہے اور صلح و صفائی کرانے والوں کو بھی مدبرانہ اور حکیمانہ انداز میں اپنی کوششیں تیز تر کر دینی چاہیئے تاکہ وہ کامیاب ہوں اور جنگ جلد سے جلد بند ہو جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت مندانہ خطوط پر کوششیں جاری رکھنے کا موقع فراہم اور انہیں کامیابی سے ہمکنار کرے۔

افغانستان

گذشتہ پانچ برسوں سے افغانستان کا مسئلہ عالمی ضمیر کے لیے ایک زبردست چیلنج بنا ہوا ہے اور اسے حل کرنے کی جو کوششیں اب تک ہوئی ہیں صحیح معنوں میں ان کا کوئی حل اب تک سامنے نہیں آیا ہے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوویت یونین جو اس قضیہ کا اصل ذمہ دار اور فریق ہے اپنی جارحیت کا سلسلہ برابر جاری رکھنا چاہتا ہے اور سیاسی حل کے لیے جو مذاکرات اقوام متحدہ کے نمائندے کے ذریعہ ہوتے رہے

ہیں ان سے بھی اس کا مقصد افغانستان میں اپنی جڑیں مضبوط کر لینا ہی معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال اقوام متحدہ کے نمائندے کی جانب سے آئندہ مئی کے لیے مذاکرات کے سلسلے میں جو بیان شائع ہوا ہے اس میں انہوں نے اس اُمید کا اظہار کیا ہے کہ آخر کار مذاکرات کامیاب ہوں گے خدا کرے ایسا ہی ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ متعلق طاقتیں اور دنیا کے آزادی پسند ممالک اس مسئلہ کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کریں تاکہ اس علاقے اور پوری دنیا کے امن وامان کو برباد ہونے سے، بچایا جاسکے اس سلسلے میں اسلامی کانفرنس اور مسلمان اقوام کی جو ذمہ داری ہے اسے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے انہیں اس پر ضرور نگاہ رکھنی چاہیئے کہ افغانستان کا مسئلہ ہو یا ان کا کوئی دوسرا مسئلہ اس کا حل اسی صورت میں برآمد ہوسکتا ہے جبکہ خود انہیں اس کا صحیح شعور واحساس ہو اور اپنی صلاحیتیں اور وسائل ان پر لگانے کے لیے آمادہ وتیار ہوجائیں۔

اسلحہ کی دوڑ اور بڑی طاقتیں

ایک طویل عرصہ سے بڑی طاقتوں کے درمیان جدید اسلحہ خاص طور پر ایٹمی ہتھیاروں کی جو قابل نفرت دوڑ جاری ہے اس نے پوری دنیا کو شدید اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امریکہ سے روسی مذاکرات سے جب گزشتہ سال روس نے علیحدگی اختیار کرلی تھی تو دنیا کی پریشانی و بے چینی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ بڑی طاقتوں کو عام انسانی برادری کے مستقبل کا کس حد تک احساس ہے لیکن خود اسے ان کے اپنے تحفظات ومفادات کے شدید طور پر متاثر ہوجانے کا اندیشہ ہی کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے وہ مذاکرات کا آغاز کرنے پر پھر آمادہ ہوگئے ہیں اگرچہ امریکا کے خلائی دفاعی تجربات کا اختلافی مسئلہ کبھی کبھی یہ اندیشہ بھی پیدا کردیتا ہے کہ یہ مذاکرات کسی مرحلہ پر پھر ناکام نہ ہوجائیں پھر بھی بڑی حد تک یہی توقع کی جارہی ہے کہ ان کا کچھ نہ کچھ مثبت نتیجہ ضرور نکلے گا۔ ان دونوں بڑی طاقتوں اور ان کے علاوہ دیگر یورپی بڑی طاقتوں کو اس مسئلہ میں پوری سنجیدگی سے غور کرکے وہ اہمیت دینی چاہیئے جس کا یہ مسئلہ فی الواقع مستحق ہے۔ ساتھ ہی دنیا کی دوسری قوموں کو بھی اپنی زوردار آواز بلند

کرنی چاہیئے تاکہ وہ کسر وانکسار سے کام لے کر جوہری اسلحہ پر مکمل پابندی یا بدرجہ آخر معقول حد تک ان میں تخفیف کے لیے آمادہ ہوجائیں۔

پچھلے دنوں دہلی کی سربراہ کانفرنس میں ۶ ملکوں کے درمیان مذاکرات میں جو نکات متعین کیے گئے توقع ہے کہ ان سے بھی اس معاملہ میں مدد ملے گی۔

اس دوڑ کے خاتمہ سے متعلق فیصلہ کے ساتھ اس طرح کی نگرانی کے انتظام پر بھی اتفاق ضروری ہے جو موثر طور پر اس امر کی دیکھ بھال کرتا رہے کہ معاہدات کی کسی جانب سے بھی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔

افضل حسین
قیم جماعت

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۲۹ ِاپریل تا ۵ِ مئی ۱۹۸۵ء

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس ۵ِ مئی ۱۹۸۵ء کی شام کو اختتام پذیر ہوا۔ جماعت کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ پیش کی گئی۔ کچھ ضروری امور ومسائل زیرِغور آئے اور مناسب فیصلے کیے گئے۔

مرکزی بیت المال کا گوشوارہ آمد وصرف مع آڈٹ رپورٹ پیش کیا گیا۔ ارکان شوریٰ نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے بعض ضروری مشورے بھی دیئے۔

یکم اپریل ۱۹۸۵ء تا ۳۱ِ مارچ ۱۹۸۶ء کا بجٹ منظور کیا گیا۔ متوقع سالانہ آمدنی ۹،۵۴،۹۶۰/- متوقع مصارف ۱۲،۴۲،۰۰۰/- اس طرح ۲،۸۷،۰۴۰/- کا متوقع خسارہ ہے جو متوسلین جماعت کی اعانتوں اور قرض لے کر پورا کیا جائے گا۔

حالات حاضرہ پر تفصیل سے غور ہوا۔ مطلقہ کے نان ونفقہ سے متعلق سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ، قرآن مجید کو غیرقانونی قرار دینے کے لیے کلکتہ ہائیکورٹ میں دائر کردہ مقدمہ، گجرات کے بھیانک اور مسلسل چلنے والے فسادات، سری لنکا کی سنگین صورت حال پر ارکان مجلس کے شدید

تاثرات سامنے آئے اور منسلکہ قراردادیں منظور کی گئیں ۔

یہ اجلاس محترم امیر جماعت اسلامی ہند مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ درج ذیل ارکان مجلس شوریٰ شریک اجلاس ہوئے ۔

۱۔ جناب رشید عثمانی صاحب مہاراشٹر (۲) جناب عبدالفتاح صاحب اڑیسہ (۳) جناب عبدالعزیز صاحب آندھرا (۴) جناب ڈاکٹر احمد سجاد صاحب رانچی (۵) مولانا سید احمد عروج قادری زندگی نو (۶) جناب اعجاز احمد اسلم صاحب مدراس (۷) جناب ٹی کے عبداللہ صاحب کیرلہ (۸) جناب کے سی عبداللہ صاحب کیرلہ (۹) جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب ایم پی (۱۰) سید حامد حسین صاحب یوپی (۱۱) جناب سید یوسف صاحب مرکز (۱۲) جناب محمد سراج الحسن صاحب مرکز (۱۳) جناب محمد شفیع مونس صاحب مرکز (۱۴) افضل حسین قیم جماعت

۱۔ مطلقہ عورت کے نان ونفقہ سے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند نے اپنے سالانہ اجلاس میں مطلقہ عورت کے نان و نفقہ سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلہ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۸۵ء پر اپنی گہری تشویش اور سخت اضطراب کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کے قول وفعل کے اس تضاد کا کھلا نتیجہ ہے جو اس نے اختیار کر رکھا ہے ۔

۱۹۷۳ء میں جب ضابطہ فوجداری کی تدوین جدید ہو رہی تھی تو اسی وقت مسلم رہنماؤں نے حکومت ہند سے پُرزور مطالبہ کیا تھا کہ اس کی دفعہ ۱۲۵ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے کیونکہ مطلقہ عورت کو عقد ثانی تک سابقہ شوہر کی بیوی ماننا مسلمانوں کے قانون نکاح وطلاق میں صریح مداخلت کے مترادف ہے اور آنجہانی محترمہ اندرا گاندھی نے اس مطالبہ سے اتفاق کیا تھا ۔ چنانچہ وزارت داخلہ میں اس وقت کے وزیر مملکت مسٹر رام نواس مردھا نے راجیہ سبھا میں واضح طور پر

یقین دہانی کرائی تھی کہ حکومت ضابطہ فوج داری کے ذریعہ مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی مگر سپریم کورٹ کے فاضل جج صاحبان نے اب یہ کہا ہے کہ حکومت ہند کو یہ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ مہر کی رقم طلاق دینے ہی پر واجب الادا ہوتی ہے جب کہ ان کے خیال کے مطابق یہ درست نہیں ہے اس طرح گویا ضابطہ فوج داری کی دفعہ ۱۲۷ (۳) (ب) اب عملاً غیر موثر ہو کر رہ گئی ہے۔ اپنے تازہ فیصلہ میں سپریم کورٹ کی آئینی بنچ نے (اپنے خیال کے مطابق) بائی طاہرہ کیس کی ایک غلطی کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ اصلاح کی ہے کہ مذکورہ مقدمہ میں ضابطہ فوجداری کی متذکرہ دفعہ کا جو تعلق مہر سے جوڑا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ان مباحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت ہند اگر روز اول ہی سے ضابطہ فوجداری کی دفعات ۱۲۵، ۱۲۷ سے مسلمانوں کو واضح طور سے مستثنیٰ قرار دے دیتی تو فاضل جج صاحبان کو بائی طاہرہ یا فضل بی یا محمد احمد خاں مقدمات کے ذریعہ مسلمانوں کے شرعی قوانین کو اس طرح عملاً بے وقعت ٹھہرانے کا موقع نہ ملتا۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے حکومت ہند سے پر زور مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی یقین دہانیوں کو روبہ عمل لائے اور ضابطہ فوجداری کی متذکرہ دفعات میں فی الفور مناسب ترمیم کر کے مسلمانوں کو ان سے مستثنیٰ کر دے۔ اب یہ ضرورت بھی نمایاں تر ہو گئی ہے کہ آئین کے رہنما اصول کے باب میں درج دفعہ ۴۴ کے تعلق سے بھی کوئی واضح اور دو ٹوک فیصلہ کیا جائے تاکہ اس کی آڑ میں مسلم پرسنل لا کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا سدباب ہو سکے۔

مقدمہ محمد احمد خاں بنام شاہ بانو بیگم کا فیصلہ سناتے ہوئے آئینی بنچ نے جس انداز میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی مداخلت پر نکتہ چینی کی ہے اس سے کوئی اچھا تاثر بہر حال قائم نہیں ہوتا۔ عدالت نے آئین کی دفعہ ۴۴ کے تحت عملی اقدام کے لیے حکومت کو ابھارا ہے تاکہ (اس کے اپنے خیال کے مطابق) مختلف نظریات کے حامل قوانین سے باشندگان ملک کی وفاداریوں کو مٹایا جا سکے اور قومی یکجہتی سہل الحصول ہو جائے مگر تھوڑے سے غور و فکر کے بعد یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی

ہے کہ یہ طرزِ فکر نہایت خطرناک رجحانات کی نشاندہی کرتا ہے۔ سپریم کورٹ ہی کے دو فاضل جج صاحبان (جسٹس مرتضیٰ افضل علی اور جسٹس اے ورداراجن) نے ۳ فروری ۱۹۸۱ کو جس غرض سے یہ مقدمہ ایک وسیع تر بنچ کے حوالے کیا تھا وہ یہ تھی کہ مقدمہ بائی طاہرہ اور فضل بی کے فیصلے انہیں پرسنل لا کے بنیادی تصور طلاق کے منافی اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۷ (۳) (ب) کے سیدھے سادے مفہوم کے خلاف معلوم ہوئے۔ اس بنا پر ان کا خیال تھا کہ ان کے دوررس اثرات پر مبنی سوالات کا پورا پورا جائزہ لیا جانا چاہیئے مگر اپنے حالیہ فیصلہ میں فاضل جج صاحبان نے قرآن و حدیث کے اور بعض قانون والوں کی رایوں کے جس انداز سے حوالے دیئے ہیں ان سے ایسا لگتا ہے کہ حق و انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کے بجائے انہیں کچھ من پسند تاویلات کے ذریعہ خاص رجحانات کی ترشیق کی زیادہ فکر رہی ہے۔ مہر کی تعریف متعین کرنے میں جہاں ملّا اور ڈاکٹر پارس دیوان کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے اور کسی نہ کسی طرح ایک خاص مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہیں ان دونوں صاحبان کی اور طیب جی کی ان تحریروں کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا کہ عدت کی تکمیل پر نان و نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر سے پوری طرح ساقط ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جہاں محمد احمد خاں کی طرف سے قانون شرعی کی محافظت کرنے والوں پر سخت تنقید کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ ایک غیر ضروری جوش و جذبہ کا مظاہرہ ہے وہیں شاہ بانو کی تائید کرنے والی ایک تنظیم کی ستائش کی گئی ہے۔ بار بار ڈاکٹر طاہر محمود کے حوالے دیئے گئے ہیں کہ کس طرح موصوف نے مسلم پرسنل لا کو ختم کر کے یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا مطالبہ کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ حکومت پر کسی وکیل کے حوالے سے یہ طنز بھی کیا گیا ہے کہ اس کے پاس قانون کی قوت ضرور ہے مگر سیاسی جرأت کہاں ہے؟ یہ فقرے اس بات کے غماز ہیں کہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی عدالت کی پُروقار آئینی بنچ کے فاضل جج صاحبان سے شعوری یا غیر شعوری طور پر وہ معیارات نظر انداز ہو گئے ہیں جنہیں ایک آزاد غیر جانبدار اور حق و انصاف کے معاملہ میں حقیقی معنوں میں حساس عدلیہ کا طرۂ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ اس پس منظر میں اگر کچھ لوگوں کے ذہنوں

یں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے کہ ہماری عدلیہ خدانخواستہ کہیں پابند عدلیہ کی راہ پر نہ چل پڑے تو یہ کوئی غیر فطری بات نہیں ہے۔

مجلس شوریٰ نے ملکی عدالتوں کے فاضل حکام سے بجا طور پر اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ وہ ذاتی رجحانات اور میلانات سے بلند تر ہو کر مختلف تہذیبوں کے حامل اپنے ملک کے باشندوں اور مختلف طبقات کے معاملہ میں ان کے رسم و رواج اور شخصی قوانین کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے مبنی بر انصاف فیصلے کریں گے۔

جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے مسلمانانِ ہند کو توجہ دلائی ہے کہ وہ قوانین شرعی کی صحیح معنوں میں پابندی کریں اور یہ یاد دلایا ہے کہ اس معاملہ میں کوتاہی دنیا و آخرت دونوں جگہ خسارہ کا باعث بن سکتی ہے۔ اس میں صریح کوتاہی سے اغیار کو خدا و رسول کی باتوں کا مذاق اڑانے کا موقع ملتا ہے۔ اب یہ اور بھی ضروری ہوگیا ہے کہ شرعی پنچائتوں اور نظام قضاۃ کے ذریعے اختلافات و نزاعات کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے مسلم پرسنل لا بورڈ سے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ وہ مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر ان بے انصافیوں کے خاتمہ کے لیے پُرامن، منظم اور نتیجہ خیز جدوجہد کی رہنمائی کرے گا جن کا ملت اسلامیہ ہند کو سامنا ہے۔

گجرات کے بھیانک فسادات

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس میں گجرات کے بھیانک اور قابل مذمت فسادات اور کثیر جانی و مالی نقصانات پر سخت رنج و افسوس اور گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ شہدائے کے لیے دعائے مغفرت اور ہلاک شدگان کے پس ماندگان سے دلی ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے انہیں صبر و تحمل اور ہمت و استقلال کی تلقین کی ہے۔ حکومت جو امن و انتظام کو قائم اور عدل و انصاف کے معاملہ میں ناکام رہی ہے اس کی کوتاہ اندیشی

پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اس کی ذمہ داری یاد دلائی ہے اور اس سے مطالبہ کیا ہے کہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ مجرموں کو ان کے اثر و رسوخ کا کوئی لحاظ کیے بغیر قرار واقعی سزا دی جائے اور متاثرہ لوگوں کو ان کے جانی و مالی نقصان کا معاوضہ ادا کیا جائے۔

مجلس شوریٰ نے ان خبروں پر خصوصیت سے اظہار تشویش کیا ہے کہ امن وانتظام کی ذمہ دار ایجنسیوں اور پولیس نے نہ صرف اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کی ہے بلکہ کھلا جانبدارانہ رویہ اختیار کیا ہے اور اس کا یہ رویہ "نزلہ برعضو ضعیف" کی مثل کا مصداق ہو گیا ہے۔

مجلس شوریٰ نے ان اطلاعات پر سخت حیرت اور افسوس ظاہر کیا ہے کہ تعلیم گاہوں اور ملازمتوں کے سلسلے میں ریزرویشن کی پالیسی گھٹیا مفادات کے حصول کی آئینہ دار ہے۔ یہ سراسر غیر عادلانہ اور غیر حکیمانہ پالیسی ہے کہ معاشی پسماندگی کے بجائے کچھ ذاتوں، برادریوں کو ریزرویشن کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں حکومت نے رائے کمیشن کی سفارش کو بھی قطعی طور پر نظر انداز کر دیا ہے۔ الیکشن کے موقع پر اضافہ کے اعلانات سے اگرچہ حکمراں جماعت کو فائدہ ہوا لیکن اس سے اونچی ذات کے طلبا برافروختہ اور آمادۂ فساد ہو گئے اور اب یہ بات بھی کھل کر سامنے آنے لگی ہے کہ فسادات کو جان بوجھ کر سیاسی مفادات کے لیے فرقہ وارانہ رنگ دیا گیا ہے۔

مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ ایک سخت ظالمانہ اور ناعاقبت اندیشانہ رویہ ہے خواہ اس کی ذمہ دار حکمراں جماعت یا اس کا کوئی گروپ ہو یا وزیر اعظم کے مطابق اس کی ذمہ داری اپوزیشن پر عائد ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ نے ملک کے عوام اور ذمہ دار جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ امن و امان کی بحالی اور فضا کو خوشگوار بنانے کی مل جل کر فوری اور بھرپور کوشش کریں اور اسی کے ساتھ فراخ دستی سے کام لے کر اپنے ستم رسیدہ بھائیوں کے زخموں پر پھایا رکھیں اور بھرپور مالی تعاون کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے انہیں جان و مال کے نقصانات سے محفوظ رکھا۔

سری لنکا کی سنگین صورتحال

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے سری لنکا کی اس سنگین صورت حال پر تشویش ظاہر کی ہے جو وہاں کے سنہالی اور ٹمل نسل کے باشندوں کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے اور جس نے وہاں کی حکومت اور ٹمل باشندوں کے درمیان مسلح تصادم کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ امن وامان درہم برہم ہے۔ قیمتی جانیں آئے دن ضائع ہو رہی ہیں اور ٹمل باشندوں کی ایک خاصی بڑی تعداد اپنا گھر بار چھوڑ کر ہندوستان آچکی ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے ملک اور سری لنکا دونوں پڑوسیوں کے باہمی تعلقات متاثر ہو رہے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے ان واقعات پر مزید تشویش کا اظہار کیا ہے جو حال میں علیحدگی پسند ٹمل باشندوں اور ٹمل بولنے والی مسلم آبادی کے درمیان پیش آئے ہیں اور جن کی وجہ سے مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہوتا نظر آرہا ہے۔ مجلس شوریٰ کے نزدیک اس حقیقت کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ ساری مخلوق خدائے واحد کا کنبہ ہے اور اولاد آدم ہونے کی حیثیت سے سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس بنا پر نہایت ضروری ہے کہ ان کے مابین محبت اور ایک دوسرے کا احترام ہو اور مل جل کر رہیں۔ دانش مندانہ رواداری اور مخلصانہ تعاون کے ساتھ زندگی گذاریں۔

مجلس شوریٰ نے کہا ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح سری لنکا کی فلاح وبہبود اور تعمیر وترقی کی بھی بہترین راہ یہی ہے کہ وہاں کے باشندے اپنے ملک کی سالمیت اور اتحاد کی قدر پہچانیں۔ امن وامان کی ضرورت واہمیت کو محسوس کریں اور اختلافات کو رفع اور مسائل کو حل کرنے کے لیے منصفانہ اصول اختیار کریں جو بجا طور پر سب کے لیے قابل قبول ہو۔ مجلس شوریٰ نے یہ توقع بھی ظاہر کی ہے کہ سری لنکا کی حکومت فریقین کے سامنے

مصالحت کے لیے نئے اور قابل عمل نکات پیش کرے گی اور کسر وانکسار اور دانش مندی سے کام لے کر فریقین مسئلہ کا حل تلاش کرلیں گے۔ حکومت ہند اور حکومت سری لنکا کے درمیان مذاکرات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ بھی آگے بڑھے گا اور حکمت و دانائی اور وسعت نظری سے کام لے کر مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اپنا گھر بار چھوڑ کر جو ٹمل باشندے ہندوستان آگئے ہیں وہ عزت و وقار کے ساتھ اپنے وطن جلد واپس جاسکیں گے۔

افضل حسین
قیم جماعت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی اور میقاتی پروگرام

اپریل ۱۹۸۶ء تا مارچ ۱۹۹۰ء

تمہید

جماعت اسلامی ہند کا نصب العین اقامت دین ہے۔ وہ بے کم و کاست پورے دین اسلام کو قائم کرنے اور باطن سے لے کر ظاہر تک انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ملک میں کام کر رہی ہے۔ اسلام افراد کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور ان کی اُخروی نجات و فلاح کا ضامن ہونے کے ساتھ مکمل اور بہترین نظامِ حیات بھی ہے۔ وہ انسانی سماج کے تمام مسائل کو بحسن و خوبی حل کرتا اور بلا امتیازِ رنگ و نسل تمام افراد، اصناف اور طبقات کے لیے عدل و قسط، خیر و صلاح اور تعمیر و ترقی کا بہترین سامان فراہم کرتا ہے۔ جماعت اسلامی کو یقین ہے کہ ہمارا ملک جن مسائل سے دوچار ہے اور اہل ملک اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگی کے جس فکری و عملی بحران میں مبتلا ہیں اسلام ان کا بہترین اور موزوں حل ہے۔ اسی اسلام کی اقامت کے لیے جماعت اسلامی ہند جدوجہد کر رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند اس نصب العین کے حصول کے لیے کتاب اللہ اور

سنت رسول اللہ ؐ کی ہدایات کے تحت اخلاقی، تعمیری پرامن جمہوری اور آئینی طریقہ اختیار کرتی ہے اور ایسی تمام باتوں سے مجتنب رہتی ہے جو صداقت و دیانت کے خلاف ہوں یا جن سے فرقہ وارانہ منافرت، طبقاتی کشمکش اور فساد فی الارض رونما ہو سکتا ہو۔

"جمہوری و آئینی" کے مفہوم میں انتخابی سیاست میں حصہ لینا بھی شامل ہے چنانچہ جماعت مناسب وقت پر اپنے اصولوں کے تحت الیکشن میں حصہ لے سکتی ہے۔ ارکان جماعت پارلیمانی انتخاب میں طے شدہ شرائط کو ملحوظ رکھ کر اپنی رایوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی پالیسی

۱۔ دعوت | جماعت غیر مسلم بھائیوں میں اس طرح کام انجام دے گی کہ اسلام اور تحریک اسلامی کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں۔ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات (توحید، رسالت، آخرت) اور ان کے بنیادی تقاضوں سے واقف ہو جائیں۔ اپنے خالق و مالک پروردگار کی خالص بندگی کی راہ ان پر واضح ہو جائے۔ اور بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو مٹانے میں وہ معاون بن سکیں۔

۲۔ اسلامی معاشرہ | جماعت مسلمان بھائیوں کے سامنے اسلام کے صحیح اور مکمل تصور اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں اس کے تقاضوں کو حکمت کے ساتھ واضح کرے گی تاکہ وہ پابند شریعت اور ان کی زندگیاں فکری و عملی خرابیوں سے پاک اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو جائیں۔ وہ اپنے قول و عمل سے دین حق کی شہادت دینے لگیں اور وہ داعی گروہ کی حیثیت سے اسلام کو قائم کرنے کا اپنا منصبی فریضہ انجام

دینے کے قابل ہو جائیں۔

۳۔ بنیادی اخلاقی امراض اور باطل افکار پر تنقید | جماعت، نفسانیت، اباحیت مادّہ پرستی اور لادینی نظریات و تحریکات، سطحی محدود اور راہبانہ مذہبی تصوّرات، مجرّد روحانیت ABSOLUTE SPIRITUALISM شرک و الحاد اور دیگر باطل افکار و عقائد پر تنقید کرے گی اور ہدایت الٰہی کی ہمہ جہتی اور کامل اتباع کی ضرورت واضح کرے گی۔

۴۔ ملّی مسائل | جماعت ملّتِ اسلامیہ کے ان اہم امور و مسائل پر مناسب توجہ دے گی جن کا تعلق دین اور ملّتِ اسلامیہ کے تحفظ و بقا اور اس کے دینی و تہذیبی تشخّص سے ہو مثلاً دینی تعلیم اور مسلم پرسنل لا وغیرہ۔

۵۔ ملکی مسائل | جماعت، سرمایہ پرستی، معاشی استحصال، کرپشن، اونچ نیچ، چھوت چھات اور ظلم و ناانصافی، مذہبی، لسانی اور علاقائی تعصبات، کلیت پسندانہ اور آمرانہ رجحانات تہذیبی جارحیت اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے آواز بلند کرے گی اور بنیادی انسانی حقوق بالخصوص جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ عقیدہ و مذہب اور رائے و ضمیر کی آزادی، معاشی عدل، سماجی مساوات اور انسانی اخوت کی قدروں کو فروغ دینے اور مذہبی لسانی اور تہذیبی اقلیتوں کے تشخّص کی حفاظت کرنے، پسماندہ طبقات اور گروہوں کو اونچا اٹھانے، کسانوں اور مزدوروں کے مسائل حل کرنے اور فقر و فاقہ اور ناخواندگی کے ازالہ کی حسبِ استطاعت جدوجہد کرے گی۔

۶۔ عالمی مسائل | ایسے عالمی مسائل جن پر اظہارِ خیال کرنا اخلاق، انسان دوستی اور اسلامی اخوت کا تقاضا ہے مثلاً عالمی امن و امان، بنیادی انسانی حقوق،

ہمدردی و خیر خواہی عدل و انصاف اور اقوام کی آزادی اور سامراجیت، صہیونیت اور ایٹمی اسلحہ وغیرہ کی خطرناکی، جماعت ان پر حسب ضرورت بے لاگ اور منصفانہ اظہارِ خیال کرے گی۔

۷۔ خدمتِ خلق | جماعت بلا لحاظ مذہب و ملت مریضوں، معذوروں اور ضرورتمندوں کو حسب ضرورت سہارا دینے اور مصیبت زدہ لوگوں اور مظلوموں کو امداد پہنچانے کا اہتمام کرے گی۔

۸۔ تربیت و تنظیم | جماعت اپنے ارکان کی ہمہ جہتی تربیت اور داخلی استحکام کا اہتمام کرے گی۔ وہ اس بات کی کوشش کرے گی کہ ارکانِ جماعت اپنی پوری زندگی میں اسلام کے سچے پیرو، اقامتِ دین کے لیے سرگرم عمل، راہِ حق میں ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مظہر اور نظم و اجتماعیت کے پہلو سے بنیانِ مرصوص بن جائیں۔ یہ کام جماعت کا اوّلین اور سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہوگا۔

ضروری ہدایات

۱۔ مندرجہ بالا پالیسی کی روشنی میں ہر تنظیمی حلقہ اپنی استطاعت اور اپنے حالات و ضروریات کے پیش نظر اپنا پروگرام بنائے اور مرکز کی توثیق کے بعد اسے نافذ کرے۔

۲۔ شہروں اور دیہات دونوں میں کام کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسی طرح مردوں کے ساتھ خواتین اور طلبہ کے ساتھ طالبات میں کام کی طرف پوری توجہ دی جائے۔

۳۔ بلا لحاظ مذہب و ملت افراد اور جماعتوں سے اپنے کاموں کے سلسلہ میں

تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور اپنے اصولوں کے تحت ان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

۴۔ معروف ذرائع | میثاقی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حسبِ حال درجِ ذیل معروف ذرائع سے کام لیا جائے:

- انفرادی وبشکل وفود ملاقاتیں • گھر گھر پیغام رسانی • عام اجتماعات وخطابات
- قرآن وحدیث کے درس • نمازوں کے بعد مختصر تذکیر • خطبات جمعہ ونکاح وعیدین
- منتخب افراد کی خصوصی نشستیں اور کارنر میٹنگیں • سمپوزیم • سیمینار • مذاکرات
- اسٹڈی سرکل اور مطالعاتی گروپ • اہم تقریبات، اجتماعات اور اہم مواقع پر وقتی بک اسٹال • نمایاں مقامات پر کتبات وچارٹس • شارع عام پر بینرس (BANNERS) اور بورڈ • ٹی پارٹیاں اور عصرانے • تقریباتی مجالس • دارالمطالعہ • گشتی لائبریریاں • کیسٹ لائبریریاں • گھریلو اجتماعات • ذمّہ داروں کی پریس کانفرنسیں اور اخباری بیانات • نشری تقریریں • ہفتے منانا • ذمّہ داروں کے دوروں کے مواقع پر خصوصی پروگرام • اخبارات ورسائل، کتابوں اور کتابچوں کی اشاعت • ہینڈبلو یادوورقہ، سہ ورقہ کی تقسیم • خط وکتابت وغیرہ۔

پروگرام

۱۔ دعوت

(پالیسی کی دفعہ ۱ کے تحت)

الف: غیر مسلم بھائیوں کے سلسلہ میں کوشش کی جائے گی کہ:

۱۔ ان سے بے لوث برادرانہ تعلقات قائم ہوں، اسلام، مسلمانوں اور تحریک اسلامی کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں اور جماعت کی ایک اصولی غیرفرقہ وارانہ اور ملک و باشندگانِ ملک کی بہی خواہ جماعت ہونے کی حیثیت ان پر واضح ہو جائے۔

۲۔ اسلام کے حقیقی اور جامع تصوّر سے وہ اس حد تک واقف ہو جائیں کہ توحید اور زندگی میں اس کی قدر و قیمت جان لیں۔ ہدایتِ الٰہی اور رسالت محمدی کی ضرورت و اہمیت اور آخرت کا تصور ان پر واضح ہو جائے اور اسلام کے بارے میں ان پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہو جائے کہ وہ اللہ کا دین ہے جو ہر ملک اور ہر دور میں انسانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح، مسائل زندگی کے حل، عدل و قسط کے قیام، صالح و صحت مند سماج کی تعمیر اور اخروی فلاح کے لیے آتا رہا ہے اور آج بھی ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کا یہی دین ضامن ہے۔

۳۔ مظلوم اور پسماندہ لوگ سماجی اعتبار سے اونچے اٹھیں، اونچ نیچ اور چھوت چھات کے ناروا امتیازات ختم ہوں اور انسانی مساوات و ہمدردی کو فروغ حاصل ہو۔

ب۔ کوشش کی جائے گی کہ ملکی حالات اور تحریکی ضروریات و مصالح کو ملحوظ رکھتے ہوئے مناسب انداز سے نیا لٹریچر تیار کیا جائے بالخصوص درج ذیل موضوعات پر کتابیں شائع ہوں۔

- اسلام اور اخوت و مساوات • اسلام اور مذہبی رواداری • اسلام کے بنیادی عقائد • برادران وطن کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ • وحدتِ ادیان • اسلامی آدابِ معاشرت • مسلم پرسنل لا ایک تعارف۔

• مسلمان کی زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

ج۔ منتخب ملی جلی بستیاں | کچھ ملی جلی دیہی اور شہری آبادیوں اور محلوں پر خصوصی توجہ کے ساتھ پالیسی کی دفعات ۱/۷ اور ۷/۲ کے تحت مذکور پروگرام کے زیادہ سے زیادہ اجزاء بروئے کار لائے جائیں گے۔

د۔ معاونین | ملکی اور سماجی مسائل کے حل، بھلائیوں کے فروغ، برائیوں کے ازالہ اور خدمتِ خلق کے پروگرام میں زیادہ سے زیادہ غیر مسلموں کا تعاون حاصل کیا جائے گا اور ان میں سے جو لوگ عملی تعاون کے لیے آمادہ ہوں گے انہیں جماعت کا "معاون" شمار کیا جائے گا۔

۲۔ اسلامی معاشرہ

(پالیسی کی دفعہ ۷/۲ کے تحت)

الف: کوشش کی جائے گی کہ:

۱۔ برادرانِ ملت میں دین کا علم عام ہو، وہ ضروری معاشرتی احکام ومسائل مثلاً نکاح، طلاق، نان نفقہ، وراثت وغیرہ سے واقف ہو جائیں۔ باطل نظریات وتحریکات کے مقاصد سے وہ باخبر ہوں، اسلامی عقائد وتعلیمات کی صداقت پر ان کا یقین پختہ ہو اور وہ نماز اور دیگر عبادات کا پورا اہتمام کرنے لگیں۔

۲۔ ان کی عملی زندگیاں شرک وبدعت، تضاد وتناقض، غیر شرعی اور مسرفانہ رسوم اور اخلاقی خرابیوں سے پاک ہوں، وہ بے پردگی، غیر ساتر لباس اور فیشن پرستی سے دور رہیں۔ ان کے رویہ میں اونچ نیچ کے غیر اسلامی امتیازات

اور معاملات میں حق تلفیاں اور ناانصافیاں نہ پائی جائیں۔ ان کے اندر حلال وحرام کی تمیز اور احتیاط کا جذبہ فروغ پائے ان کے باہمی تعلقات درست واستوار رہوں، ان کے درمیان اخوت ومحبّت کا رشتہ مضبوط ہو اور وہ صحیح دینی بنیادوں پر متحد ومنظم ہوں۔

۳۔ وہ اور ان کی مختلف جماعتیں اور مکاتبِ فکر اپنے معاملات باہمی مشوروں سے طے کریں اور ملّت کے مشترک امور ومسائل کے لیے مل جل کر جدّ وجہد کریں۔

ب۔ اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ قومی اور علاقائی زبانوں میں:

• قرآن مجید کا ترجمہ معہ مختصر تفسیر مکمل ہو کر شائع ہو جائے۔ • حدیث کا ایک مختصر اور جامع مجموعہ شائع ہو جائے • حقوق الزوجین کا ترجمہ شائع ہو جائے • کچھ ایسے افراد تیار رہوں جو علاقائی زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کرنے اور عربی وغیرہ سے ان زبانوں میں لٹریچر منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں • اشتراکیت نظام سرمایہ داری، ہندوستانی سماج اور ہندوستان میں اسلام کے موضوعات پر نیا لٹریچر تیار رہو۔ • ذیل کے موضوعات پر کتابیں اور کتابچے شائع ہوں: طلاق نفقہ اور وراثت وغیرہ کے اسلامی قوانین، زکوٰۃ کا اجتماعی نظم، مسلم اوقاف، مسلم اقلیت کے اہم مسائل۔

ج۔ منتخب محلے اور بستیاں | ہر تنظیمی حلقہ اپنے یہاں کچھ محلوں اور بستیوں کا انتخاب کر کے ان پر خصوصی توجہ صرف کرے گا اور پالیسی کی دفعات ۲، ۴، ۵ اور ۷ کے تحت پروگرام میں درج زیادہ سے زیادہ کاموں کو روبعمل لانے کی کوشش کرے گا۔

د۔ حلقہ کارکنان | کوشش کی جائے گی کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان جماعت کے

دعوتی، دینی، ملّی، اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں شریک ہوں۔ ہر وہ فرد جو اسلامی احکام پر چلنے اور مذکورہ کاموں میں عملاً شرکت کرنے کے لیے آمادہ ہو اور جماعت اسلامی ہند کے فارم کارکن پر دستخط کرے وہ کارکن شمار کیا جائے گا۔

ھ۔ متفقین | کوشش کی جائے گی کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان جماعت کے دینی، ملی، اصلاحی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں تعاون کریں۔ ایسے افراد جو اسلامی احکام پر چلنے اور مذکورہ کاموں میں عملاً تعاون کرنے کے لیے آمادہ ہوں "متفق" کہلائیں گے۔

و۔ تنظیم طلبہ | جماعت کی سرپرستی میں قائم طلبہ کی آل انڈیا تنظیم (S.I.O.) کے متوسلین کی دینی و اخلاقی اور فکری تربیت کا اہتمام کیا جائے گا اور ان کی صلاحیتوں کو نشو و نما دینے اور تحریک کے لیے مفید تر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

ز۔ خواتین کے شعبے | تنظیمی حلقوں کی سطح پر حسبِ حالات خواتین کے شعبے قائم کیے جائیں گے۔

ح۔ تنظیم طالبات | تنظیمی حلقوں کی سطح پر امیر حلقہ کی سرپرستی میں طالبات کی تنظیم قائم کی جا سکتی ہے۔

ط۔ خواتین اور طالبات کے حلقے | جہاں تنظیمی حلقہ کی سطح پر خواتین کا شعبہ اور طالبات کی تنظیم قائم نہ ہو، وہاں خواتین اور طالبات میں دینی اصلاح اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینے اور انھیں تحریک اسلامی سے قریب لانے کے لیے ان کے حلقے قائم کیے جائیں گے اور ان کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی

تربیت کا مناسب اہتمام کیا جائے گا۔

۳۔ بنیادی اخلاقی امراض کا ازالہ اور باطل افکار پر تنقید

(پالیسی کی دفعہ ۳ کے تحت)

- بنیادی اخلاقی امراض کے ازالہ اور باطل افکار و نظریات کی تردید کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ اور اس سلسلہ میں سبھی متعلقہ معروف ذرائع اختیار کیے جائیں گے۔ مثلاً ہفتہ منانا، سمپوزیم و سیمینار وغیرہ۔
- حسب ضرورت کتابچے بھی شائع کیے جائیں گے۔

۴۔ ملّی مسائل

(پالیسی کی دفعہ ۴ کے تحت)

درج ذیل کاموں کی انجام دہی کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے گا اور خود کارکنان جماعت بھی ان میں حسب استطاعت حصّہ لیں گے۔

الف : کوشش کی جائے گی کہ وہ :

اپنے بچوّں اور بچیوں کی بنیادی دینی اور عصری تعلیم اور اسلامی تربیت کے لیے :

- نرسری اسکول اور ہمہ وقتی و جز وقتی مدارس و مکاتب قائم کریں۔
- اپنے اسکول اور کالج قائم کریں۔ سائنس اور ٹکنالوجی کی طرف بھی توجہ دیں۔ اور جو اسکول اور کالج ان کے زیر اہتمام چل رہے ہوں ان میں طلبہ و طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کا نظم کریں۔
- دینی درس گاہوں میں ایسا نصاب تعلیم رائج کریں جن میں دینی علوم کے ساتھ

عصری علوم کا بھی مناسب امتزاج ہو۔

- حسبِ ضرورت و موقع مسلم طلبہ کے لیے دارالاقامہ (HOSTEL) قائم کریں جن میں دینی تعلیم و تربیت کا مناسب اہتمام ہو۔
- اساتذہ کی تدریسی تربیت کا اہتمام کریں۔
- سرکاری نصاب تعلیم اور درسیات میں قابل اعتراض اجزاء کی نشاندہی کرکے انھیں خارج کرانے کی کوشش کریں۔

ب۔ بالغوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مراکز قائم کریں۔

ج۔ زکوٰۃ کے جمع و صرف کا اجتماعی نظم کریں۔

د۔ اپنے معاملات شرعی قوانین کے مطابق طے کریں اور اس کے لیے کمیٹیوں اور شرعی پنچایتوں کے قیام کی کوشش کریں۔

- ان کے مختلف مکاتبِ فکر اور جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آئیں، اپنے معاملات باہمی مشورے سے سلجھائیں، دینی بنیاد پر متحد و منظم ہوں اور ملّت کے مشترک مسائل (مسلم پرسنل لا، مسلم اوقاف کا تحفظ، اردو زبان اور مسلم تعلیمی اداروں کے اسلامی کردار کی بقا وغیرہ) کے حل کے لیے مل جل کر جدوجہد کریں۔ اور غیر مسلموں کا بھی زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ھ۔ اپنے اوقاف کے تحفظ کے اقدامات کریں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وقف بورڈ کی تشکیل میں نامزدگی کے بجائے انتخاب کا طریقہ اختیار کرے۔

و۔ مساجد کو آباد رکھنے اور انھیں تعلیم و تربیت کا مرکز بنانے کی کوشش کریں۔

ز۔ صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کا اہتمام کریں۔

ح۔ فواحش و منکرات کے انسداد، شریعت کی پابندی وغیرہ کے ہفتے منانے کی

کوشش کریں۔

ط۔ اخبارات و رسائل وغیرہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس کا بروقت نوٹس لیں۔

۵۔ ملکی مسائل

(پالیسی کی دفعہ ۵ کے تحت)

- پالیسی کی اس شق میں درج کاموں کو بروئے کار لانے کے لیے متعلقہ معروف ذرائع سے کام لیا جائے گا۔
- فرقہ وارانہ منافرت، اونچ نیچ، چھوت چھات، تہذیبی جارحیت کو ختم کرانے، بھلائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو دور کرنے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور باہمی روابط کو پروان چڑھانے اور اختلافی امور و مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔
- انسداد فواحش و منکرات کے ہفتے منائے جائیں گے۔ حسب سہولت ہر سال کسی ایک عنوان پر ہفتے کو مخصوص کر دیا جائے گا مثلاً جہیز کی لعنت، نشہ بندی، کرپشن، عریانیت فحاشی کی مخالفت کا ہفتہ۔
- کسانوں اور مزدوروں میں کام کیا جائے گا اور حسبِ گنجائش ان کی تنظیم بنائی جائے گی۔

۶۔ عالمی مسائل

(پالیسی کی دفعہ ۶ کے تحت)

- پالیسی کی اس شق میں درج امور و مسائل پر حسب ضرورت و موقع اظہار خیال

کیا جائے گا اور ستم رسیدہ اور مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی کی جائے گی۔

- جماعت اپنے مرکز میں ایک شعبہ قائم کرے گا جو مختلف اسلامی تحریکات اور جماعتوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کرتا رہے گا اور حسب ضرورت انہیں شائع بھی کیا جاتا رہے گا۔

۷۔ خدمت خلق

(پالیسی کی دفعہ ۷ کے تحت)

- مندرجہ ذیل امور و مسائل کی اہمیت اور ان کے سلسلہ میں افراد، تنظیموں اور (جائز حدود میں) سرکاری و نیم سرکاری اداروں سے تعاون حاصل کرنے کی ضرورت واضح کی جائے گی اور اس کے لیے میسر و مناسب تمام ذرائع ابلاغ سے کام لیا جائے گا اور حسب وسعت ان کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔
- فقر و فاقہ، مرض و جہالت، افلاس و پسماندگی اور بیکاری و بیروزگاری کو دور کرنا، یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور محتاجوں اور حادثات ارضی و سماوی کے موقعوں پر مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد۔
- حسب موقع امداد باہمی کے اداروں اور گھریلو صنعتوں کا قیام، طبی سہولتوں کی فراہمی اور بلاسودی سوسائٹیوں کا نظم۔
- خدمت خلق کے مختلف کاموں کو انجام دینے کے سلسلہ میں جائز حدود کے اندر حکومت کی ترقیاتی اور امدادی اسکیموں، سرکاری، نیم سرکاری یا آزاد سماجی اداروں اور انجمنوں، پنچایتوں، محلہ کمیٹیوں، کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے مرکزوں،

رسوشل ویلفیر سنٹروں، امداد باہمی کی اسکیموں پسماندہ ذاتوں کے لیے قائم امدادی مرکزوں اور دوسرے رفاہی اداروں سے تعاون کرنے اور ان سے تعاون و امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر ان میں سے کسی اسکیم یا ادارہ سے جائز حدود کے اندر استفادہ کرنے میں اس کا کوئی ضابطہ مانع ہو تو اس میں ترمیم کرانے کی سعی کی جائے گی۔

- حجّاج کی خدمت۔
- خدمتِ خلق کے موضوع پر ایک کتاب تیار کی جائے گی۔

۸۔ تربیت وتنظیم

(پالیسی کی دفعہ ۸ کے تحت)

ہمارا منتہائے مقصود اللہ کی رضا اور فلاحِ آخرت کا حصول ہے۔ اس بنا پر کتاب وسنت کی روشنی میں اپنی ہمہ جہتی تربیت اور جماعت کا داخلی استحکام ہماری سب سے اہم اور اوّلین ذمہ داری ہے۔

اس مقصد کے لیے حسبِ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں گی:

- فرد کی اصلاح و تربیت میں چونکہ اس بات کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں خود اپنی اصلاح کا جذبہ موجود ہو۔ اس لیے ہر کارکن کو اپنی ہمہ جہتی تربیت پر خود نگاہ رکھنی اور اس کی سعی و تدبیر کرنی ہوگی۔
- نظم جماعت مقامی اکائیوں سے لے کر مرکز تک ہر سطح پر اپنے کارکنوں کی رہنمائی، مدد اور نگرانی کرے گا۔
- جماعت کے ذمہ دار بالخصوص امراءِ مقامی ارکان جماعت سے انفرادی ملاقات

کریں گے اور ان کی تربیت کی طرف فرداً فرداً توجہ دیں گے۔

- امرائے حلقہ جات اور حسب موقع وسہولت نظمائے علاقہ کی تربیت کی ذمہ داری مرکز پر ہوگی اور وہ اس کا مناسب اہتمام کرے گا (مثلاً ہر دو سال میں کم ازکم ایک یا چند روزہ تربیتی پروگرام رکھ کر)
- اپنے نظمائے علاقہ، اضلاع، ضلع اور شعبہ جات کی تربیت کا ذمہ دار امیر حلقہ ہوگا۔ ان کی تربیت کے لیے ہر تنظیمی حلقہ سال میں ایک بار چند روزہ تربیتی اجتماع کا نظم کرے گا۔
- مقامی امراء، ارکان جماعت اور دیگر متوسلین کی تربیت کی ذمہ داری تنظیمی حلقوں کے امراء کی ہوگی۔ وہ اس کے لیے مناسب پروگراموں کا اہتمام کریں گے۔
- امرائے مقامی اور نظمائے حلقہ ہائے کارکنان اور حسب سہولت حلقہ ہائے متفقین کے نظماء کی تربیت کے لیے ہر تنظیمی حلقہ سال میں ایک بار چند روزہ اجتماع کا نظم کرے گا۔
- ہر تنظیمی حلقے کے ارکانِ جماعت کا تربیتی اجتماع میقات میں دوبار منعقد ہوا کرے گا۔ بڑے حلقے اگر ضرورت محسوس کریں تو حسبِ سہولت حلقہ کے ارکان کو دو یا زیادہ حصّوں میں تقسیم کرکے دو یا زیادہ مقامات پر بھی کرسکتے ہیں۔
- رفقاء کی دعوتی وتنظیمی، تحریری وتقریری وغیرہ مخصوص صلاحیتوں کی نشو ونما کا مناسب اہتمام کیا جائے گا اور تنظیمی حلقوں کی سطح پر حسب موقع ان کا چند روزہ اجتماع منعقد کیا جائے گا۔
- جو اسلامی ادارے دین اور تحریکِ اسلامی کی خدمت انجام دے رہے ہیں

ان کے ذمہ داروں کو توجہ دلائی جائے گی کہ وہ اپنے اپنے ادارے کے ماحول کو پاکیزہ بنانے کا اور اپنے کارکنوں کے اندر دینی صفات پیدا کرنے اور مفوضہ فرائض کو بحسن وخوبی انجام دینے کی صلاحیت پروان چڑھانے کا اہتمام کریں۔

مطلوبہ صفات

افراد جماعت میں تربیت کے ذریعہ حسب ذیل اوصاف پیدا کرنے اور انہیں پروان چڑھانے کا اہتمام کیا جائے گا۔

- تعلق باللہ، ایمان کی پختگی، ظاہر وباطنی خوبیوں کے ساتھ عبادات کا التزام اور تلاوتِ قرآن مجید، اذکار ونوافل، انفاق اور توبہ واستغفار۔
- اوامر کی پوری پابندی اور نواہی سے کلی اجتناب۔
- حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام ہو، مواسات ومرحمت اور دوسروں کے لیے ایثار۔
- نصب العین کے حق ہونے پر کامل یقین اور اس کے ساتھ گہرا لگاؤ، لگن کے ساتھ تحریک کے لیے عملی جدوجہد، ایثار وقربانی، صبر واستقامت اور حکمت و دانائی
- اجتماعیت کی اہمیت کا شعور، مل جل کر جدوجہد کرنے کا ملکہ اجتماعی فیصلوں کا احترام وتعمیل، نظم جماعت کی پابندی، سمع وطاعت، اطاعت فی المعروف کا التزام، نصح وخیر خواہی، اخوت ومحبت، ایک دوسرے کے کام آنے کا جذبہ، ماموین سے شفقت ونرمی کا رویہ اور اجتماعی امور میں ان سے صلاح و مشورہ پر عمل درآمد۔
- تنقید میں احتیاط، حدود کا پاس ولحاظ، زبان پر قابو، مجلس میں ٹوکنے کے

بجائے تنہائی میں دلسوزی و شفقت کے ساتھ موعظت ونصیحت، تواصی بالصبر اور تواصی بالمرحمہ۔

- پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے اور مفوضہ فرائض کو انجام دینے کی صلاحیت، زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام حالات ومعاملات میں تقویٰ واحسان کی روش۔
- ریا ونمود اور کبرِ نفس سے اجتناب اور اخلاص وللّٰہیت۔

صفاتِ بالا کے حصول کے لیے

۱۔ حسبِ ذیل امور کا اہتمام افراد جماعت بطور خود کریں گے:

- قرآن وحدیث کا، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرامؓ اور صلحائے امتؒ کی سیرت اور صالح لٹریچر کا انفرادی واجتماعی مسلسل اور گہرا مطالعہ۔
- مسنون اذکار ونوافل، احتساب واستغفار اور انفاق مال۔
- دعوتی سرگرمی، تحریکی کاموں میں عملی جدوجہد، راہِ خدا میں قربانی اور صبر واستقامت۔
- مرحمت ومواسات اور خدمت خلق کے کاموں میں عملی سعی وجہد، رضائے الٰہی وفلاحِ آخرت کے جذبہ کے تحت۔
- طے شدہ پروگراموں اور مفوضہ فرائض کی سرگرمی کے ساتھ انجام دہی۔

۲۔ حسبِ ذیل امور کا اہتمام اجتماعی طور پر کیا جائے گا:

- شعبۂ تنظیم کی طرف سے اس بات کی مسلسل نگرانی کہ افرادِ جماعت کی تربیت کا کام ہر سطح پر انجام پا رہا ہے۔
- مرکز کی جانب سے تحریر وتقریر کے ذریعہ حسب حال وضرورت فکری رہنمائی

- مرکز کے ذمہ داروں کے دورے منصوبہ بند طریقہ پر ہوں گے اور ان دوروں میں ان کی اصل توجہ تربیت وتنظیم پر ہوگی۔ کوشش کی جائے گی کہ ہر سال ہر تنظیمی حلقے کا دورہ ہوجائے۔
- مقامی تربیتی اجتماعات کو مناسب تنوع کے ذریعہ موثر و مفید بنانے کی سعی وتدبیر کی جاتی رہے گی۔
- مقامی امراء اور نظمائے حلقہ ہائے کارکنان ومتفقین اپنے مقامی کارکنوں کی اصلاح وتربیت کے ذمہ دار ہوں گے اور برابر توجہ رکھیں گے۔
- ہم خیال اخبارات ورسائل اور تصنیفی واشاعتی اداروں کو توجہ دلائی جائیگی کہ وہ ایسے مضامین وکتابچے شائع کرتے رہیں جن سے لوگوں کی دینی تربیت و اصلاح میں ترغیب اور مدد ملتی رہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فارم کارکن

مکرمی و محترمی امیر مقامی / امیر حلقہ / ناظم ضلع / ناظم علاقہ جماعت اسلامی ہند
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ابن / بنت ساکن محلہ
ڈاکخانہ ضلع حلقہ کا رہنے والا / والی ہوں،
میں نے

۱۔ دستور جماعت اسلامی ہند کی دفعہ ۳ میں مذکور عقیدہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کو اس کی تشریح کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور میں شہادت دیتا / دیتی ہوں کہ یہی میرا عقیدہ ہے
۲۔ جماعت کے نصب العین، اس کی تشریح (مندرجہ دفعہ ۴ دستور جماعت) کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور اقرار کرتا / کرتی ہوں کہ یہی میری زندگی کا نصب العین ہے۔
۳۔ جماعت کے طریقہ کار (مذکورہ دفعہ ۵ دستور جماعت) کو بغور پڑھ لیا ہے اور تسلیم کرتا / کرتی ہوں کہ میں اس کا پابند رہوں گا / رہوں گی۔

لہٰذا میری درخواست ہے کہ مجھے جماعت کے کارکن (WORKER) کی حیثیت سے اقامت دین کی خدمت کا موقع دیا جائے۔

فقط والسلام

تاریخ:

دستخط

ضروری معلومات

۱۔ تاریخ پیدائش یا عمر
۲۔ تعلیم یا علمی استعداد
۳۔ ذریعہ معاش
۴۔ جماعت کی کون کون سی کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میرے علم کے مطابق مذکورہ اندراجات صحیح ہیں۔ درخواست منظور کرلی جائے۔ دستخط کارکن / رکن جماعت تاریخ

درخواست منظور کی جاتی ہے۔

دستخط امیر مقامی / ناظم ضلع / علاقہ / امیر حلقہ تاریخ

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۴ تا ۱۴ ر جولائی ۸۶ء

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت محترم امیر جماعت مولانا ابو اللیث صاحب ندوی اصلاحی ۴ ر جولائی ۸۶ء کو مرکز جماعت ۱۳۵۳ چتلی قبر دہلی میں بعد نماز جمعہ ۳½ بجے شروع ہوا اور ۱۴ ر جولائی ۸۶ء ۹½ بجے صبح اختتام پذیر ہوا۔ درج ذیل ارکان شریک اجلاس تھے!

۱۔ جناب مولانا ناصر الدین اصلاحی صاحب
۲۔ جناب محمد سراج الحسن صاحب
۳۔ جناب رشید عثمانی صاحب
۴۔ " کے سی عبداللہ صاحب
۵۔ " محمد عبدالعزیز صاحب
۶۔ " محمود خاں صاحب
۷۔ مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب
۸۔ مولانا یعقوب گھولانی صاحب
۹۔ ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب
۱۰۔ " محمد یوسف اصلاحی صاحب
۱۱۔ جناب اعجاز احمد اسلم صاحب
۱۲۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب
۱۳۔ " مولانا جلال الدین صاحب
۱۴۔ " سید یوسف
۱۵۔ افضل حسین قیم جماعت

جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب اور ڈاکٹر احمد سجاد صاحب اپنی بعض ضرورتوں

کی بنا پر ایک روز کی تاخیر سے پہنچے اور اگلے دن کی نشست میں شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب اپنی والدہ ماجدہ کی شدید علالت کے باعث شریک اجلاس نہیں ہوسکے جس کی انھوں نے پیشگی اجازت حاصل کرلی تھی۔

تذکیر: جناب محمد عبد العزیز صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا

افتتاحی کلمات: اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے محترم امیر جماعت نے بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا:

"میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ سالانہ اجلاس پروگرام کے مطابق اپنے مقررہ وقت پر شروع ہو رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ تمام مسائل پر تفصیل سے غور ہو اور خوش اسلوبی کے ساتھ طے پائیں۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ شوریٰ کے اکثر ارکان صحیح وقت پر اجلاس میں شریک ہوئے ہیں۔ البتہ جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب اپنی والدہ ماجدہ کی علالت کی وجہ سے تشریف نہیں لاسکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو جلد شفایاب کرے۔

مجھے اس موقع پر بڑی شدت سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے ایک محترم ساتھی مولانا سید احمد عروج قادری صاحب اب ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ مرحوم کی خدمات کو بھلایا نہ جاسکے گا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ مخصوص صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ ایک عرصہ دراز سے وہ مجلس شوریٰ کے رکن تھے اور اجلاسوں میں پورے اہتمام کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور مختلف نشستوں کے دوران وہ اوقات کی پوری پابندی کرتے تھے پوری توجہ اور دلچسپی سے گفتگو میں حصہ لیتے تھے۔ شوریٰ کے قدیم ارکان اس بات کی تصدیق فرمائیں گے کہ مرحوم کی نشست و برخواست اور ان کی گفتگو کا انداز کتنا باوقار ہوتا تھا۔ وہ ہمارے مختلف اداروں کے رکن تھے اور ان کے بھی ہر اجلاس میں ان کی شرکت اہتمام کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ ابھی گذشتہ دنوں کی

بات ہے کہ شوریٰ کے گذشتہ اجلاس کے بعد دعوت ٹرسٹ کا اجلاس منعقد ہوا تھا اور کچھ ایسا اندیشہ ہونے لگا تھا کہ شاید کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس کو ملتوی کرنا پڑے۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے مولانا تشریف لے آئے اور آپ کے بتانے پر معلوم ہوا کہ تاخیر کا سبب ٹرین کا کچھ زیادہ لیٹ ہوجانا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں قرآن وسنت کا گہرا علم عطا فرمایا تھا۔ وقت کے زیر بحث مسائل کو ذہن میں رکھ کر بہت موثر انداز میں تذکیر فرمایا کرتے تھے جس سے مجھے خود شخصی طور سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی مغفرت کرے۔

مولانا کی رحلت کا یہ حادثہ ہمارے لیے تازہ ہی تھا کہ کل جناب محمد مسلم صاحب کا حادثۂ ارتحال پیش آگیا۔ ظاہر ہے یہ حادثہ بھی کچھ کم غم انگیز نہ تھا۔ مولانا عروج قادری صاحب کے بارے میں جن خصوصیات کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، ان میں سے اکثر وہ ہیں جو کم و بیش ان دونوں حضرات کے درمیان مشترک تھیں۔ اجلاسوں میں بروقت شرکت مسلم صاحب کا بھی معمول تھا۔ مولانا عروج صاحب کے انتقال کی خبر سن کر سب سے پہلے تعزیت کے لیے مرکز تشریف لانے والوں میں وہی تھے۔ جناب سید حامد حسین صاحب کے بعد ان دونوں حضرات کے انتقال سے درحقیقت جماعت میں ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے پُر کرے گا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت واقعی ہے کہ مرنا ہم سب کو ہے اور ایک دن اپنے خالق و پروردگار کے سامنے پیش بھی ہونا ہے۔

ان غم انگیز حادثات کے باوجود کسی مومن گروہ کے لیے مایوسی کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کا کام جس سے چاہے لے سکتا ہے۔

میری دعا ہے کہ ان جانے والے سب رفیقوں کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

شوریٰ کا یہ اجلاس جس میں ہم اور آپ شریک ہیں، بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یوں تو اس موقع پر جماعت کے بجٹ کی منظوری اور انتظامی امور طے کرنے کے علاوہ ہمیں ان مسائل پر غور کرنا ہے جو اس وقت ملک و ملت کو درپیش ہیں لیکن اس اجلاس کی خصوصی اہمیت یہ ہے کہ ہمیں جماعت کی میقات رواں کے لیے پالیسی پروگرام کی تشکیل کرنی ہے مجھے امید ہے کہ تمام مسائل پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔

اجلاس کے مدعوئین خصوصی میں ہماری مرکزی مجلس شوریٰ کے سابق رکن ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب بھی ہیں جو خوش قسمتی سے شریک اجلاس ہیں وہ مسائل پر غور و مشورہ کے کام میں شریک رہیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی و مدد فرمائے اور یہ اجلاس اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو۔

گزشتہ روداد کی خواندگی ہوئی۔ ارکان شوریٰ نے اپنے تاثرات ظاہر کرنے کے بعد دستخط ثبت کیے۔

اس کے بعد مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات ہوا اور فیصلے کیے گئے۔ نئی میقات اپریل ۱۹۸۶ سے مارچ ۱۹۹۰ کے لیے پالیسی پروگرام مرتب کیا گیا۔ (یہ کتابچہ کی شکل میں علیحدہ سے شائع ہو چکا ہے)

شرعی پنچایت

شرعی پنچایت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل باتیں طے ہوئیں۔

شرعی پنچایت کے قواعد و ضوابط

۱۔ دائرہ کار: درج ذیل مسائل کا احاطہ کرے گا۔ نکاح، طلاق، خلع، فسخ نکاح، مہر

نفقہ، رضاعت، حضانت، وراثت وغیرہ مسائل کو احکام شریعت کے مطابق طے کرنا۔ مصالحت کرانا اور فیصلے کرنا۔

۲۔ قیام: حسب ضرورت وسہولت شرعی پنچائت قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کا قیام امیر حلقہ کی منظوری سے ہوگا۔

۳۔ تشکیل: مقامی شرعی پنچایت تین یا پانچ افراد پر مشتمل ہوگی، صدر پنچایت قاضی کہلائے گا اور پنچایت کے دوسرے ارکان کو مشیر قاضی کہا جائے گا۔

ارکان پنچائت کے تقرر میں درج ذیل اوصاف کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

علم دین، تقویٰ، ثقاہت، مروجہ قوانین سے واقفیت، اپنے حلقہ تعارف میں اثر ورسوخ رکھنا، قاضی پنچایت کا عالم دین ہونا ضروری ہوگا۔

نوٹ :۔ قاضی پنچایت کا مقامی باشندہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ طریقہ کار: لازم ہوگا کہ:

۱۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں شرعی پنچایت کے دائرہ اختیار کو ایک تحریری معاہدہ کی صورت میں تسلیم کریں۔ ناگزیر صورت میں صرف مدعی کی درخواست پر بھی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

۲۔ حلفی بیانات تحریری شکل میں حاصل کیے جائیں گے۔ زبانی بیانات صرف اس حالت میں قبول کیے جاسکیں گے جب کہ کوئی مجبوری یا قابل لحاظ دشواری اس کا تقاضہ کرے۔

۳۔ سماعت کے دوران فریقین کے علاوہ کوئی شخص شریک سماعت نہ ہوگا البتہ فریقین کی درخواست پر قاضی پنچایت ان سے تعلق رکھنے والے کسی شخص یا اشخاص کو اس کی اجازت دے سکتا ہے۔

۴۔ فریقین کو حق ہوگا کہ وہ حسب ضرورت وخواہش اپنے مقدمہ کی پیروی اصالتاً یا وکالتاً کریں۔

۵۔ پوری کوشش کی جائے گی کہ درخواست وصول ہونے کے بعد مقدمہ کی پہلی سماعت پندرہ یوم کے اندر ہوجائے اور فیصلہ عام حالات میں ایک ماہ کے اندر ہوجائے البتہ پیچیدہ معاملات کے فیصلہ کی مدّت تین ماہ تک ہوسکتی ہے۔

۶۔ **نوٹِس**: (اطلاع نامہ) عام حالات میں نوٹس (اطلاع نامہ) شخصی طور پر دستی دیا جائے گا البتہ ضرورتاً رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

۷۔ مقدمات کی سماعت شرعی ضوابط کے تحت ہوگی اور دستاویزات کو قابل قبول قرار دینے میں مروجہ قوانین کے ساتھ شرعی ضوابط کو بھی لازمًا ملحوظ رکھا جائے گا۔

۸۔ مقدمات کے فیصلے مدعی اور مدعا علیہ کے فقہی مسلک کے مطابق ہوں گے لیکن اگر فریقین کے مسالک مختلف ہوں تو قاضی کو حسب حالات اپنی صوابدید سے کام لینے کا اختیار ہوگا

مالیات (FINANCE)

مالیات کی فراہمی کے لیے مناسب صورتیں اختیار کی جائیں گی۔ مثلاً

الف: فریقین میں ہر ایک سے زرِ تعاون کم سے کم دس روپیہ۔ البتہ اگر کوئی فریق اپنی کمزور معاشی حالت کی بنا پر رعایت کا مستحق ہو تو قاضی رعایت دے سکتا ہے۔

ب۔ جماعت اسلامی ہند کے مقامی بیت المال سے۔

ج۔ اہل خیر حضرات کا تعاون وغیرہ

۱- **دفتر OFFICE**

۱۔ شرعی پنچایت کا ایک دفتر ہوگا جہاں مقدمات کی سماعت ہوگی

۲۔ دفتر کے لیے ایک محرر کی خدمات حاصل کی جائیں گی جو قاضی کی جانب سے امور انجام دے گا بالخصوص (i) فریقین اور گواہوں کے بیانات قلم بند کرنا (ii) ریکارڈ رکھنا، (iii) آنے جانے والے خطوط DESPATCH کا کام انجام دینا۔

بجٹ

بجٹ برائے ۸۷-۱۹۸۶ (یکم اپریل تا ۳۱ مارچ) پیش ہوا جسے غور و فکر کے بعد منظور کر لیا گیا۔

متوقع آمدنی	۹,۸۷,۹۶۰
متوقع اخراجات	۱۲,۲۹,۰۰۰
خسارہ	۲,۴۱,۰۴۰

افضل حسین
قیم جماعت

قراردادیں

۱۔ عسکریت پسندی یا جنگجویانہ ذہنیت کی حوصلہ افزائی

گذشتہ چند برسوں سے ملک میں ایک نہایت ہی خطرناک رجحان بڑی

تیزی کے ساتھ پرورش پا رہا ہے جسے عسکریت یا جنگجویانہ ذہنیت کا نام دیا جا سکتا ہے، جس کا مقصد ملک کی فرقہ وارانہ فضا کو زہر آلود کرکے اکثریت کے سادہ لوح افراد خاص کر نوجوانوں کو جارحانہ جذبات سے بدمست بنا دینا ہے۔ یہ تشویشناک صورت حال ملک کے بہت سے حصّوں میں فضا کو آتش بار بنا رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس رجحان کو ملک اور سماج کے لیے انتہائی سنگین خطرہ تصور کرتا اور ملک کے تمام سوچنے سمجھنے والے لوگوں سے خلوص و دردمندی کے ساتھ اپیل کرتا ہے کہ وہ اس تشویشناک رجحان کی سنگینی کا بروقت احساس کریں اور ناپختہ ذہن نوجوانوں کو تخریبی راستوں پر جانے سے بچائیں۔ مسائل کو طاقت کے ذریعہ حل کرنے کا رجحان اور کثرت تعداد کو گھٹیا اغراض کے لیے استعمال کرنے کی روش کبھی بھی انجام کے لحاظ سے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس طرح کے رجحانات نازی ازم اور فاشزم کی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس تشویشناک صورت حال کا سختی کے ساتھ نوٹس لے اور فوری طور پر مؤثر قدم اٹھائے۔ یہ اجلاس ملک کی اقلیتوں خاص کر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے اندر اس رجحان کا کوئی ناروا ردعمل نہ ہونے دیں۔ اور فضا کو پرامن اور بہتر بنانے کے لیے صبر و تحمل، حکمت و دانائی اور عزم و حوصلہ سے کام لے کر باوقار جمہوری انداز میں سعی و تدبیر کریں۔

۲۔ فسادات کی نئی لہر

• تقریباً ڈیڑھ سال سے احمد آباد میں وقفہ وقفہ سے جو فسادات ہوتے آ رہے ہیں

ان کا سلسلہ ختم ہونے کو نہیں آتا۔ وحشت و بربریت اور کشت و خون کا روز افزوں مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اب تو اس نے احمد آباد کے علاوہ گجرات کے دوسرے کئی مقامات کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس نے انتہائی تشویشناک صورت اختیار کرلی ہے۔ حالات کے مطالعہ سے کچھ ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جنوری ۸۶ء سے فسادات کی جو تازہ لہر اٹھی ہے اس نے ایک قلیل عرصہ میں ملک کے کافی علاقوں کو بری طرح متاثر کیا ہے مہاراشٹر میں اوماپور، ناندیڑ، ناسک، پنویل، اورنگ آباد، پیٹھن، پورسر (دیجاپور) گجرات میں احمد آباد، ویراول، بھڑوچ، نڈیاڈ اور بڑودہ، یوپی میں پیلی بھیت، بنوریا مسافرخانہ، بارہ بنکی، میرٹھ، الہ آباد اور بہار میں نوادہ، اسی طرح ملک کے دوسرے کئی مقامات پر چھوٹے بڑے فسادات ایک قلیل عرصہ میں منصوبہ بند طریقہ سے ہوئے ہیں۔ اور ان دنوں بھی احمد آباد میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے اس بات کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ فرقہ وارانہ منافرت کا زہر ہماری سماجی صحت کو بری طرح متاثر کر رہا ہے اور جمہوری اقدار اور آئینی حدود کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے! اگر خدانخواستہ اس طرح کی صورت حال برقرار رہی تو نہیں کہا جاسکتا کہ ملک کا مستقبل کیا ہوگا۔ ملک اور سماج کے لیے یہ کتنے بڑے خسارہ کی بات ہوگی اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورت حال کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس بات پر خاص طور سے اپنی فکرمندی کا اظہار کرتا ہے کہ پولیس اور انتظامیہ کے خلاف مظلومین کو پہلے جو شکایتیں رہی ہیں وہ کم تو کیا ہوتیں اور بڑھتی جارہی ہیں۔ پولیس اور انتظامیہ بیشتر مواقع پر صرف یہ کہ احتیاطی تدابیر کرنے اور مظلومین کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے بلکہ بینۂ طور پر

جانبداری کا رویہ اپنا لیتی ہے۔ مظلومین کی یہ قابل توجہ شکایت بھی سامنے آتی رہی ہے کہ پولیس نے نہ صرف یہ کہ انھیں کسی طرح کا تحفظ نہیں دیا بلکہ عام طور پر وہ ایک فریق کا رول ادا کرتی اور لوٹ مار میں خود بھی شریک رہی ہے۔ اس سے زیادہ خطرناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ باڑھ خود کھیت کھانے لگے۔ قانون شکنی اور فرقہ واریت کے رجحانات خود ان لوگوں میں پیدا ہو جائیں جو امن و قانون کے محافظ اور ذمہ دار ہوں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام بہی خواہ اور امن پسند شہریوں کو اس صورت حال پر متوجہ کرتا ہے اور ان کو ان کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے اور حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ لا اینڈ آرڈر کو قائم رکھنے کے لیے سخت اور موثر قدم اٹھائے۔ مظلومین کی داد رسی کرے اور فسادات میں جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء کو فی کس ایک لاکھ روپیہ ادا کرے۔ نیز کاروباری اور مالی نقصان اٹھانے والوں کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں بھرپور تعاون دے اور نقصانات کا بلا تاخیر معاوضہ ادا کرے اور فسادات کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا انتظام کرے۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ کسی بھی حال میں ظلم و زیادتی پر مشتعل نہ ہوں۔ صبر و ضبط سے کام لیں اور ملک کے امن دوست اور انصاف پسند شہریوں کے تعاون سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا بحال رکھنے کے لیے برابر کوشاں رہیں وہ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اپنے تحفظ کے لیے باوقار رویہ اور مناسب تدابیر اختیار کریں۔

۲۔ مسلم مطلقہ قانون

شاہ بانو کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے سبب مسلم پرسنل لا میں مداخلت

کی جو راہ کھلی تھی وہ اللہ کا احسان ہے کہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ" مسلم خواتین (حقوق بعد از طلاق) قانون" کے ذریعہ مسدود ہو گئی۔ یہ کامیابی بلاشبہ مسلمانوں کی اجتماعی قوت کے حکیمانہ استعمال کے ذریعہ ہی حاصل ہوئی ہے اور تدبیر و دانائی کا تقاضہ ہے کہ اس جد و جہد کے دوران اجتماعیت کا جو شعور بیدار ہوا ہے اسے کسی بھی طور پر پژمردہ نہ ہونے دیا جائے۔ مطلقہ قانون کے بعض گوشوں میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں اور انسان کے وضع کردہ قانون میں خامیوں کا پایا جانا کوئی حیرت انگیز یا انہونی بات نہیں ہے۔ ان کی بنیاد پر مسلم پرسنل لا بورڈ سے اظہار بیزاری یا اس کے اکابر کو ہدف ملامت بنانا درست نہ ہوگا۔ مناسب بات یہی ہوگی کہ ہم اپنی اجتماعیت کو اور زیادہ مضبوط و موثر بنائیں۔ اور اپنے قول و عمل سے اتحاد و عمل کے جذبہ کو مضمحل اور کمزور نہ ہونے دیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلم مطلقہ قانون کی منظوری پر اظہار اطمینان کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہے کہ کام ابھی مکمل نہیں ہوا بلکہ اصل کام باقاعدہ طور پر شروع بھی نہیں ہو سکا ہے اور یہ کام ہے معاشرہ کی اصلاح اور لوگوں کے اندر ان ذمہ داریوں کا شعور بیدا کرنا جو بحیثیت مسلمان ان پر عائد ہوتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ کام نہ کیا جا سکا تو شاہ بانو کیس جیسی الجھنیں آئندہ بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور اغیار کو ہمارے خلاف طرح طرح کی ریشہ دوانیوں کا موقع ملتا رہے گا۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس جوش و خروش اور جذبہ دینی کے ساتھ مسلم پرسنل کے تحفظ کی مہم چلائی گئی اس سے دوگنے جوش و خروش کے ساتھ ہم معاشرہ کی اصلاح اور لوگوں میں دینی شعور پیدا کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے دین کی سادہ حکیمانہ تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور بے جا رسوم اور غلط رواجوں کو ترک کردیں کیونکہ اسی طرز عمل میں دنیا و آخرت دونوں کی فلاح مضمر ہے۔

۴۔ بابری مسجد

یکم فروری ۱۹۸۶ء کو فیض آباد کے ضلع اور سشن جج کے ایک نامناسب فیصلہ کے تحت بابری مسجد کا قفل کھولنے اور اسے عملاً رام جنم بھومی میں تبدیل کرنے کے نتیجہ میں ایک ہنگامہ خیز صورت حال پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام بہی خواہ اور انصاف پسند حضرات کو بھی سخت تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ بابری مسجد کی تعمیر جیسا کہ اس کے دروازہ کے کتبہ سے ظاہر ہے۔ ۱۵۲۸ء میں مغل حکومت کے بانی ظہیر الدین بابر کے ایک گورنر میر باقی کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی مسلمان اس مسجد میں ۱۵۲۸ء سے ۱۹۴۹ء تک برابر نماز ادا کرتے رہے ایک طویل زمانہ تک اس مسجد کے تعلق سے کسی قسم کا کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ اور برطانوی دور میں جب بعض ہندوؤں نے رام جنم بھومی ہونے کا شرانگیز دعویٰ کیا تو اسے کسی بھی عدالتی سطح پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر ۱۸۸۵ء میں مہنت رگھوبر داس نے مسجد کے بیرونی احاطہ کے اندر واقع چبوترہ پر (جو کچھ ہی دن پہلے بنایا گیا تھا) ایک سائبان ڈالنے کی اجازت حاصل کرنی چاہی اور سب جج فیض آباد پنڈت ہری کشن کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہوسکے۔ بعد میں انھوں نے ضلع جج کی عدالت میں اپیل کی مگر وہاں بھی انہیں ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا۔ مگر آزادی کے بعد دسمبر ۱۹۴۹ء میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر مسٹر کے کے نائر کی ایما پر مسجد میں مورتیاں رکھ دی گئیں۔ اور بعد ازاں مسجد کو قرق کر کے ایک رسیور بٹھا دیا گیا۔ پھر یکم فروری ۸۶ء کو

اسے باقاعدہ پوجا پاٹ کے لیے کھول دیا گیا۔ اس غیر عادلانہ کارروائی نے جو صورتحال پیدا کر دی اس کا انتہائی اضطراب انگیز ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ یہ صورت حال اس بات کی غماز ہے کہ اکثریت کے کچھ ناعاقبت اندیش عناصر تاریخی حقائق اور عدل و انصاف کے کھلے تقاضوں کو نظر انداز کر کے جس راہ پر چل پڑے ہیں وہ گروہی آمریت اور بدترین قسم کی فسطائیت کی منزل کی طرف جاتی ہے۔ کوئی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ گھٹیا اغراض کے لیے اور زبردستی اور دھونس دھاندلی کی یہ ناعاقبت اندیشانہ روش انتشار اور خلفشار ہی پیدا کر سکتی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اکثریت کے تمام مذہبی ذہن رکھنے والے افراد سے اپیل کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کریں جو ملک کے مختلف عناصر کے دلوں کو جوڑنے کے بجائے انھیں پھاڑنے کا سبب بنتا ہو۔ یہ اجلاس اپنے اس احساس کا بھی صاف صاف اظہار کرتا ہے کہ دونوں فرقوں کے معتبر نمائندے آپس میں مل بیٹھیں اور اصولِ انصاف اور تاریخی حقائق کی بنیاد پر کوئی منصفانہ حل تلاش کریں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس موقع پر اکثریت کے دردمند اصحاب کو یہ یاد دلانا چاہتا ہے کہ زور زبردستی سے جو فیصلے دوسروں پر تھوپے جاتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ تلخیوں کو جنم دیتے اور بڑھاتے ہیں بلکہ مظلومیت کا وہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں جو سماجی استحکام اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ہمیں اس اندیشہ ناک صورت حال سے بہر طور بچنا چاہیے۔ یہ اجلاس اربابِ حکومت کو ان کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے کہ وہ ملک کے حقیقی مفاد کے پیشِ نظر عدل و انصاف کے تقاضے پورے کریں اور ملک کے کسی گروہ کو اس کے حق سے محروم نہ ہونے

یہ اجلاس مسلمانوں سے بھی یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ مایوس اور دل شکستہ نہ ہوں۔ حالات خواہ کتنے ہی حوصلہ شکن اور فضا کتنی ہی شر ربار نظر آتی ہو، وہ صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اپنے جائز حقوق، اپنے دین اور اپنی عبادت گاہوں کے تحفظ کے لیے اپنی پر وقار جدوجہد آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے جاری رکھیں اس یقین واعتماد کے ساتھ کہ خلوص اور نیک نیتی سے جو کوششیں کی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب فرماتا ہے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس صمیم قلب کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین وملت کے تحفظ کے معاملہ میں ہماری رہنمائی فرمائے اور مدد فرمائے اور کامیابی عطا کرے۔ آمین

۵۔ پنجاب کی صورت حال

سنت لونگووال راجیو گاندھی سمجھوتہ اور ریاستی اسمبلی کے انتخابات کے بعد یہ امید پیدا ہو چلی تھی کہ اہل پنجاب کو آرام کا سانس لینے کا موقع مل جائے گا، بدگمانیوں کے بادل چھنٹ جائیں گے اور اعتماد باہم کے نئے دور کا آغاز ہوگا۔ لیکن یہ توقعات ابھی پوری ہوتی نظر نہیں آرہی ہیں۔ دہشت پسند سرگرمیاں اب بھی جاری ہیں اور دوسری طرف ردعمل کے طور پر پنجاب کی اقلیت میں جو ذہنیت پیدا کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں ان کے نتیجہ میں حالات کچھ زیادہ ہی خراب ہوتے نظر آرہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورت حال کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اہل پنجاب سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ریاستی مسائل کے ساتھ ملکی مفادات کو بھی پیش نظر رکھیں اور فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔ فرقہ وارانہ فضا کو سنجیدگی سے خوش گوار بنانے کی کوشش کریں۔ پرامن گفت وشنید، کسر وانکسار اور افہام وتفہیم مسائل کے مناسب اور پائیدار حل کے لیے بہترین ذرائع ہیں۔

یہ اجلاس پنجاب و ہریانہ کے ذمہ داروں کے علاوہ دونوں ریاستوں کے عوام سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ چنڈی گڑھ اور ہندی علاقوں کے تبادلہ کے مسئلہ پر مزید الجھنیں نہ پیدا کریں اور بھرپور کوشش کریں کہ مسائل کے حل میں ناروا تاخیر نہ ہونے پائے۔

مجلس شوریٰ

منعقدہ ۱۹ تا ۲۵ اپریل ۱۹۸۷ء

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس مورخہ ۱۹ اپریل ۸۷ء یکشنبہ ۱۰ بجے صبح کو مرکز جماعت دہلی میں شروع ہوا اور ۲۵ اپریل ۸۷ء سنیچر ۱۲½ بجے تک جاری رہا۔

صدر اجلاس جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی اصلاحی امیر جماعت اسلامی ہند کے علاوہ درج ذیل ارکانِ شوریٰ شریک اجلاس تھے:۔

۱۔ مولانا سلمان ندوی صاحب	دعوت
۲۔ جناب محمد سراج الحسن صاحب	مرکز
۳۔ جناب عبدالرشید عثمانی صاحب	مہاراشٹر
۴۔ جناب محمد عبدالعزیز صاحب	آندھرا
۵۔ ,, کے سی عبداللہ صاحب	کیرلہ
۶۔ ڈاکٹر احمد سجاد صاحب	رانچی
۷۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی صاحب	رامپور
۸۔ مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب	گجرات

۹۔ مولانا محمد یعقوب گھولائیؒ صاحب کلکتہ

۱۰۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب مرکز

۱۱۔ مولانا جلال الدین انصر صاحب علیگڑھ

۱۲۔ جناب ٹی۔کے عبداللہ صاحب کیرلہ

۱۳۔ انعام الرحمٰن خاں صاحب ایم۔پی

۱۴۔ جناب سید یوسف صاحب مرکز

۱۵۔ جناب محمود خاں صاحب کرناٹک

۱۶۔ اعجاز احمد اسلم صاحب ٹمل ناڈو

اور قیم جماعت افضل حسین شریک اجلاس تھے۔

جناب ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ صاحب اپنی اہلیہ محترمہ کی اور مولانا صدر الدین اصلاحی صاحب اپنی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔

تذکیر: سب سے پہلے مولانا محمد یوسف اصلاحی صاحب نے قرآن مجید کی ایک آیۃ کریمہ کی تلاوت کی اس کا ترجمہ پیش کیا اور بصورت تذکیر تشریح فرمائی۔

افتتاحی کلمات

اس کے بعد ارکان شوریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے محترم امیر جماعت نے اپنی افتتاحی تقریر میں حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: پچھلے سال مرکزی مجلس شوریٰ کے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے چار اجلاس ہوئے تھے جو ضرورتاً منعقد ہوئے اس وجہ سے خیال تھا کہ اس سال سالانہ اجلاس رمضان المبارک سے پہلے نہ بلایا جائے۔ لیکن ضرورتوں کا تقاضہ کچھ ایسا تھا کہ جلد بلانا پڑا۔ یوں تو سالانہ بجٹ (۸۸-۸۷ء) بھی جلد منظور ہونا چاہیے مگر میرے

نزدیک اس سے زیادہ اہم تقاضہ موجودہ حالات کا تھا، جماعت کے اندرونی حالات کا بھی اور ملک کے عام حالات کا بھی۔

اس وقت سب سے اہم مسئلہ ملک کے امن وامان اور نظم وانتظام کے برقرار رہنے کا ہے۔ متعدد مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات ہوچکے ہیں اور بعض مقامات پر اب بھی ہو رہے ہیں خاص طور پر گجرات اور میرٹھ کے فسادات سامنے ہیں۔ مختلف فرقوں کے درمیان نفرت اتنی بڑھ چکی ہے کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ کب کہاں کیا ہوجائے۔ ان فسادات کے دوران جو لوگ ہلاک ہوتے رہے ہیں وہ سب ہماری مدد کے مستحق ہیں۔ لیکن اب تک کا جو ریکارڈ سامنے ہے اس کے مطابق جانی مالی نقصان زیادہ تر بے قصور افراد اور خاندانوں ہی کا ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں تک دعوت حق کس طرح پہنچائی جائے۔ کیونکہ اس فضا میں کسی کا سنجیدہ باتوں کو سننے اور غور کرنے کے لیے تیار ہونا مشکل ہے۔

ملک کی فضا سازگار ہو اور لوگوں کو قلبی سکون میسّر ہو تو وہ ہماری طرف متوجہ اور آمادہ ہوسکتے ہیں لیکن اس حالت میں پریشان حال لوگوں کی توجہ زیادہ تر وقتی مشکلات و مسائل کی طرف ہی رہتی ہے۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ بعض عناصر کی دوری بڑھی اور ان کے جذبات میں شدّت بھی بڑھتی جارہی ہے۔ جبکہ جماعت کی پالیسی پروگرام میں اولین اہمیت دعوت کو دی گئی ہے۔ اس صورت حال کے پیدا کرنے میں بہت سی چیزوں کا دخل ہے (ان دنوں خاص طور پر بابری مسجد کا پیچیدہ مسئلہ سامنے ہے جس کے لیے لوگوں کے جذبات بھڑکائے گئے ہیں)۔ یہ صحیح ہے کہ یہ مسئلہ ایک سازش کے تحت کچھ خاص مصلحتوں کے لیے کھڑا کیا گیا ہے اور اسے حکومت برابر ٹال رہی ہے مسلمانوں کو مجبوراً کچھ پروگرام کا اعلان کرنا پڑا۔

۳۰ مارچ ۱۹۸۶ء کو دہلی میں جو عظیم ریلی ہوئی اس سے حکومت متوجہ تو ہوئی ہے پارلیمنٹ میں بھی اس کی آواز گونجی ہے اور خود وزیروں نے بھی کچھ نہ کچھ اظہار خیال کیا ہے۔ مگر یہ سوال کہ حکومت آئندہ کوئی قابل قبول حل سامنے لے آئے گی اپنی جگہ باقی ہے۔ اور اس کے بارے میں قطعی طور سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ کچھ ایسی نشستیں بھی ہوئی ہیں جن کے بارے میں یہ سمجھا گیا تھا کہ ہندو مسلم لیڈر شپ کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور کسی مصالحتی فارمولہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کچھ کارگر ہو سکے گی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس بارے میں بھی کوئی پیش رفت ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ اس سلسلہ میں ایک بات یہ پیش کی جارہی ہے کہ عدالت کے ذریعہ فیصلہ کرایا جائے۔ کچھ لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مسجد کو ایک قومی یادگار بنا دیا جائے مگر شاید انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس طرح کی کوئی تجویز درست اور کہاں تک قابل قبول ہو سکتی ہے۔ بہرحال غور طلب بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں صحیح اور مثبت رویہ کیا ہو۔ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے جس سے مسئلہ کا صحیح اور منصفانہ حل نکل سکے۔

ایک دوسرا مسئلہ جو پہلے مسئلہ سے بھی زیادہ اہم اور خطرناک ہے یونیفارم سول کوڈ کا ہے۔ اس کا بل غالباً ابھی تیار نہیں ہے لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ بالآخر اسے لایا ہی جائے گا۔ دستور ہند کے رہنما اصول کی دفعہ ۴۴ اپنی جگہ برقرار ہے اور شدید مطالبات کے باوجود مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ یہ کوڈ اختیاری ہو یا لازمی کسی صورت میں بھی اس کی خطرناکی محتاج بیان نہیں ہے لیکن اس سے بھی زیادہ تشویشناک عائلی مقدمات میں عدالتوں کے فیصلے ہیں جو اسلامی احکام کے خلاف ہوتے رہتے ہیں اور جن سے مسلمانوں کے دینی تشخص پر برے اثرات پڑ رہے ہیں۔ شاہ بانو کیس اور ابھی سائرہ بانو کیس کے جو فیصلے ہوئے ہیں ان سے

عدالتوں کا رخ صاف طور پر سامنے آ رہا ہے۔ اقلیتی کمیشن کے چیرمین جسٹس بیگ نے ایک موقع پر مشورہ دیا تھا کہ حکومت قانون سازی کے ذریعہ مسلم پرسنل لا کو تبدیل کرنے کا ذہن بدل دے۔ یہ کام عدالتوں پر چھوڑ دیا جائے وہ رفتہ رفتہ یہ خدمت انجام دیں گی۔ سائرہ بانو کے مقدمہ کا جو فیصلہ ہوا ہے اس سے طرح طرح کے مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں جن میں تعدد ازدواج کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ عوام الناس کا شرعی قوانین سے ٹھیک طور پر واقف نہ ہونا بھی مسائل پیدا کرتا ہے پھر اصلاح معاشرہ کی بھی کوئی خاص کوشش نہیں ہو رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ اسی طرح مسلمان غافل رہے اور عدالتیں اپنے فیصلے کرتی رہیں تو دستوری ضمانت کے باوجود بنیادی حقوق کس طرح مؤثر ہو سکتے ہیں اور شہناز شیخ وغیرہ کا معاملہ تو اور آگے کا ہے ان کی طرف سے شریعت کے فوری طور پر کالعدم قرار دینے کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔

تقریر کے آخر میں محترم امیر جماعت نے بڑی دلسوزی سے نظم جماعت کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ باہر سے کہیں زیادہ اہمیت ہمارے اندرونی نظم کی ہے ہمیں پوری طرح یکسو ہو کر کوشش کرنی ہے کہ جماعت صحیح رخ پر قدم آگے بڑھاتی رہے۔ ہمیں برابر نگاہ رکھنی چاہیے کہ رفقائے جماعت کا حال کیا ہے، نظم کی کیا کیفیت ہے اور پالیسی پروگرام کے مطابق کس طرح اور کس حد تک عمل ہو رہا ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی اور مدد فرمائے۔

جماعت کی سالانہ رپورٹ

افتتاحی تقریر کے بعد جماعت کی سالانہ رپورٹ بابت ۸۷-۱۹۸۶ء پیش ہوئی اور اس کے سلسلہ میں بعض وضاحتی سوالات کے جواب دیے گئے۔

ملتوی شدہ تجاویز و مسائل

لوکل باڈیز کے انتخابات ین ووٹ کے استعمال سے متعلق ملتوی شدہ تجویز پڑھ کر سنائی گئی اور اسے حسب ذیل شکل میں منظور کر لیا گیا۔

"ارکان جماعت اسلامی ہند کو لوکل باڈیز اور گرام پنچایتوں کے انتخابات میں اپنے ووٹ کے استعمال کی اجازت دی جائے تاکہ جماعت اسلامی ہند کے میقاتی پروگرام کے بعض اجزاء بالخصوص خدمت خلق اور ملکی مسائل وغیرہ کو روبعمل لانے میں ووٹ کی یہ طاقت ممد و معاون ثابت ہو سکے۔" ووٹ کا استعمال کن شرائط کے ساتھ ہو انھیں شوریٰ طے کرے۔"

ارکان شوریٰ نے تجویز پر تفصیل سے اظہار خیال کیا اور آخر میں رائے شماری ہوئی جو کثرت رائے سے منظور ہوگی۔

ووٹ کے استعمال کی شرائط بصورت ذیل منظور ہوئیں :

شرائط

گرام پنچایت اور لوکل باڈیز کے انتخابات میں ارکان جماعت کے ووٹ کے استعمال کے شرائط یہ ہوں گے :۔

امیدوار بلا لحاظ مذہب وملت اپنے حلقہ تعارف میں ایک سچے اور اچھے بھلے شخص کی حیثیت سے جانا مانا جاتا ہو۔ اس سے ایفائے عہد کی توقع ہو اور اسلام و مسلم دشمنی کا اندیشہ نہ ہو۔ اور وہ وعدہ کرے کہ منتخب ہونے کے بعد وہ نسل اور برادری اور علاقہ و زبان کی عصبیت سے اوپر اٹھ کر عوام کی خدمت کرے گا اور کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو تہذیبی اکائیوں کے درمیان بغض و عناد اور منافرت کے جذبات کو بڑھاتے ہوں۔

• سماجی و شہری سہولتوں کی فراہمی کے سلسلہ میں علاقہ / بستی / محلہ کی حقیقی

ضرورتوں کو مقدم رکھے گا۔

- زندگی میں اخلاقی بگاڑ لانے والی تمام چیزوں کو اپنے متعلقہ ادارہ کے ذریعہ ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ مثلاً جوا، شراب اور بدکاری وغیرہ کے اڈوں کو ختم کرنے کی اور اپنے محلہ / بستی وغیرہ کو رشوت، جہیز کی لعنت اور ظلم و زیادتی سے محفوظ رکھنے کے لیے کوشاں رہے گا۔
- اپنی بستی / علاقہ / محلہ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی، امن و امان کی برقراری اور جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کو اپنی اوّلین ذمہ داری سمجھے گا۔
- مختلف فرقوں کے مذہبی مقامات، عبادت گاہوں اور ان سے متعلق جائدادوں کی حفاظت اور ان کی اصل حیثیت کی برقراری کی بھرپور سعی کرے گا۔
- اس امر کی پوری کوشش کرے گا کہ اپنے ادارہ سے کسی حق دار کو انصاف کے حصول میں تاخیر نہ ہو اور کوئی مصنوعی رکاوٹ آڑے نہ آنے پائے اور اگر اس راہ میں کوئی ضابطہ مانع ہو تو اسے تبدیل کرانے کی سعی کرے گا۔
- باہمی نزاعات کے بارے میں کوشش کرے گا کہ کوئی فیصلہ فریقین کے پرسنل لا کی خلاف ورزی پر منتج نہ ہو۔
- تعلیمی طبی اور زرعی سہولتوں کی فراہمی کے سلسلے میں کوشش کرے گا کہ کوئی حق دار اپنا حق پانے سے ضعیفی یا پسماندگی یا اقلیتی فرد ہونے کے باعث محروم نہ رہ جائے۔
- اجتماعی اور ثقافتی سرگرمیوں میں اس بات کا دھیان رکھے گا کہ ان کے ذریعہ سماج میں کسی ایسی چیز کو در آنے کا موقع نہ ملے جو بے حیائی، فحاشی، بد اخلاقی اور منکرات کے فروغ کا سبب بن سکے۔

- یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور محتاجوں کی خدمت اور خبر گیری میں کوتاہی نہ کرے گا۔
- ارضی و سماوی حادثات کے موقعوں پر مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد و اعانت کی بھرپور کوشش کرے گا۔
- معاشی طور پر لوگوں کو اوپر اٹھانے اور بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کے سلسلہ میں گھریلو صنعتوں کے قیام کی اور اس بات کی پوری کوشش کرے گا کہ انہیں حکومت کی ترقیاتی اور امدادی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کا پورا موقع ملتا رہے۔

سالانہ بجٹ

جماعت کا سالانہ بجٹ برائے ۸۸-۱۹۸۷ یکم اپریل ۸۷ء تا ۳۱ مارچ ۸۸ء زیر غور آیا۔ آمد و صرف کی ایک ایک مد پر غور ہوا اور آخر کار اسے منظور کر لیا گیا۔

متوقع آمدنی	۱۲,۸۳,۴۶۰
متوقع اخراجات	۱۴,۰۴,۰۰۰
متوقع خسارہ	۱,۲۰,۰۰۰

آخر میں ملک و ملت کے حالات کے سلسلہ میں ارکان شوریٰ نے اپنے خیالات و احساسات ظاہر کیے۔ خاص طور پر بابری مسجد کی بازیابی کی تحریک۔ قرآن مجید کے خلاف غلط پروپگنڈا اور عدالتوں کے ناروا فیصلے، یکساں سول کوڈ، اخلاقی بحران اور فسادات، اظہار خیال کے خاص موضوعات تھے۔ اس کے بعد ان موضوعات پر باقاعدہ قراردادیں منظور ہوئیں جو آخر میں درج ہیں۔

۲۵ اپریل ۸۷ء کو ۱۲½ بجے دن میں دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

افضل حسین قیم جماعت

قرار دادیں

۱۔ قرآن پاک

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس برادران وطن کے ایک مخصوص حلقہ کی ان کوششوں کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے جن کا مقصد قرآن کریم کی آیات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اکثریت کے سادہ لوح افراد کو بدگمانیوں میں مبتلا کرنا اور یہ تاثر دینا ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کو تشدد، قتل و غارت اور غیر مسلموں سے شدید نفرت کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ صورت حال اس لیے اور بھی تشویش انگیز بن گئی ہے کہ کچھ دنوں پہلے دہلی کی ایک عدالت نے ایک ایسا فیصلہ کیا جسے بنیاد بنا کر کچھ لوگ یہ ثابت کرنے میں لگے ہیں کہ یہ اعتراضات درست ہیں۔ اس سے پہلے کلکتہ ہائی کورٹ میں بھی قرآن کریم پر پابندی عائد کرنے کے سلسلہ میں ایک درخواست دی گئی تھی۔ جسے سماعت کے لیے داخل بھی کر لیا گیا تھا علاوہ ازیں کچھ نام نہاد دانشور قرآن کریم کی من مانی تعبیر و تفسیر کر کے لوگوں کو مسلسل گمراہ کر رہے ہیں جس کی ایک بہت بھونڈی مثال شاہ بانو کیس کے فیصلہ میں بھی سامنے آچکی ہے۔

مجلس شوریٰ نے ان مذموم اور منصوبہ بند کوششوں کے خلاف اپنے دلی افسوس اور رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس طرح کی حرکتوں کا نوٹس لے اور لوگوں کو یہ موقع نہ فراہم کرے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا میں ہندوستان کی رسوائی کا سبب بن سکیں۔

۲۷ اخلاقی بحران

انتہائی دکھ کے ساتھ یہ ماننا پڑتا ہے کہ ملک کی مجموعی اخلاقی حالت اس حد تک گر چکی ہے کہ ایک عام آدمی بھی اسے محسوس کرنے لگا ہے اور یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ فکر و تصور کی نوعیت اور کیفیت ہو یا اخلاق و کردار کی بلندی و پستی' یہ سب چیزیں اوپر سے نیچے کی طرف چلتی ہیں اور اسی بنیاد پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ نیچے سے اوپر تک چھوٹے بڑے سبھی لوگ بے اختیار ہوں یا با اختیار فکری انتشار اور اخلاق و کردار کے بحران میں مبتلا ہیں۔ اس کیفیت کو صرف اخلاقی زوال سے تعبیر کرنا کافی نہیں، دراصل یہ اخلاقی بحران ہے۔ زندگی کے بنیادی تصورات اور مطلوبہ اخلاقی اوصاف میں ہم آہنگی ہونی چاہیے! اگر یہ نہ ہو تو فکر و عمل میں لازمی طور پر تضاد پایا جائے گا جسے اخلاقی بحران سے کچھ کم اور کہنا صحیح نہیں ہوگا اور اس حالت سے کسی بہتری کی امید رکھنا عبث ہے۔

اگر اخلاقی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ معاشرہ کا پورا جسم داغ داغ ہے! ان پھوڑوں پر پھائے رکھ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمت کر کے اس معدہ کا علاج کرنا ضروری ہے جس کی صحت خراب ہونے کی وجہ سے خون میں فساد پیدا ہو گیا ہے اور نتیجہ میں جسم کے ہر حصہ پر پھوڑے نظر آ رہے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ احساس ہے کہ سماج کے ہر گوشہ میں بڑھتا ہوا کرپشن، نقلی دواؤں کا کاروبار، چور بازاری، خوردنی اشیاء تک میں ملاوٹ، جہیزی اموات وغیرہ اس بحران کی واضح علامتیں ہیں۔ انہیں مجموعی طور پر خود غرضی، بے اعتمادی اور سطحیت پسندی کے تین دائروں میں سمیٹا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان خرابیوں کے ساتھ صرف مادی ترقی ملک و سماج کو آگے نہیں بڑھا سکتی۔ خود غرضی اور بے اطمینانی کی

اس عام فضا نے لوگوں کو خود اعتمادی اور یقین کی دولت سے محروم کر دیا ہے جس کی تلافی نہ تو فوجی طاقت سے ہو سکتی ہے، نہ سائنس ٹکنالوجی اور صنعت و تجارت کی ترقی کے ذریعہ یہی کیفیت سطحیت کی بھی ہے۔ مثلاً فرقہ پرستی، تعصب اور فسادات کے مسئلوں کو لے لیجیے کہ ان سے نالاں تو سب ہیں لیکن کوئی بھی گہرائی میں اتر کر ان کے سرچشمہ تک پہنچنے کے لیے تیار نہیں۔

جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس اس صورت حال کو انتہائی تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے اور ملک و ملت کے بابصیرت افراد سے نہایت درمندی سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپیلوں، ملامتوں اور کورے اندیشوں سے آگے بڑھ کر مرض کے اصل اسباب کی تشخیص پر توجہ صرف کریں۔ جماعت اسلامی اہل ملک کو اخلاقی بحران کے اس مسئلہ پر مسلسل متوجہ کرتی رہی ہے اور یہ کہتی رہی ہے کہ یہی ہمارے سماج میں پائی جانے والی تمام خرابیوں اور گراوٹوں کی جڑ ہے جسے بیخ وبن سے اکھاڑ کر پھینکے بغیر زندگی میں خیر و فلاح کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔

۳۔ فرقہ وارانہ فسادات

ملک کے مختلف علاقوں میں یہاں وہاں آئے دن ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات پر مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند گہری تشویش کا اظہار کرتی ہے اور ملک کے تمام باشندوں سے بلا تفریق مذہب و ملت یہ اپیل کرتی ہے کہ وہ اخوت، محبت، رواداری اور انسانی قدروں کو پامال ہونے سے بچائیں۔ فرقہ وارانہ فسادات کی بڑھتی ہوئی لہر سے محسوس ہوتا ہے کہ نفرت اور تشدد کا یہ روگ سماج کی رگ وپے میں سرایت کر گیا ہے اور اگر اس کا بروقت علاج نہ کیا گیا تو یہ پورے سماج کو مفلوج و ناکارہ بنا کر رکھ دے گا۔ یہ فسادات جہاں ملک کی نیک نامی پر بٹہ لگا رہے ہیں

وہیں ملک کے روشن مستقبل کی راہ میں رکاوٹ بھی بن رہے ہیں۔ ان فسادات سے تعمیر و ترقی کا چلتا ہوا پہیہ جہاں رک جاتا ہے وہیں ان کے شعلوں سے جان و مال کا جو نقصان ہوتا ہے وہ حقیقت میں ملک ہی کا نقصان ہوتا ہے کسی اور کا نہیں۔

ان فسادات کے پس منظر میں بین الاقوامی سطح پر قوموں کو باہم مل جل کر رہنے کی تلقین اور امن و محبت کا انسانی پیغام جو ہم دیتے رہتے ہیں وہ عملاً اپنی روح اور اثر آفرینی کھو دیتا ہے۔ ہمارا ملک مختلف مذہبی، تہذیبی اور لسانی اکائیوں کا گہوارہ کہلاتا ہے۔ ہم پُرامن بقائے باہم کی ایک اچھی تصویر پیش کر سکتے تھے لیکن افسوس ہم ایسی تصویر پیش کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ یہ ذمہ داری دوسروں سے کہیں زیادہ حکومت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ حالات کو سدھارنے اور ملک کو فرقہ وارانہ عذاب سے نجات دلانے کی کوشش کرے۔ مجلس شوریٰ یہ محسوس کرتی ہے کہ حکومت فسادات کی روک تھام اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے سلسلہ میں جو یقین دہانیاں کراتی رہتی ہے اسے وہ پوری نہیں کر سکی۔ اس کی سرد مہری اور تغافل کا رویہ بھی مفسد عناصر کی حوصلہ شکنی کے بجائے حوصلہ افزائی کا سبب بن رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تشویش انگیز بات یہ بھی سامنے آ رہی ہے کہ سرکاری عملہ کا رویہ دن بدن جانبدار ہوتا جا رہا ہے۔ اسے سدھارنے کی پوری ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے اور غالباً اسے اس کا احساس بھی ہے اور اسی احساس کے تحت وزارت داخلہ میں وزیر مملکت مسٹر پی چدمبرم لوک سبھا میں دوبارا اعلان کر چکے ہیں کہ فسادات کے لیے براہ راست پولیس اور انتظامیہ کو ذمہ دار گردانا جائے گا مجلس شوریٰ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اس یقین دہانی پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ مجلس شوریٰ ملک کے تمام مذہب پسند افراد سے بھی یہ اپیل کرتی ہے کہ

آگے بڑھ کر حالات کو سنبھالنے اور مذہب کو رسوا ہونے سے بچانے کی کوشش کریں ورنہ مذہب مخالف طاقتیں اسی کے سہارے نفسِ مذہب کے خلاف ذہنوں کو مسموم کرکے مذہب و اخلاق کا رشتہ زندگی سے کاٹ سکتی ہیں جیسا کہ دنیا میں کئی جگہوں پر یہ ڈرامہ اسٹیج کیا جا چکا ہے اور مذہب کو سیاست سے الگ کرنے کی آوازیں یہاں بھی سنائی دینے لگی ہیں۔ جو اس بات کی غماز ہیں کہ سیاست اپنے تمام پاپوں کا بوجھ مذہب کے سر ڈال کر اپنے آپ کو دودھ کی دھلی ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

۴۔ اختیاری یکساں سول کوڈ

حکومت کے اس ارادہ ہی سے کہ وہ پورے ملک کے لیے یکساں سول کوڈ لانا چاہتی ہے مسلمانانِ ہند بے چینی اور اضطراب میں مبتلا تھے۔ لیکن اب اس اعلان کے بعد کہ وہ جلد ہی پارلیمنٹ میں اس مقصد سے ایک بل پیش کرنے والی ہے، ان کے اضطراب میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے اس لیے کہ یہ ان کے دینی تشخص کے لیے ایک سنگین خطرہ ہے اور صریح طور پر دین میں مداخلت ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ دین سے ان کے رشتہ کو کاٹ پھینکنے کی ایک منظم سازش ہے۔ پھر یہ دستورِ ہند کی اس یقین دہانی کے بھی خلاف ہے کہ ملک کی ہر تہذیبی اکائی کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور اس کے شخصی و عائلی قوانین محفوظ ہوں گے۔ لیکن حکومت کے اس اعلان سے دستور کی اس یقین دہانی کی صریح خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کے لیے حکومت اس قدر بے چین کیوں ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مقصد عورتوں کے حقوق کی حفاظت ہے اور مرد و زن میں برابری پیدا کرنا ہے۔ حالانکہ یہ بات بار بار واضح کی جا چکی ہے کہ

اسلام نے عورت کے جو حقوق دیے ہیں وہ دنیا کے کسی دستور نے نہیں دیے ہیں اس نے عورت اور مرد کے تعلق کو بہت ہی معقول اور مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے اور ظلم و زیادتی کے سارے راستے بند کر دیے ہیں۔

ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ ملک کے اتحاد و یکجہتی کے لیے ضروری ہے کہ یہاں کے مختلف طبقات کے عائلی قوانین میں یکسانیت ہو لیکن یکجہتی پیدا کرنے کا یہ ایک غیر فطری اور غیر عملی طریقہ ہے۔ یہ بات حکومت کو یاد رکھنی چاہیے کہ ہر طبقہ کو اپنے مذہب اور اپنے عائلی قوانین سے گہرا قلبی تعلق ہوتا ہے اور وہ کسی حال میں اس سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر اسے اس سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے اندر تشویش اور رد عمل کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اس سے یکجہتی تو نہیں بے چینی ہی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اگر حکومت یکجہتی پیدا کرنے کے لیے اپنے ارادہ میں مخلص ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس غیر فطری طریقہ کو چھوڑ کر صحیح اور فطری طریقہ اختیار کرے اور وہ یہ کہ پورے ملک میں یہ احساس پیدا کرے کہ یہاں ہر طبقہ اپنے عائلی قوانین پر عمل کرنے کا حق رکھتا ہے، از روئے دستور اسے اس کی آزادی حاصل ہے۔ ملک کے دوسرے طبقات کو اسے برداشت کرنا چاہیے اور اس پر انہیں اعتراض یا تبدیلی کا حق حاصل نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یکساں سول کوڈ اختیاری ہوگا۔ ایک غلط چیز کا فیصلہ کرنا اور اس پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دینا سراسر غیر دانشمندانہ حرکت ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کے لیے اختیاری سول کوڈ بھی کسی پہلو سے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ کسی مسلمان کو اسلام نے اس کو اختیار ہی نہیں دیا ہے کہ وہ اسلام کے کسی قانون کو اختیاری سمجھے۔ اور اس پر عمل کرنے یا نہ کرنے کی اسے آزادی حاصل ہو۔ حکومت کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ شاہ بانو کیس کے سلسلہ میں سپریم کورٹ نے قرآن و سنت کے

نصوص کے خلاف جو غلط فیصلہ دیا تھا اس نے ملک کے طول و عرض میں پوری اُمت
کو بے چینی میں مبتلا کر دیا تھا۔ حالانکہ اس فیصلہ کا تعلق عائلی قوانین کے صرف ایک
پہلو سے تھا۔ اس سے حکومت کو مسلمانانِ ہند کے جذبات کا اندازہ کر لینا چاہیے کہ
وہ اپنے پورے عائلی قوانین کے خاتمہ کو کس طرح برداشت کر سکتے ہیں اس سے تو
امّت مسلمہ میں ایسا ردعمل بھی پیدا ہو سکتا ہے جس کو کنٹرول کرنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا
لہٰذا جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے
کہ وہ اپنے اس ارادہ پر عمل کی کوشش نہ کرے۔ نیز مسلمانوں کو دستورِ ہند کی دفعہ ۴۴
سے مستثنیٰ قرار دے تاکہ آئے دن یہ خلفشار نہ پیدا ہو۔ اور مسلمانانِ ہند سے بھی یہ
اپیل کرتا ہے کہ جو عائلی قوانین ان کے دین کا اہم حصہ ہیں اور انھیں کی وجہ سے ان کا
ملی و تہذیبی تشخص باقی ہے اور جن کے تحفظ کے لیے وہ ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے
آمادہ ہیں انہیں وہ پوری طرح اپنی زندگی میں نافذ کریں اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ
فراہم کریں کہ خود مسلمان ان قوانین کی بے حرمتی اور ان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔
یہ بات انہیں فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی اللہ کے
اس دین سے وابستہ ہے جس کا ایک حصہ یہ عائلی قوانین بھی ہیں۔

۵۔ بابری مسجد کا مسئلہ

بابری مسجد کے مسئلہ نے نہ صرف پورے ہندوستانی مسلم سماج کو قلبی اضطراب،
پریشانیوں اور نوع بنوع اندیشوں کے گھیرے میں لے لیا ہے بلکہ گذشتہ ایک سال
سے اس نے جو نیا موڑ لیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ تہذیبی جارحیت کے علمبردار اپنے
مذموم مقاصد، فرقہ وارانہ منافرت کی خلیج کو وسیع کر کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان
طاقتوں کا یہ رویہ جمہوری نظام اور قانون کی حکمرانی کے لیے چیلنج بنتا جا رہا ہے۔

زور و زبردستی سے کسی چیز پر قبضہ کر لینا اور کسی کو اس کے قانونی حق سے محروم کر دینا یہ جنگل کا قانون ہے مہذب انسانی دنیا کا نہیں۔ مہذب دنیا نے اسے تسلیم کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے لیکن اس کے باوجود تہذیبی جارحیت پسند طاقتیں اس مسجد کو بہانہ بنا کر مسلم اقلیت کے خلاف منافرت کے جذبات کو شعلہ فشاں بنانے کی کوشش میں رات دن لگی ہوئی ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تاریخ کی صورت بھی مسخ کی جا رہی ہے۔ اس طرح جو ماحول بن رہا ہے وہ شہری امن و امان کے پیشِ نظر بھی خطرناک ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند جہاں اس بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے وہیں ملک و ملت کے بہی خواہوں اور خیر پسندوں سے یہ امید بھی کرتی ہے کہ وہ آگے آئیں اور اس کشیدگی کے ماحول کو امن و امان اور سلامتی کے ماحول سے بدلنے کی بھرپور کوشش کریں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ امن و سلامتی کے ماحول میں افہام و تفہیم یا آئینی و قانونی راہ اپنا کر اختلافی مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ امن و سلامتی کا یہ ماحول ملک کی مادی ترقی اور باشندوں کی روحانی و اخلاقی بلندی کے لیے بھی ایک ناگزیر شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس موقع پر مجلس شوریٰ افسوس کے ساتھ اپنے اس احساس کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں حکومت نے ابتدا ہی سے شعوری یا غیر شعوری طور پر جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے فرقہ پرست عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ بابری مسجد کا یہ قضیہ تقریباً ۳۸ سال سے عدالت میں زیر سماعت ہے لیکن ملکیت کے فیصلہ سے پہلے ہی ڈسٹرکٹ کورٹ کے ذریعہ جب مسجد کا تالہ کھولا گیا تو نشر و اشاعت کے تمام ذرائع سے لوگوں کو یہی اطلاع دی گئی کہ رام جنم بھومی کا تالہ کھول دیا گیا ہے۔ اس طرح ملکی اور غیر ملکی رائے عامہ کو غلط تاثر دیا گیا۔ اس سے بہرحال تہذیبی جارحیت پسند عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

مجلس شوریٰ حکومت سے یہ امید کرتی ہے کہ وہ اپنے سیکولر کردار کے پیش نظر اس طرح کے معاملات میں کوئی ایسا رویہ نہیں اپنائے گی جس سے کسی مذہبی اکائی کے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ اسے اس کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اسی کے ساتھ وہ حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ وہ عبادت گاہوں اور مذہبی مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے ایک مرکزی قانون بنا کر اس بات کو یقینی بنا دے کہ ملک کی آزادی کے وقت عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کی جو حیثیت رہی ہے اسے برقرار رکھا جائے گا۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام باشندوں سے عام طور پر اور مسلمانوں سے خاص طور پر یہ گذارش کرتا ہے کہ تہذیبی جارحیت پسند عناصر نے ملک میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے لیے جو جال پھیلایا ہے اس سے ہوشیار رہیں۔ اس لیے کہ اس سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں وہی اصل مسئلہ بن جاتے ہیں اور حقیقی مسئلہ پیچھے چلا جاتا ہے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ مجلس شوریٰ اپنی اس رائے کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ مسجد بابری کا مسئلہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں انصاف حاصل کرنے کے لیے ہمیں پوری پوری کوشش کرنی چاہیے اور ملک کے باشندوں کو مسئلہ کی اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے افہام وتفہیم کی تمام پرامن، آئینی وقانونی ذرائع کو استعمال کرنا چاہیے۔ انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں، کتابچوں اور پمفلٹوں، مشترکہ میٹنگوں اور سمینار وغیرہ منعقد کر کے تہذیبی جارحیت پسندوں کے پھیلاتے ہوئے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش مسلسل اور اس پیمانہ پر ہونی چاہیے کہ ملک کی بڑی آبادی اس مسئلہ کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔ نیز اس سلسلہ میں اکثریت کے صاف ذہن افراد کا تعاون

بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

مجلس شوریٰ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ بابری مسجد کے تقدس کو بحال کرنے، اس کے اندر رکھی ہوئی مورتیوں کو ہٹانے اور مسلمانوں کو اس میں نماز ادا کرنے کے سلسلہ میں جو قانونی رکاوٹ کھڑی کر رکھی ہے اسے دور کرے۔

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۲۰ر تا ۲۸ر مارچ ۱۹۸۸ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس آج ۲۰ر مارچ ۱۹۸۸ء کو صبح دس بجے زیرِ صدارت محترم امیر جماعت اسلامی ہند مولانا ابو اللیث صاحب ندوی اصلاحی مرکز جماعت دہلی ۶ میں منعقد ہوا۔ درج ذیل ارکان شوریٰ نے شرکت فرمائی۔

۱۔ جناب رشید عثمانی صاحب	۲۔ جناب عبد العزیز صاحب
۳۔ جناب کے سی عبد اللہ صاحب	۴۔ جناب محمود خاں صاحب
۵۔ جناب اعجاز احمد اسلم صاحب	۶۔ مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب
۷۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب	۸۔ مولانا یوسف اصلاحی صاحب
۹۔ ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب	۱۰۔ ڈاکٹر احمد سجاد صاحب
۱۱۔ جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب	۱۲۔ مولانا سلمان ندوی صاحب
۱۳۔ مولانا جلال الدین انصر عمری صاحب	۱۴۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب
۱۵۔ جناب محمد سراج الحسن صاحب	۱۶۔ جناب سید یوسف صاحب
۱۷۔ افضل حسین (قیم جماعت)	

مولانا صدر الدین صاحب اور مولانا یعقوب گھولائی صاحب علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔

تذکیر مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب کی تذکیر سے کارروائی کا آغاز ہوا۔

افتتاحی کلمات محترم امیر جماعت نے بعد حمد وصلوٰۃ فرمایا کہ اس اجلاس کی نوعیت کسی باقاعدہ اجلاس کی نہیں ہے۔ بلکہ کچھ امور و مسائل کے سلسلہ میں آپ حضرات (ارکان شوریٰ) کا مشورہ حاصل کرنا پیش نظر تھا۔ یہ امور کل سے شروع ہونے والے اجلاس نمائندگان سے متعلق ہیں تاکہ اس اجلاس کو زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جاسکے۔ اس کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی تھی کہ گذشتہ اجلاس نمائندگان کے موقع پر اکثر نشستوں میں یا تو میں شریک نہیں ہوسکا تھا یا شرکت جزوی طور پر ہوسکی تھی۔

نمائندگان کے اجلاس کے پیش نظر مرکز کو بہت سی تجاویز موصول ہوئی ہیں ان میں بعض تجاویز دستور جماعت میں ترمیم سے متعلق ہیں ان پر غور کرنا ہوگا۔ قیم جماعت ان تمام تجاویز کو الگ کرلیں جن پر اس اجلاس میں غور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آج ہی کے دن ہمیں کچھ فیصلے کرلینے ہیں۔ ہوسکتا ہے اجلاس نمائندگان کے دوران بھی بیچ بیچ میں شوریٰ کی نشستیں رکھنی پڑیں۔ محترم امیر جماعت نے معلوم کیا کہ اجلاس نمائندگان میں اردو نہ جاننے والے حضرات کو کارروائی سے واقف کرانے کے سلسلہ میں کیا صورت اختیار کی جاتی رہی ہے خاص طور پر کیرلہ کے احباب کے لیے۔

قیم جماعت نے بتایا کہ بنگالی بولنے والے نمائندے تو اردو سمجھ لیتے ہیں۔ ان کے لیے ترجمانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ رہے کیرلہ کے رفقاء تو ان کے لیے ملیالم زبان میں ترجمانی کی جاتی رہی ہے۔

اس کے بعد گزشتہ اجلاس نمائندگان کے سلسلے کی وہ چیزیں پڑھ کر سنائی

گئیں جو طریقہ کار سے متعلق طے ہوتی تھیں ان سے اتفاق کرتے ہوئے نوٹ کیا گیا کہ ان چیزوں کو اجلاس نمائندگان میں تجویز کے طور پر پیش کیا جائے۔ نمائندگان کو اختیار ہوگا کہ وہ انہیں قبول کریں یا نہ کریں۔

مجلس شوریٰ نے ضوابط بیت المال میں درج ذیل کا اضافہ طے کیا۔

- دفعہ ۵ کے آخر میں حسب ذیل شق و کا اضافہ کیا جائے۔

و۔ حلقہ کے بیت المال کی آمد و صرف کی رپورٹ معہ رپورٹ آڈیٹر، سال آئندہ کا بجٹ اور آڈیٹر کے تقرر پر سالانہ اجلاس میں غور ہوگا۔

- دفعہ ۶۵ کے آخر میں شق ۳ کا اضافہ کیا جائے۔

دفعہ ۶۵ و شق ۳۔ اگر کسی مقامی بیت المال کا سالانہ آمد و صرف ایک لاکھ روپوں سے اوپر ہو تو اس کے حسابات کی ہر سال کسی آڈیٹر سے جانچ کرائی جائے گی۔

بابری مسجد کی بازیابی

اس اہم مسئلہ پر رابطہ کمیٹی کے جو فیصلے اور اس کے ذمہ داروں اور ارکان کے بیانات اخباروں میں شائع ہوتے رہتے تھے ان کے پیش نظر ارکان شوریٰ نے اپنے احساسات و تاثرات کا تفصیل سے اظہار کیا۔ اس ضمن میں ان کا جو مشورہ نوٹ کیا گیا اس سے امرائے حلقہ جات اور نظمائے علاقہ جات کے توسط سے ایک سرکلر کے ذریعہ ارکان جماعت کو مطلع کر دیا گیا اور اس کی ایک نقل رابطہ کمیٹی کے کنوینر کو بھی بھیج دی گئی ارکان شوریٰ کا مشورہ اس طرح تھا:

"گذشتہ ماہ جنوری ۸۸ء میں تحریک بازیابی بابری مسجد کی رابطہ کمیٹی کے کنوینر کو ہم نے مطلع کیا تھا کہ ہم کسی ایسی تجویز کو روبہ عمل لانے کے حق میں نہیں ہیں جس سے فرقہ وارانہ تصادم کی نوبت آسکتی ہو مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر صورت معاملہ

پر جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی خصوصی نشست منعقدہ ۲۵ر مارچ ۸۸ء میں مزید غور کیا اور یہی رائے قرار پائی کہ ہمیں بدستور اپنے موقف پر قائم رہنا چاہیے۔

مجلس شوریٰ کے اس فیصلہ کے پیش نظر براہ کرم آپ بعجلت ممکنہ اپنے حلقہ/ علاقہ کے تمام رفقائے جماعت کو مطلع فرمادیں کہ ہمارے موقف کے بارے میں اگر کوئی شخص معلوم کرنا چاہے تو حسب ضرورت مناسب انداز سے واضح کیا جا سکتا ہے۔

ایک اور اہم بات جسے بخوبی واضح کر دینا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے اصولی موقف پر قائم رہتے ہوئے پوری طرح تحریک بابری مسجد کے ساتھ ہیں تاکہ حکومت یا ہمارے معاندین جماعت کے موقف کو مسلمانوں کے درمیان انتشار یا پھوٹ پڑ جانے کے معنی نہ پہنا سکیں۔

بابری مسجد سے متعلق ایک تحریر (رفقائے جماعت کی رہنمائی کے لیے)

مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۵ر مارچ ۸۸ء میں بابری مسجد بازیابی تحریک کے سلسلہ میں جن خیالات و تاثرات کا اظہار کیا گیا۔ یہ تحریر اسی کا خلاصہ ہے:

بابری مسجد کا مسئلہ آج پورے ملک کے لیے ایک زبردست اضطراب کا سبب بنا ہوا ہے۔ تہذیبی جارحیت کے علمبردار ایک مدت سے اس کی آڑ میں جو فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہے ہیں۔ وہ صرف اقلیت کے تہذیبی وجود ہی کے لیے نہیں بلکہ جمہوری نظام اور قانون کی حکمرانی کے لیے بھی چیلنج بن گیا ہے اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ان مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تاریخ کی صورت میں مسخ کی جا رہی ہے،

اور اس سے جو ماحول بن رہا ہے وہ شہری امن و سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند افسوس کے ساتھ اس احساس کا اظہار ضروری سمجھتی ہے کہ اس مسئلے کے سلسلہ میں حکومت کا شروع ہی سے جو رویہ رہا ہے۔ اس سے فرقہ پرست عناصر کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ تقریباً ۳۸ سال سے بابری مسجد کی ملکیت کا قضیہ عدالت میں زیر سماعت ہے لیکن ملکیت کے فیصلہ سے پہلے ڈسٹرکٹ کورٹ کے ذریعہ بابری مسجد کا تالا کھولا گیا اور نشر و اشاعت کے سرکاری ذرائع سے پروپگنڈہ کیا گیا کہ رام جنم بھومی کا تالا کھول دیا گیا ہے۔ اس طرح اندرون ملک اور بیرونی دنیا کے لوگ صرف گمراہ ہی نہیں ہوئے بلکہ اس سے مذہبی جارحیت پسندوں کی عملاً زبردست حوصلہ افزائی ہوئی۔

مجلس شوریٰ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے آئینی اور سیکولر موقف کے پیش نظر اس طرح کے معاملات میں ایسا رویہ نہ اپنائے جس سے کوئی مذہبی اکائی یہ محسوس کرنے لگے کہ اس کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے ساتھ ہی وہ حکومت سے یہ پرزور مطالبہ بھی کرتی ہے کہ وہ عبادت گاہوں اور مذہبی مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے ایک مرکزی قانون بنا کر اس بات کو یقینی بنا دے کہ ملک کی آزادی کے وقت یعنی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی جو حیثیت رہی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ مجلس حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ وہ بابری مسجد کے تقدس کو بحال کرے اور اس کے اندر رکھی ہوئی مورتیوں کو ہٹائے اور اس میں نماز ادا کرنے کے سلسلہ میں جو رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں انہیں دور کرے۔

مجلس شوریٰ جہاں اس موقع پر اپنی اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتی ہے کہ بابری مسجد کا مسئلہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے اور اس

مسئلہ میں ہمیں انصاف حاصل کرنے کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے، وہیں اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی جو روش جارحیت پسندوں نے اختیار کر رکھی ہے وہ نہ صرف جمہوری طور طریقہ اور قانون کی حکمرانی کے تصور کے منافی ہے بلکہ اس سے صرف فرقہ وارانہ منافرت کی خلیج ہی وسیع ہو سکتی ہے مسئلہ حل ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں چاہیے کہ مسئلہ کے حل کے لیے ملک کے باشندوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے افہام و تفہیم کے تمام پُر امن ذرائع کو استعمال کریں۔ تہذیبی جارحیت پسندوں کے پھیلائے ہوئے اندھیروں کو دور کرنے کے لیے یہ کوشش مسلسل اور اس پیمانہ پر جاری رکھیں کہ ملک کے زیادہ سے زیادہ باشندے اچھی طرح اصل حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔ اور اس سلسلہ میں اکثریت کے صاف ذہن افراد کا تعاون بھی حاصل کریں اور تہذیبی جارحیت پسندوں نے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی جو مہم چلا رکھی ہے اس سے جو کنارہ رہیں۔

اس موقع پر مجلس شوریٰ تمام باشندگان ملک کو اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ امن و سلامتی کے ماحول ہی میں افہام و تفہیم یا آئینی اور قانونی راہ اختیار کر کے اختلافی مسئلوں کو حل کیا جا سکتا ہے۔

قراردادیں

اس کے بعد چند اہم مسائل پر شرکائے اجلاس نے اپنے اپنے خیالات و معلومات کا اظہار کیا اور قراردادیں منظور کیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسئلہ فلسطین :۔ فلسطین کا مسئلہ آج مشرق وسطیٰ کے امن کے لیے بارود کا ڈھیر بن گیا ہے۔ اسرائیلی بربریت جس طرح انسانی حقوق اور قوموں کی آزادی کے تصوّر کو پامال کر رہی ہے وہ آزادی پسند دنیا کے لیے چیلنج بنتا جا رہا ہے اور اگر اسے لگام نہ دی گئی تو مشرق وسطیٰ ہی نہیں عالمی امن بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ آج اسرائیل، امریکہ اور

دیگر استعماری طاقتوں کی سرپرستی میں اس ہٹلری راہ پر چل رہا ہے جس کی تباہیوں اور بربادیوں سے دنیا آگاہ ہے۔ اب آگے دنیا دوبارہ اسی انجام سے دوچار ہونا نہیں چاہتی تو لازمی ہے کہ اسرائیل کو جارحیت سے باز رکھا جائے۔ فلسطینی قوم کو بھی یہ حق دیا جائے کہ وہ دنیا کی آزاد قوموں کی طرح زندگی گذار سکے۔ آزادی فلسطینی قوم کا بھی پیدائشی حق ہے اس حق کو چھین کر عدل و انصاف کا علم نہیں بلند کیا جاسکتا۔ اسرائیل کو جس طرح وجود میں لایا گیا ہے وہ خود ہی ایک کھلے ہوئے ظلم کی نشانی ہے۔ اور اب اسے مزید جارحیت سے نہ روکنا ظلم کے دائرہ کو وسیع کر رہا ہے۔

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس دنیا کی تمام آزادی پسند قوموں سے یہ اپیل کرتا ہے کہ فلسطینی قوم کی غصب کردہ آزادی کو بحال کرانے میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عالم اسلام سے بھی یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اس مسئلہ کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو احساس کے ساتھ ادا کرے گا کہ فلسطین محض ایک علاقائی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ قبلہ اوّل کی بازیابی کا مسئلہ بھی جڑا ہوا ہے۔ اس طرح فلسطین کی آزادی پورے عالم اسلام کی ذمہ داری ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے پورے عالم اسلام کو بنیانِ مرصوص بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔ ورنہ استعماری طاقتیں اسرائیل کا چہرہ لگا کر پورے خطہ کو اپنی چراگاہ بنالیں گی۔ خدا اہل فلسطین اور بیت المقدس کو جلد از جلد صہیونی فتنہ سے نجات دے۔ آمین۔

۲۔ افغانستان:۔ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کی نگاہ میں آٹھ سال سے جاری افغانستان میں روسی عسکری جارحیت اس خطہ کے امن کے لیے ہی نہیں عالمی امن کے لیے بھی خطرہ بنی ہوئی ہے۔ آزادی کے اس دور میں روس کی افغانستان میں کھلی ہوئی فوجی مداخلت، جارحیت کی انتہائی گھناؤنی صورت ہے۔

اپنے دین اور وطن سے محبت رکھنے والے لاکھوں افغانی جوان اس جارحیت کا شکار ہو چکے ہیں پچاس لاکھ سے زائد باشندے پڑوسی ملکوں میں پناہ گزیں بن کر زندگی گذار رہے ہیں۔ لیکن ان تمام دشواریوں کے باوجود غیور و بہادر افغانی اپنے دین اور اپنی آزادی کی حفاظت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اور اپنے صبر و ثبات سے یہ حقیقت اجاگر کر رہے ہیں کہ پختہ عزم و یقین کے سامنے اس دور کی ایک عظیم طاقت، روس کو بھی پسپائی اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آرہا ہے۔ لیکن جاتے جاتے روس اس تگ و دو میں لگا ہوا ہے کہ دین پسند افغانی اقتدار تک پہنچنے نہ پائیں۔ اور وہ نجیب اللہ کے پردے میں اپنے ارادوں کی تکمیل میں لگا ہے روس کی کھلی ہوئی جارحیت سے اس کی یہ خفیہ سازش زیادہ خطرناک ہے۔ توقع ہے کہ مجاہدین کی نگاہوں سے یہ پہلو اوجھل نہیں ہوگا۔ مجاہدین پختہ عزم رکھتے ہیں کہ روسی جارحیت چاہے جس بھیس میں بھی ہو وہ اسے پسپا کرنے سے پہلے دم نہیں لیں گے۔ مجاہدین کے اس عزم کو کامیاب بنانے کے لیے یہ مجلس، عالم اسلام اور آزادی پسند دنیا سے یہ امید کرتی ہے کہ وہ روسی ڈرامہ سے دھوکہ نہیں کھائیں گے اور مجاہدین کے ساتھ تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں گے تا آنکہ جارحیت کا ہر نشان مٹ جائے۔ خدا مجاہدین کی جدوجہد کو کامیاب بنائے۔

۳۔ **فرقہ وارانہ منافرت:** مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی نہایت افسوس کے ساتھ اپنے اس احساس کا اظہار کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ سیاسی پارٹیوں کی طرف سے فرقہ پرستی کے خلاف رات دن بیانات دیے جانے کے باوجود فرقہ وارانہ منافرت کا دائرہ روز بروز بڑھتا ہی جارہا ہے۔ اور اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ منافرت کا یہ شعلہ صرف قومی یکجہتی، ملکی اقتصادیات اور انسانی اخلاق ہی کو تباہ نہیں کر رہا ہے

بلکہ عالمی سطح پر یہ ملک کی رسوائی کا سبب بھی بنتا جا رہا ہے۔

آزادی سے پہلے ان فسادات کے سلسلہ میں عام طور سے یہ بات کہی جاتی تھی کہ انگریز حکومت اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے ان شعلوں کو بھڑکاتی رہتی ہے، وہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر گامزن تھی۔ اس لیے توقع تھی کہ آزادی کے بعد منافرت کے یہ شعلے سرد پڑ جائیں گے لیکن یہ آرزو بھولی بسری داستان بن گئی اور فرقہ وارانہ منافرت کا دائرہ کم ہونے کے بجائے وسیع ہوتا جا رہا ہے! اس لیے اب ملک کی سیاسی پارٹیاں اقتدار کی کرسی تک پہنچنے کے لیے لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی اپنانے میں کوئی ہچک محسوس نہیں کرتیں۔ ان کی اس پالیسی کے سایہ میں تہذیبی جارحیت پسندی اور علاقائی و لسانی عصبیت کو سر اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔ ان کی اسی پالیسی کے سایہ میں در سیاست کے اندر ایسے فرقہ وارانہ مواد کو جگہ ملتی ہے اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آزادی رائے کے اظہار کے نام پر قرآن و حدیث پر پابندی عائد کرنے کے لیے عدالتوں میں مقدمات دائر کیے جاتے ہیں۔ اس طرح پورے ملک میں فرقہ وارانہ منافرت کو پھیلانے کی یہ کوشش ملک کے مستقبل کے لیے شدید خطرہ بنتی جا رہی ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام باشندوں اور ہر مکتبۂ فکر کے لوگوں سے یہ اپیل کر رہا ہے کہ اس روگ کو مٹانے کی کوشش کریں۔ فرقہ وارانہ منافرت کو انسانی اخوت اور بھائی چارہ سے بدل دیں اس لیے کہ سارے انسان اپنے فکری، لسانی، لونی اختلافات کے باوجود آدم کی اولاد ہیں اسی لیے جماعت فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے خوشگوار تعلقات کی مہم کو آگے بڑھانے میں لگی ہوئی ہے۔ مجلس شوریٰ امید کرتی ہے کہ ملک کے تمام باشندے مل جل کر اس مہم کو کامیاب بنائیں گے۔

ایران عراق جنگ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس دو پڑوسی ملکوں ایران

اور عراق کے درمیان جاری جنگ پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اس جنگ میں دونوں ملکوں کا جو جانی اور مالی نقصان ہو رہا ہے وہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے ایک المیہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے خوشی صرف اسرائیل اور اس کے مغربی و مشرقی سر پرستوں کو حاصل ہو سکتی ہے، عالم اسلام کو نہیں۔ اس جنگ نے اسلام کے تصور اخوت پر بھی ضرب لگائی ہے۔ پر امن انسانی آبادیوں کو میزائلوں کا نشانہ بنانا اسے اگر جنگی حکمت عملی کہیں گے تو درندگی اور بربریت کس چیز کا نام ہوگا۔

دنیا کی بڑی استعماری طاقتیں یہی چاہتی ہیں کہ یہ جنگ جاری رہے اس طرح وہ ایک طرف مشرق وسطیٰ کو اپنے اسلحہ کی منڈی بنائے رکھنا چاہتی ہیں تو دوسری طرف وہ اس کے ذریعہ اسرائیل کی راہ میں حائل ہر مقاومت کو ختم کر دینا چاہتی ہیں تا کہ اُن کے مادی مفادات پر آنچ نہ آئے اور ظاہر ہے کہ یہ بات نہ ایران و عراق کے لیے مفید ہو سکتی ہے نہ عالمی امن اور عالم اسلام کے لیے۔

اس جنگ کی انہیں خطرناکیوں کے باعث مجلس شوریٰ دونوں ہی ملکوں سے یہ اپیل کرتی ہے کہ جنگ کو بند کر کے صلح کی میز پر بیٹھ کر اپنے مسائل کو حل کریں۔ اس سلسلہ میں امن پسند دنیا اور عالم اسلام کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس جنگ کو بند کرانے میں اپنا موثر رول ادا کریں۔ ورنہ یہ جنگ کسی بھی وقت نیا موڑ لے کر پوری دنیا کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔

پونے پانچ بجے شام دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

والسلام
افضل حسین
قیم جماعت

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ یکم تا ۱۰ ؍ جون ۸۸ء

الحمد للہ کہ مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس یکم جون ۱۹۸۸ء بروز بدھ دس بجے دن مرکز جماعت دہلی ۶ میں زیر صدارت جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی اصلاحی امیر جماعت اسلامی ہند شروع ہوا۔ اور ۱۰ ؍ جون ۸۸ء ۱۱ ؍ بجے دن کو اختتام پذیر ہوا۔

درجِ ذیل ارکان شوریٰ شریک اجلاس ہوئے:۔

۱۔ جناب رشید عثمانی صاحب — مہاراشٹر
۲۔ جناب کے سی عبداللہ صاحب — کیرلہ
۳۔ اعجاز اسلم صاحب — ٹمل ناڈو
۴۔ عبدالعزیز صاحب — آندھرا
۵۔ محمود خاں صاحب — کرناٹک
۶۔ مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب — گجرات
۷۔ مولانا محمد یعقوب گھولائی صاحب — بنگال
۸۔ مولانا سلمان ندوی صاحب — دہلی

۹۔ مولانا جلال الدین انصر صاحب علیگڈھ

۱۰۔ ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب بہار

۱۱۔ جناب محمد شفیع مونس صاحب مرکز

۱۲۔ جناب محمد سراج الحسن صاحب مرکز

۱۳۔ جناب سید یوسف صاحب مرکز

۱۴۔ افضل حسین قیم جماعت

جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب دو دن بعد ۳ رجون کی صبح سے شریک ہو سکے، مولانا صدر الدین اصلاحی صاحب اور جناب ٹی کے عبد اللہ صاحب اپنی علالت کی وجہ سے، مولانا یوسف اصلاحی صاحب رامپور بیرون ملک ہونے اور ڈاکٹر احمد سجاد صاحب رانچی اپنی صاحبزادی کے عقد نکاح کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

تذکیر :۔ مولانا سید جلال الدین انصر صاحب کی تذکیر سے نشست کا آغاز ہوا۔

افتتاحی کلمات

محترم امیر جماعت نے حمد و صلوٰۃ کے بعد افتتاحی کلمات کے طور پر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اجلاس تقریباً اپنے وقت پر شروع ہوگیا ہے وقت کی بہر حال ہمیں قدر کرنی چاہیے۔ شوریٰ کے سالانہ اجلاس میں ایجنڈا اپریوں بھی بہت سے مسائل ہوتے ہیں مگر اس اجلاس میں مجلس نمائندگان منعقدہ اپریل ۸۸ء میں پیش کیے گئے ان بعض مسائل پر بھی غور کر سکتے ہیں جن کے لیے کمیٹیاں مقرر کی گئی تھیں۔ اجلاس شوریٰ کے علاوہ ان دنوں ٹرسٹوں کے بھی اجلاس ہوں گے لہٰذا وقت کی پابندی کے ساتھ ہمیں ان سے فارغ ہونا چاہیے۔ باتیں بقدر ضرورت ہوں۔ اجلاس سخت گرمی میں طلب کیا گیا ہے مگر

تاریخوں کا فیصلہ ارکان شوریٰ ہی کے مشورہ سے ہوا تھا ۔ سالانہ اجلاس کو اور زیادہ موخر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ بہرحال اب ایجنڈے کے مطابق کارروائی ہونی چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رہنمائی اور مدد فرمائے اور ہمارا یہ اجلاس بحسن و خوبی اختتام کو پہنچے ۔

گذشتہ روداد کی خواندگی

اپریل ۸۷ء کے سالانہ اجلاس اور مارچ ۸۸ء کے غیر معمولی اجلاس کی رودادوں کی خواندگی ہوئی اور شرکاء اجلاس کے مشورے نوٹ کیے گیے ۔

محترم امیر جماعت کے افتتاحی کلمات کے بعد ارکان شوریٰ نے مختلف مسائل پر اظہار خیال کیا اور ان کے تاثرات نوٹ کیے گئے۔

بجٹ

سال رواں ۸۹ - ۱۹۸۸ء کا بجٹ پیش ہوا جس کی تفصیلات پر غور کرنے کے بعد منظور کر لیا گیا۔

متوقع آمدنی	۱۰ ، ۷۱ ، ۴۶۰
متوقع مصارف	۱۰ ، ۱۸ ، ۲۵۰
متوقع بچت	۵۳ ، ۲۱۰

ملک و ملت کو درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کے بعد قراردادیں منظور ہوئیں اور تاثرات سامنے آئے ۔ جو آخر میں درج ہیں ۔

۱۰ ر جون کو محترم امیر جماعت کی دعا پر ۱۱ بجے دن میں اجلاس ختم ہوگیا۔

افضل حسین
قیم جماعت

منظورشدہ قراردادیں

۱/ دینی ادارے اور حالیہ آرڈیننس

ہمارے ملک میں دین پسند حلقوں کے خلاف مختلف عناصر آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ ان میں وہ عناصر بھی ہیں جو سرکاری تقریبات کا آغاز بھی ناریل توڑ کر کراتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو سرے سے دین کی ضرورت ہی کے منکر ہیں جہاں تک سرکار کی پالیسی کا سوال ہے تو سرکاری حلقوں سے ہمیشہ یہی تاثر دیا جاتا رہا ہے کہ سرکار سیکولرزم پر یقین رکھتی ہے اور وہ کسی کے ساتھ دین کی بنیاد پر کوئی بھید بھاؤ نہیں کرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود جب بابری مسجد کا تالا کھولا گیا تو سرکاری نشریاتی ذرائع سے یہی اطلاع دی گئی کہ رام جنم بھومی کا تالا کھول دیا گیا۔

بہر حال سرکاری حلقوں سے سیکولرزم کے سلسلہ میں برابر یہی کہا جاتا رہا ہے کہ سرکار کسی کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہے کہ جس مذہب کو چاہے مانے اور اس پر عمل کرے۔ لیکن اب مذہبی اداروں کے سلسلہ میں حکومت نے ۲۶ مئی ۱۹۸۸ء کو جو آرڈیننس جاری کیا ، وہ ان سابقہ تاثرات کی نفی کرتا ہے۔ اگرچہ یہ آرڈیننس پنجاب کے پس منظر میں لایا گیا ہے تاکہ ملک میں امن و سلامتی کی فضا بحال ہو اور مذہبی عبادت گاہوں کو اسلحہ خانہ بننے سے روکا جاسکے۔

جہاں تک ان مقاصد کا سوال ہے تو دنیا کا ہر مذہب یہ چاہتا ہے کہ انسانی سماج کو امن و سلامتی کی فضا میسر آئے، بھائی چارہ کے جذبات کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے۔ مذہب کا موضوع ہی انسان ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں بھی اسے سکھ چین نصیب ہو اور آخرت میں بھی۔ مذہب نہ دہشت گردی کو گوارا کرتا ہے نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے

اور نہ یہ چاہتا ہے کہ عبادت گاہوں کو اسلحہ خانوں میں بدل دیا جائے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود آرڈیننس میں عمومیت کا جو اسلوب اپنایا گیا ہے اس نے ہر طرح کی دینی اور اصلاحی کوششوں کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کردی ہے۔ اس لیے مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس اس آرڈیننس کے مضمرات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اس خیال کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ یہ مذہب سے متعلق بنیادی حقوق کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

مرکزی داخلہ سکریٹری جناب سی جی سومیّا اس آرڈیننس کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اس کا اطلاق صرف امرتسر کے گولڈن ٹمپل پر ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام مذہبی اداروں پر ہوگا خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔ یہ آرڈیننس جس کا نام ہی مذہبی اداروں (کے غلط استعمال کے انسداد) سے متعلق آرڈیننس ہے اس میں جو عمومی اسلوب اپنایا گیا ہے مثلاً مذہبی ادارے، منتظمین وغیرہ۔ اس نے مسجدوں، مدرسوں خانقاہوں، تہذیبی تنظیموں، اصلاحی اداروں وغیرہ سب کو اپنے دائرہ میں لے لیا ہے۔ اسی طرح منتظمین کے لفظ نے انتظامی کمیٹیوں کے افراد، متولیان انجمنوں اور تنظیموں کے عہدہ داران سبھی کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ اسی طرح سیاسی سرگرمیوں کے الفاظ میں بھی وہ وسعت ہے جس سے کسی چیز کو علیحدہ کرنا دشوار اور کٹھن معاملہ ہے۔ جمعہ اور عیدین کے خطبات، اصلاحی تقریریں، مجلس میلاد میں ہونے والی تقریریں، عبادت گاہوں کی حفاظت اور پرسنل لاء کے تحفظ کی جدوجہد بلکہ منکر کو مٹانے اور معروف کو فروغ دینے کے لیے کی جانے والی تقریروں تک کو بھی اس آرڈیننس کے ذریعہ نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس آرڈیننس کے ان خطرناک پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے اجاگر کیا جائے تاکہ انہیں یہ محسوس ہو جائے کہ یہ آرڈیننس صرف مذہبی

اداروں کی سرگرمیوں کے لیے ہی روک نہیں ہے بلکہ اس سے جمہوری حقوق بھی پامال ہو سکتے ہیں۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام خیر پسندوں، دین پسندوں اور جمہوریت دوستوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ اس آرڈیننس کی خطرناکی کو سمجھیں اور مؤثر کوشش کریں کہ آئندہ پارلیمنٹ میں اسے جوں کا توں قانونی روپ نہ دیا جا سکے۔ ورنہ جمہوری قدریں مرجھا کر رہ جائیں گی۔ اس موقع پر مرکزی مجلس شوریٰ اپنے اس احساس کا اظہار کر دینا بھی ضروری سمجھتی ہے کہ ہمارے دینی ادارے مسجدیں، مدرسے اور اسی طرح خانقاہیں، تہذیبی انجمنیں اور عیدگاہیں نہ کبھی اسلحہ خانہ بنے تھے نہ آج ہیں۔ یہ ہمیشہ سے عبادت اور تعلیم و تربیت کے ادارے رہے ہیں اور آج بھی ان کی یہی حیثیت ہے۔ لیکن اس آرڈیننس سے ان مذہبی اداروں اور ان سے متعلق افراد کا وقار صاف طور پر مجروح ہوتا ہے گویا انھیں بھی تخریبی سرگرمیوں کا مرکز خیال کیا جاتا ہے جو ان اداروں پر ایک کھلا بہتان ہے۔ انہیں بنیادوں پر مجلس شوریٰ اس آرڈیننس کو صرف دینی سرگرمیوں کی راہ میں ایک خطرناک رکاوٹ ہی نہیں سمجھتی بلکہ اسے دینی اداروں اور تنظیموں کے وقار کو مجروح کرنے کا ایک واضح اسلوب قرار دیتی ہے۔

۲۷ اورنگ آباد کا فرقہ وارانہ فساد

فرقہ وارانہ فسادات نے ملک کے وقار کو، اتحاد و یکجہتی کے جذبات کو اور قومی معیشت کو جتنا نقصان پہنچایا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ توقع تھی کہ آزادی کے بعد ملک کو اس بیماری سے نجات مل جائے گی، لیکن یہ توقع آج بھی سراب ہی بنی ہوئی ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس فرقہ وارانہ منافرت

اوراس سے برآمد ہونے والے تباہ کن نتائج پر اپنی تشویش اور رنج وغم کے جذبات کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ ہمارے ملک کی سیاسی جماعتیں اوران کے طالع آزما رہنما اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اورنگ آباد کا حالیہ فساد اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکایا گیا۔ ورنہ میونسپل کارپوریشن کا انتخاب یا میئر کا چناؤ ہندو مسلم مسئلہ نہیں تھا لیکن اسی کو بنیاد بنا کر اورنگ آباد بڑکن پیٹھن اور ہر مئی میں فسادات کے شعلے بھڑکائے گئے۔

اس موقع پر انتظامیہ کے جانبدارانہ اور غلط رویہ سے بھی شرپسندوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ انتظامیہ کا رویہ مجلس کے نزدیک انتہائی قابلِ افسوس ہے ارباب اقتدار کو اس پہلو پر فوری توجہ دے کر اسے سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ مزید غفلت ملک میں فرقہ وارانہ منافرت کے دائرہ کو روز بروز بڑھاتی ہی چلی جائے گی۔ اس سلسلہ میں مجلس شوریٰ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ شرپسندوں کے خلاف پوری مستعدی سے قانونی کارروائی کی جائے اور مظلومین کی بھرپور مدد کی جائے اور جن بے قصور افراد کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں فوراً رہا کیا جائے۔

یہ اجلاس مسلمانوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے خیرامت ہونے کے تقاضوں کو پورا کریں۔ حالات چاہے کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں لیکن مایوسی کو در نہ آنے دیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈہ کرنے والوں کے سامنے اپنے قول وعمل سے اسلام کی سچی گواہی دیں۔ تمام خیر پسند انسانوں کو ساتھ لے کر فضا کو خوشگوار بنانے کی کوشش میں لگے رہیں۔ یہی مثبت طریقہ شرپسندوں کی شرپسندی کو ختم کرنے کے لیے مؤثر تدبیر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ اجلاس سیاسی جماعتوں سے بھی

گذارش کرتا ہے کہ وہ اس پہلو پر از سر نو غور کریں کہ فرقہ وارانہ منافرت کو وسیع کر کے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش ملک کو کہاں لے جائے گی اگر خدانخواستہ ہمارا ملک انسانی اور اخلاقی قدروں سے محروم ہو گیا تو اس کی تلافی صرف مادی ترقیوں سے کبھی بھی نہ کی جا سکے گی۔

تاثرات: ملکی اور بین الاقوامی حالات پر مرکزی مجلس شوریٰ میں اس اجلاس کے دوران جن تاثرات کا اظہار کیا گیا اسے مختصراً ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

اخلاقی حالات

عام اخلاقی حالات کے بارے میں یہ تاثر ظاہر کیا گیا کہ آج کے دور میں' مادی مفادات اور وقتی مصالح کو اوّلیت دے کر اخلاقی قدروں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے! اس کے نتیجہ میں ساری دنیا میں انفرادی و اجتماعی دونوں دائروں میں طرح طرح کے کرپشن کو فروغ مل رہا ہے نقلی دواؤں کی تجارت سے لے کر قومی دفاع کے سلسلہ میں اسلحہ کی خریداری تک کے معاملات پر ہونے والے گھپلوں کا تذکرہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آج کی دنیا ایک ایسے اخلاقی بحران سے گذر رہی ہے جس کی ماضی قریب میں کوئی مثال نہیں ملتی، اس اخلاقی بحران سے دنیا کو بچانے کے لیے ضروری ہے کہ صحیح تدابیر اختیار کی جائیں اور اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کیا جائے کہ ہر آدمی کو ایک دن اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی پوری زندگی کا حساب دینا ہے اس سلسلہ میں امت مسلمہ کی یہ پوری ذمہ داری ہے کہ وہ ترجیح آخرت کا رویہ اپنا کر اخلاقی قدروں کو پروان چڑھانے کے لیے آگے آئے۔ کیونکہ درحقیقت یہی رویہ دنیا کو اخلاقی بحران سے نکالنے کے لیے مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

فلسطین کا مسئلہ

مقبوضہ فلسطین میں آزادی کی تازہ جدوجہد نے دنیا کی

نگاہوں کے سامنے اس مسئلہ کی اہمیت کو آج پوری طرح ابھار دیا ہے۔ لیکن جن استعماری طاقتوں نے اپنے مفادات کے لیے عرب دنیا کے قلب میں اسرائیل کا خنجر گھونپا تھا وہ آج بھی پوری طرح سرگرم ہیں اور فلسطینیوں کی آزادی کے مطالبہ کو کسی نہ کسی طرح الجھاوے میں ڈال دینا چاہتی ہیں۔ اس لیے مشرقی و مغربی دونوں ہی استعماری کیمپ اسرائیل اور اس کی جارحیت کو اس خطّہ میں باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسی حالت میں عالم اسلام ہی سے یہ توقع ہے کہ وہ اس مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو اس احساس کے ساتھ ادا کرے گا کہ فلسطین محض ایک علاقائی مسئلہ نہیں بلکہ اسی کے ساتھ قبلہ اول کی بازیابی کا مسئلہ بھی جڑا ہوا ہے۔

فلسطینیوں کے جذبہ آزادی کو کچلنے کے لیے اسرائیل نے دریائے اردن کے مغربی کنارے اور غازہ پٹی میں کھلم کھلا جو جارحانہ پالیسی اپنا رکھی ہے وہ ہر طرح قابل مذمت ہے۔ خاص طور پر ابو جہاد کو سازش کے تحت قتل کیا گیا مجلس نے شدید ترین الفاظ میں اس کی مذمت کی اور اس تاثر کا اظہار کیا کہ یہ اسرائیلی دہشت پسندی کی انتہائی گھناونی صورت ہے۔ اگر اسے بروقت لگام نہ دیا گیا تو دنیا میں منظم دہشت گردی کی وبا پھوٹ پڑے گی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کی استعماری طاقتیں اسرائیل کی اس منظم دہشت گردی سے اغماض برتتی ہیں اور ان نہتے فلسطینیوں کو جو اپنے وطن کی آزادی کے لیے جد و جہد کر رہے ہیں ان پر دہشت گرد ہونے کا الزام لگاتی رہتی ہیں۔ آخر یہ الٹی گنگا کب تک بہائی جائے گی۔

ایران عراق جنگ: مشرق وسطیٰ کے اسی پس منظر میں ایران عراق جنگ پر

یہ تاثر سامنے آیا کہ دنیا کی استعماری طاقتیں اس جنگ کے دائرہ کو وسیع کرنے میں لگی ہوئی ہیں اس طرح وہ طرح طرح کے فائدے حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اس جنگ کی بدولت ان طاقتوں کو اس علاقہ میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کا موقع مل رہا ہے۔

جو طاقت اسرائیل کی جارحیت کو مٹانے پر صرف ہونی چاہیے تھی وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو برباد کرنے میں صرف کی جا رہی ہے ان دونوں ملکوں کی آپسی جنگ اسلام کے تصورِ اخوت کو جو نقصان پہنچا رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور اسلام مخالف عناصر اسے اسلام کے خلاف پروپگنڈہ میں استعمال کر رہے ہیں۔ اسلام اور عالم اسلام کے مفاد میں یہ ہے کہ جلد از جلد یہ جنگ ختم ہونی چاہیے۔ اس کے جاری رہنے سے عالم اسلام کو نہیں استعماری طاقتوں اور اسرائیل کو فائدہ پہنچے گا۔ اسی ضمن میں ایران کے سلسلہ میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ عام طور پر یہ تاثر ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ایرانی انقلاب پر شیعیت کی چھاپ دن بدن گہری ہوتی جا رہی ہے۔

افغانستان

افغانستان کے سلسلہ میں یہ تاثر سامنے آیا کہ عالمی رائے عامہ اور افغان مجاہدین کی زبردست مقاومت نے روس کو اس بات پر تو آمادہ کر دیا کہ وہ اپنی فوجیں واپس بلالے۔ لیکن جاتے جاتے اس کی کوشش یہی ہے کہ دین پسند افغانی اقتدار تک پہنچنے نہ پائیں اور وہ نجیب اللہ یا کسی اور کے پردے میں اپنے ارادوں کی تکمیل میں لگا رہے، لیکن یہ بات باعثِ شکر و مسرت ہے کہ مجاہدین روس کی چالوں کو سمجھتے ہیں اور وہ چاہے جس بھیس میں ہو یہ لوگ اسے پسپا کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ عالم اسلام مجاہدین کے ساتھ اپنے تعاون کو جاری رکھے گا تا آنکہ روسی جارحیت کا نام و نشان مٹ جائے۔

بابری مسجد

بابری مسجد کے سلسلہ میں یہ تاثر سامنے آیا کہ یہ مسئلہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم اور نازک ہے لیکن اسے حل کرنے کے لیے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا راستہ مفید نہیں ہے۔ یہ راستہ جمہوری طور طریقہ اور قانون کی حکمرانی کے تصور کے منافی ہے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ملک کے باشندوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے افہام وتفہیم کے تمام پرامن ذرائع کو اپنانا چاہیے۔ اور جو لوگ اس کی آڑ میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی مہم چلا رہے ہیں ان سے چوکنا رہنا چاہیے۔ ایسے نازک مسائل کو امن وسلامتی کے ماحول میں افہام وتفہیم کی راہ اپنا کر یا قانونی راہ اختیار کرکے حل کرنے کی کوشش سے مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۱۹؍تا ۲۸ مئی ۸۹ء

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا سالانہ اجلاس ۱۹؍مئی ۱۹۸۹ء ۴؍بجے سہ پہر مرکز جماعت اسلامی ہند ۱۳۵۳؍چتلی قبر دہلی ۶ میں شروع ہوا۔ اور ۲۸ مئی ۱۹۸۹ء کو ۹ بجے شب میں اختتام کو پہنچا۔ محترم مولانا ابواللیث صاحب ندوی اصلاحی امیر جماعت اسلامی ہند نے صدارت فرمائی اور درج ذیل ارکان مرکزی مجلس شوریٰ اجلاس میں شریک ہوئے۔

۱۔	مولانا سلمان ندوی صاحب	دعوت
۲۔	جناب عبدالرشید عثمانی صاحب	مہاراشٹر
۳۔	؍؍ کے سی عبداللہ مولوی صاحب	کیرلہ
۴۔	؍؍ اعجاز احمد اسلم صاحب	ٹمل ناڈو
۵۔	مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب	گجرات
۶۔	؍؍ یعقوب گھولائی صاحب	مغربی بنگال
۷۔	ڈاکٹر احمد سجاد صاحب	رانچی

۸۔ مولانا سید جلال الدین عمری صاحب — علی گڑھ

۹۔ جناب انعام الرحمٰن خاں صاحب — ایم۔پی

۱۰۔ 〃 عبدالعزیز صاحب — اے۔پی

۱۱۔ 〃 محمود خاں صاحب — کرناٹک

۱۲۔ 〃 محمد شفیع مونس صاحب — مرکز

۱۳۔ 〃 محمد سراج الحسن صاحب — مرکز

۱۴۔ 〃 سید یوسف صاحب — مرکز

۱۵۔ قیم جماعت افضل حسین۔

مولانا صدرالدین اصلاحی صاحب ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب (بہار) اور جناب ٹی کے عبداللہ صاحب کیرلہ اپنی علالت کی وجہ سے اور مولانا محمد یوسف اصلاحی صاحب اپنے بیرون ملک سفر کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہوسکے۔

اجلاس میں جماعت اسلامی ہند کی سالانہ رپورٹ (یکم اپریل ۸۸ء تا ختم مارچ ۸۹ء) پیش ہوئی اور اس پر تفصیلی تبادلۂ خیال ہوا۔ پھر سال گذشتہ کا گوشوارہ آمد و صرف اور آڈیٹر کی رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی اور اس پر بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ مالی سال ۹۰-۸۹ء کا بجٹ پیش ہوا۔ اور ۳۸,۰۰۰, ۳ روپیہ خسارہ کا بجٹ ہوا۔ کل متوقع آمدنی =/۲۸,۸۰۰, ۱۰ روپیہ اور کل متوقع خرچ ۸۰۰, ۶۶, ۱۳ روپیہ کا تخمینہ کیا گیا۔ متوسلین جماعت سے توقع ظاہر کی گئی کہ وہ خسارہ کی تکمیل کی طرف خصوصی توجہ دیں گے۔

ملتوی شدہ امور و مسائل پر غور و گفتگو کے علاوہ ارکان مرکزی مجلس شوریٰ اور ارکانِ جماعت کی تجاویز زیر غور آئیں۔ حالات حاضرہ پر غور کیا گیا اور مندرجہ ذیل

موضوعات پر قراردادیں منظور ہوئیں، جو اسی شمارہ میں شائع ہو رہی ہیں۔

۱۔ مسئلہ افغانستان۔

۲۔ مسئلہ فلسطین

۳۔ اخلاقی زوال کا مسئلہ

۴۔ تہذیبی جارحیت

۵۔ بابری مسجد اور

۶۔ فرقہ وارانہ فسادات

اس اجلاس کے اہم فیصلے درج ذیل ہیں:

۱۔ ملک میں اس سال عام انتخابات کے انعقاد کی اطلاع کے پیش نظر طے ہوا کہ جماعت اسلامی ہند نے اپنے ارکان کے ووٹ کے استعمال کے سلسلہ میں جو شرائط فروری ۸۵ء کے اجلاس شوریٰ میں منظور کیے تھے ان کی ضرورت و اہمیت کو پورے ملک میں مختلف ذرائع سے بخوبی اجاگر کیا جائے۔ فیصلہ کی تفصیل آئندہ صفحات میں دی جارہی ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی اگلی میقات (یکم اپریل ۹۰ء تا ۳۱؍مارچ ۹۴ء) یکم اپریل ۹۰ء سے شروع ہوگی۔ اس کے لیے نئی مجلس نمائندگان کے انتخاب و انعقاد وغیرہ کے سلسلہ میں طے ہوا کہ:

۱۔ ۲۰؍اکتوبر ۸۹ء تک جو افراد جماعت کے رکن ہوں گے وہی نئی مجلس نمائندگان کے انتخاب میں ووٹ دینے کے مستحق ہوں گے۔

۲۔ ان افراد پر مشتمل فہرست امرائے حلقہ جات ختم اکتوبر ۸۹ء تک مرکز جماعت کو ارسال کردیں گے۔ وہی فہرست فائنل سمجھی جائے گی۔ جو امرائے حلقہ جات کی طرف سے موصول ہوگی۔ ارکان کی فہرست اردو انگریزی دونوں زبانوں میں

شائع کی جائے گی۔ غیر علاقائی بنیاد پر دس ارکان مجلس کا انتخاب دسمبر ۸۹ء کے آخر تک اور علاقائی بنیاد پر ارکان نمائندگان کا انتخاب جنوری ۹۰ء کے آخر تک مکمل کر لینا ہوگا۔

علاقائی بنیاد پر ہر تنظیمی حلقہ سے ایک نمائندہ منتخب کیا جائے گا بشرطیکہ اس حلقہ کے ارکان کی تعداد پینتالیس سے زیادہ نہ ہو اور اگر ارکان کی تعداد پینتالیس سے زیادہ ہو تو ہر پینتالیس یا اس کے نصف سے زائد پر ایک نمائندہ منتخب کر لیا جائے گا۔

نئی میقات کی مجلس نمائندگان کا اجلاس توقع ہے ۱۹ر مارچ ۹۰ء کو دس بجے دن سے شروع ہوگا۔ اس کا ایجنڈا فروری ۹۰ء کے اوائل میں ارکان مجلس کے پاس ارسال کر دیا جائے گا۔

تنظیمی حلقے اپنی چہار سالہ میقاتی رپورٹ (یکم اپریل ۸۸ء تا ۳۱ر دسمبر ۸۹ء) ۲۰ر جنوری ۱۹۹۰ء تک لازماً مرکز ارسال کر دیں۔

ووٹ کے استعمال کے فیصلہ کو روبعمل لانے کے لیے مناسب اقدامات

جماعت اسلامی ہند نے اپنے ارکان کے ووٹ کے استعمال کے سلسلہ میں جو فیصلہ کیا تھا، اسے روبعمل لانے کے لیے اب مناسب اقدامات تجویز کر لیے گئے۔ یہ اقدامات جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے حالیہ اجلاس منعقدہ مئی ۱۹۸۹ء میں تجویز کیے جن کے مطابق ووٹ کے استعمال کے فیصلہ، اس کی شرائط اور ضرورت و اہمیت کو مختلف ذرائع سے اجاگر کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں امرائے حلقہ جات اپنے نظماء اور حسب حال مقامی امراء کی نشستیں طلب کر کے

جماعت کے اس سے متعلق نکات اور طریقِ نفاذ کی تفہیم کرائیں گے۔ فیصلہ کو رو بعمل لانے کے کام کی ذمہ داری مولانا محمد سراج الحسن صاحب سکریٹری جماعت اسلامی ہند کو سونپی گئی ہے۔ جو اس سلسلہ میں پورے ملک کا دورہ کریں گے۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے تجویز کردہ اقدامات پر مشتمل جو ہدایات جاری کی ہیں ان کا متن حسب ذیل ہے۔

الف • ملک کی پارلیمنٹ، ریاستی اسمبلیوں وغیرہ کے انتخابات میں ارکانِ جماعت کے لیے ووٹ کے استعمال سے متعلق فیصلے اور ان شرائط کی اہمیت و ضرورت کو اردو، انگریزی، ہندی اور ملک کی مختلف علاقائی زبانوں میں واضح کیا جائے اس کے لیے حسب موقع وضرورت کتابچے، فولڈرس، ہینڈ بلس اور پوسٹرس شائع کیے جائیں۔

• ملک کی مختلف زبانوں کے اخبارات و رسائل اور حسب سہولت دیگر ذرائع ابلاغ کو بھی جماعت کے فیصلے اور اس کے متعلقات کی اشاعت کا ذریعہ بنایا جائے۔

• انفرادی ملاقاتوں، گروپ اور کارنر میٹنگوں اور خطابات وغیرہ کے ذریعہ بھی تعارف و تفہیم کا کام لیا جائے۔

• مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلے اور اس کے متعلقات کی اگر کسی طرف سے پبلک اسٹیج یا پریس وغیرہ کے ذریعہ مخالفت ہو تو اس کا بہ طریقِ احسن جواب دیا جائے اور وضاحت کی جائے۔

ب • امرائے حلقہ جات کو ہدایت کی جائے کہ وہ سب سے پہلے اپنے نظماء اور حسب حال مقامی امراء کی نشستیں بلا کر جماعت کے فیصلے اور درج بالا نکات کی خاص طور پر اس طریقِ نفاذ کی بخوبی تفہیم کرا دیں جس کے بارے میں

انہیں پہلے ہی سے سرکلر وغیرہ کے ذریعہ مطلع کیا جا چکا ہے۔

ارکانِ جماعت پر یہ بات بخوبی واضح کی جاتی رہے کہ ان کے بیان یا رویہ سے اس بات کا اظہار نہ ہو کہ وہ رائے دہندگان کو کسی کے حق میں ووٹ کے استعمال کی ترغیب دے رہے ہیں یا کسی امیدوار کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان اقدامات کو ٹھیک طور سے روبعمل لانے اور پورے ملک میں دورہ کر کے ان کی تفہیم کرانے کے لیے جناب محمد سراج الحسن صاحب سکریٹری جماعت کو ذمّہ دار مقرر کیا گیا ہے۔ ضرورتاً موصوف کے لیے معاون بھی فراہم کیے جائیں گے۔

واضح رہے کہ پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں میں ووٹ کے استعمال سے متعلق ایک چہار ورقہ قیم جماعت اسلامی ہند مولانا افضل حسین صاحب کی طرف سے پہلے ہی جاری کیا جا چکا ہے۔ اس چہار ورقہ میں طے شدہ شرائط کے ذیل میں کہا گیا ہے۔

جماعت اسلامی ہند اپنے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے اخلاقی پرامن، و تعمیری اور جمہوری و آئینی ذرائع اختیار کرتی اور ایسے تمام طریقوں سے اجتناب کرتی ہے جو صداقت و دیانت کے خلاف ہوں۔ یا جن سے فرقہ وارانہ منافرت، طبقاتی کشمکش اور فساد فی الارض رونما ہو سکتا ہو۔ جمہوری و آئینی کے مفہوم میں انتخابی سیاست میں حصّہ لینا بھی شامل ہے۔ اس لیے جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے معروف انسانی قدروں کے فروغ، منکرات کے ازالے عدل و قسط کے قیام، سماجی و معاشی انصاف کے حصول اور کلیت پسندانہ و آمرانہ رجحانات کے سدّباب جیسے اہم مقاصد کے لیے اپنے اجلاس فروری ۱۹۸۵ء میں اپنے ارکان پر سے ووٹ نہ دینے کی پابندی کچھ شرائط کے ساتھ اٹھا دی ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ نے اس ضمن میں جو شرائط طے کی ہیں وہ درجِ ذیل ہیں جن کو ارکانِ

جماعت اپنے ووٹ کے استعمال میں ملحوظ رکھیں گے۔

شرائط:۔ امیدوار وعدہ کرے کہ منتخب ہو جانے پر وہ معروف انسانی اقدار کے فروغ، عدل وقسط کے قیام اور سماجی و معاشی انصاف کے حصول کلیت پسندانہ اور آمرانہ رجحان کے سدباب، عدم مساوات، اونچ نیچ، چھوت چھات کو مٹانے اور مذہبی، لسانی اور تہذیبی اکائیوں کے خلاف تعصبات کو ختم کرانے، فرقہ پرستی اور تہذیبی جارحیت کی روک تھام، ملکی سماج کو کرپشن، خاص طور پر بدکاری، جوا، سٹہ لاٹری اور شراب نوشی ورشوت ستانی جیسی خباثتوں سے اور ملک کی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کرانے کی حتی الوسع کوشش کرے گا۔

۲۔ جان ومال اور عزت و آبرو، دینی تعلیم، پرسنل لا، زبان اور اوقاف کے تحفظ وغیرہ امور و مسائل سے متعلق مسلمانوں کے موقف اور مطالبات سے فی جملہ واقفیت و ہمدردی رکھتا ہو۔

۳۔ وعدہ کرے کہ منتخب ہو جانے پر وہ ہمارے موقف و مطالبات کی تائید کرے گا اور کسی ایسی قانون سازی کی حمایت نہیں کرے گا جو اس موقف کو نقصان پہنچانے والی ہو۔

۴۔ وہ کسی ایسی پارٹی کے ٹکٹ پر نہ کھڑا ہو:

الف۔ جس کے نقطۂ نظر میں صریحاً اسلام دشمنی اور مسلم دشمنی نمایاں ہو یا جن کا عملی رویہ اسلام اور مسلمانوں کے موقف اور مطالبات کے سلسلہ میں مخالفانہ ہو۔

ب۔ جو ملک میں کلیت پسندانہ و آمرانہ نظام قائم کرنا چاہتی ہو۔

۵۔ وہ اپنے حلقۂ تعارف میں ایک سچے اور بھلے شخص کی حیثیت سے جانا مانا جاتا ہو۔

۶۔ اس سے ایفائے عہد کی توقع ہو۔

نوٹ : غیر مسلم امیدوار پر بھی ان شرائط کا اطلاق ہوگا۔

۲۔ اگر ملک یا کسی ریاست میں کبھی ایسی صورتحال پیدا ہوجائے کہ صرف ان پارٹیوں ہی کے درمیان مقابلہ فیصلہ کن صورت اختیار کرلے جو ہمارے شرائط کے تحت ووٹ کی مستحق قرار نہیں پاتیں، تو اس صورت میں کم مضر پارٹی کے حق میں ووٹ کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

لوکل باڈیز کے انتخابات میں ووٹ کے استعمال کے سلسلہ میں کہا گیا ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند نے اپنے اجلاس اپریل ۸۷ء میں طے کیا کہ :

ارکان جماعت اسلامی ہند کو لوکل باڈیز اور گرام پنچائتوں کے انتخابات میں "مرکزی مجلس شوریٰ کے طے کردہ شرائط کے تحت" اپنے ووٹ کے استعمال کی اجازت ہوگی تاکہ جماعت اسلامی ہند کے میقاتی پروگرام کے بعض اجزاء بالخصوص خدمت خلق اور ملکی مسائل وغیرہ کے لیے ووٹ کا استعمال ممد و معاون ہوسکے۔

شرائط :۔ گرام پنچایت اور لوکل باڈیز کے انتخابات میں ارکان جماعت کے ووٹ کے استعمال کے شرائط یہ ہوں گے۔

امیدوار بلا لحاظ مذہب و ملت اپنے حلقۂ تعارف میں ایک سچے اور اچھے بھلے شخص کی حیثیت سے جانا مانا جاتا ہو۔ اس سے ایفائے عہد کی توقع ہو اور اسلام و مسلم دشمنی کا اندیشہ نہ ہو اور وہ وعدہ کرے کہ منتخب ہونے کے بعد وہ :

نسل و برادری اور علاقہ و زبان کی عصبیت سے اوپر اٹھ کر عوام کی خدمت کرے گا اور کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو تہذیبی اکائیوں کے درمیان بغض و عناد اور منافرت کے جذبات کو بڑھاتے ہوں۔

سماجی و شہری سہولتوں کی فراہمی کے سلسلہ میں علاقہ، بستی، محلہ کی حقیقی ضرورت کو مقدّم رکھے گا۔

زندگی میں اخلاقی بگاڑ لانے والی تمام چیزوں کو اپنے متعلقہ ادارہ کے ذریعہ ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ مثلاً جوا، شراب، اور بدکاری وغیرہ کے اڈوں کو ختم کرنے کی اور اپنے محلہ، بستی وغیرہ کو رشوت، جہیز کی لعنت اور ظلم و زیادتی سے محفوظ رہنے کے لیے کوشاں رہے گا۔

اپنی بستی، علاقہ، محلہ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی، امن و امان کی برقراری اور جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کو اپنی اوّلین ذمّہ داری سمجھے گا۔

مختلف فرقوں کے مذہبی مقامات، عبادت گاہوں اور ان سے متعلق جائدادوں کی حفاظت اور ان کی اصل حیثیت کی برقراری کی بھرپور سعی کرے گا۔

اس امر کی پوری کوشش کرے گا کہ اپنے ادارہ سے کسی حق دار کو انصاف کے حصول میں تاخیر نہ ہو اور کوئی مصنوعی رکاوٹ آڑے نہ آنے پائے اور اگر اس راہ میں کوئی ضابطہ مانع ہو تو اسے تبدیل کرانے کی سعی کرے گا۔

باہمی نزاعات کے بارے میں کوشش کرے گا کہ کوئی فیصلہ فریقین کے پرسنل لا کی خلاف ورزی پر منتج نہ ہو۔

تعلیمی، طبی اور زرعی سہولتوں کی فراہمی کے سلسلہ میں کوشش کرے گا کہ کوئی حق دار اپنا حق پانے سے ضعیفی یا پسماندگی یا اقلیتی فرد ہونے کے باعث محروم نہ رہ جائے۔ اجتماعی اور ثقافتی سرگرمیوں کے سلسلہ میں اس بات کا دھیان رکھے گا کہ ان کے ذریعہ سماج میں کسی ایسی چیز کو در آنے کا موقع نہ ملے جو بے حیائی فحاشی بد اخلاقی اور منکرات کے فروغ کا سبب بن سکے۔

یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور محتاجوں کی خدمت اور خبر گیری میں کوتاہی نہ کرے گا۔ ارضی وسماوی حادثات کے موقعوں پر مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد و اعانت کی بھرپور کوشش کرے گا۔

معاشی طور پر لوگوں کو اوپر اٹھانے اور بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کے سلسلے میں گھریلو صنعتوں کے قیام کی اور اس بات کی پوری کوشش کرے گا کہ انہیں حکومت کی ترقیاتی اور امدادی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کا پورا موقع ملتا رہے۔

قراردادیں

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۸ر مئی ۸۹ء میں شرکائے اجلاس نے ملکی وملی اور عالمی اہم مسائل پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آخر میں ان کے خلاصہ پر مشتمل قراردادیں منظور کیں جو درج ذیل ہیں۔

مسئلہ افغانستان

افغانستان کا مسئلہ جیسا کہ سب جانتے ہیں، روسی مداخلت اور جارحیت کے نتیجہ میں پیدا ہوا اور مجلس شوریٰ کے خیال میں اب بھی جنیوا معاہدہ کے پس پردہ اصلاً روس کی استعماری سیاست ہی اس مسئلہ کے منصفانہ حل میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اگرچہ اس موڑ پر دوسری استعماری طاقتیں بھی اپنے مفادات کے پیش نظر روسی استعمار کے عزائم کی تکمیل میں مددگار بن رہی ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ افغانستان کے دین پسند مجاہدین برسر اقتدار نہ آنے پائیں۔ لیکن اس کے باوجود مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں اور آزادی پسند دنیا کو یہ توقع ہے کہ ایک نہ ایک

دن مجاہدین کامیاب ہو کر رہیں گے۔ مجاہدین پہلی گوریلہ جنگ کا راستہ چھوڑ کر بے سروسامان کے باوجود روس کی تربیت یافتہ۔ نجیب انتظامیہ کی مسلح فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں اور حالات وواقعات یہ بتاتے ہیں کہ اسکڈ مزائلوں کے استعمال اور اندھا دھند بمباری سے بھی مجاہدین کا کوئی گھیرا توڑا نہیں جاسکا۔ خود تاس کے حوالہ سے جو خبریں دنیا میں نشر ہو رہی ہیں ان کے بین السطور میں نجیب انتظامیہ اور اس کی سرپرست روسی حکومت کی بے بسی صاف جھلکتی رہتی ہے۔ اس کے تمام پروپگنڈہ کے باوجود یہ حقیقت واضح ہے کہ نجیب انتظامیہ نے بعض شہری علاقوں میں اپنے لیے جو حصار بنا رکھے ہیں ان سے باہر نکلنے کی جرات اپنے اندر نہیں پیدا کر سکی ہے اس لیے کہ افغان عوام کی بہت بڑی اکثریت مجاہدین کے ساتھ ہے۔

حال ہی میں پشاور میں مقیم افغان مجاہدین کے نمائندوں اور ایران میں مقیم مجاہدین کی تنظیم کے ذمہ داروں کے درمیان جو مذاکرات ہوئے ہیں، ان سے اور روس کے اول نائب وزیر خارجہ مسٹر ورنیتوف کے دورۂ ایران کی خبروں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ سرد مہری کی برف پگھل رہی ہے اور ایران میں مقیم مجاہدین بھی عدم تعاون کا رویہ ترک کر کے ایک بار پھر روسی استعمار کے خلاف سرگرم ہوتے جارہے ہیں۔ خدا کرے یہ خبریں صحیح ہوں اور اس راہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

جہاد افغانستان کے اس آخری مرحلہ میں پوری آزاد دنیا خاص طور سے عالم اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حق وانصاف کے لیے برسرپیکار مجاہدین کو ہر ممکن تعاون دیں تاکہ افغانستان استعماریت کے ہر ایک پھندے سے آزاد ہو کر اپنی منزل پالے۔

افغانستان کے مسئلہ کے سلسلہ میں ہماری حکومت کے لیے حق وانصاف اور خود اپنے ملکی مفادات کے پیش نظر ایک اچھا موقع تھا کہ اس کا رویہ ملکی اور عالمی رائے عامہ کے مطابق ہوتا اور اگر توجہ کی جائے تو یہ موقع اب بھی باقی ہے۔

مسئلہ فلسطین

یہ حقیقت اب عالمی سطح پر تسلیم کی جانے لگی ہے کہ فلسطین کا مسئلہ صرف مشرق وسطیٰ کے امن و سلامتی کے لیے ہی نہیں بلکہ عالمی امن کے لیے بھی خطرہ بنتا جارہا ہے۔ عدل وانصاف کی بنیاد پر اس مسئلہ کو حل کرنے میں جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی یہ خطرہ بھیانک ہوتا جائے گا۔ اس موقع پر مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند یہ ضروری سمجھتی ہے کہ یہ بات ذہنوں میں بخوبی واضح ہوجانی چاہیے کہ یہ مسئلہ استعماری طاقتوں کا پیدا کیا ہوا مصنوعی مسئلہ ہے۔ ہٹلر کے ظلم وجبر کی دہائی دے کر عربوں کو اجاڑا گیا۔ دوسری عالمی جنگ کی ستائی ہوئی دنیا نے آئندہ جنگ سے بچنے کے لیے جس اقوام متحدہ کی تشکیل کی تھی، یہ طرفہ تماشہ ہے کہ اسی عالمی ادارہ کی آڑ لے کر استعماری طاقتوں نے فلسطین میں اسرائیل کے وجود کو قانونی جواز عطا کیا اور آج اسرائیل، فلسطین میں فلسطین کے اصل باشندوں کے ساتھ وہی سلوک کر رہا ہے جسے دیکھ اور سن کر نازی درندگی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ مدتوں اسرائیل کے ظلم وجبر پر پردہ ڈالنے کے لیے فلسطین کے حریت پسندوں کو دہشت پسند کہہ کر ان کے خلاف نہایت گھناونا پروپگنڈہ کیا گیا۔ لیکن اب جبکہ اس پروپگنڈہ کا پردہ فاش ہوگیا ہے اسرائیلی ظلم وتعدی کو چھپانے کے لیے نئی نئی تاویلیں کی جارہی ہیں

دنیا مطالبہ کر رہی ہے کہ آزاد فلسطین اسٹیٹ کو قائم کر کے فلسطینیوں کے آئینی حقوق کو بحال کیا جائے۔ لیکن اسرائیل کا پشت پناہ امریکہ، اسرائیل کے مفاد میں آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی راہ میں نت نئی اڑچنیں ڈالتا رہتا ہے۔ روس بھی بیان بازی کی حد تک فلسطینیوں کی حمایت کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے لیکن عملاً اس کے حق میں کوئی مؤثر رول ادا نہیں کر رہا ہے بلکہ فنی اور افرادی قوت مہیا کر کے اسرائیل ہی کو توانا بناتا ہے۔

اسرائیل سے ان استعماری طاقتوں کے گہرے تعلقات کے بارے میں صرف اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ یہی بڑی طاقتیں اس کے ناجائز وجود کی ضامن بنی ہوئی ہیں۔ استعماری طاقتوں کے اسی رویہ کے باعث آج بھی اسرائیلی ظلم و ستم کی چکی پوری رفتار سے چل رہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں تک اسرائیلی گولیوں کا شکار ہو رہے ہیں، بستیاں اجاڑی جا رہی ہیں ہزاروں بے گناہ اور معصوم افراد قید خانوں میں بند کر دیے گئے ہیں۔

مجلس شوریٰ کے خیال میں فلسطین کا مسئلہ کوئی علاقائی سیاسی مسئلہ نہیں ہے اس کے ساتھ مسجد اقصیٰ اور دیگر مقدس مقامات کا مسئلہ بھی جڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے اسے مسلمانانِ عالم کے ایک اہم دینی و ملّی مسئلہ کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ استعماری طاقتوں نے ہمیشہ دنیا کو گمراہ کرنے کے لیے اسے علاقائی اور قومی مسئلہ کے روپ میں پیش کیا جب کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا موقف یہ ہے کہ یہ مسئلہ عدل و انصاف کی بنیاد پر جلد از جلد حل ہو اور صہیونی جارحیت کا سلسلہ ختم ہو اس مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں تحریک آزادی فلسطین نے آج کل جو موقف اپنایا ہے مجلس کے خیال میں اگرچہ اس کی بنیاد پر مسئلہ کا مکمل حل ممکن نہیں ہے۔ لیکن عالم اسلام کے حالات اور دنیا کے عام

رجحان کو سامنے رکھتے ہوئے مجلس شوریٰ جلد از جلد مقبوضہ علاقوں میں آزاد فلسطین ریاست کے قیام کو یقینی بنانے کے مطالبہ کو پوری تائید کرتی ہے اور بیت المقدس کو اس کی راجدھانی بنایا جائے۔ مجلس شوریٰ، عالم اسلام اور آزادی پسند دنیا سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ مسئلہ کے اس حل کو مرئی روپ دینے کے لیے اپنی پوری توجہ صرف کرے کہ یہ رویہ عالمی امن کے مفاد میں ہوگا۔

مجلس شوریٰ فلسطین کے مسئلہ میں حکومت ہند کی پالیسی کو پسندیدہ نظر سے دیکھتی ہے یہ واقعہ ہے کہ ہماری حکومت نے اس مسئلہ میں ہمیشہ فلسطینی قوم کے مبنی برحق موقف کی تائید و حمایت کی ہے۔

اخلاقی زوال کا مسئلہ

یوں تو آئے دن مختلف مسائل اور ان کی خطرناکیوں کا ذکر عالمی سطح پر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج دنیا کے سامنے سب سے سنگین مسئلہ اخلاقی زوال کا ہے اس کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ معاشی اور جنسی اسکینڈلوں کے نتیجہ میں آئے دن جمی جمائی حکومتیں شدید قسم کے بحران سے دوچار ہوتی رہتی ہیں دنیا کے انتہائی ترقی یافتہ ممالک مثلاً امریکہ، برطانیہ اور جاپان کی مثالیں ابھی تازہ ہیں جنہیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اخلاق کا یہ زوال جو مغرب سے شروع ہوا تھا اب بتدریج مشرق کے ترقی پذیر ممالک کو اپنی لپیٹ میں لیتا جارہا ہے۔ نشر و اشاعت کے ذرائع مثلاً ٹیلی ویژن، ریڈیو اخبارات و رسائل اور فلموں کے ذریعہ مغرب میں جس طرح اباحیت پسندی کو بڑھاوا دیا جارہا ہے اب انھیں ذرائع سے یہ سلسلہ مشرق میں تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اس کے

نتیجہ کے طور پر کردار کے جس بحران میں مغرب مبتلا تھا وہ مشرق کی تقدیر کا بھی حصّہ بنتا جا رہا ہے۔ چنانچہ ان ملکوں میں بھی فحاشی، عریانی، جنسی مزاج اور نشہ آور اشیا ر کا استعمال وبائی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ مغرب کی نئی نسل کی طرح ہماری نئی نسل بھی بے سمتی اور دہشت پسندی میں بری طرح مبتلا ہوتی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی اس زوال کا سایہ زندگی کے دوسرے سیاسی معاشی اور معاشرتی میدانوں پر گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے بھیانک انجام سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اخلاقی قدروں کو ہم ان کی صحیح بنیادوں کے ساتھ اپنائیں اور انھیں مادی اور سیاسی مفادات کے تابع نہ کریں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مذہب کو زندگی کے تمام دائروں سے باہر نکال پھینکنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس پر نظر ثانی کی جائے اور مذہب کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھا جائے اور اس احساس کو ذہنوں میں تازہ رکھا جائے کہ مذہب کا موضوع انسان کو انسان بناتا ہے اور اسے چھوڑ کر کسی اور چیز سے صحیح خطوط پر انسانیت کی تعمیر ممکن نہیں۔

مجلس شوریٰ اپنے اس یقین کا پوری قوت کے ساتھ ایک بار پھر اعادہ کرتی ہے کہ انسانیت کی نجات اور فلاح و بہبود دین کی طرف مراجعت اور ترجیحات آخرت کے عملی رویہ ہی میں مضمر ہے۔

تہذیبی جارحیت

گذشتہ چند برسوں سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ جو پروگرام اور خبرنامے جس طرح پیش کیے جا رہے ہیں اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ان اداروں کے ذمّہ داروں کی طرف سے جان بوجھ کر قدیم تہذیب و تمدّن کے نام پر ایک خاص

مذہب کا پرچار ہو رہا ہے۔ مجلس شوریٰ اس رجحان پر گہری تشویش کا اظہار کرتی ہے اور حکومت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ تہذیبی جارحیت کی حوصلہ افزائی کا سبب نہ بنے۔

مجلس شوریٰ اس موقع پر اپنے اس خیال کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے اور حکومت کو اس کی طرف توجہ بھی دلاتی ہے کہ این سی ای آر ٹی N.C.E.R.T. کے ذریعہ چھٹی اور ساتویں درجہ کے طلبہ کے لیے سنچھیت رامائن سنچھیت مہابھارت جیسی کتابوں کی تیاری اور ان کی لازمی تعلیم تہذیبی اقلیتوں کے ساتھ صریح زیادتی اور آئین کی روح کے سراسر منافی ہے۔

اسی طرح یوپی اقلیتی مدارس پر و نج بورڈ کا اطلاق اور عورتوں اور بچّوں کے اداروں کے متعلق لائسنس قانون کا نفاذ بھی مجلس شوریٰ کی نظر میں نہایت نامناسب قدم ہے جس سے اقلیتوں کے بنیادی حقوق متاثر ہوں گے۔ شوریٰ امید کرتی ہے کہ حکومت اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرے گی اور اپنی پالیسی پر نظر ثانی کر کے خدشات کو دور کرے گی اور یہ بات نوٹ کرے گی کہ خوب و ناخوب کے امتیاز کے بغیر نت نئے مسائل کھڑا کرنا دانائی کی علامت نہیں ہے۔

بابری مسجد

بابری مسجد کے قضیہ کو لے کر تہذیبی جارحیت پسند عناصر اور پارٹیاں ملک میں فرقہ وارانہ صف آرائی کی جو فضا بنا رہی ہیں۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ حکومت اور ملک کے تمام انصاف پسند اور امن دوست لوگوں سے یہ اپیل کرتا ہے کہ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی اس مفسدانہ منصوبہ بند کوشش کو ناکام بنانے کے لیے آگے بڑھیں اور اب جب کہ

افہام وتفہیم کی تمام کوششیں عملاً ناکام ہو چکی ہیں تو بظاہر ایک ہی راستہ کھلا نظر آتا ہے کہ عدالت کے ذریعہ اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اس معاملہ کو نہ مزید الجھایا جائے اور نہ اس میں مزید تاخیر کی جائے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت ان عناصر کی ناروا جارحانہ کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دے جو اپنے طور پر رام جنم بھومی مندر کی تعمیر نو کے لیے باقاعدہ ایک پروگرام کا اعلان کر رہے ہیں اور اس کے لیے گاؤں گاؤں سے رام شیلائیں اکٹھا کرنے کے پروگرام کو عملی روپ دینے جا رہے ہیں۔یہ پروگرام ظاہر ہے فرقہ وارانہ منافرت میں اضافہ ہی کا سبب بن سکتا ہے۔حکومت کو ان لوگوں کے رویہ پر بھی نظر رکھنی چاہیے جو یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی عدالتی فیصلہ کو نہیں مانیں گے۔ یہ لوگ قانون کی حکمرانی کو چیلنج کر رہے ہیں اور عملاً جنگل کے قانون کو واپس لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ظاہر ہے یہ رجحان اور یہ رویہ کسی بھی مہذب سماج کے لیے نہ کبھی مناسب تھا اور نہ آئندہ مناسب ہو سکتا ہے، ملک اور سماج کے وسیع تر مفاد میں بہر طور اس کی موثر حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

مجلس شوریٰ ان نام نہاد افراد اور تنظیموں کی مذمت کرتی ہے جو ایک سازش کے تحت وقتاً فوقتاً مسلمانوں کا خود ساختہ نمائندہ بن کر مسلمانوں کو مسجد سے دستبردار ہونے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں، حالانکہ جن افراد اور تنظیموں کو وہ آلۂ کار بناتے ہیں ان کا مسلم سماج میں کوئی مقام نہیں ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات

یوں تو کہنے کے لیے ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے کہ ہمارا ملک مختلف تہذیبی اکائیوں کا

گہوارہ ہے۔ اس چیز نے جہاں اسے ایک خوبصورت چمن کا روپ دے دیا ہے وہیں وقتاً فوقتاً ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات ملک کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ بنے ہوئے ہیں۔ ماضی میں قومی تحریک کے رہنما اس سلسلہ میں ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے کہ باہر کے حکمران یہاں کے باشندوں میں پھوٹ ڈال کر اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ غلامی کی بیڑیاں کٹتے ہی اخوت و بھائی چارہ کی روشن صبح طلوع ہو جائے گی اور یہ فرقہ وارانہ ہنگامہ ماضی کی بھولی بسری داستانیں بن جائینگی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آزادی کے چالیس سال گزر جانے کے باوجود فرقہ وارانہ ہنگامے ختم ہونے کے بجائے بھیانک روپ اختیار کرتے جارہے ہیں۔ ابھی کچھ ہی دنوں پہلے انھیں ہنگاموں کے باعث مکرانہ میں کروڑوں روپیہ کا نقصان ہوا۔ ہزاری باغ، متھرا وغیرہ میں شرپسندوں نے جس طرح تباہی اور بربادی کا ڈرامہ اسٹیج کیا ہر محب امن کے لیے وہ تشویش کی بات ہے۔ ان فرقہ وارانہ ہنگاموں میں صرف جان و مال کی تباہی نہیں ہوتی بلکہ تعمیر و ترقی کا چلتا ہوا پہیہ بھی رک جاتا ہے پڑوسی پڑوسی سے بدگمان ہو جاتا ہے، دنیا میں جو رسوائی ہوتی ہے وہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ان ہنگاموں کے اس پہلو کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے کہ ان کے باعث جان و مال کا جو نقصان ہوتا ہے وہ نقصان ملک ہی کا نقصان ہے۔ اور ملک ہی کو اس کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اور اس سے مذہب مخالف عناصر کو مذہب کے خلاف پروپگنڈا کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ حالانکہ ان ہنگاموں کے پیچھے سیاست کا ہاتھ ہوتا ہے مذہب کا نہیں۔ اور غالباً اسی لیے ان ہنگاموں کے مواقع پر ریاستی پولس کے رویہ سے شرپسندوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ان ہنگاموں کو بھولی بسری داستان بنانے کے لیے

ملک کے ارباب حل وعقد کی طرف سے بھی بار بار یہ بات کہی گئی کہ جہاں یہ ہنگامے ہوں گے وہاں انتظامیہ کے ذمہّ داروں پر اُس کی ذمہّ داری ڈالی جائے گی۔ لیکن واقعات یہ بتاتے ہیں کہ ان ذمہّ داروں میں سے کسی کو بھی سوال و جواب کے کٹھرے میں کھڑا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان میں سے بعض کو ترقیاں دی گئیں۔ اسی طرح کبھی کبھی یہ بھی کہا گیا کہ ان ہنگاموں پر قابو پانے کے لیے ایک خاص فورس تیار کی جائے گی اور اس میں اقلیتوں کو پوری پوری نمائندگی دی جائے گی لیکن یہ وعدہ بھی وعدہ ہی بنا رہا۔

ایسی حالت میں مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ارباب حل وعقد اور ملک وقوم کے بہی خواہوں سے یہ اپیل کرتا ہے کہ فرقہ وارانہ ہنگاموں پر قابو پانے کے لیے سنجیدہ کوششوں کا آغاز کریں۔ ملک کے روشن مستقبل کی تمنا بھی یہی تقاضا کرتی ہے کہ ملک کی فضا کو پُرامن بنایا جائے۔ بھائی چارہ کی فضا کو عام کیا جائے اور سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے سے پوری طرح اجتناب کیا جائے۔

افضل حسین
قیم جماعت